UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232197
UNIVERSAL
LIBRARY

بسلسلہ درجہ کامل الہ آباد و دبیر کامل لکھنؤ یونیورسٹی۔ ایم اے وغیرہ

شرح شاہ ثانی

جلد دوم

بر قصاید حسان العجم خاقانی

از

علامہ شاہ ثانی پروفیسر

باہتمام نواب صدیق حسن

در مطبع آگرہ اسٹیم پریس آگرہ طبع شد

۱۹۳۰

فہرست قصائد

شرح قصیدۂ اول		ہر صبح سر ز گلشن سودا بر آورم	صفحہ (۱)
〃 〃	دوم	صبحدم چوں کلہ بندد آہِ دود آسای من	۶۸
〃 〃	سوم	عروس عافیت آنگہ قبول کرد مرا	۱۲۸
〃 〃	چہارم	ہر صبح پاے صبر بدامن در آورم	۱۶۲
〃 〃	پنجم	جوشن صورت بروں کن در صف مرداں در آ	۲۰۰
〃 〃	ششم	قحط وفاست در ہمہ آخر الزماں۔	۲۱۵
〃 〃	ہفتم	سر بر فقہ ترا سر کشد بتاج رضا	۲۳۹
〃 〃	ہشتم	اے پنج نوبہ، کوفتہ در دار ملکِ لا	۲۶۹
〃 〃	نہم	طفلی ہنوز بستہ بہ گہوارۂ فنا	۲۹۴
〃 〃	دہم	سنت عشاق چیست برگِ عدم ساختن	۳۰۷
〃 〃	یازدہم	ناگزر از دست نوبت غم داشتن	۳۱۴
〃 〃	دوازدہم	شبہا ان چوں رخ صبح آئینہ سیما بینند	۳۲۲
〃 〃	سیزدہم	صبح وارم کآفتابی در نہاں آوردہ ام	۳۵۲

تقاریظ ۳۷۹ × ۳۸۰



فہرست مضامین

شاہانہ انتساب

تمہید صفحہ ۲
میرار امپور آنا
خاقانی کا پہلا قصیدہ
بعض قصائد کا پڑھانا
شرح شادی آبادی اور اسکی نقل
اصل نسخہ کا ملنا
سب سے عمدہ شرح
شرحوں کی حالت
جناب شاداں بلگرامی کی شرح
شرح کرنے کا ارادہ اور ایک جلد کی تیاری
شرح میں تغیر۔
طبع ہونے میں رکاوٹ
عذب البیان کی شرح
شرح کا نمونہ
نمونہ پر رائیں
قیمتی مشوروں کا اعتدال
شرح کی ترتیب
شرحوں۔ لغات سے بحث
مذہبی طعن سے بحث نہیں کی گئی۔
پروفیسر محمد حنیف صاحب کی رائے
شرح کے انتساب کی نکتہ چینی۔
خاقانی کی شرح اعلیحضرت خاقان ہی سے منسوب ہو سکتی ہے
بارگاہ خاقانی میں عرضداشت اور اسکی منظوری
صاحب جوڈیشل سکریٹری اور شرح
جناب مختری مولوی سید احمد صاحب اور شرح
اپنے قابل شاگردوں کا شکریہ۔

حسان العجم خاقانی کے مختصر حالات صفحہ ۱۳

سوانح عمری کی ضرورت
تذکرہ نویسوں کا شعار
خاقانی کا نام
باپ دادا۔ اور ان کا پیشہ
خاقانی کی ماں۔
ماں کی تعریف
جائے پیدائش
سن پیدائش
خاقانی کی ابتدائی نگرانی
تعلیم
چچا سے تعلیم
چچا کا نام
چچا کے مرنے کا صدمہ
شاعری کا استاد
خاقانی کا استاد سے حسد اور ہجو
ابوالعلاء اور فلکی۔
ہجو کے اشعار
روسی پروفیسر تعجب رفع کرتا ہے
خاقانی کا تخلص۔
دوسرا تخلص
ابوالعلا کا بیان
ایک ایک قصیدے پر ایک ایک ہزار اشرفی
خاقانی کی زندگی کا ایک اہم واقعہ۔
قید خانہ
قید خانہ میں جانے کی وجہ
شاہ کی والدہ کی شفارشش
مولانا شبلی کن روایت و درایت کو تسلیم کرتے ہیں۔
مولانا کی تردید پہلا واقعہ روایت و درایت دونوں کے خلاف
مولانا مرحوم کی روایت یقین کے مرتبہ پر نہیں پہنچتی
پہلا قصہ نہ روایت کے خلاف نہ درایت کے خلاف۔
قید خانہ جانے کی ایک اور وجہ
رشید وطواط سے اہل جول
رشید وطواط کی ہجو
قحطستان کا سفر اور اس کے متعلقات
مولانا شبلی کی تردید خاقانی نظامی توہم پرست نہیں
خاقانی اور خضر
قصیدہ کی فرمائش
سنہ شعر اور تعجب
مولانا شبلی کی تعجب
خاقانی توہم پرست نہیں۔
خاقانی پر سحر کا اثر کیا
افضل الدین کی تعریف
اثیر الدین اخسیکتی سے شاعرانہ چوٹیں
خاقانی کا لطیفہ
خاقانی کی اولاد۔ اسکی بیماری، اور موت
بی بی کا انتقال
گوشہ نشینی
خاقانی کا انتقال۔ سن انتقال۔ قبر
خاقانی کے معاصرین
خاقانی پیغمبر سخن ہے
کلام پر مختصر تبصرہ صفحہ ۲۹

انتساب

میری یہ ناچیز تصنیف اپنی بلند اختری پر جتنا فخر کرے کم ہے
اس لئے کہ اعلیحضرت عالیجاہ فرزند دلپذیر دولت انگلشیہ
مخلص الدولہ امیر الامرا۔ ناصر الملک کرنل۔ ہز ہائنس خاقان
ابن خاقان۔ ابن خاقان۔ سر سید **محمد حامد علیخان** بہادر
دام اقبالہم مستعد جنگ۔ جی۔ سی۔ ایس۔ آئی۔ جی۔ سی۔ آئی۔
اے۔ جی۔ سی۔ آی۔ او۔ اے۔ ڈی۔ سی۔ ٹوکنگ امپیریل
فرمانروائے دارالسرور رامپور کے الطاف خسروانہ نے اُسے
اپنے نام نامی و اسم گرامی پر معنون ہونیکی اجازت فرمائی۔ اب وہ
شاہانہ انتساب کے خلعت فاخرہ سے مزین ہو کر اور شرف قبولیت
کی اعلیٰ ارتقائی منزل پر پہونچکر
("شرح شادمانی" سے "شرح خاقانی" ہوگئی)
وہ ہمیشہ زبان حال سے یہ فخر کرتی رہیگی
"بنگاہ لطف خاقان شرف قبول دارم"

خاکسار شادماں لکھنوی



شرح شادمانی

کاتب سید احمد سہیل امپوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

تمہید

میرا پہلا آنا

اعلیٰ حضرت حضور پرنور دام اقبالہم و ملکہم کے استاد عالی جناب مولوی فرحی صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے ۱۹۰۰ء میں، جس کو ۲۶ سال سے زائد زمانہ ہوتا ہے، مجھے اس غرض سے بلوایا کہ "ریاست رامپور کے مشہور "مدرسہ عالیہ" کا پرانا نصاب موقوف کرکے پنجاب یونیورسٹی کے عربی، فارسی درجات کھولے جائیں اور وہیں کا کورس پڑھایا جائے"۔

میں آیا۔ مذکورۂ بالا درجات کا افتتاح ہوا، پڑھانے والے معین ہوئے۔ اور تعلیم شروع ہوگئی۔

خاقانی کا پہلا قصیدہ

مجھے سب سے پہلے "بی۔ اے کورس فارسی" میں جس کلام سے سابقہ ہوا وہ خاقانی کا مشہور پہلا قصیدہ تھا۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

دل من پیر تعلیم ست و من طفل زباں دانش
دمم تسلیم سر عشر و سر زانو دبستانش

پڑھانے کو میں نے پڑھایا، مگر سچ یہ ہے کہ بعض مقامات پر مجھے خود اپنی تصحیح و معانی پر شبہ تھا۔ سرکاری کتب خانہ میں کئی شرحیں تھیں، وہاں جاکر ان کا مطالعہ کرکے اپنے شبہات کو رفع کرلیا۔ کچھ عرصہ کے بعد یہ کورس بدلا، دوسرا آیا اسمیں غالباً چار قصیدے تھے کچھ خود حل کئے کچھ شرح سے مدد لی۔

شرح شادی آبادی سے مدد

خاقانی کے بعض قصائد دیکھنا اور پڑھانا

منشی فاضل میں بھی اس کا کلام داخل ہوا۔ اس کو بھی سمجھتا پڑھاتا رہا۔ اس دوران میں باہر کے بعض پڑھانے والے اور طالب علم مجھ سے اکثر خاقانی کے مشکل اشعار کے معنے دریافت کرتے رہے۔ میں ان کے مطالب لکھ لکھ کر بھیجتا رہا۔

حسان العجم کا کچھ کلام دیکھنے، سمجھنے، پڑھانے کے بعد مجھے اس کی خاص ترکیبوں، بندشوں اور معانی و مضامین سے کچھ کچھ مناسبت اور مذاق پیدا ہو چلا۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ خیال بھی دل میں آنے لگا "کیا اچھا ہوتا۔ کہ "پیغمبر سخن" کے کلام کی شرح و تفسیر فصیح اردو میں ہو جاتی" اس کے زور دار الفاظ، نئے تشبیہات، جدت آمیز استعارات، کنایات، انوکھی ترکیبیں، پُر لطف بندشیں، مدرسوں کالجوں میں بچہ بچہ کی زبان پر ہوں، اور بجلی کی طاقت رکھنے والی تشبیبیں اور نعتیں پروفیسروں اور طالب علموں کے پڑھنے پڑھانے میں آئیں"

قصائد کی شرح کا ابتدائی خیال

اس دلی جذبہ کا جواب میری طرف سے "نفی" میں ملتا تھا۔ اس لئے کہ میرے پاس سوائے مطبوعہ کلیات کے اور کچھ نہ تھا۔

قلمی نسخہ اور شرحیں جتنی تھیں وہ لائبریریوں کی الماریوں کی زینت، وہاں تک رسائی دشوار۔ پھر روز مرہ جانا اس سے زیادہ مشکل۔

شرح شادی آباد

کہ اتنے میں لاہور کے ایک تاجر کتب کے پاس عمدہ عمدہ کمیاب قلمی کتابیں تھیں جس کو سرکاری لائبریری میں فروخت کرنا چاہتے تھے۔ ان میں ایک نسخہ شرح خاقانی "استاد محمد ابن داؤد شادی آبادی کا بھی تھا۔ ان کی کتابیں بکیں مگر نسخہ مذکور رہ گیا۔ کیونکہ لائبریری میں موجود تھا۔

مجھے اس نسخہ کا حال معلوم ہوا۔ میں نے اپنے ایک دوست سے خواہش کی کہ اس کمیاب شرح کو خرید لیں" انہوں نے میرے کہنے سے اسکو مول لے لیا۔

شرح شادی آبادی کی نقل

میں نے فرصت کے زمانے میں اس کرم خوردہ کتاب کی نقل شروع کی۔ اور کوئی ایک سال کے بعد اس کی تحریر سے فارغ ہوا۔ حاشیہ پر کہیں کہیں میں بھی کچھ دخل دیتا جاتا تھا

آخری حصہ میں نے اپنے ایک قابل شاگرد مولوی حامد خاں صاحب ایچ۔ پی سے لکھوایا تھا۔

بعد فراغت اصل نسخہ جس کا تھا ان کو دے دیا۔ نقل میری تھی۔ میرے پاس رہی۔ پھر مجھ سے یہ کتاب جناب پروفیسر شاد ان بلگرامی نے نقل کے لئے مانگی۔ میں نے یہ نقل ان کو دیدی کچھ عرصہ کے بعد آپ لاہور تشریف لے گئے اور میری لکھی ہوئی نقل آپ کے پاس رہ گئی۔

اصل نسخہ کا ملنا ۱۲

میرے دوست بوڑھے تھے۔ بیمار ہوئے۔ اس حالت میں وہ اپنی کتابیں فروخت کرنے لگے۔ میں ان سے اصل نسخہ اس قیمت پر لے آیا جو انہوں نے اجرکوا دا کی تھی۔

یہ کتاب اور ایک قلمی نسخہ مل جانے کے بعد شرح لکھنے کا خیال پھر پیدا ہوا۔ اور اب میں نے دوسری شرحوں کی تلاش اور مل جانے پر ان کا مطالعہ شروع کیا۔

میں نے جن شرحوں پر نظر ڈال کر استفادہ کیا ہے ان کی فہرست یہ ہے۔ اس سے زیادہ مجھے نہ معلوم ہو سکیں۔

خاقانی کی شرحیں۔

(۱) شرح محمد بن داؤد شادی آبادی۔ قلمی
(۲) شرح افضل۔ بن ثابت قلمی
(۳) شرح محمد عبدالوہاب قلمی
(۴) "سلمانی" کے حاشیے
(۵) مولوی صادق علی لکھنوی کے حاشیے
(۶) شرح بعض قصائد۔ جناب شوکت میرٹھی
(۷) شرح بعض قصائد جناب پروفیسر نامی (میور کالج الہ آباد)
(۸) شرح بعض قصائد، جناب شاداں بلگرامی پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

ان سب کے دیکھنے سے مذکورہ بالا خیالات میں اور بھی پختگی ہوئی۔ اس لئے کہ ان میں سے ایک بھی ایسی شرح نہیں جو خاقانی کے پورے قصائد کا حل پیش کرتی ہو۔

سب سے عمدہ شرح

میرے نزدیک سب سے بہتر شرح محمد بن داؤد شادی آبادی ہے۔ مگر

فاضل شارح نے دو چار قصیدوں کی تو شرح پوری پوری کی ہے۔ باقی قصیدوں کے کچھ اشعار ایسے انتخاب کر لیتے ہیں جن کو وہ اپنے نزدیک مشکل سمجھتے ہیں۔ قریب قریب یہی حال دوسری فارسی شرحوں کا ہے۔

شرحوں کی حالت

اب رہیں اردو کی شرحیں!

جناب شوکت میرٹھی نے ان چند قصیدوں کی شرح کی ہے جو کسی کورس میں داخل ہیں۔

جناب پروفیسر نامی نے صرف تین قصیدوں کی شرح کی ہے۔

جناب پروفیسر شادان بلگرامی نے ان دس (۱۰) قصیدوں کی شرح کی ہے جو درجہ کمال اور دبیر کامل کے نصاب میں داخل ہیں۔

شرحوں کے نقائص

پھر ان شرحوں میں جہاں خوبیاں ہیں وہاں نقائص بھی ہیں۔ سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ بعض شارحین اشعار کے معنے لکھتے چلے گئے، انہوں نے تحت و فوق کے اشعار کو مدِ نظر نہ رکھا۔ اس لئے ان کا مطلب بے ربط ہو کر غلط ہو گیا۔

شرح میں بے ربطی

اس کی عمدہ مثال اسی جلد کا پہلا قصیدہ ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

ہر صبح سر ز گلشنِ سودا برآورم
وز صورِ آہ بر فلک آوا برآورم

بعض شارحین نے یہ رائے قایم کی کہ "حکیم اس مطلع میں ترکِ عشق و مراقبہ نظم کر رہا ہے" لہٰذا چند شعروں کے معنی اسی بنیاد پر لکھ گئے۔ جب یہ شعر آیا! ؎

قندیلِ دیر چرخ فروزیم و آں زماں
کاں سرد باد ز آتشِ سودا برآورم

تو یہ معنی تحریر کئے کہ "خاقانی عشق کی آگ سے ٹھنڈی سانسیں نکال رہا ہے"

غرضکہ اس قصیدے کی تشبیب میں کہیں کچھ اور کہیں کچھ تحریر کیا ہے۔ اور آخر میں جنابِ شادان بلگرامی نے یہ فرمایا کہ "یہ اشعار بالکل بے ربط ہیں!"

بہر حال ہندوستان میں خاقانی کی شرحوں کا جو کچھ مواد مشکل یا آسانی ملتا ہے میرے نزدیک

وہ کسی طرح کافی نہیں۔ بلکہ ان میں کی شرحیں غلط رہنمائی بھی کرتی ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے حسان العجم کے متعلق غلط خیال بھی پھیلاتی ہیں "مشکل گو ہے"۔ "بے ربط کہتا ہے"۔ "فلسفہ کی اصطلاح لاتا ہے"۔ "اس سے بڑھکر یہ کہ بے معنی کہتا ہے"۔

شرح کے خیال کا پختہ ارادہ

مذکورہ بالا باتوں سے متاثر ہوکر میں نے مضبوطی سے ارادہ کیا اور اردو میں شرح لکھنا شروع کردی۔ کوی ۳۰ (تیس) جزو تک لکھ لیا تھا کہ اتنے میں لکھنؤ یونیورسٹی میں دبیر کامل کا افتتاح ہوا۔ اور اس کے نصاب میں خاقانی کے تیرہ قصیدے داخل ہوئے پھر یہی انتخاب درجہ کامل میں بھی لیا گیا۔

شرح کی ایک جلد کی تیاری

میں نے اپنے دوست سے ان کی فہرست طلب کی اور ان کی شرح کرکے ایک جلد قرار دیدی۔ کاپی کرانے کے لئے دینے ہی کو تھا کہ میرے ایک شاگرد پر ایک حادثہ آگیا جو لکھنؤ میں دبیر کامل کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے وہاں مقیم تھے۔ مجھے ان کی مدد کے لئے لکھنؤ میں قیام کرنا پڑا۔ اس وجہ سے شرح کے طبع ہونے میں دیر ہوئی۔

جن طالب علموں کو اس شرح کے لکھ جانے کا حال معلوم تھا انہوں نے قلمی ہی مانگنا شروع کی۔ میں نے امتحانی شدید ضرورت پر نظر رکھتے ہوئے تھوڑا تھوڑا حصہ ان کے پاس روانہ کردیا۔

جناب شاداں بلگرامی کی شرح

کچھ عرصہ کے بعد جناب پروفیسر شاداں بلگرامی کی ان ہی تیرہ ۱۳ قصیدوں کی شرح طبع ہوکر ملک میں شائع ہوگئی۔ میں نے چونکہ اپنی شرح کی یہ ترتیب رکھی تھی کہ ہر قصیدہ کے تحت میں اس کے شارحین کی فہرست دے دیتا تھا۔ پھر ان کے مطالب و معانی پر بحث کرتا تھا۔ اس لئے اپنی شرح کے تکمیل کے لئے مجھے جناب فاضل موصوف کی شرح کا بھی مطالعہ کرنے اور آپ کو بھی شارحین کی فہرست میں داخل کرنے اور آپ کے معانی و مطالب سے بحث کرنے کی ضرورت ہوئی چنانچہ جناب فاضل موصوف کی کتاب منگوائی اور آپ کو بھی داخل فہرست کرکے شرح مذکور کو اپنی بحث میں لایا۔ اس وجہ سے مجھے

شرح میں تغیر ۱۲

اپنی شرح میں بہت کچھ تغیر و تبدل کرنا پڑا گویا نئے سرے سے لکھنا پڑی

اس بنا پر شرح کے طبع ہونے میں زیادہ رکاوٹ پیدا ہوئی۔

شرح کے طبع ہونے میں رکاوٹ

میں تغیر و تبدل کر ہی رہا تھا کہ بہت سے طالب علموں کے خطوط آئے کہ کچھ دنوں کے لئے شرح شادمانی کو چھوڑ دیجیے اور عذب البیان کی شرح اٹھائیے۔ اس کے لغات، اس کے محاورات کسی لغت میں نہیں ملتے۔ چنانچہ اس کو چھوڑ کر اس کو اٹھایا اور ڈیڑھ مہینے میں شرح عذب البیان لکھ کر شائع کرا دی۔ خدا کا شکر ہے کہ اساتذہ و طلاب کی ضرورت پوری ہو گئی

عذب البیان کی شرح

شرح کا نمونہ

اس کام کے ختم کرنے کے بعد پھر شرح خاقانی اٹھائی۔ پہلے تین جزو کا نمونہ طبع کرا کے اپنے بعض دوستوں اور پروفیسروں، درجہ کامل کے پڑھانے والوں۔ اور نیز طلاب کے پاس اس غرض سے روانہ کئے کہ ان کے نقد و انتقاد اور ان کے آراء معلوم ہو جانے پر میں اپنی شرح کو بہتر سے بہتر بناؤں اور اس کے سقم و نقص دور کروں۔

نمونہ پر آئین پہلی رائے

۱ نمونہ ملاحظہ کرنے والوں کی تین پارٹیاں ہو گئیں اور انہوں نے یہ تین رائیں دیں۔

اوّل شرح کیا ہے: اچھی خاصی تنقید ہے۔ آپ صرف اپنا مطلب لکھیے۔ دوسروں سے کچھ تعرض نہ کیجیے۔

دوسری رائے

۲ دوم دوسروں سے بحث کیجیے، مگر صرف ان اغلاط سے کہ جن سے قوم خصوصاً نوآموز کو غلطی میں پڑنے کا اندیشہ ہے۔ ہر شارح کی عبارت بھی لکھنا مناسب نہیں، اس صورت میں ذرا غور کیجیے کہ شرح کا حجم کسقدر ہوگا

تیسری رائے

سوم یہ مجھے تو یہ صورت ناپسند نہیں۔ اغلاط و تسامح دکھانا، قوم کو غلطی سے بچانا ہے۔ دوسروں کے متنازعہ مطالب جو آپ نے دکھائے ہیں، وہ اساتذہ و طلاب کے لئے بے حد مفید ہیں، اس لیے کہ متعدد پہلو سامنے آنے سے ان کی نظر میں وسعت اور معلومات میں اضافہ ہوگا پھر قوت فیصلہ الگ پیدا ہوگی۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ یونیورسٹی کے نصاب کی مختصر تراجم اور شرح نے طالب علموں کی استعداد خاک میں ملا دی۔ ان میں کوئی قابلیت نہیں ہوتی۔

پہلی رائے

عالی جناب مولوی محمد شفیع صاحب ایم۔ اے۔ وائس پرنسپل اورینٹل کالج لاہور

اور عالی جناب ہادی صاحب پروفیسر مسلم یونیورسٹی علی گڈھ وغیرہ کی ہے

دوسری رائے عالیجناب مولوی محمد حنیف صاحب پروفیسر حشمتیہ رحمت غازیپور وغیرہ کی ہے

تیسری رائے بعض دوسرے بزرگوں کی

تینوں رایوں کا اعتدال

میں نے ان تینوں قیمتی مشوروں کا اعتدال نکال کر آگے صرف اسی قسم کے موٹے موٹے اغلاط اور تسامح سے بحث کی ہے جس سے طلاب وغیرہ غلط فہمی میں پڑ سکتے ہیں۔ دوسرے شارحین کے اختلافی مطالب بہت کم نقل کئے ہیں تاکہ شرح طولانی نہ ہو جائے۔ اس لئے ان تین جزو کے نمونہ میں جو شرح کا گہرا رنگ ہے، وہ آگے ہلکا ہو گیا ہے۔

میں نے ان ۴۸ صفحوں کو اسی طرح رہنے دیا ہے کوئی تغیر نہیں کیا تاکہ محترم ناظرین کو اس امر کا پتہ لگ سکے کہ مشورے کے پہلے شرح کا کیا طرز تھا اور بعد میں کیا ہو گیا؟

شرح شادمانی کی ترتیب

شرح شادمانی کی ترتیب

(۱) میں نے پہلے قصیدے کا مطلع لکھا ہے، پھر اس کے تحت میں جس قدر اس قصیدے کے شارحین معلوم ہو سکے ان کی فہرست دی ہے۔ تب اس وجہ سے داخل شرح رکھا ہے تاکہ دیکھنے والوں کو دوسری کتاب بار بار اٹھانے کی زحمت نہ ہو۔ شعر سامنے ہونے کی وجہ سے اس پر غور خوب ہوتا ہے۔ گو اس صورت میں کتاب کا حجم کسی قدر بڑھا۔ مگر اس کے مقابلہ میں فائدہ زیادہ ہے اور تکلیف کی کمی ہے

(۲) متن کے بعد مشکل الفاظ۔ محاورات۔ اصطلاحات۔ کنایات۔ تلمیحات وغیرہ کو اردو میں حل کیا ہے

(۳) اس کے بعد معنی لکھے ہیں

(۴) اگر کسی شارح سے غلطی یا تسامح ہوا ہے۔ اوس کو بھی دکھا دیا ہے۔ تاکہ دوسرے غلط فہمی میں نہ پڑیں۔

(۵) اگر کسی شارح کے مطلب سے اختلاف ہوا ہے۔ اوس کو مختصر عبارت میں ظاہر کر دیا ہے۔

(۶) اگر کسی شارح نے خود خاقانی کے کلام پر اعتراض کر دیا ہے تو اس کو بھی نہایت متانت اور سنجیدگی سے رفع کر دیا ہے۔ مثلاً جناب شاداں بلگرامی نے کئی مقام پر چند اعتراض کئے ہیں "کلام بے ربط ہے" × "پریشان بیان ہے" "بیا وزن ایجاد کرتا ہے" × "یائی تحتانی پر سے اضافت اڑا دیتا ہے"

مذہبی طعنوں کی بحث نہیں کی گئی ۱۲

(۷) اگر کسی شارح نے خارج از بحث کوئی گفتگو یا مذہبی، غیر مذہبی طعن کی ہے تو اس کو میں نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور اس کا جواب دیا ہے تاکہ میری شرح مذہبی مناظرہ کا میدان اور طعن و طنز کے خار زار کا بیابان نہ بنجائے

شرح جناب شاداں بلگرامی میں مذہبی طعنیں

جناب شاداں بلگرامی کی شرح میں اس قسم کی مذہبی طعنیں بکثرت ہیں۔ مثال کے طور پر چند پیش کرتا ہوں:-

شرح جناب شاداں بلگرامی (صفحہ ۳۰) "مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ اللہ نے جبرئیل کے ہاتھ براق بھیجا، اس پر نبی سوار ہوئے، اور آسمانوں، بہشتوں، دوزخوں کی سیر کرتے ہوئے قرب ایزدی تک پہونچے"

صفحہ ۳۲:- مسلمان کہتے ہیں کہ بہشت سے با عصہ حوض کوثر پر علی پانی پلائیں گے!

صفحہ ۵۳ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ میدان حشر میں دوزخ پر ایک پل ہوگا۔ بال سے باریک، تلوار کی دھار سے تیز، جس پر بارگناہ ہوگا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو کر گرے گا۔

صفحہ ۵۶ مسلمانوں کا خیال ہے کہ کرۂ زمین گائے کے سینگوں پر اور گائے مچھلی پر قائم ہے۔

صفحہ ۵۷ مسلمانوں کا خیال ہے کہ اگر کبوتروں کا غول سیدھا کعبہ کی طرف آتا ہو تو کعبہ کے قریب پہنچکر پھٹ جاتا ہے اور کعبہ کے اوپر سے نہیں گزرتا۔

(۸) میں نے ہر شعر کا مطلب ایک ہی لکھا ہے۔ ہاں کہیں کہیں ایسا بھی ہوا ہے کہ دو معنی بھی لکھ دیئے ہیں۔

(۹) میں نے ان ہی موجودہ لغات سے لفظوں کو حل کیا ہے۔ جیسے مؤید الفضلاء

لغات سے بحث

جہانگیری۔ کشف۔ غیاث۔ بہار عجم۔ اصطلاح دارستہ، برہان۔ منتخب صراح۔ تاج اتعاد وغیرہ۔ ان میں سے بعض لغات ایسے ہیں جو کسی لفظ کی سند میں خاقانی کا شعر بھی لکھ دیتے ہیں۔ اگر ان میں کوئی غلطی ہو گئی ہے تو اس کو بھی ظاہر کر دیا ہے۔ جیسا کہ ناظرین چند مقامات پر ملاحظہ فرمائیں گے۔

شرحوں سے بحث

(۱۰) میں نے شرح شادمانی میں ان شرحوں سے بحث کی ہے۔ جن کی اوپر فہرست لکھ دی گئی ہے۔

مذکورہ بالا ترتیب پر میری یہ ناچیز شرح تمام ہوئی۔

مجھے صرف امید ہی نہیں، بلکہ قوی امید ہے کہ میری شرح کے مطالب و معانی پروفیسروں، کامل، دبیر کامل کے پڑھانے والوں، انگریزی اور فارسی پڑھنے والوں اور ہر اس شخص کو جسکو فارسی سے کونہ لگاؤ ہوگا، پوری پوری راہنمائی کرے گی۔ اور خاقانی کے اشعار کے مغز پر پہنچائے گی۔ اور مکرمی جناب پروفیسر محمد حنیف صاحب اور دیگر قابل دوستوں کی اس رائے کو صحیح ثابت کر دکھائے گی۔

پروفیسر محمد حنیف صاحب کی رائے

"اب اس سے بہتر شرح نہیں ہو سکتی۔ اس سے صاف اور صحیح مطالب نہ صرف امیدواروں بلکہ معلمین کے لئے بھی بہت مفید و کارآمد ہیں"

شرح کے منتساب کی طرف کوئی فکر نہ تھی

جس زمانے میں، میں نے یہ شرح لکھنا شروع کی تھی، اس وقت سے لے کر اسوقت تک مجھے نہ اس امر کی فکر تھی نہ تلاش کہ یہ ناچیز کتاب کس کے نام نامی سے منسوب ہوگی اس لئے کہ میں جانتا تھا کہ یہ ذرہ اسی آفتاب عالمتاب سے منسوب ہو سکتا ہے اور ہوگا جس سے میں ہوں۔ اس کی علمی شعاعیں نہ صرف ریاست کی درسگاہوں میں بلکہ تمام ہندوستان کی یونیورسٹیوں، کالجوں۔ اسکولوں، مدرسوں میں یکساں پڑ رہی ہیں اس لئے جوہیں شرح ختم ہوئی۔ فوراً میں نے اس آسمان بارگاہ کی حضور میں یہ عرضداشت کی

خاقانی کی شرح خاقان ہی سے منسوب ہو سکتی

بارگاہ خاقانی میں عرضداشت

"اعلیحضرتا! حکیم افضل الدین شروانی کا تخلص پہلے حقایقی تھا۔ حضرت خاقان منوچہر کی قدردانیوں نے اس کا تخلص خاقانی رکھ دیا اس وقت سے وہ خود اور اسکا کلام خاقان سے نسبت رکھنے والا ہو گیا۔

حقیقتاً اسال سے اعلیٰحضرت دام اقبالہم کی قدردانیوں کے سایہ میں علمی خدمات انجام دینے کی وجہ سے بندگان عالی سے منسوب ہی ہے، اس وقت اس ناچیز نے خاقانی کی شرح لکھی ہے ضرورت ہے کہ یہ بھی اعلیحضرت خاقان ابن خاقان ابن خاقان دام اقبالہم کے بندگان عالے سے منسوب ہونے کا فخر حاصل کرے۔ یعنی جس طرح افضل اور اس کا کلام ایک خاقان سے منسوب ہے، اسی طرح شادمان اور اس کی شرح بھی ایک خاقان ابن خاقان سے نسبت رکھنے والی ہو، تاکہ قرنوں کے بعد بھی پوری پوری مناسبت رہے،

خدا کی قدرت کا تماشہ دیکھئے۔

ذرہ آفتاب تابان سے یعنی حقیر شرح اعلیٰ حضرت خاقان دام اقبالہم سے منسوب ہونے کا فخر حاصل کرتی ہے

عرضداشت کی منظوری

بندگان عالی دام اقبالہم اپنے نام نامی پر شرح شادمانی کا انتساب منظور فرماتے ہین

حکم ہوتا ہے

اب میں اور میری شرح جہاں تک سر افتخار بلند کریں وہ کم ہے اس لئے کہ ایسی علم پرور خاقان کی نسبت سے

شرح شادمانی میں چار چاند لگ گئے ہین

شرح شادمانی میں چار چاند

اور وہ زبان حال سے یہ شعر پڑھ رہی ہے۔

گر چہ خورد یم نسبتے ست بزرگ

ذرہ آفتاب تابانیم

شرح کی خوش قسمتی

میری اس شرح کی دوسری خوش قسمتی ہے کہ یہ ایک ایسے زمانہ میں شروع ہوکر تمام ہوئی ہے جس وقت کہ سررشتہ تعلیم ایک زبردست قابل

صاحب جوڈیشل سکریٹری بہادر اور شرح ۱۲

علم دوست ہستی، یعنی عالی جناب محمد قمر شاہ خاں صاحب بہادر بیرسٹر جوڈیشل سکریٹری کے تحت میں ہے جن کے عہد میں یہ محکمہ روز افزوں ترقی کی شاہراہ پر آکر بہت کچھ آگے بڑھ گیا ہے، اور آپکی بیدار مغزی، حسن تدبیر سے تعلیمی حالت سنبھل گئی اور کیا سے کیا ہو گئی۔ میری یہ شرح آپ کی قیمتی احسانات کے بار اپنے سر پر رکھتی ہے

مولوی سید احمد صاحب کا شکریہ

محترمی جناب مولنا مولوی سدید احمد صاحب پیشکار مشیر قانونی کا ذکر خیر شرح عذب البیان میں آچکا، لیکن پھر بھی میں ضروری سمجھتا ہوں کہ آپکے اس ناخن تدبیر کا ذکر کروں جسنے مالی مشکلات کی گرہ کھولکر صرف عذب البیان ہی کی شرح نہیں بلکہ "شرح شادمانی" بھی طبع کرادی جو آپکے مبارک ہاتھوں میں آرہی ہے۔

اپنے شاگردوں کا شکریہ

اب میں اپنے ان قابل شاگردوں کا شکریہ ادا کروں گا جنہوں نے کتاب مذکور کی تصحیح اور پروف وغیرہ میں وقتاً فوقتاً مدد دی۔ "آگرہ" میں مولوی مجاور حسین صاحب ایچ۔ پی۔ ہیڈ مولوی رامپور میں (۱) مولوی فرخ میرزا صاحب کامل پروفیسر۔

(۲) مولوی محمد خلیف خاں صاحب طغرا شادمانی ایچ۔ پی۔ کامل: مصنف تصویر ترکستان" "وشاخ نبات" مترجم ہمایون نامہ۔ رسائل طغرا وغیرہ

(۳) مولوی سید احمد علی صاحب نشتر شادمانی۔ شارح دیوان عندلیب ملخص مخزن الفوائد وصناید عجم و مخزن اخلاق و یادگار انیس۔ و موازنہ انیس و دبیر و شعرا العجم و اخلاق محسنی وغیرہ

(۴) مولوی اختر حسین صاحب تابان عابدی (بریلوی) شادمانی۔ ایچ۔ پی

(۵) مولوی محمود الحسن صاحب نیازی۔ ایچ۔ پی۔ کامل شادمانی

(۶) مولوی یعقوب الحسن صاحب قف شادمانی دبیر کامل رکامل ملخص حدائق البلاغت وغیرہ

(۷) مولوی سید حامد شاہ صاحب۔ شادمانی۔ ایچ۔ پی۔ کامل شارح خلیفہ فاریابی و ملخص حر الہند وغیرہ

(۸) مولوی حاجی احمد حسن خاں صاحب۔ ایچ۔ پی۔ کامل



حسان العجم کے مختصر حالات

شرح شادمانی کا تعلق ۱۲

یوں تو شرح شادمانی کی یہ دوسری جلد ہر صاحب مذاق کے لئے ہے۔ لیکن چونکہ اس میں وہ مخصوص قصائد ہیں جو کامل۔ دبیر کامل وغیرہ کے نصاب میں داخل ہیں۔ اس لئے اس جلد کا خاص علاقہ ان ہی درجات کے طالب علموں سے ہو گیا ہے۔

سوانحعمری کی ضرورت

اس خصوصیت کی وجہ سے ضرورت ہے کہ حکیم خاقانی کے کچھ مختصر واقعات اور حالات اور کلام پر کچھ تھوڑا تبصرہ اسی جلد میں لکھا جائے، ورنہ یہ دونوں باتیں پہلی جلد سے تعلق رکھتی ہیں یا آخری سے زیادہ موزوں ہیں۔

اگلے تذکرہ نویسوں کا شعار ۱۲

اگلے تذکرہ نویسوں کا یہ شعار تھا کہ شعراء کے حالات سے کم بلکہ بہت ہی کم بحث کرتے تھے۔ شاعر کی زندگی کا کچھ مختصر سا خاکہ کھینچکر اور دو ایک باتیں لکھکر جس میں نہ کوئی ترتیب ہوتی تھی نہ سلسلہ، انتخابی اشعار پیش کر دیتے تھے۔

تذکرے بہت ہیں مگر ان کو "بیاض اشعار" کہنا موزوں ہے۔ ان اہل قلم نے جو روّیہ سب کے ساتھ اختیار کیا ہے وہی خاقانی کے ساتھ بھی برتا۔

شعر العجم کی پانچویں جلد میں مولانا شبلی مرحوم نے حکیم کے حالات پر روشنی ڈالی ہے، مگر وہ بھی اسی دائرے کے اندر ہے۔

خاقانی کا نام ۱۲

باپ کا نام ۲

باپ کا پیشہ ۲

میں زیادہ کہاں سے لاؤں، اور اگر لاؤں بھی تو اس موقعہ پر مجھے اختصار مدنظر ہے۔ خاقانی کا نام افضل الدین ابراہیم اور باپ کا نام علی ہے۔ آخر اندکر بڑھئی کا پیشہ کرتا تھا۔ اور اس کا باپ (یعنی خاقانی کا دادا) جولاہہ تھا[1]

باپ بیٹے دونوں کے نام اور باپ کا پیشہ ذیل کے اشعار میں نظم ہیں ؎

ز دیوان ازل منشور کاول درمیاں آمد — اسیری جملہ را داوند سلطانی بہ خاقانی

خاقانی کا نام ۱۲

برائے حجت معنی "براہیمی" پدید آمد — ز پشت آذر صنعت علی نجار شد پیدا

باپ کا نام ۱۲

[1] "جولاہہ نژاد م از سوی جد" تحفۃ العراقین ۱۲

حکیم ملک الوزرا جمال الدین معمائی سے ملتا ہے وہ ان الفاظ میں خاقانی کا نام وغیرہ دریافت کرتا ہے ؎

گفتا چہ کسی؟ وچیست نامت؟ اصلت ز کجا؟ کجا مقامت؟

حسان العجم جواب دیتا ہے ؎

گفتم متعلم سخندان میلاد من از بلاد شروان
بودم چو خلیل عہد اول فرزند درد گرے معطل

خاقانی کی ماں حکیم کی ماں نسطوری عیسائی تھی اور طباخ نسب، بعد میں مسلمان ہوئی۔

میں نہیں کہتا خود خاقانی کہتا ہے ؎

ور دگر سو چوں خلیل اللہ درد گرزادہ ام بود خواہر گیر مریم مادر ترسائے من

دوسری حیثیت سے میں خلیل اللہ کی طرح برہمی کا لڑکا ہوں — میری عیسائی مذہب کی ماں حضرت مریم کی منہ بولی بہن تھیں

باپ کے برہمی اور ماں کے نصرانیہ ہونے سے خاقانی اپنے تفاخر میں بڑا فائدہ اٹھاتا ہے یعنی حضرت خلیل اللہ اور حضرت عیسیٰ سے اپنی مشابہت دکھاتا ہے۔ جیسا کہ مذکورۂ بالا شعر سے واضح ہے۔ ہم نے اوپر والے شعر کی تصحیح کر کے شرح کی ہے، تم اسی جلد کے صفحہ "۱۱۳" پر دیکھ سکتے ہو۔

باپ کی تعریف خاقانی اپنے باپ ماں کی بڑی عظمت کرتا ہے اور ہر جگہ تو قیر کیساتھ ان کا ذکر کرتا ہے، "تحفۃ العراقین" میں اپنے باپ کی تعریف کرتا ہے ؎

از بہر خلایقم سبک بار بر مائدۂ علے نجار
او ضامن من بنان و جامہ من ماوحش از بنان و خامہ
آن اہنری خلیل کردار تابوت گر مسیح گفتار
خود تابوتے کہ او تراشد جز مرقد موسوی نباشد
او سہت علی بنام واحسان من قنبر او بطوع و فرمان

؎ طباخ نسب ز سوی مادر

نسطوری و موبدے نژادش اسلامی و ایزدی نہادش (تحفۃ العراقین ۱۲)

ماں کی تعریف

مالکی تعریف

کا رحم ز مزاج بدنہ رستی — گہر بر کاب مادر ستی
آں پیرزنے کہ مانیش نیست — آں را بعۂ کہ ثانیش نیست
مریم سکنات گاہ بہتاں — زہرا حرکات وقت احساں

جائے پیدائش

اس کا مولد و منشا دارالادب **شروان** تھا

خاک شروان مولد و دارالادب منشائے من

سنہ پیدائش

پیدائش کا سن ۵۰۰ ہجری بیان کیا جاتا ہے

(ابتدائی تربیت و نگرانی)

ابتدائی نگرانی

پیغمبر سخن مدعی ہے کہ "ابتدائی عمر میں میری تربیت، میری نگرانی والدین نے خوب کی ہے۔ مجھے کبھی آوارہ لڑکوں کے ساتھ کھیلنے کے لئے نہیں چھوڑا گیا۔ تاکہ کم سنی میں اخلاق رذیلہ سرایت نہ کریں

زابتدا سر مالک و بابک نبازیدم چو طفل — زانکہ ہم مالک و قسیم بود و ہم بابائے من

میں ابتدا ہی سے لڑکوں کی طرح ڈھائی چونا" نہیں کھیلا کیونکہ میرے ماں باپ میرے سخت نگراں تھے۔

خاقانی کی تعلیم

تعلیمی حالات پر زیادہ روشنی نہیں ڈالی جاسکتی کہ اس نے کس کس سے پڑھا؟ اور کیا کیا پڑھا؟۔ اس کے عربی فارسی کلام سے یہ پتہ چلتا ہے کہ تمام علوم درسیہ کی تکمیل کرچکا تھا۔ تصوف کا خاص ماہر ہے اور اسی کا دلدادہ۔

چچا سے تعلیم

تذکرہ نویس اور نیز اس کے اشعار اس امر کی شہادت دیتے ہیں کہ اس نے اپنے چچا سے پڑھا ہے۔ جس کا نام میرزا کافی الدین بن عثمان تھا۔ یہ طبابت کا پیشہ کرتا تھا مصرعہ

چچا کا نام

وز سوئے سم طبیب گوہر

چچا کے مرنے کا صدمہ

خاقانی کو اپنے چچا کے انتقال کا بہت صدمہ ہوا، کہیں کہیں اس نے دردناک لہجہ میں اس کا ذکر کیا ہے۔ شاید اسی جلد میں تمہاری نظر سے دو ایک شعر گزریں۔

ایک جگہ کہتا ہے کہ "بس میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں سب کو چھوڑ چھاڑ

اپنے چچا کی قبر پر مجاور بن بیٹھوں

شاعری کا استاد

بعض کے نزدیک فلکی شروانی خاقانی کا استاد تھا۔ مگر دولت شاہ اپنے تذکرہ میں انکار کرتا ہے۔ شیخ العارف آذری جواہر الاسرار میں لکھتے ہیں "صحیح یہ ہے کہ فلکی اور خاقانی دونوں ابوالعلا گنجوی کے شاگرد ہیں"۔

فلکی شروانی خاقانی کا استاد نہیں

خاقانی کا استاد ابوالعلاء نہ تھا ۱۲

اعلیٰ حضرت خاقان منوچہر کے دربار میں استاد ابوالعلاء کا طوطی بول رہا تھا۔ اس لئے حکیم اس کا شاگرد ہوا۔ یہ اگر سچ ہے تو خاقانی ایسی علم و فضل ہستی سے تعجب ہے کہ اس نے اپنے استاد کی ہجو نہایت فحش الفاظ میں لکھ ڈالی کہ وہ صوفی مشرب ہے، پھر مدعی ہے کہ میں نے بچپن ہی سے تربیت و تعلیم اچھی پائی۔ قصیدہ باطن تزکیہ نفس میں لگا تار کوشش کی اخلاق ذمیمہ سے کوسوں دور رہا، طبیعت پر قابو رکھنے والے، نفس امارہ کا زیر کرنے والا۔ مہذب، متین خود کہتا ہے ؎

استاد کی ہجو

؎ جاں فشانم، عقل پاشم، فیض رانم، مرادہم — طبع عالی کیست تا گرد عمل فرمائے من
؎ علوی در روحانی و غیبی زادہ ام — کے بود در بند استقسات استقصائے من
؎ دایۂ من عقل و زرقہ، شرع، مہد انصاف بود — آخشیجان امہات و علویان آبائے من
چوں دبستان طبیعت را بصیر آبود عقل — در دبستانِ طریقت شد دل دانائے من
پردۂ فقرم مشیمہ، دست نطقم قابلہ — خاک شروان مولد و دارالادب ماوائے من

اچھا۔ اس پر طرہ یہ ہے کہ ابوالعلاء خاقانی کا خسر بھی ہے

خاقانی کا خسر

حمداللہ مستوفی اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں کہ ابوالعلا نے اپنی لڑکی شادی خاقانی سے کر دی تھی حالانکہ فلکی بھی اپنے دماغ میں ہوس مادی رکھتا تھا۔ مگر اس نے خاقانی ہی کو ترجیح دی۔ فلکی بہت رنجیدہ ہوا، یہاں تک کہ اس نے ارادہ کیا کہ کہیں نکل جاؤں۔ استاد کو جب معلوم ہوا تو اس نے ۲۰ ہزار درم دے کر کہا:-

خاقانی کی بی بی

فلکی سے ابوالعلا کا سلوک

"بیٹا! دیکھو، یہ رقم اتنی ہے کہ تم اس سے پچاس خوب صورت سے خوب صورت لونڈیاں خرید سکتے ہو، جو میری لڑکی سے کہیں حسن میں بڑھ چڑھ کر ہوں گی، میرے اچھے شاگرد

تم مجھ سے اب تو ناراض نہیں ؟" فلکی خوش ہوگیا۔ اور وہ رنج اس کے دل سے نکل گیا۔

اس ذکر سے میرا مطلب یہ ہے کہ باوجود ان دو بڑی نسبتوں کے، خاقانی اپنے قابو میں نہ رہا مذکورہ بالا امر کر ہی بیٹھا۔

برا ہو نفس امارہ کا! کچھ ایسے واقعات پیش آئے کہ خاقانی بے قابو ہوکر اپنے استاد اور خسر کی ان الفاظ میں ہجو کرتا ہے ؎

خاقانی کے اشعار ہجو

بینی سگِ گنجہ "را دریں کوے
ہم سرخ قفا و ہم سیہ روے

(تم نے گنجہ والے کتے کو ان ہی گلیوں میں دیکھا ہوگا * وہ کل منہا سرخ گردن والا)

ہجو کے اشعار ۳۰ ہیں جو "تحفۃ العراقین" میں درج ہیں۔

ابوالعلا بھی خاموش نہ رہا۔ شکایت کا دفتر کھول ہی تو دیا۔

ابوالعلا کے اشعار

توئی افضل الدین، اگر راست پرسی؟ — بجان عزیزت کہ از تو نہ شادم
بہ "خاقانی" ات من لقب برنہادم — ترا دختر و مال و شہرت بدادم
چرا حرمتِ من نداری، تو کز من — ترا ہم پدر خواندہ ہم اوستادم
نہ من چند گوئی، کہ گفتی سخنہا — کزیں ساں سخنہا نہ باشد بیادم
بہ گفتم، بگفتم، نگفتم، نہ گفتم — بہ کردم، نہ کردم، نکردم

روسی پروفیسر تعجب رفع کرتا ہے

خاقانی کی ہجو کرنے سے جو تعجب ہوتا ہے اسکو ایک روسی پروفیسر خانکاف نے خوب رفع کیا ہے۔ کہتا ہے "تم کچھ تعجب نہ کرو بارھویں صدی عیسوی کے ایرانی کا ایسا ہی غصہ ہوتا تھا، اور کچھ یہیں نہیں اس زمانہ میں یورپ میں بھی یہی ہوا کرتا تھا"

خاقانی کا تخلص

قصہ کوتاہ خاقانی کا پہلا تخلص حقائقی تھا۔ کہتے ہیں خاقان منوچہر حکیم کی صحبت اور شاعری سے بہت متاثر اور محظوظ ہوا کرتا تھا۔ اس لئے اس نے پہلا تخلص بدل کر **خاقانی** رکھا، گویا اس کی قدر دانیوں نے خود حکیم اور اس کے کلام کو اپنی ذات سے منسوب کرلیا۔ اگر یہ سچ ہے تو ابوالعلا کیا کہتا ہے ؎

خاقانی کا دوسرا تخلص

بہ خاقانیت من لقب برنہادم — ترا دختر و مال و شہرت بدادم

شعر العجم میں یہ شعر یوں لکھا ہے ؎

ابو العلا کا بیان

در و گر پسر بود نامت بہ شروان
بہ خاقانیت من لقب برنہادم

بہر حال یوں ہو یا دوں۔ یا پہلا بیان صحیح ہے، یا ابو العلا گنجوی کا۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح دربار کی رسائی میں ابو العلا کو بہت کچھ دخل ہے، ممکن ہے خاقان سے اس تخلص رکھوانے میں بھی اسکی سعی کا کچھ اثر ہو۔

غالباً حکیم کی کوئی پچیس سال کی عمر ہوگی کہ اس نے اعلیحضرت خاقان منوچہر کے دربار میں رسائی حاصل کی، خاقان اس کی صرف شاعری کا دلدادہ نہ تھا، بلکہ وہ اس کی صحبتوں سے بھی بہت محظوظ ہوتا تھا حکیم کی جدائی اسے بہت شاق ہوتی، یہاں تک کہ حج کے سفر سے بھی مانع آجاتا تھا خود کہتا ہے ؎

امسال گر ز کعبہ مرا باز داشت شاہ
زین حسرت آتشے ز سویدا برآورم

یا اس خیال پر روکا کہ ایسا نہ ہو کہیں چل دے

ایک قصیدے ہزار اشرفی

خاقان کا حکم تھا کہ ہر قصیدے پر ہزار اشرفی دی جائیں، پھر وقتاً فوقتاً جو انعام ملتے تھے وہ الگ تھے

خاقانی اور قید خانہ

خاقانی کا ایک اہم واقعہ ہے کہ اس کو قید بھگتنا پڑی، دولت شاہ سمرقندی وجہ یہ لکھتے ہیں آخر میں ضیق فقر کی وجہ سے اس نے دربار شاہی میں استعفا پیش کیا، خاقان چونکہ حکیم سے بہت دلچسپی رکھتا تھا اس نے نامنظور کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ خاقانی ایک دن موقعہ پا کر بھاگ نکلا

قید خانہ میں جانیکی وجہ

بیلقان تک پہنچا ہی تھا کہ شاہی آدمیوں نے پکڑ لیا۔ خاقان نے اس حرکت پر کہ "ہماری بلا اجازت کیوں چلدیے!" قلعہ شاہران میں قید کر دیا۔ کوئی سات ماہ تک محبوس رہا ہوگا۔ کہتے ہیں شروان شاہ کی والدہ نے سفارش۔ یہی کہا ہوگا: بیٹا! خاقانی پڑھا لکھا آدمی ہے، تمہاری تعریف میں قصیدے کہتا ہے، بس وہ اپنی سزا کو پہنچ گیا، بیچارہ بہت تکلیف میں ہے۔ لے اب تمہیں میری جان کی قسم چھوڑ دو"

شاہ کی والدہ کی سفارش

خاقان، خاقانی کو رہا کر دیتا ہے

مولانا شبلیؒ فرماتے ہیں "یہ واقعہ روایت و درایت دونوں کے خلاف ہے اصل یہ ہے خواجہ جمال الدین موصلی نے خاقانی کو ایک انگوٹھی دی تھی جس کے نگینہ پر اسم اعظم کندہ تھا۔ اور عہد لیا تھا کہ کسی کو نہ دینا۔ چنانچہ خود خاقانی تحفۃ العراقین میں کہتا ہے ؎

ایں مہر شناس نشرۂ ہوش — وقف ابدی ست بر تو مفروش
بر گوشۂ او بر غم اغیار — لا یوہب لا یباع بنگار

خاقان نے یہ انگوٹھی خاقانی سے مانگی، اس نے انکار کیا، اس گستاخی اور نافرمانی میں قید ہوا۔

اس میں شک نہیں، ملک الوزرا نے اسے انگوٹھی دی تھی، اور بادشاہ نے اس سے طلب بھی کی تھی، یہ تمام قصہ تفصیل تحفۃ العراقین میں نظم ہے، مگر کہیں پر خاقانی نے یہ نہیں کہا کہ "بادشاہ نے مجھے انگوٹھی نہ دینے پر قید کر دیا"۔ تم کہو گے شاہی خوف کی وجہ سے اوڑا گیا۔ ایسا نہیں، قید کی حالت میں جو جو اس نے قصیدے کہے ہیں، اس میں بادشاہ کو نہ معلوم کیا کچھ کہہ ڈالا، تم جب یہ قصیدہ ؎

صبحدم چوں کلہ بند د آہ دود آسائے من
چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیمائے من

دیکھو گے تو معلوم ہو جائے گا۔

تحفۃ العراقین ہی میں اس نے بادشاہ سے جو گفتگو کی ہے، دلیرانہ لکھی ہے۔

گفت "ار بمثل بہاش جوئی" — شہریت دہم بہا چہ گوئی؟
بادشاہ نے کہا اگر تم مثلاً انگوٹھی کی قیمت چاہتے ہو — تو ہم ایک شہر دینے کیلئے تیار ہیں، بتاؤ کیا قیمت ہے؟
گفتم "وقف ست چوں فرد شم — خورشید بہ گل چگونہ پوشم
میں نے کہا "یہ انگوٹھی وقفی ہے اسی تو میں نہیں بیچ سکتا، بھلا آفتاب کو کیچڑ سے کس طرح چھپاؤں
نہ پذیرم اگر بہا فرستی — ور خود ہمہ کیمیا فرستی
اگر آپ نے قیمت بھیجی تو میں سچ کہتا ہوں لوٹاؤں گا نہیں — چاہے آپ کیمیا ہی کیوں نہ بھیجدیں!

مولانا شبلی کی تسلیم شدہ روایت یقین کے مرتبہ پر نہیں پہنچاتی

اس لئے مولانا شبلی نے جو روایت یدِ بیضا سے نقل کی ہے، یقین کے مرتبہ پر نہیں پہنچاتی۔ انگوٹھی نہ دینے پر یہ قیاس کر لیا گیا کہ ہو نہ ہو یہی معاملہ ہے

اب رہا پہلا قصہ، تو اس روایت کا راوی موجود ہے اور وہ دولت شاہ ہے پھر یہ روایت ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ درایت کی کسوٹی پر بالکل کھوٹی نکل جائے۔ اس لئے کہ شروان شاہ کے متعلق میں عرض کر چکا ہوں کہ وہ خاقانی اور اس کے کلام سے بہت دلچسپی لیتا تھا۔ بہت ممکن ہے اسے استغنا ناگوار ہوا ہو اور قید کر دیا ہو۔

بہر حال خواہ پہلی وجہ ہو، یا دوسری وہ قید ضرور ہوا۔

خاقانی کے ان قصائد سے، جو اس نے قید خانے میں کہے ہیں ایک اور بات کا پتہ چلتا ہے، وہ یہ کہ اس پر کوئی تہمت بھی لگائی گئی تھی اس لئے وہ حضرت مریمؑ کی مثال لا کر اپنی برات کرتا ہے

روزہ کردم نذر چوں مریم کہ ہم مریم صفاست
خاطر روح القدس پیوند عیسیٰ زائے من

ہم نے اس شعر کی شرح صفحہ ۸۹ پر کی ہے۔ تم ذرا تکلیف کر کے دیکھ لو۔ اوپر والی بات کا پتہ ملے گا

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ خاقانی دوسرے مربی کی تلاش میں رہتا تھا۔ اور اس خیال کی شاہِ شروان کو اطلاع رہتی تھی، ممکن ہے کہ اسی جستجو نے حکیم کو قید خانہ میں ڈال کر بیڑیاں پہنوا دیں ہوں

قید خانے کی حالت کا جو اس نے فوٹو کھینچا ہے اس کو ہم تبصرے میں دکھائینگے

سلطان سنجر کی بھی فیاضیاں حکیم کے گوش زد ہوتی تھیں اس نے وہاں کے دربار میں رسائی کے لئے بے انتہا کوشش کی مگر ناکامیاب رہا۔ خوارزم شاہیوں سے بھی اس کے تعلقات کا پتہ بعض قصائد سے چلتا ہے

رشید وطواط کی میل جول

ملک الشعراء رشید وطواط سے اس کا بہت میل جول تھا۔ رشید کی تعریف میں ایک قصیدہ کہا ہے۔ جس کا ایک شعر یہ ہے ؎

اگر بہ کوہ رسیدے روایت سخنش
زہے رشید جواب آمدے بجائے صدا

رشید وطواط کی ہجو ۱۲

پھر کچھ ایسے اسباب ہوئے کہ بگاڑ ہو گیا۔ یہاں تک کہ "ہجو" کی نوبت پہنچی۔ خاقانی اپنے مولد یعنی شروان سے پریشان خاطر ہو کر قہستان جانے کا ارادہ کرتا ہے ؎

قہستان کا سفر ۱۲

زیں اعمی سیر و اعجمی سار — بشنو دو سہ سرگذشت اسرار
کاوّل کہ مرا امیر دوراں — برہاند ز شہر بند شروان
صحرای سفر گرفتم از پیش — بر لاشۂ عزم لاشہ خویش
از شط و بال بحر شروان — جستم بہ عراق مقصد جان
زاں بحر سیاہ بجائے ماندم — زاں سو می سپید رو دراندم

قہستان پہونچنے پر وہاں کی طرح طرح کی نعمتوں اور چہل پہل سے متاثر ہو کر کہتا ہے ؎

قہستان کی تعریف ۱۲

دیدم بمثال ہشت بستان — ہر ہفت ولایتِ قہستان
ہر روز دو عید در دیارش — ہر سال چہار نو بہارش

مگر وہاں کے حکام کا طرز عمل پسند نہ آیا، اس لئے ان کی مذمت کرتا ہے۔

حکام کی مذمت

اما ہمہ خاز نانش خائن ..... سگاں دونج
رضواں کدۂ چنیں بر و مند — ماندہ بکفِ زبانی چند

وہاں کے ڈاکوؤں کی بھی مذمت کی ہے۔ اور نہ معلوم کیوں!۔ ولایت مذکور کے اصحاب صناعت و حرفت کی لگی ہاتھوں برائی لکھ ڈالی۔

پیشہ وروں کی مذمت ۱۲

خیاطانش حنیس مکار — بوجہل دل و بلال دیدار

شہر کی فصیل و حصار اور شاہی شکارگاہ کی تعریف کا فوٹو کھینچتا ہے۔ خاقانی نے وہاں کی فوج کا بھی معائنہ کیا، جنگی سپاہیوں کو پسند کرتا ہے۔

پھر سلطانی بارگاہ، اور وہاں کے چاوشوں۔ خواصوں۔ اور دیگر اہل کاروں کا ذکر

کر کے شاہی دربار میں پہنچنے کی خواہش و کوشش کو یوں نظم کیا ہے ؎

شاہی دربار میں پہنچنے کی خواہش

دل از نسبت بارگاہ می داشت — امید قبول شاہ می داشت
من پیش مقربان بارگاہ — انگشت زنان کہ اللہ اللہ!
ای خاصگیان سخن شما راست — تعریف ہم از شما تواں خواست
امروز خواص شاہ شمائید — در حضرت شہ سخن سرائید
از چنگ و بال و احتریدم — در بارگہ شرف بریدم
ما را ز سر بارگاہ امکان — در یابم دست بوس سلطان
می گفتم و کس شفیق من نی — در راہ طلب رفیق من نے

دربار میں کوئی نہ ملے گیا ۱۲

خاقانی نے اکثر درباریوں سے خواہش کی، مگر کسی نے وہاں تک نہ پہنچایا

جمال الدین موصلی سے ملاقات

کہ ایک روز ملک الوزرا جمال الدین موصلی سے یوں دوچار ہوتا ہے۔

روزی ز دہاق یا نمردی — می آمدم چو آفتاب زردی
در راہ چو چشم باز کردم — با خواجہ بزرگ باز خوردم

جمال الدین

جمال الدین کی بہت کچھ صفت و ثنا کرتا ہے، وہ پوچھتا ہے "تم کون ہو، کہاں سے آئے ہو" ؎

جمال الدین نام پوچھتا ہے

گفتا "چہ کسی! وچیت نامت؟ — اصلت ز کجا؟ کجا مقامت؟"

خاقانی جواب دیتا ہے ؎

گفتم "متعلم سخنداں — میلاد من از بلاد شروان
بودم چو خلیل عہد اول — فرزند در و گرے معطل"

ملک الوزرا جمال الدین موصلی دریافت کرتا ہے "تم نے شروان کیوں چھوڑا؟ عراق کیوں آئے!"

شروان چھوڑنے کی وجہ دریافت کرتا ہے ۱۲

گفتا "بہ عراق چوں فتادی — زاں ناحیۂ شوم چوں بروں فتادی"
گفتم کہ در اں دیار پر شور — نان شیریں بود آب ہا شور
آں خطہ بہ دست قحط اسیرست — جائش نہ محل، دل پذیرست

خاقانی جمال الدین موصلی سے دربار شاہی میں جانے کی خواہش کرتا ہے

دربار میں جانے کی خواہش

می پویم در جوار درگاہ — بر بوی قبول حضرت شاہ
پروانۂ خویش کن پناہم — تا راہ دہد بہ بارگاہم

اس دلی تمنا کے اظہار کے بعد کس خوبی سے دکھاتا ہے کہ میرا دربار میں ہونا ضروری ہے

کان بارگاہ ار چہ معجزہ آرد — دارد ہمہ، چوں منی ندارد
شاہی بارگاہ کیا ہے۔ معجزہ ہی معجزہ ہے — وہ سب کچھ رکھتی ہے، مگر مجھ ایسا تو نہیں رکھتی
گرچہ ز حد ثنا ست برتر — نگزیرد ش از چو من ثنا گر
واقعی وہ ثنا کے حدود سے بہت بلند ہے — مگر اسے مجھ ایسے ثنا گر کی ضرورت ہے

ملک الوزرا کا انکار ۱۲

وہ جو کچھ ہو موصلی نے اس کی آرزو پوری نہیں کی۔ یہ کہہ کر ٹال دیا۔

گفتا "تو ہنوز ناتمامی — برگرد نہ مرد ایں مقامی

وزیر نے کہا بات یہ ہے کہ شاہ نہایت دقیقہ رس، باریک بیں، نکتہ شناس ہے، تم ابھی اس کی مصاحبت کی قابلیت نہیں رکھتے۔

خاقانی ملک الوزرا کو کچھ مانگتا ہے ۱۲

حکیم بہت ہی گھبرایا۔ پھر یہ کہا "کیا یہاں سے خالی ہاتھ جاؤں! لوگوں نے اگر مجھ سے پوچھا" خاقانی! تم ملک الوزرا سے ملے تھے، کہو کیا لائے" تو میں کیا جواب دوں! عقل کی آنکھوں پر پٹی باندھ کر یہ کہدوں" مجھے کچھ نہ دیا! بڑے بخیل تھے!

گفتم سفرے دراز کردم — حاصل چہ برم چو باز گردم
آخر چہ برم کم از رہ آورد — خاصہ بدیار تحفہ پرورد
پرسند مجاوران کویم — "کز خواجہ چہ یافتی؟" چہ گویم
شاید کہ برم برات حرماں — از خواجہ ملک صدر گیہاں
بر چشم خرد نقاب بندم — پس بخل بر آفتاب بندم

ملک الوزرا انگوٹھی دیتا ہے ۱۲

ملک الوزرا نے کہا" بھک منگوں کی سی باتیں تو کرو نہیں! یہ انگوٹھی لو اور جہاں سے آئے ہو وہاں واپس جاؤ!"

گفت از رہِ گدیہ پاے برگیر
ہاں خاتمِ من بنفقد بہ پذیر

خاقانی شروان واپس آتا ہے

اس کے بعد انگوٹھی کی بہت کچھ شاعرانہ تعریف کی ہے۔ الحاصل خاقانی یہ انگشتری لے کر شروان واپس آیا، حکیم کہتا ہے اس انگوٹھی کی بہت شہرت ہوئی۔ یہانتک کہ منوچہر کے کانوں میں بھی خبر پہونچی۔

انگوٹھی کی شہرت

ایں مہر بشہر مشتہر شد　　خاقانِ بزرگ را خبر شد

بادشاہ انگوٹھی طلب کرتا ہے

شاہ نے قاصد بھیجکر انگوٹھی طلب کی۔

چوں ہدہدے قاصدے فرستاد　　تہدید عذاب ہدہدم داد
گفتا کہ رضاے من ترا بہ　　جمشید منم، نگیں مرا بہ
در دستِ تو آن نگین نشاید　　خود خاتمِ آہنیں بس آید

خاقانی انکار کرتا ہے

خاقانی نے جواب دیا۔ حضور یہ انگوٹھی تو "وقفی" ہے میں اسے کسی قیمت پر نہیں بیچ سکتا

گفتم وقفست چوں فروشم　　خورشید بہ کس چگونہ پوشم
نہ پذیرم اگر بہا فرستی　　در خود ہمہ کیمیا فرستی

ان اشعار کے بعد پھر اس نے یہ نہیں لکھا کہ انگوٹھی کا کیا حشر ہوا۔ اسی کے پاس رہی یا بادشاہ نے لے لی، وہ چپ ہو رہا، یا قید کر دیا۔

مولانا شبلی کے نزدیک خاقانی اور نظامی کی وہم پرستی

مولانا شبلی مرحوم نے شعر العجم میں لکھا ہے "یہ عجیب بات ہے خاقانی مولانا نظامی دونوں ایک ہی زمانے میں تھے۔ دونوں کو دعوی ہے کہ خضر نے ان کو تعلیم دی" خاقانی نے اسی مثنوی میں خضر کی ملاقات کا حال تفصیل لکھا ہے خدا جانے کون صاحب تھے۔ جن کو وہم پرستی سے خاقانی نے خضر سمجھ لیا"

خاقانی اور خضر

خاقانی صرف اسی مثنوی میں خضر کی ملاقات و تعلیم کو نہیں لکھتا ہے بلکہ وہ اکثر قصیدوں میں کہا کرتا ہے

مطلع ثالث

خاقانی کے مکان پر خضرؑ آتے ہیں

دوش کہ صبح چاک زد سدرۂ چرخ عنبری
خضر درآمد از درم صبح وشِ منوری

"صبح ہوتے ہی میرے دروازے سے خضر آتے ہیں"۔ پھر ان کی صورت و لباس وغیرہ کا نقشہ کھینچتا ہے۔ ان کی پیشانی شعلۂ برق کی طرح منور ہے، سر پر سفید بال ہاتھ میں عصائے موسیٰ، کندھے پر آبِ حیات سے بھری ہوئی چھاگل لٹکائے ہوئے۔ مجھے گرفتہ لب دیکھ کر کہا "خاقانی! تم باوجودیکہ اتنے بڑے فصیح ہو، کہ شعرائے عرب کی فصاحت کو گرد بر دکر ڈالا، پھر خاموش کیوں ہو، اپنے بادشاہ کی تعریف کیوں نہیں کرتے۔

کعبۂ آسماں حرم صدر شہنشہ ست و بس
خاص کبوترش تو باش از ہمہ طائری

دوسرے قصیدے میں کہتا ہے ؎

مطلع ثالث

صبحدمان دوش خضر بر درم آمد شتاب
کرد بہ آوازِ نرم "صبحک اللہ" خطاب

اس کے بعد حضرت خضرؑ کی شکل و شمائل کا فوٹو کھینچکر کہتا ہے

قصیدہ کہنے کی فہمائش

گفت دمیدست صبح، منشیں خاقانیا! حضرتِ خاقاں شناس مقصد حسن الماب
زادۂ خاطر بیار رکز دل شب زاد صبح کرد دریں سبز طشت خایۂ زیں غراب

تو کیا واقع میں حضرت خضرؑ خاقانی کے دولت کدے پر ہانپتے کانپتے آبحیات سے بھری ہوئی چھاگل لئے ہوئے آتے تھے؟ اور خاقانی سے کہتے تھے:۔

"قلم دوات اٹھا، بادشاہ کی تعریف میں قصیدہ لکھ!"

سنت شعراء

شاعر جب نظم کے میدان میں قدم رکھتا ہے تو، کبھی اسے ہاتفِ غیبی کی آواز آتی ہے اور کبھی فرشتہ کی۔ کبھی عقل اس کو تعلیم دیتی ہے اور کبھی خضر اس کی راہنمائی کرتا ہے، کبھی روح القدس سے اسکو واسطہ پڑتا ہے اور کبھی جبرئیلؑ

اس کے پاس پیغام لاتا ہے۔ اور رحمن کو تو سب ہی شعراء شاگرد ہیں، اور سب ہی مضامین عرش سے بلکہ لامکان سے لاتے ہیں۔

ان باتوں کی مثالیں تمام شعراء کے قصائد میں موجود ہیں

عرفی

بدل زشاہد بزم ازل ندا آمد
کہ ای تمام وفا از رضای ما بس دور

مولانا شبلی کی تعجب

مولانائے مرحوم سے تعجب ہے کہ انہوں نے حضرت خضرؑ کی ملاقات کو رد اہم شاعرانہ میں داخل نہ کیا اور خاقانی نظامی کو توہم پرست خیال کر لیا۔

خاقانی توہم پرست نہیں

خاقانی پر اصفہان میں ایک عجیب معاملہ گزرا، مجیر بیلقانی سرکاری تحصیل

خاقانی کا اصفہان

وصول کے لئے اصفہان بھیجا گیا۔ اصفہان کے بڑے بڑے آدمیوں نے اس کی کوئی وقعت نہ کی اُس نے اصفہان کی ہجو لکھ ڈالی، وہ خاقانی کے نام پر شہرت پا گئی۔ آخر کار خاقانی کو برات ظاہر کرنا پڑی اور اصفہان کی تعریف میں قصیدہ نظم کیا[1]

خاقانی کے کلیات سے پتہ چلتا ہے کہ وہ عراق میں برسم رسالت گیا تھا،

خاقانی کی رسالت

چنانچہ افضل الدین سادی نے یک قطعہ میں ذکر کیا ہے

کسی کہ از پئی احمد روا بدے مرسل ۱ بزرگوار امیر امام خاقانی ست
رسول باز پسین را ہزار گونہ قسم ۳ بجان پاک عزیز رسول شروانی ست
رسول شروان چہ خوانی کہ آں بزرگے را ۲ کہ در جہان سخن ملک او سلیمانی ست

خاقانی نے افضل الدین سادی کی تعریف میں قصیدہ لکھ کر بھیجا دیا۔

افضل الدین کی تعریف

جس کا مطلع یہ ہے ؎

گنج فضائل افضل سادی شناسمش
کز علم مطلق آیت دوراں شناسمش

خاقانی کو خراسان میں بھی کامیابی نہیں ہوئی حالانکہ وہ بڑی بڑی امیدیں باندھ رہا

[1] صنادید عجم (مولفہ پروفیسر نظری) ۱۲

خاقانی اور خراسان

بخراساں رودم انشاء اللہ
از رہ آساں شوم انشاء اللہ

رہ روم مقصد امکاں بخراساں یابم — تشنہ ام مشرب احساں بخراساں یابم
چوں زمن اہل خراساں ہمہ عنقا بینند — من سلیمان جہانیاں بخراساں یابم

اثیرالدین آخسکتی خاقانی کا معاصر ہے فرغانہ و ترکستان سے اس اشتیاق میں چلا کہ خاقانی کے مشاعروں میں شریک ہو۔ راستہ میں ارسلان بن طغرل شاہ کی بارگاہ میں رسائی ہوگئی۔

اثیرالدین سے چوٹیں ۱۲

اثیر و خاقانی کے بہت سے معارضات ہیں۔ ایک مرتبہ خاقانی نے اسے یہ قطعہ بھیجا ؎

قطعہ

خرد خریطہ کش خامۂ بنان منست — سخن جنیبہ بر خاطر و بیان منست
بکردگار کہ دور زماں پدید آورد — کہ دور دور منست و زمان زمان منست

اثیر نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

اثیر کا قطعہ

گرہ کشائے سخن خامہ تو آن من ست — خزینہ دار روان خاطر روان من ست
کمان من نکشد دست و بازوی شروان — کہ تیر چرخ یک اندازی از کمان منست

لطیفہ

خاقانی کا ایک لطیفہ

ایک مرتبہ خاقانی نے خاقان منوچہر کی خدمت میں یہ شعر لکھ کر بھیجا ؎

دشتی دہ کہ در برم گیرد
یا دشتی کہ در برش گیرم

؎ غلام سادہ رو ۱۲

خاقان یہ شعر دیکھ کر ایسا برہم ہوا کہ فوراً حکم دیا "خاقانی کی گردن مار دو"۔ "اللہ اکبر! ہم کو ایسا کم ہمت تصور کیا دونوں چیزیں کیوں نہ مانگیں!" خاقانی کو جونہی اطلاع ہوئی۔ جھٹ ایک "مکھی" پکڑا اور اس کے پر کاٹ کر بادشاہ کے پاس بھیج دی عرض کرایا "حضور میرا قصور نہیں۔ اس کم بخت مکھی کا قصور ہے میں نے "با دشاتی" کہا تھا (یعنی دونوں چیزیں مانگی تھیں) اس نے "با" کو "یا" کر دیا۔

خاقان ہنس پڑا، وہ حکم منسوخ ہوگیا۔

خاقانی کی اولاد اس کی بیماری اور موت

خاقانی کا ایک دس سالہ لڑکا جس کا نام رشید تھا اس کے سامنے ہی مرگیا۔ بیٹا جب بیمار تھا۔ تو باپ یہ شعر کہہ رہا تھا۔

آں جگر گوشہ من نزد شما بیمار ست — دوش دانید کہ چوں بود خبر باز دہید
ہمہ بیمار نوازانِ مسیحا نفسید — مدد روح بہ بیمار مگر باز دہید
در علاجش یدِ بیضا بنمائید، مگر — کاتش حسن بداں سبز شجر باز دہید
نہ، نہ بیمار بجای ست و نہ امید بہی ست — بد تر شد ہمہ اسباب ضرر باز دہید
سیزدہ روز مہ چار دہ شب تب زدہ بود — تب خدنگِ اجل انداخت سپر باز دہید

بی بی کی موت

بی بی کا بھی سامنے ہی انتقال ہوا۔

خاقانی کی گوشہ نشینی

خاقانی آخر میں تارک الدنیا ہوجاتا ہے، بادشاہ کے بلانے پر بھی نہیں جاتا۔ معذرت کا قصیدہ لکھ کر بھیج دیتا ہے۔ تبریز میں گوشہ نشین ہوکر یہیں سے اس کی روح

انتقال

پرفتوح عالمِ بقا کی طرف پرواز کرجاتی ہے اس کے انتقال کا سن ۵۸۲ھ بیان کیا

سال وفات

جاتا ہے لیکن "حبیب السیر" سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ۵۹۰ھ میں زندہ تھا۔

خاقانی کی قبر

اس کی قبر سُرخاب میں ہے، پہلو میں ظہیر فاریابی اور ملک الشعراء شاہپور کی قبریں ہیں۔

معاصرین

(خاقانی کے معاصرین)

رشید وطواط"۔ ظہیر فاریابی، اثیر الدین اخسکتی، مجیر الدین بیلقانی۔ کمال الدین نخوانی۔ شاہپور نیشاپوری۔ نظامی گنجوی۔ ذوالفقار شروانی۔ سید عز الدین علوی یہ سب خاقانی کے معاصر تھے

خاقانی پیغمبر سخن ہے

خاقانی تین پیغمبروں کا ایک ہے

در شعر سہ تن پیمبرانند — قولیست جملگی بر انند
ہر چند لا نبی بعدی — خاقانی و انوری و سعدی

تبصرہ

میں اوپر کہہ آیا کہ اس جلد میں خاقانی کے کلام پر تبصرہ موزوں نہیں محض طالب علموں کی ضرورت کی وجہ سے دو تین صفحے لکھے دیتا ہوں

۱۳ قصیدوں کی حالت

اس کتاب میں تیرہ قصیدے ہیں۔ ان میں سے ایک میں حکیم نے اپنے قید خانے کی حالت کا نقشہ کھینچا ہے اور حق یہ ہے کہ خوب کھینچا ہے۔ آخری قصیدے میں مرقد منورہ کی خاک پاک لانے کا ذکر ہے۔ باقی کل قصیدے تصوف کے اخلاقی مضامین سے لبریز ہیں اصل یہ ہے کہ قید خانہ والا قصیدہ بھی ان سے خالی نہیں خاقانی تصوف کا دلدادہ تھا اسکے دماغ میں صوفیت ہی کے تمام مضامین بھرے رہتے تھے وہی اسکے قلم سے نکلتے تھے، یہ بات ایک حد تک صحیح نہیں کہ وہ فلسفیانہ مضامین نظم کرتا تھا، تم اسکے قصائد یہاں سے وہاں تک دیکھ جاؤ اس قسم کی اصطلاحات بہت کم پاؤ گے، کہیں کہیں یہ انداز بھی ہے۔

عرب کی قصیدہ گوئی

عرب میں مدحیہ قصیدے کا یہ طرز تھا کہ شروع میں کچھ عشقیہ اشعار نظم کرتے تھے جسکو تشبیب کہتے ہیں۔ پھر ایک خوبصورت طریقہ سے گریز کر کے مدح ممدوح کی طرف آتے تھے اسکے بعد دعا پر خاتمہ ہو جاتا تھا

قصیدہ کا معیار

ایرانیوں نے پورے طور پر اسی کی تقلید کی، اس بنا پر قصیدے کا معیار ۴ چار باتوں پر قرار پایا۔ مطلع اور تشبیب کیسی ہے۔ تخلص یا گریز کس شان کی ہے بھونڈی تو نہیں، یہ معلوم ہو رہا ہے کہ بات سے بات پیدا ہوئی ہے (۳) مدح ممدوح :- کس روش پر ہے، پھس پھسی۔ بودے اور کمزور لفظ تو نہیں۔ اسکی عظمت رعب دبدبہ، شان، شوکت، یا شاعر جس صفت کو ظاہر کر رہا ہے اسکے لئے الفاظ اسی شان کے لایا ہے یا نہیں! (۴) مقطع یعنی خاتمہ کس عمدگی سے کیا ہے

تصوف اور قصیدہ ۱۲

پھر رفتہ رفتہ تشبیب میں اور مضامین آنے لگے اپنا حال آسمان کی شکایت، یا اور کوئی حکایت، جس زمانے میں تصوف کی گرم بازاری ہوئی، اور اس کے مضامین نے لوگوں کے دلوں، دماغوں میں خوب گھر کئے تو وہاں سے نکل کر غزل میں، غزل سے نکل کر قصیدے کی تشبیب میں، اور تشبیب کا کیا ذکر خود قصیدے بہر میں سراسر گریز خاقانی کا وہی زمانہ ہے، جب تصوف کا سنہری سکہ چار دانگ ایران میں رائج تھا، اس لئے صبح ہوئی اور یہ عشق حقیقی کا گھائل یا دا الٰہی میں چیخنے لگا، شام ہوئی اور اسکی روحانی قوتیں حسن ازلی کے وصل کی خواہشمند ہونے لگی۔ ہر وقت یا مراقبہ میں ہے یا تزکیہ نفس میں، نہ معلوم دنیا کے کام کے لئے کون سا

وقت تنہا میں بھولا دنیا کو تو وہ پہلے ہی ترک کر چکا تھا۔ دیکھو عشق کے باغ کا بلبل صبح ہوتے ہی یوں چہچہاتا ہے کہ اسکی آہ سے آسمان کا کلیجہ چھلنی ہوا جاتا ہے ؎

ہر صبح سرِ گلشنِ عشقِ تو سودا برآورم — وز صورِ آہ بر فلک آوا برآورم

تم اسقسم کے مطلعے اور اس قسم کی تشبیبیں ایک دو نہیں بیسیوں کلیات خاقانی کی ورق گردانی سے نکال سکتے ہو۔ ہم طول کی وجہ سے نہیں لکھ سکتے۔

قید خانہ میں گریہ

پھر حکیم قید خانے میں پڑا رو رہا ہے اور رونے کی وجہ لکھتا ہے ؎

چوں غزالے بستۂ قفسم نوحہ زاں کنم — تا رحمتی بہ خاطرِ بہمن درآورم

غزال کی طرح مقید ہوں، روتا اس لیے ہوں کہ شاید بادشاہ کے دل میں رحم آجائے (اور مجھے چھوڑ دے)

صوفیت کا زور دیکھو۔ یہ کہا اور کہکر مکر گیا ؎

نے نے کہ باغمِ تو مرا انس لاجرم — مریم صفت بہار بہ بہمن درآورم

نہیں نہیں میں اس لئے نہیں روتا کہ بادشاہ، تم کہا کر مجھے چھوڑ دے، میں تو یاد آتی میں رو رہا ہوں۔ میرا اور غم (عشق حقیقی) کا چولی دامن کا ساتھ ہے، میں تو خزاں میں بہار پیدا کر رہا ہوں۔

قید خانہ میں مراقبہ

قید خانے ہی میں مراقبہ ہو رہا ہے اور روحِ نورانی کے باغ میں مقدس جبرئیل بلائے جا رہے ہیں۔

چوں دم برآرم از سرِ زانو بباغِ دل — از شاخِ سدرہ مرغِ نوازش درآورم

پاؤں میں بھاری بیڑیاں، ہاتھوں میں وزنی ہتکڑیاں پڑی ہیں۔ رسی سے ایسے جکڑ بند کئے گئے ہیں کہ حکیم صاحب کا سر زانو پر جا پڑا۔ مگر فرماتے کیا ہیں :۔

"ہم تو مراقبہ کر رہے ہیں اور سیکڑوں عشق کے قافلے کے قافلے تقرب باری تعالیٰ حاصل کر رہے ہیں"

زانو کنم رصدگہ در ربعِ خانِ جاں — صد کاروان درِ معینین درآورم

ذرا تم اس کی شرح صفحہ ۳۱ پر دیکھو۔

شاہ کی دھمکی کا کوئی اثر نہیں

اُف ری صوفیت کی حکومت! بادشاہ دھمکی دیتا ہے "گردن اڑا دوں گا!" خاقانی جواب دیتا ہے "ظالم! تلوار ہے کہاں! میں تو اسکی تلاش میں ہوں۔ نہیں ملتی۔ ورنہ میں تو اسے گلے لگاتا! دونوں ہاتھ اسکی گردن میں ڈال دیتا!

تہدیدِ تیغ میکنند آوخ کجاست تیغ — تا چوں علیش دست بہ گردن درآورم

تصوف نے خیالات بدل دیئے

تصوف کی جہانگیری نے خیالات پلٹ دیئے۔ تہور یاں بدل دیں۔ رسم و رواج میں تغیر کر دیا، نہ دنیا کی کچھ حقیقت رہی نہ اس کے حاکم کی، نہ زر و جواہر کی کچھ عزت رہی نہ صاحب زر کی۔ پہلے بادشاہ کو حضور لکھتے لکھتے ہونٹ خشک ہو جاتے تھے۔ مدحیہ قصائد لکھتے لکھتے انگلیاں دُکھ جاتی تھیں۔ اسی مداحی پر عزت کا دار و مدار تھا۔ صوفیت کا جو دور دورہ آیا۔ تو مدح سلاطین کا ترک باعثِ صد افتخار ہو گیا۔

گفتم بترک مدح سلاطین۔ ببین در آئنہ — سحر ہیں بہ شعر مبین در آورم

ترک مدح سلاطین

یعنی مدحِ سلاطین ترک کر دی، تم اب اس امر پر نظر نہ کرو کہ میں کہلا جاؤں گا یعنی میں اب تعریف کرونگا ہی نہیں شعر میں لاؤنگا

طالب کی مرد

روحانیت کا وہ دریا چڑھا اور سیلاب آیا کہ مادیت اس میں غرق ہو کر رہ گئی اگر طالب کی ہے تو مرد ورنہ نامرد

باقی سب نامرد

جوشن صورت بروں کن و صفِ مرداں در آ — دل طلب کن کز دلِ ملک دل تواں شد پادشاہ

بیٹھے بیٹھے کیا کرتے ہو اگر مرد ہو تو مادی زرہ اتار کر پھینکو! اور مردوں (عاشقوں) کی صف میں آؤ روح کی طرف متوجہ ہو کر اسی پایۂ تخت سے تم شہنشاہ ہو سکتے ہو۔

خاقانی، قافلہ کے ساتھ حج کو جا رہا ہے۔ اُف ری ریگستان کی گرمی جس میں چیل انڈا چھوڑتی ہے۔ ہرن کالا ہوتا ہے، بالو اس قدر گرم ہے کہ اگر چنے ڈال دو تو بھن جائیں۔ گویا آفتاب سوا نیزے پر آ گیا۔ حاجیوں سے مارے پیاس کے چلا نہیں جاتا۔ پاؤں میں بڑے بڑے آبلے پڑ گئے ہیں۔ مگر عشق حقیقی جو صوفیت کی جان، بلکہ ایمان ہے اس تکلیف کو مبدل براحت کر دیتا ہے۔

گرم گاہی کہ چو دوزخ دمد از باد سموم — تف با حور از چو محبت حور ا بینند

اُف اُف! وہ گرم مقام جو دوزخ کی طرح لوہ سے پھُنک رہا ہے، مگر عاشقان اس گرمی اور لوہ کی کچھ پروا نہیں کرتے، اس کو تو زلفِ حور کی خوشبو سمجھ رہے ہیں۔

قرصۂ شمس شود، قرصۂ ریوند لطف — بہر تفتہ جگراں کآفتِ گرما بینند

وہ حاجی جن کے جگر کو گرمی بھونے ڈالتی ہے اس قرص آفتاب کو ریوندِ چینی کی ٹکیا سمجھ رہے ہیں جس سے جگر کی حرارت دور ہو جاتی ہے۔

ترک دنیا

نئے انداز سے ترکِ دنیا کر دینے کی ترغیب کرتا ہے ؎

چو عمر دادی، دنیا بدہ کہ خوش نبود — بصد خزینہ مبذر بدانگی استقصا

جب تو نے عمر ایسی گران بہا چیز برباد کر دی تو اب رہی یہ ذلیل دنیا یہ بھی دیدی۔ اے سوختہ! اون عمر کے ساتھ تو یہ اسراف اور چہ رتی کے لئے یہ بخل!

اخلاق — اسی طرح حکیم نے ان تمام قصائد میں اخلاقی تعلیم دی ہے حکمت۔ شجاعت۔ عدالت۔ عفت بلند ہمتی۔ ایثار وغیرہ۔

اگر ان اشعار کو پڑھوگے تو تم کو ایک اچھا اخلاقی سبق ملیگا، "ناصری" "جلالی" کو بھول جاؤگے

شاعری — پھر جہاں پیغمبر سخن شاعری کرتا ہے۔ اور نئی تشبیہات سے کام لیتا ہے اس کا نظیر نہیں ہوتا۔

حج کے لئے قافلہ جا رہا ہے۔ خلیفہ کا جھنڈا ساتھ ہے، منزل بمنزل نصب ہوتا ہے

علم خاص خلیفہ زدہ در لشکر حاج — چتر شاہی ست کزو، ماہ شب آرا بینند

حاجیوں کے لشکر میں خلیفہ کا خاص علم نصب ہے، اور، چتر شاہی ہے کہ دیکھنے والے اس سے ماہ شب آرا کو دیکھتے ہیں

باز زریں ز برایت دستارچہ زیر — آفتابے بشب آراستہ عمدا بینند

خلیفہ کا وہ جھنڈا، جس پر سونے کا باز ہے اور اسکے نیچے سیاہ پھریرا ہے، وہ ایک ایسا آفتاب ہے جسکی آراستگی عمداً شب تار میں کی گئی ہے۔

تم کہوگے یہ کچھ بھی نہیں، چلو میں بھی تمہارے ساتھ ہمنوا ہو جاتا ہوں وہ کچھ نہیں تو یہ سب کچھ ہے۔

تاج زرین بسر دختر شاہنشہ زنگ — باز پوشید بگیسوش سراپا بینند

حکیم جھنڈے کا سین کھینچ رہا ہے اور کیا خوب کھینچا ہے، کہتا ہے "یہ جو علم پر سونے کا باز ہے اسی تم سونے کا تاج سمجھو، جو حبش کے بادشاہ کی لڑکی کے سر پر رکھا ہوا ہے، اور اگر تمہیں یہ پھبتی پسند نہیں تو یہ سہی، دیکھنا حبش کی شاہزادی کے بالوں میں باز گھس کر چھپ گیا ہے" لوہے کو شاہنشہ زنگ اور اسکی گرہ کو اس کی لڑکی کیا خوب کہا ہے، پھر پھریرا اس کے گھونگر والے بال بھی کچھ کم تعریف کے قابل نہیں

مختصر یہ ہے کہ میں کہاں تک لکھوں گا۔ پیغمبر سخن کے زوردار الفاظ، پھر انکی شان و شوکت اپنے آپ ہی مثال ہیں اس کے خصوصیات۔ نئے تشبیہات، استعارات، کنایات کا جواب نہیں

اگر زندہ رہا تو آخری جلد میں ریویو کروں گا۔

خاکسار محمد تقی شاداں لکھنوی سینیر پروفیسر اورینٹل کالج رپارلمنٹ امپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قصیدۂ اوّل

ہر صبح سر ز گلشن سودا برآورم ۔ وز صورِ آہ بر فلک آوا برآورم (۱)

قبل اس کے۔ کہ اس قصیدے کی شرح شروع کی جائے۔ میں یہ ظاہر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ اس قصیدے کی تین شرحیں ہیں۔ جن کی شرحیں میرے پاس موجود ہیں ✤

اوّل **جناب محشی**۔ جو چند شرحوں سے محشی کرتے ہیں۔ اور خود بھی کہیں کہیں لکھتے ہیں ✤

دوم **جناب پروفیسر نامی**۔ جو میور سنٹرل کالج الہ آباد میں پروفیسر ہیں۔ آپ نے ایک انتخاب کی شرح کی ہے۔ اُس میں یہ قصیدہ اور دو اَور قصیدے۔ جو آگے آتے ہیں۔ شامل ہیں۔ آپ نے اُردو میں معنی۔ اور فارسی میں مطلب لکھا ہے ✤

سوم **جناب شاداں بلگرامی**۔ جو "اورینٹل کالج لاہور" میں پروفیسر ہیں۔ آپ کی شرح مجھے اب ملی ہے۔ اس وجہ سے مجھے اپنی پہلی عبارت میں بہت کچھ تغیر کرنا پڑا ✤

یہ کہنے کو دو شرحیں ہیں۔ مگر حقیقت یہ ہے۔ کہ جناب شاداں بلگرامی نے جناب نامی کی فارسی عبارت کا ترجمہ کر دیا ہے۔ اس لئے اسما دو اور معنا ایک ہی ہیں ✤

ہاں کہیں کہیں آپ نے عملی گی بھی اختیار کی ہے ✤

جناب شاداں بلگرامی نے اپنی شرح کے "خاتمہ زیبائے" میں فرمایا ہے۔ کہ "میرے پاس محمد داؤد شادی آبادی کی شرح ہے۔ اس کے سوا اور کوئی شرح نہیں جس سے

میں مدد لیتا ؛

یہ اگر سچ ہے (اور سچ نہونے کی کوئی وجہ بھی نہیں معلوم ہوتی) تو آپ کی عبارت اور جناب نامی کی عبارت۔ اور اسی طرح دونوں صاحبوں کے معنی میں ایسا توارد ہوا۔ کہ جو شاید اس سے پہلے کبھی دیکھا نہ گیا ہوگا ؛ یہ امر دونوں عبارتوں کے ملانے سے واضح ہو جائے گا ؛

میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ کہ جہاں کہیں مجھے کسی شارح سے اختلاف ہو۔ اُس کو ظاہر کروں۔ اور اُس کے مقابلے میں اپنی رائے لکھ دوں۔ تاکہ ناظرین آسانی سے فیصلہ کر سکیں ؛

میرا یہ فعل نیک نیتی پر مبنی ہوگا ؛ اس جملے کے تحریر کرنے کی مجھے ضرورت نہ تھی۔ اس لئے۔ کہ اگر بدنیتی ہوگی۔ تو میری عبارت سے اس کی بُو آئے گی ؛ انچہ بدیگ است بچمچہ می آید ؛

مگر لکھنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ ابھی تک ہندوستان تقریظ کا عادی ہے۔ تنقید کا نہیں ؛

میں اپنی عبارت میں اوّل کو جناب محشی۔ دوم کو قابل نامی۔ سوم کو فاضل بلگرامی لکھوں گا ؛

اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں ؛

یہ قصیدہ بحر مضارع، مثمن، اخرب، مکفوف، مقصور۔ یا محذوف میں ہے ؛

وزن۔ مفعول فاعلات مفاعیل فاعلات۔ یا فاعلن دو بار ؛

سراز چیزے برآوردن کے متعلق جناب نامی اور جناب فاضل بلگرامی کی رائے۔

سراز چیزے برآوردن

کے متعلق جناب شاداں بلگرامی لکھتے ہیں "کسی چیز سے علیحدہ ہونا"

گلشن سودا۔ کنایہ از باغ عشق و مراقبہ۔

توجہ دلی۔ اس تحریر کے بعد قابل نامی۔ فاضل بلگرامی اس نتیجے پر پہنچے۔ کہ خاقانی ہر صبح کو عشق الٰہی و مراقبے سے ہٹ جاتا ہے۔ اور اس کے فراق میں فریاد کرتا ہے ہر دو بزرگ اپنی اس تجویز پر دو چار شعروں تک جمے رہے۔ مگر چونکہ معاملہ برعکس تھا۔ اس وجہ سے آگے جا کر یہ رائے بدلنا بھی پڑی ؛

حقیر کی تجویز اور اس کی سند

جناب محشی کی رائے

حقیر کے نزدیک دونوں بزرگوں کی تجویز غلط ہے۔ **سر از جائے برآوردن** کے معنی کسی جگہ سے سر نکالنا۔ یعنی اس مقام میں آکر خود کو ظاہر کرنا۔ اس کا ثبوت خود خاقانی کے اس قصیدے میں چند جگہ ہے۔ "سرزاں سوئے فلک بہ تماشا برآورم" آں سوے فلک۔ لامکان ہے۔ یعنی میں لامکان سے سر نکالوں گا۔ یہ مقصود نہیں۔ کہ میں لامکان سے علیحدہ ہو جاؤں گا۔ اس اعتبار سے (سر از گلشن سودا برآوردن) کے یہ معنی ہوئے۔ کہ میں عشق الٰہی کے باغ سے سر نکالوں گا۔ یعنی ترکِ دنیا کرکے عالمِ عشق سے خود کو ظاہر کروں گا۔ بگلشن سودا سے بھی یہ معنی ہو سکتے ہیں۔

جناب محشی نے گلشن سودا سے مراد (دل) بھی لی ہے۔

سودا - اخلاط اربعہ میں سے ایک خلط ہے چاروں یہ ہیں۔ سودا، صفرا، خون، بلغم۔ مجازاً دیوانگی و عشق۔ اور یہاں یہی مطلوب ہے۔

صور - نرسنگا۔ قیامت میں حضرت اسرافیل صور پھونکیں گے۔ پہلی مرتبہ میں سب مر جائیں گے۔ دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہو جائیں گے۔

آوا - مخفف آواز۔

حکیم خاقانی کہتا ہے۔ کہ "پہلے تو میں دنیا کی زرق برق میں پڑا ہوا تھا لیکن اب میں ہر صبح عشق الٰہی کے باغ سے سر نکالوں گا۔ یعنی عشق حقیقی اختیار کروں گا۔ اور مثل بلبل کے معشوقِ ازلی کی یاد میں نغمہ یاد کروں گا۔ جس کی آواز آسمان تک پہنچے گی۔ یہ میری آواز کیا ہوگی گویا صور ہوگی۔ جس سے زمین تو زمین آسمان پر قیامت قائم ہو جائے گی۔

صبحدم چوں در دمد دل صور شیون نائے من ۔ آسماں صحنِ قیامت گردد از غوغائے من

عشق الٰہی سے باغ کو اس وجہ سے تشبیہ دی۔ کہ سامع کا ذہن اس طرف منتقل ہو جائے۔ کہ خاقانی اس باغ کا بلبل ہے۔ بلبل گل پر وقت صبح زیادہ چہچہاتا ہے اور عاشق ادھر صبح ہوئی۔ اور معشوق کی گلی میں پہنچا۔

علے الصباح چو مردم بکار و بار روند ۔ بلاکشانِ محبت بکوئے یار روند

قابل نامی - اس شعر کا مطلب یوں تحریر فرماتے ہیں۔

این است کہ من ہمہ شب در حالتِ مراقبہ تماشائے گلہائے تجلیات می کنم۔ وہنگام صبح چوں ازاں محروم می شوم در شدتِ غم و الم از دلِ پُر درد سوئے فلک آہے میزنم کہ مانند صور قیامت راست۔ یعنی می خواہم کہ از صور آہ چرخ را پارہ پارہ کنم چرا کہ صبح او مرا از گلشن انوار و گلزار دیدار الٰہی جدا ساخت ٭

فاضل بلگرامی اس عبارت کا یوں ترجمہ کرتے ہیں ٭

ہر صبح کو جب مراقبے سے دُور ہوتا ہوں تو صور آہ کی آواز آسمان پر پہنچاتا ہوں۔ یعنی رات بھر جو گلہائے تجلیات و فیوضات سے کامیاب ہوتا رہا تھا۔ صبح ہو جانے سے جب اُن سے محروم ہو جاتا ہوں۔ تو دردِ محرومی سے ایسی آہیں کرتا ہوں۔ جو صورِ قیامت کی طرح ہیں۔ اور ان آہوں سے فلک کو پارہ پارہ کرتا ہوں۔ کہ اُس نے کیوں صبح کر کے مجھے ان تجلیات سے محروم کر دیا ٭

دونوں بزرگوں کی یہ تجویز۔ کہ خاقانی صبح کو عشق، مراقبہ، تجلیات معنوی سے ہٹ گیا۔ اور آسمان نے صبح طلوع کر کے اس بیچارے پر یہ قیامت نازل کی۔ عجیب و غریب ہے ٭

میرے نزدیک صبح کے وقت عشق میں فریاد کرنا۔ اور تجلیات معنوی کا نزول ہونا۔ مراقبہ کرنا تقریباً ہر شاعر نے نظم کیا ہے ٭

بہرحال میں نے اپنے بھی معنے لکھ دئے ہیں۔ اور فاضلین کے بھی۔

تا یار کرا خواہد و میلش بہ کہ باشد ٭

(۲) **چوں طیلسانِ چرخ مطرّا شود بصبح ٭ من رخ بہ آب دیدہ مطرّا برآورم**

طیلسان۔ ایک قسم کی چادر جسے خطیب کاندھے پر ڈالتے ہیں۔ طیلسانِ چرخ میں اضافت تشبیہی ہے } عین چرخ مقصود ہے۔ یا سطح آسمان ٭

مطرّا۔ تر و تازہ۔ مصفا۔ آبدار۔ روشن ٭

حکیم کہتا ہے ۔ جس وقت کہ میں عالم عشق میں آتا ہوں ۔ اس وقت کی حالت کیا پوچھتے ہو ۔ یوں سمجھو ۔ کہ جس وقت اس آسمان کی نیلگوں چادر صبح کے نور سے منور ہوتی ہے ۔ یعنی صبح طلوع ہوتی ہے ۔ اور اُس کا نور آسمان پر پھیلتا ہے ۔ اُس وقت عشق الٰہی میں میری آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی ہے ۔ اور یہ اشک میرے رُخسارے پر بہہ بہہ کر آتے ہیں ۔ گویا میں اپنے چہرے کو اشکوں سے دھوتا ہوں ✤

قابل نامی ۔ صبح کے وقت جب آسمان کی چادر تروتازہ ہوتی ہے ۔ یعنی صبح کے سہانے سمے کی بھینی بھینی اوس سے آسمان تروتازہ معلوم ہوتا ہے ✤ اور فارسی میں یوں تحریر فرماتے ہیں ۔ ایں کہ من کیفیت و لذتِ مراقبہ را یاد کردہ بر جدائی آں زار زار میگریم ✤

فاضل بلگرامی ۔ یوں ترجمہ کرتے ہیں ۔ لذت مفقود مراقبے کو یاد کرکے زار زار روتا ہوں ✤

میں اوپر عرض کر چکا ہوں ۔ کہ دونوں بزرگوں نے خاقانی کی فریاد کی بُنیاد محرومیِ عشق و مراقبہ قرار دی ہے ۔ اب اگر یہ کج ہے ۔ تو دیوار ثریا تک کج جائے گی ✤ بہرحال ناظرین آگے چل کر نہایت آسانی سے اس کا فیصلہ کر لیں گے ✤

برکوہ چوں لعاب گوزن اوفتد بصبح ✤ ہوئے گوزن وار بصحرا برآورم (۳)

نولکشوری نسخے میں مصرعہ یوں لکھا ہے

چُوں کوہ بر لعاب گون اوفتد بصبح

انتخاب میں یوں ہے ۔

بر کوہ چوں گوزن لعاب اوفتد بصبح

میں نے جس طرح لکھا ہے ۔ اس طرح بنا بچے

نولکشوری نسخے میں مصرعہ غلط لکھا ہے ۔

لعاب گوزن آفتاب کی کرنوں یا صبح کے نور سے کنایہ ہے ۔ اس لئے کہ لعاب سپید ہوتا ہے ✤

ہُو ۔ نعرہ ۔ اور اسم ذات باری تعالےٰ ۔

گوزن ۔ بارہ سنگھا ✤

معشوق کی یاد میں عاشق دیوانہ وار جنگل میں مارا مارا ۔ اور چیختا پھرتا ہے ۔ اس لئے

حکیم کہتا ہے۔ کہ میری آنکھوں سے صرف اشک ہی نہیں جاری ہیں۔ بلکہ جس وقت کہ آفتاب کی نورانی کرنیں ان سربفلک پہاڑوں کی چوٹیوں پر پڑتی ہیں۔ اُس وقت میں دیوانہ وار بیابان میں نکل جاتا ہوں۔ اور بارہ سنگھے کی طرح عشق الٰہی میں چیختا پھرتا ہوں +

تنبیہ انتخاب میں بصبح کی جگہ بچرخ غلط لکھا ہوا ہے +

قابل نامی این است کہ من وقت صبح از وحشت جدائی و درد فرقت الٰہی بصحرا میگریزم و ہمچوں گوزن نعرہ می زنم۔ لفظ ہو مناسب مراقبہ است +

جناب بلگرامی یوں ترجمہ کرتے ہیں۔ درد محرومی تجلیات سے بوجہ وحشت صحرا کی طرف بھاگ جاتا ہوں۔ اور بارہ سنگھے کی طرح چیختا ہوں + لفظ ہو مناسب مراقبہ ہے +

از اشک خون پیادہ و از دم کنم سوار ۔ غوغا بہفت قلعہ مینا برآورم (۴)

اشک خون ۔ خون کے آنسو۔ یا اشک خونیں ۔ یا ایسے اشک جو مثل خون ہوں +

ڈھلک کر اپنے پاؤں سے آتے ہیں۔ اور آہ کو سوار اس وجہ سے کہا۔ کہ آواز ہوا کے گھوڑے پر سوار ہوتی ہے +

فاضل بلگرامی نے خون کی جگہ چوں بھی پڑھا ہے۔ اور (چوں) کا ترجمہ کیا ہے۔ میرے نزدیک اچھا نہیں +

فاضل بلگرامی کی رائے سے اختلاف

دم ۔ سانس۔ یہاں آہ مطلوب ہے +

اشک کو پیادہ اس وجہ سے کہا۔ کہ وہ خود

غوغا ۔ شور غل۔ یہاں مجازاً بمعنی حملہ ہے۔ اس لئے کہ حملے کے وقت شور کیا جاتا ہے۔

ہفت قلعۂ مینا ۔ ساتوں آسمانوں سے کنایہ ہے۔ مینا ۔ سبز شیشہ + شاعری میں نیلا سبز ایک ہے +

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں عشق الٰہی میں اشک خونی بہا۔ اور آہیں نکال رہا ہوں انھیں بے کار نہ جانے دوں۔ ایک سے سُرخ وردی والے پیادے۔ اور دوسرے سے کالی وردی والے سوار تیار کروں۔ اور اس پلٹن۔ اور

رسالے سے ان ساتوں قلعوں (آسمانوں) پر حملہ کردوں + تم اس موقعے پر تعجب کروگے۔ کہ خاقانی تو یاد الٰہی میں رو رہا تھا۔ یہ جنگی تیاری کیسی اور یہ حملہ کیسا۔

(اس کی وجہ)

قابل نامی یہ قرار دیتے ہیں۔ نیرنگ سازیش مرا از لذتِ مراقبہ جُدا کردہ۔ یعنی ان افلاک کی نیرنگیوں نے مجھے مراقبے سے محروم کردیا + اس وجہ سے میں ان پر حملہ کروں گا +

فاضل بلگرامی مگر نے کچھ سمجھ کر محض شعر کے ترجمے پر اکتفا کی۔ حملے کی کوئی وجہ قرار نہیں دی + تحریر کرتے ہیں "جب میں آنسوؤں کے پیادے اور آہوں کے سوار بنالوں تو ہفت قلعۂ آسمانی میں غوغا مچادوں +

میں اس کی وجہ آگے چل کر عرض کروں گا +

خود بے نیازم از حشر اشک و فوج آہ + کاں آتشم کہ یک تنہ غوغا برآورم (۵)

کاں ۔ کہ آں ۔ کاف علت کا ہے فاضل بلگرامی نے ۔ زآں آتشم بھی پڑھا ہے۔ فرماتے ہیں ۔ از سببیہ ۔ میم معنی خود + میرے نزدیک یہ اچھا نہیں +

حشر بفتحتین ۔ انبوہ ۔ گروہ +

آں آتشم ۔ میں وہ آگ ہوں ۔ خاقانی نے خود کو ہمہ تن آگ اس وجہ سے کہا ہے۔ کہ العشق نار آیا ہے یعنی میں اس قدر آتش عشق رکھنے والا ہوں۔ کہ ہمہ تن آگ ہی آگ ہوگیا۔

یک تنہ ۔ اکیلا ۔ تنہا +

فاضل بلگرامی سے اختلاف

حکیم کہتا ہے ۔ یہ جو میں نے ارادہ کیا تھا۔ کہ اشکوں اور آہوں کے پیادے اور رسالے تیار کروں ۔ اصل یہ ہے ۔ کہ مجھے ان کی کچھ ضرورت نہیں ۔ میں ان سے بالکل بے نیاز ہوں ۔ اس لئے ۔ کہ میں تو وہ آتش عشق ہوں ۔ کہ یکہ و تنہا ایسے ایسے قلعوں پر حملہ کرکے پھونک دونگا +

قابل نامی ۔ اینکہ من خود از گرمی عشق چناں صاحب سوز و گدازم کہ مرا

بدشمن سوزی حاجت دیگرے نیست ✤

فاضل بلگرامی ۔ مجھے فوجِ اشک و آہ کی ضرورت نہیں ۔ کیونکہ میں وہ آتش عشق ہوں کہ اکیلا غوغا مچا سکتا ہوں ✤

(۶) **اسفندیار ایں دژ روئیں تنم بشرط ہر ہفتہ ہفتخوانش آنجا برآورم**

اسفندیار ۔ گشتاسپ کا بیٹا ہے ۔ کہتے ہیں روئین تن تھا ۔ رستم نے تیر دشاخہ مار کر اسے اندھا کر کے ہلاک کر دیا ✤

قابل نامی نے تحریر کیا ہے ۔ کہ اسفندیار نے رستم کو اندھا کر کے مارا ✤ خلاف واقعہ ہے ۔ یا تو سہو القلم ہے ۔ یا کاتب کی غلطی ہے ✤

جناب نامی کا سہو القلم

دژ روئیں ۔ دھات کا قلعہ ۔ یا روئیں میں کوہ شیلان پر واقع تھا ✤

ارجاسپ نے اسفندیار کی دو بہنوں کو اسی قلعہ میں قید کر دیا تھا ۔ اس نے سفر کیا ۔ اور سات دشوار منزلوں کو طے کر کے اپنی بہنوں کو چھڑا لایا ۔

یہاں دژ روئیں سے آسمان مراد ہے ✤

ہفتخواں سے مراد اسی اسفندیار کے ہفتخوان ہیں اس کو دژ روئیں جانے تک سات دشوار گذار منزلوں سے سابقہ ہوا ۔

اول میں — دو خونخوار بھیڑئے ۔
دوم میں — شیر ۔
سوم میں — اژدہا ۔
چہارم میں — زن جادوگر ۔
پنجم میں — سیمرغ
ششم میں — باد ، باراں ، ژالہ ، رعد ۔
ہفتم میں — گہرا پانی ۔

یہ بہادر پہلوان ہر بلا پر غالب آتا ہوا قلعے تک پہنچا ۔ جنگ کی ۔ شہر میں آگ لگا دی ۔ بہنوں کو چھڑا کر لے آیا ✤ اس موقعے پر ہفتخوان یہی ساتوں آسمان ہیں ✤

شنیں کی ضمیر دژ روئیں کی طرف ہے ✤

میں نے اوپر عرض کیا تھا ۔ کہ آسمان پر حملہ کرنے کی وجہ آگے لکھوں گا ۔ چنانچہ اب تحریر کرتا ہوں ✤ یہ تینوں شعر ترک تعلقات دنیا و مافیہا میں ہیں ۔ لہذا وجہ جو قابل نامی نے اختیار کی ہے ۔ یعنی ترک مراقبہ ۔ خاقانی نے باغِ

عشقِ الٰہی میں قدم رکھا۔ عشقی تکالیف سے رویا۔ پیٹا۔ چلایا۔ اشکوں کا دریا بہایا۔ اسی رونے میں وہ خیال قائم کرتا ہے۔ کہ گو میں دُنیا کو ترک کر چکا ہوں۔ مگر پھر بھی شہوانی قویٰ پر اطمینان نہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ پھر ان کا میلان لذّات کی طرف ہو جائے۔ اس لیئے ان آسمانوں پر حملہ کر کے ان کو تباہ کر ڈالوں۔ آسمان پر حملہ کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ اسی کی گردش سے تمام مادّی چیزوں کا تکوّن ہوتا ہے۔ جن پر انسان کی رُوح خدا سے غافل ہو کر مائل ہو جاتی ہے۔ اور قوائے شہوانیہ کی مطیع۔ اور بندہ۔ اس لئے اصل ہی پر حملہ کرو۔ نہ یہ آسمان ہونگے۔ نہ مادی چیزوں کا تکوّن ہوگا اور اسی بنا پر عاشقان الٰہی انکو دشمن قرار دیتے ہیں چنانچہ خود خاقانی کہتا ہے۔ ابای علویند مر خصم چون خلیل بہ وجہ سمجھنے کے بعد۔ اب شعر کا مطلب سمجھنا چاہیئے۔ حکیم کہتا ہے کہ میں تو شرطیہ اس دھات کے قلعے کا اسفندیار ہوں۔ میں تو ہر ہفتہ اس کے ہفتخواں کو اکیلا فتح کر لوں گا۔ اور اپنی عقل و روح کو جو گرفتار عالم فانی ہیں چھڑا کر لے آؤنگا۔ جس طرح اسفندیار اپنی بہنوں کو چھڑا لے آیا تھا۔ مجھے اس پلٹن اور رسالے کی کوئی ضرورت نہیں +

قابل نامی کی عجیب و غریب عبارت، اور اُسکا مفہوم

قابل نامی۔ من۔ روزانہ بزور ریاضت و مراقبہ ہفت افلاک راطے کردہ روح خود را ہچنانکہ اسفندیار خواہران خود را از قید رہا کردہ بود۔ از قید نفس رہا میکنم +

شعر نمبر (۴) میں۔ قابل شارح نے حملہ کی وجہ یہ قرار دی ہے کہ آسمان کی نیرنگی نے مجھے عشق و مراقبہ سے علیحدہ کر دیا۔ اس وجہ سے میں اس پر حملہ کر کے اسے پارہ پارہ کروں گا +

آپ یہاں۔ روح۔ قید نفس امارہ سے چھڑائی جاتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اوپر والی وجہ حملہ کی نہ تھی +

پھر دن کو تو مراقبہ سے علیحدہ ہی کر دیا جاتا ہے۔ "روزانہ بزور ریاضت و مراقبہ" کیسا یا یہ کہ آپ کی عبارت کی تاویل کی جائے۔ اور روزانہ سے مراد شبانہ لی جائے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ وہ حملہ دن ہی کو کر رہا ہے +

علاوہ بریں قابل شارح کی اس عبارت کا سمجھنا کم از کم میرے لیئے بہت دشوار

ہوگیا۔ کہ سات آسمانوں کو طے کرکے اپنی روح کو قیدِ نفس امارہ سے چھڑاؤں گا ؛
یہ نفس۔ کیا سات آسمانوں کے اوپر ہے کہ جن کو طے کرکے روح چھڑائی جائیگی ؛

فاضل بلگرامی کا مطلب اور اسکا سقم

فاضل بلگرامی باوجود پورے مترجم ہونے کے اس موقعہ پر آپ کی تھوڑی سی عبارت سے کچھ سوچ کر علیحدہ ہوگئے ؛

فرماتے ہیں۔ میں روزانہ اپنی قوت وریاضت ومراقبہ سے۔ قیدِ تعلقات عالم سے اپنی روح کو چھڑاتا ہوں اور آسمان کے اُس پار پہنچا دیتا ہوں۔ اور حضوری خدا حاصل کرتا ہوں ؛

جناب فاضل کو جناب نامی کی آخری عبارت میں سقم نظر آیا۔ اس لئے آپ نے رُوح کو اُس پار پہونچاکر خدا سے ملا دیا ؛

مگر حقیقت یہ ہے کہ۔ یہ بھی غلط۔ اور وہ بھی غلط۔ نہ خاقانی یہ کہتا ہے۔ نہ وہ۔

جناب محشی کی تعجب انگیز عبارت

جناب محشی "ہفتخوان" کنایہ از سخنانِ عاشق دوردست" نہ معلوم یہ عبارت آپکی ہے یا کسی شارح کی۔ بہرحال جس کی ہو۔ تعجب سے خالی نہیں ؛

(۷) **بس اشکِ شکرین کہ فرو بارم از نیا ؛ بس آہِ عنبرین کہ بعد ابر آورم**

اشکِ شکریں اور اشک شکری دونوں طرح آیا ہے۔ زیادہ ہنسنے میں آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آتے ہیں۔ اُسے "اشک شکریں" کہتے ہیں۔ گریہ شادی۔ چونکہ عاشقانِ الٰہی کے دل میں عشق کے گریہ سے روحانی لذت حاصل ہوتی ہے اس لئے "اشک شکریں" کہا ہے ؛

آہ عنبریں۔ ایسی آہ جو منسوب بہ سیاہی عنبر ہو اس لئے کہ عنبر کا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور آہ کو بھی سیاہ کہا گیا ہے ہوسکتا ہے کہ خوشبو کا بھی لحاظ ہو۔ معشوق حقیقی کے عشق میں جو آہ نکلتی ہے اس سے عاشق کے قلب کو فرحت حاصل ہوتی ہے اسلئے آہ کی صفت عنبریں رکھی گئی۔ **عمداً** قصداً

تین شعروں میں ترکِ عالم کا ذکر کرنے کے بعد۔ پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہے۔ کہتا ہے ؛ یہ جو میری آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ ان کو تم گریہ غم نہ سمجھنا۔ میرے دل میں عشق الٰہی ہے اور اس کی مجھے بے انتہا خوشی ہے۔ اس لئے کہاں میں ناچیز۔ اور کہاں حسن ازلی کا عشق عزیز

اس خوشی میں۔ عجز و نیاز سے میں اشک شکریں نکال رہا ہوں۔ اور بے انتہا آہیں کر رہا ہوں جس سے میرے قلب کو فرحت ہوتی ہے۔

(۸) **لب را حنوط از آہ معنبر کنم چنانک — رخ را وضو با اشک مصفا برآورم**

حنوط۔ مرکب خوشبو ہے۔ جو مردے کے لئے تیار کیجاتی ہے مگر یہاں مطلق خوشبو مقصود ہے۔

اشک مصفا۔ صاف آنسو۔ اشکوں کی صفائی مشہور ہے۔ "اصفی من الدمع"

توجس طرح میں لبوں کو آہ معنبر سے خوشبودار کرتا ہوں۔ اسی طرح چہرے کو صاف اشکوں سے دھوتا ہوں۔ یعنی آہیں بھی کرتا ہوں۔ اور روتا بھی ہوں

قابل نامی: اینکہ لب من چوں بوجہ طلوع صبح و برآمدن آفتاب از ذکر آلہی ولذت مراقبہ جدا شدہ مثل مردہ است ازیں سبب من، ورا بخور حنوط آہ می دہم و از آب اشک چہرہ را شست و شوی نمائم، تا کہ طیب و طاہر گردد۔

فاضل بلگرامی نے آپ کا ساتھ بالکل چھوڑ دیا۔ اس لئے معنی بھی صحیح لکھے۔ جس طرح لب کو آہ معنبر سے معطر کرتا ہوں۔ اسی طرح چہرے کو اشک مصفا سے دھوتا ہوں۔ یعنی گریہ و آہ دونوں سے کام ہے۔

قابل نامی کے معنی غلط ہو جانے کی وجہ صاف ہے۔ اول تو وہ بنیادی غلطی کہ خاقانی نے صبح کو ترک مراقبہ و عشق کیا ہے۔ بلکہ خاقانی نے نہیں آسمان نے طلوع صبح کر کے اس پر یہ آفت نازل کی۔

قابل نامی کے معنی میں فعلی اور مکاں اصلی سبب

دوم۔ حنوط کے لفظ نے۔ ان کے خیال میں اور رنگینی کر دی۔ کہ انھوں نے (لبوں) کو مردہ قرار دیدیا۔ اس لئے کہ وہ ذکر آلہی سے علیحدہ ہو گئے۔

میں نے کہیں اوپر عرض کیا ہے کہ اگر بنیاد کج ہوتی ہے تو پھر چاہے تر یا نک دیوار اٹھاؤ کج ہی چلی جائے گی۔ یہی حال ان دونوں شارحین کا ہو گیا ہے۔

جناب نامی ذیل کے اشعار پر پھر نظر ڈالیں تو انھیں معلوم ہو جائے۔ کہ خاقانی کے لب مردہ نہیں ہیں۔ بلکہ وہ اپنے کلام عشقیہ سنا رہا ہے چنانچہ وہ اشعار آگے آرہے ہیں۔

(۹) **قندیل دیر چرخ فرو میرد آں زماں کاں سرد باد آتش سودا برآورم**

دیر چرخ میں اضافت تشبیہی ہے۔ چرخ کو دیر اس وجہ سے کہا کہ ہمیں اشکال جنوبی و شمالی اور سیارے ستارے موجود ہیں کہ جو بمنزلہ بت ہیں

قندیل دیر چرخ۔ آفتاب ہے

کاں۔ کہ۔ آں۔ کاف بیانیہ ہے

سرد باد ٹھنڈی ہوا۔ یہاں ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں مطلوب ہیں جو عشق الٰہی میں نکلتی ہی ہیں فاضل بلگرامی فرماتے ہیں:۔

باد سرد۔ آہ بے تاثیر۔ خاقانی اس موقع پر آہ کی بے تاثیری نہیں دکھا رہا ہے۔ باد سرد دو وجہ پر لایا ہے۔ اوّل تو یہ کہ دل میں عشق کی آگ بھڑک رہی ہے اور نکل رہی ہیں ٹھنڈی سانسیں۔ دوم یہ کہ ہیں تو ٹھنڈی سانسیں۔ مگر انکا اثر یہ ہے کہ آفتاب ایسے دہکتے انگارے کو بجھا دیتی ہیں۔

آتش سودا۔ آتش عشق اس لئے۔ کہ العشق نارٌ آیا ہے۔

حکیم کہتا ہے کہ میں باغ عشق میں تو آ ہی گیا۔ اور میرے اندر عشق کی آگ تو بھڑک ہی رہی ہے اگر میں اس بھڑکتی آگ سے ٹھنڈی سانسیں نکالوں۔ یعنی آہ سرد کروں۔ تو یقین جانو کہ دنیا کے بتخانوں کی قندیلوں کا تو کیا ذکر اتنے بڑے دیر چرخ کی اتنی بڑی قندیل اسی وقت بجھ جائیگی یعنی میرے اندر وہ صادق عشق الٰہی ہے کہ اس کی آہ سرد سے بڑے بڑے بتخانوں کے چراغ گل ہو جاتے ہیں۔ ادھر چراغ گل ہوئے۔ اور ادھر بتوں کی پگڑی غائب۔ سمجھنے کی بات ہے۔ تم دیکھ رہے ہو اور آگے بھی دیکھو گے کہ خاقانی اس قصیدے بھر میں کسی جگہ پر بھی (نہ بطریق اشارہ۔ نہ بطریق تصریح) نہیں کہتا کہ میں صبح کے وقت عشق و مراقبہ سے علیحدہ ہو گیا اور آسمان نے میرے ساتھ ایسا سلوک کیا۔ اس شعر میں کھلے الفاظ میں کہہ رہا ہے کہ عشق کی آگ (آتش سودا) مجھ میں موجود ہے۔ اور اس سے آہ سرد نکال کر بت خانوں کے چراغ گل کر رہا ہوں۔ اور کفر کو دور۔ اور یہ ملحوظ رہے کہ یہ معاملہ دن ہی کا ہے۔ نہ رات کا۔ کیونکہ آفتاب موجود ہے۔

قابل نامی۔ میں اس وقت ٹھنڈا سانس عشق کی بھڑکتی آگ سے نکالتا ہوں اسوقت

(تنبیہ) سانس دہلی میں مذکر بولا جاتا ہے۔ آپ نے دہان کی تقلید میں سانس کو مذکر بولا ہے لکھنؤ میں مؤنث ہے ۱۲ شاد ماں

اس بت خانۂ فلک کی قندیل بجھ جاتی ہے ؛

جو بنیاد کہ آپ نے ترک عشق و مراقبہ کی قائم کی تھی۔ وہ اس شعر میں ڈھی گئی۔ لکھنا تو آپ کو چاہیئے تھا کہ ترک مراقبہ کی آگ بھڑک رہی ہے۔ ترک عشق کی تکلیف ہو رہی ہے مگر (آتش سودا) نے یہ عبارت قلم سے نہ نکلنے دی ؛

فاضل بلگرامی کی مطلب میں غلطی

مگر فاضل بلگرامی نے اس مقصد کو پورا کر دیا ہے۔ آپ تحریر فرماتے ہیں۔ وہ کیفیت جو مراقبہ میں حاصل تھی۔ اور صبح ہونے سے جاتی رہی۔ اس پر گریہ و زاری ہے

قابل نامی کے دوسرے معنی

قابل نامی نے ایک اور معنی بھی لکھے ہیں جو ہدیۂ ناظرین کئے جاتے ہیں۔ "اینکہ آہ من چنیں تاثیرے دارد کہ آفتاب را ہم بے تاب می کند۔ و در تب و تاب می اندازد ؛

(۱۰)

دلہائے گرم تپ زدہ را تسبتی کنم ✻ زان خوشدمی کہ صبحدم آسا برآورم

دلہائے گرم تپ زدہ۔ عاشقان الٰہی کے وہ زندہ دل کہ جن میں عشق کی حرارت موجود ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ خاقانی اپنے ہی دل کو کہہ رہا ہو اور (ہا) زائد ہو (ہا) زائد کی بکثرت مثالیں ہیں۔

وے از تو گدازش صور ہا۔ صور۔ صورت کی جمع ہے (ہا) زائد ہے ؛ (را) بمعنی برائے

خوشدمی سے مطلوب یا تو وہ باد سرد ہے جو اوپر مذکور ہے۔ اور یا کلام عشقیہ مراد ہے۔

صبحدم آسا۔ وقت صبح کی طرح

اس شعر کے دو مطلب ہو سکتے ہیں۔ حکیم کہتا ہے۔ تم نے باد سرد کی حالت معلوم کی کہ جس سے بڑے بڑے بت خانوں کی قندیل بجھ سکتی ہے۔ ایک طرف تو اس کا یہ اثر ہے۔ اور دوسری جانب یہ کہ اُسی ٹھنڈی سانس سے جس کا دوسرا نام خوشدمی ہے۔ آتش عشق کے مارے ہوئے دلوں کے لئے شربت تیار کر کے ان کو تسکین و فرحت دیتا ہوں کیونکہ عشق والے کو عشق والی ہی چیز سے لذت حاصل ہوتی ہے ؛

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ یہی ٹھنڈی سانس ہے اور یہی خدائی عشق کی آہستہ آواز کہ ایک طرف بت شکن، بلکہ عالم شکن اس لئے کہ جب آسمانی بت خانہ کا چراغ (آفتاب) گل ہو گیا تو پھر رہا کیا اور دوسری جانب عاشقان الٰہی کے روح کو قوت دینے والی۔

اسے زیادہ سرا مطلب۔ وہ کلام عشقیہ مراد لے کر کہا جا سکتا ہے اور وہ تم خود سمجھ لو کہ مدعا کیا ہے۔

قابل نامی۔ میں اپنی اس اچھی سانس سے جو صبح کے مانند نکالتا ہوں۔ عاشقان خدا کے گرم اور جلے بھنے دلوں کے لئے شربت تیار کرتا ہوں۔

فاضل بلگرامی جو دل کہ حرارت عشق سے گرم ہو رہے ہیں۔ اُن کے لئے اپنے اس کلام خوش سے جو روشنی میں صبح کی طرح ہے شربت بناؤں گا۔ اور اس کی تسکین خاطر کروں گا۔

اس شعر میں دونوں بزرگوں نے "علاج گی عشق" اور "ترک مراقبہ" لب کے مردہ ہو جانے کا ذکر نہیں کیا۔ اگر خاقانی کے لب مردہ ہو جاتے۔ تو کلام، آہ، کس چیز سے نکالتا۔ اور اگر ترک مراقبہ کی وجہ سے آسمان پر پہنچا چلاتا۔ تو اس چیخ اور فریاد سے عاشقان الٰہی کے قلب کو فرحت کیوں حاصل ہوتی۔ سمجھنے کی بات ہے۔

ہر دم مرا عیسیٰ تازہ ست حاملہ زان مردمی چو مریم عذرا برآورم

مرا۔ میں را اضافی ہے۔ جب را اضافی آتا ہے تو اکثر مضاف موخر اور مضاف الیہ مقدم ہوتا ہے کبھی اس کے خلاف بھی ہوتا ہے۔ جیسا کہ اس محل پر

ہر دم مرا۔ ای ہر دم من۔

عیسیٰ تازہ۔ مراد مضامین تازہ عشقیہ اور رموز غریبہ جس سے وہ دل مردہ جن میں عشق الٰہی نہیں ہوتا۔ زندہ ہو جاتے ہیں۔

زان مردمی کی جگہ زان ہر دمی پڑھو۔ اسی نسخہ سے معنے صحیح نکلتے ہیں۔ یا دمر، کہ بہ معنی علی الخصوص ہے

مریم عذرا۔ کنواری مریم۔ کلام حضرت مریم اس وجہ سے کہا۔ کہ وہ اچھوتا ہے۔ کسی نے اوست ہاتھ نہیں لگایا۔

حکیم کہتا ہے کہ میرے دم کو صرف یہی نہ سمجھو۔ کہ وہ بت خانے کے چراغ کا گل کرنے والا عاشقوں کی روح کو قوت دینے والا ہے۔ بلکہ میری ہر ہر سانس کو مریم عذرا سمجھو۔ جب میں اُسے نکالتا ہوں تو وہ ہر ایک عیسیٰ تازہ سے حاملہ ہوتی ہے۔ یعنی اس میں مضامین عشقیہ اور رموز معرفت آلیہ ہوتے ہیں۔ جس سے کہ وہ جاہل جنکی معنویت مردہ ہوتی ہے۔ اس لئے کہ عشق الٰہی نہیں رکھتے زندہ ہو جاتے ہیں۔

قابل نامی فرماتے ہیں۔ ایک نسخہ مردمی کا ہے۔ بیائے تعظیم یعنی ایک بزرگ آدمی۔ مراد وہی حضرت عیسیٰ۔ چونکہ میرا ہر سانس ایک نئے عیسیٰ کا حاملہ ہے۔ اس ہر ایک سانس سے ایک بزرگ آدمی یعنی وہی عیسیٰ سخن حضرت مریم کی طرح پیدا کرتا ہوں۔ اس صورت میں "زاں" کا اشارہ ہر دم اول کی طرف ہے ؛

بہرحال (آں) کا اشارہ دم کی طرف ہو یا نہ ہو۔ خاقانی کے لب تو مردہ نہیں ہوئے۔ کیونکہ اون سے کلام نکال رہا ہے۔ اور صبح کو ترک عشق تو نہیں ہوا۔ اس لئے کہ کلام عشقیہ نکال رہا ہے ؛

فاضل بلگرامی۔ میرا ہر نفس ایک نئے عیسیٰ کا حاملہ ہے اسی وجہ سے تو اچھوتا کلام رموز عشق سے پُر میرے منہ سے نکلتا ہے ؛

آپ نے بھی ترک عشق و مراقبہ کا خیال ترک کر دیا ؛

جناب محشی کے معنی

جناب محشی کسی شرح سے حاشیہ چڑھاتے ہیں۔ ہر ساعت۔ مراد عیسیٰ تازہ کہ کنا یہ ہے از سخن مست "حمل" است ازاں جہت مانند مریم آن عیسیٰ تاز را ہر می آرم ؛

دم بمعنی ساعت لیکر "حاملہ" کے معنی (حمل) قائم کرنے پڑے۔ اگر حاملہ بمعنی حمل ہے تو محشی کی عبارت صحیح ہے ورنہ نہیں ؛

زیں روی چوں کرامت مریم بباغ عمر — از نخل خشک خوشہ خرما برآورم (۱۲)

شارحین کی رائے سے اختلاف

کرامت مریم حضرت مریم کو جب دردِ زہ عارض ہوا تو آپ ایک کھجور کے سوکھے درخت کے نیچے آئیں اور وہیں حضرت عیسیٰ کی ولادت ہوئی یہ سوکھا درخت آپ کی برکت سے ہرا بھرا ہو کر ثمر دار ہو گیا۔ اس کو نخل مریم کہتے ہیں ؛

نخل خشک سے ہر شارح نے (قلم) مراد لی ہے میں اسکو غلط نہیں کہتا مگر میرے نزدیک خود خاقانی کا قد مبارک ہے جو عشق کی تکالیف سے خشک ہو گیا

قابل و فاضل کی رائے سے اختلاف

خوشہ خرما مضامین و معانی عشقیہ نہ کلام شیریں و سخن لطیف جس کو قابل نامی و فاضل بلگرامی نے اختیار کیا ہے ؛

حکیم کہتا ہے کہ گو میں عشق آتشی کی تکالیف اور مراقبہ کی ریاضت سے نخل خشک کی طرح

ہوگیا ہوں، مگر چونکہ حضرت مریم کی طرح میرا ہر دم عیسیٰ تازہ جنتا ہے اس کی برکت سے میں عمر کے باغ میں اپنے درخت خشک سے خوشۂ خرما یعنی مضامین عشقیہ و رموز معرفت آلہیہ نکالتا ہوں۔ تو جس طرح حضرت مریم کی برکت سے کھجور کا درخت ہرا ہوگیا تھا اور اس میں خرمے آگئے تھے اسی طرح میں۔ جو خشک ہوگیا تھا۔ ہرا بھرا ہوکر مضامین عشقیہ نکالنے لگا۔

دیگر شارحین نے یہ معنی لکھے کہ میرا قلم جو نخل خشک ہے۔ ہرا بھرا ہوگیا۔ اس سے کلام شیریں نکالتا ہوں۔ یعنی لکھتا ہوں۔

بہرحال ناظرین کو اختیار ہے دونوں معنوں میں سے جو پسند فرمائیں۔

(۳۱) **تردامناں کہ سرگریباں فرو برند — سحر آورند من بید بیضا برآورم**

تردامن۔ گنہ گار۔ یہاں ان متصوفین سے مراد ہے۔ جو عشق الٰہی کے جھوٹے دعوے کرتے ہیں اور ان میں فی نفسہٖ عشق نہیں ہوتا

جناب محشی۔ جناب نامی۔ جناب بلگرامی یہ سب کے سب تحریر فرماتے ہیں۔ شاعر گنہگار ہمعصر شعرا۔ بلکہ ایک محشی نے تو محض شاعر لکھا ہے۔ ان دونوں بزرگوں نے تردامن کا لفظ دیکھکر گنہگار کا اضافہ کردیا ہے ان سب حضرات کو جو غلطی واقع ہوئی ہے اس کا سبب یہ ہے

جناب محشی جناب نامی جناب بلگرامی کی آرا سے اختلاف۔

غلطی کا سبب

کہ انہوں نے یہ رائے قائم کی ہے کہ خاقانی شعر پر چوٹ کر رہا ہے اسوجہ سے کلام شیریں اور شاعر لکھ رہے ہیں۔

سرگریباں فرو بردن = غور و فکر کرنا۔ سوچنا۔

سحر = یہاں مدعیان عشق معرفت کے سخنان باطل سے مراد ہے

ید بیضا = مراد ہے رموز عشقیہ سے۔

حکیم کہتا ہے یہ عشق و معرفت کے جھوٹے دعوے کرنے والے متصوف تردامن۔ جھوٹ موٹ جو سرگریباں ہوتے ہیں گویا لوگوں کے دکھانے کے لئے کہ ہم بھی مراقب ہوتے ہیں، معرفت ایزدی میں غور و خوض کرتے ہیں تو یہ جو کچھ لاتے ہیں وہ سحر ہوتا ہے۔ یعنی ان کا کلام بالکل باطل ہوتا ہے اس لئے کہ انھوں نے ابھی عشق کے باغ سے سر ہی نہیں نکالا۔ تارک دنیا ہی نہیں ہوئے۔

مگر میں۔ اور میں جو کچھ لاتا ہوں۔ وہ ید بیضا ہوتا ہے۔ یعنی میرا عشقیہ کلام معجزہ ہی معجزہ ہے۔ اس لئے کہ درحقیقت میں ترک دنیا کرکے باغ عشق حقیقی میں آگیا ہوں

قابل نامی کے تعجب انگیز معنے ۱۲

قابل نامی:۔ اینکہ من موسی طور کلامم وحریفان رگنہگار حریف شعرا، من ہمچو گروہ فرعون مردود اند و کلام شاں پیش کلامم مثل سحر باطل میشود و فروغے نمی یابد ؛

خاقانی کے ہمعصر شعرا کی بُرگوئی

فاضل بلگرامی:۔ میرے ہمعصر باطل پرست شعرا، جب فکر سخن کرتے ہیں تو کلام باطل نکالتے ہیں۔ اور میں کلام معجز نظام نکالتا ہوں ؛

فاضل بلگرامی کا حیرت انگیز مطلب ۱۲

تعجب ہے کہ آپ نے خاقانی کے ہمعصر شعرا کو "گروہ فرعون مردود دین" سے شمار نہیں کیا۔ صرف (باطل پرست) ہی کہہ دیا۔ مگر نہیں۔ اگر غور کیا جائے تو استاد و شاگرد کا ایک ہی مطلب ہے ؛

میری عقل عاجز ہے کہ۔ شعر، شاعری، شعرا۔ کلام شیریں کا یہاں کیا محل ہے؟ اور کیوں ان بزرگوں کے خیال اس طرف مبذول ہوگئے کہ ہمعصر شعرا کی بُری گت بن گئی کہ وہ امت فرعونی میں داخل ہوگئے۔ اس وجہ سے میں اس بحث ہی کو چھوڑتا ہوں کیونکہ میری روح کو تکلیف ہوتی ہے۔ ناظرین بامکین میرے معنی پر بھروسہ کریں وہ حتماً صحیح ہیں۔

دل در مغاک ظلمت خاکی فسردہ شد ۔ رخشش بتاب خانۂ بالا برآورم (۱۴)

مغاک:۔ گڑھا

مغاک ظلمت خاکی:۔ کرۂ ارض

رخشش کسے بروں بردن:۔ کسی کا سامان باہر لے جانا۔ کسی کو سفر کرانا ؛

تاب خانہ۔ ایسے مکان کو کہتے ہیں جس میں بخاری اور تنور ہو۔

یہاں مراد فلک چہارم سے ہے اس کے سوا اور کچھ نہیں۔ قابل نامی نے جو عالم بالا عالم علوی مراد لی ہے۔ اس موقع پر غلط ہے۔

قابل نامی کی غلط تاویل

حکیم کہتا ہے کہ جس وقت سے میں عالم عشق میں آیا۔ اُس وقت سے میرا دل اس کرۂ ارض اور اسکی مادی اشیاء سے بالکل افسردہ ہوگیا۔ اس لئے کہ جس چیز کو دیکھو وہ فنا فی الشے کو دیکھو مادی۔ اندریں صورت اُن سے مجھے کیا نفع حاصل ہوسکتا ہے لہذا اب میں یہ

ارادہ کرتا ہوں کہ اپنے افسردہ دل کو فلک چہارم پر لے جاؤں، وہاں تنور بھی ہے۔ اور اسکی پکی ہوئی سفید سفید روٹی بھی شاید اُس سے مجھے نفع حاصل ہو۔

قابل نامی کے معنی غلط ہیں

قابل نامی - چونکہ دل مرا از تعلقات اہل دُنیا پژمردگی۔ و حرارت عشق آسمی را از باد ہوائے ہوس افسردگی رسیدہ است۔ می خواہم ترک اینہا کردہ رو بہ عالم بالا آرم۔ تا ایں افسردگی رفع شود ؛

عالم بالا پر نہیں۔ بلکہ دل کو۔ صرف تنور والے مکان۔ یعنی فلک چہارم پر لیجانا چاہتا ہے ممکن ہے کہ کسی کی دل میں یہ خطور ہو کہ اگر عالم بالا کہدیا تو اس میں کیا نقصان واقع ہوا۔ بات یہ ہے کہ خاقانی نے (تاب خانہ) کہا ہے۔ اور اس کے معنی تنور والے مکان کے ہیں۔ دل کو اس تنور والے مکان پر اس بنا پر لئے جاتا ہے کہ اس کی روٹی سے نفع اُٹھائے چنانچہ ذیل کے دو تین شعر اسی باب میں ہیں۔ عالم بالا کہنے سے یہ خاص ثابت نہیں ہوتا ؛

فاضل بلگرامی کی عجیب و غریب غلطی

فاضل بلگرامی - کرۂ ارض میں میرا دل کمہلا کے رہ گیا ہے۔ اس لئے اب میں اسکو فلک چہارم پر پہنچاؤں گا۔ تاکہ فیض آفتاب معرفت سے اس میں جوش پیدا ہو جائے۔ بھلا کوئی یہ بتائے کہ آفتاب معرفت ایزدی کی فلک چہارم پر کیا خصوصیت ہے۔ اسکی معرفت کا آفتاب ہر مقام، بلکہ ہر ذرہ سے طالع ہے

آفتاب معرفت ذرہ سے طالع ہے

ہر ورقے دفترے ست معرفتِ کردگار

اصل یہ ہے کہ دونوں بزرگوں نے ذیل کے شعر پر نظر غائر نہیں ڈالی۔ ورنہ اس قسم کے اغلاط نہیں ہوتے۔ خاقانی تنور والے مکان (یعنی آسمان چہارم) میں جانا چاہتا ہے اور اسی مادی آفتاب کو روٹی قرار دیکر اس سے نفع اُٹھانے کا خیال قائم کرتا ہے پھر اپنے اس خیال کی تردید کر کے عالم بالا کی طرف متوجہ ہونے کا ارادہ کرتا ہے ؛

(۱۵) **رُستی خورم بخوانچہ زرین آسمان ؛ وآوان صلا بہ مسیحا برآورم**

رُستی - روٹی۔ یہاں آفتاب مطلوب ہے ؛ جو مثل روٹی کے ہے ؛

خوانچہ زرین آسمان - کی اضافت تشبیہی یا بیانی ہے۔ آسمان کو خوانچہ اس وجہ سے کہا

جناب محشی اور فاضلین کی غلطی

کہ اس میں آفتاب کی روٹی موجود ہے جناب محشی جناب نامی جناب بلگرامی نے عجیب و غریب غلطی کی ہے لکھتے ہیں۔ خوانچہ زریں آسمان سے مراد آفتاب ہے اور فاضل بلگرامی نے دوسری غلطی یہ کی کہ کنایہ فلک البروج سے لیا ؛

صلا ۔ وہ آواز جو کھانا کھلانے کے لئے دی جائے ؛

مسیحا حضرت عیسیٰ کا لقب ہے، قرآن مجید میں مسیح آیا ہے۔ الف اسمیں زیادہ ہے بعض کہتے ہیں کہ مسیحا مشیخا کا معرب ہے سریانی زبان میں اس لفظ کے معنی "مبارک" کے ہیں۔

فاضل بلگرامی کی دوسری غلطی

حکیم کہتا ہے کہ میں دل کو تنور والے مکان (آسمان چہارم) میں اس سبب سے لئے جاتا جاتا ہوں کہ وہاں آسمان کے زریں خوانچہ پر ایک بڑی "سفید سفید روٹی" خوب سکی ہوئی موجود ہے میں اس کو کھاؤں گا۔ اور چونکہ وہ بہت بڑی ہے اس لئے بطور ایثار حضرت عیسیٰ کو بھی بلاؤں گا کہ آؤ تم بھی کھالو ؛

جناب محشی کا مضحکہ حاشیہ

جناب محشی اس شعر پر کسی شرح سے حاشیہ چڑھاتے ہیں جو سخت مضحکہ انگیز ہے ؛ رستی ۔ نان ۔ حلوا ۔ احتراز قلبیہ ۔ رستی خورم ۔ کنایہ از سخن انجانی بگوئم ۔ اما ہیچ سخن نگویم کہ عیسیٰ کہ فصیح گوست ازیں استفادہ بگیرد ۔ "ش" اے ایں ہر دو بیت را تقاضائے تمامی ہم ست

قابل نامی کے عجیب و غریب معنی

قابل نامی نے عجیب و غریب ذہانت صرف کی ہے خوانچہ زریں ۔ آفتاب ۔ رستہ نان و حلوا ۔ کنایہ از غذائے روحانی ۔ و کلام لاثانی ؛

اینکہ من ترک دنیا کردم از عالم بالا چناں فیض ربانی ۔ و کلام لاثانی می یابم کہ حضرت عیسیٰ را کہ در مہد گویا شدہ بود جہت حصول لذت و استماع کلام خود می طلبم ؛

جناب فاضل بلگرامی عجیب و غریب معنی

فاضل بلگرامی کی بھی شرح ملاحظہ فرمایئے ؛ فلک چہارم ۔ یا فلک ہشتم پر نان فیض روحانی کھاؤں گا ۔ اور حضرت عیسیٰ کو بھی اس نان فیض کے کھانے کے لئے بلاؤں گا ؛

اگر فلک چہارم پر فیض آفتاب معرفت حاصل کرنے جاتا ہے ۔ یا فلک ہشتم یا چہارم پر فیض روحانی ۔ کلام لاثانی ۔ غذائے روحانی پانے کے لئے جاتا ہے

توخاقانی یہ کیا کہہ رہا ہے ؎

نے نے من از خر اس فلک در گذشتہ ام — سر زاں سوئے فلک بہ تماشا برآورم
چوں در تنور شرق پزد نان گرم چرخ — آواز روزہ بر ہمہ اعضا برآورم

آب سیہ زنان سفید فلک بہ است　　زیں نان وہاں بآب تبرا برآورم

میں اوپر عرض کر آیا ہوں کہ جب بنیاد کج ہو جاتی ہے تو شر یا تک دیوار ٹیڑھی ہی رہتی ہے میں ان شرحوں کے سقم ان کے اغلاط کہاں تک دکھاؤں گا۔ ناظرین کی طبیعت اکتا جائیگی۔

مختصر یہ ہے کہ یہ معانی خاقانی کے اشعار سے کوئی علاقہ نہیں رکھتے

خاقانی کرۂ ارض کی مادی چیزوں کو فانی سمجھکر اپنا خیال آسمان کی طرف لیجاتا ہے اُسے زریں خوانچہ پر سفید روٹی نظر آتی ہے۔ رائے قائم کرتا ہے کہ لاؤ اس کو استعمال کرو شاید اس سے نفع ہو۔ غور کے بعد اسے یہ روٹی بھی مادی، فانی نظر آتی ہے۔ اس لئے اب وہ پختہ رائے قائم کرتا ہے کہ ان افلاک سے کوئی واسطہ نہ رکھنا چاہئے۔ بلکہ لامکان سے سر نکالنا چاہئے اس لئے کہ وہاں سے جو فیض ملے گا وہ فانی نہ ہوگا۔ اس بنا پر وہ آفتاب آسمان سے تبرا کرتا ہے اور تمام اعضا کو حکم دیتا ہے کہ خبردار اس (روٹی) (آفتاب) کو نہ کھانا اگر فیض ربانی۔ وکلام لاثانی۔ آفتاب معرفت ہوتا۔ تو تبرا کیوں کرتا ؛

(۱۶) **نی نی من ز خراس فلک در گذشتہ ام ؛ سر زاں سوی فلک بہ تماشا برآورم**

حکیم نے اوپر کہا تھا کہ میں دل کو فلک چہارم پر بھیجا کر دسترخوان کی روٹی سے نفع اُٹھاؤں گا۔ مگر غور کے بعد وہ محسوس کرتا ہے کہ یہ بھی مادی اور فانی ہے۔ اس سے بھی کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کہتا ہے کہ میں نے جو کچھ اوپر رائے قائم کی تھی وہ غلط تھی۔ میں تو عشق میں آگیا ہوں تو گویا میں ان افلاک سے نکل چکا ہوں (کیا تمہیں نہیں معلوم کہ میں عالم عشق میں آگیا ہوں میں نے دنیا کو ترک کر دیا) اب تو میں فلک کے اس طرف (یعنی لامکاں سے حسن ازلی کے دیدار کے لئے سر نکالوں گا اور وصل معشوق حقیقی حاصل کروں گا ؛

قابل نامی نے اس شعر کے نہایت ہی پُر لطف معنی لکھے ہیں ؛

قابل نامی کا پُر لطف مطلب ؛

ایں ست من ترک تعلقات دنیا نمودہ از عالم بالا تماشائے نیرنگی آن میکنم کہ گرفتاراں خود را ہمچو دانہ چگونہ می سایند۔ وچساں پارہ پارہ می کند ؛

ملاحظہ فرمائیے کہ اس مطلب کو شعر سے کوئی بھی علاقہ ہے "من چہ میگویم وطنبور من چہ میسراید"

کہاں کلام لاثانی فیض ربانی۔ غذائے روحانی حاصل کر رہا تھا اور کہاں خاقانی عالم بالا میں پہنچکر نیچے جھانک کر دیکھ رہا ہے کہ یہ زمین و آسمان کس طرح چکی گھمر گھمر کر کے اپنے گرفتاروں کو گیہوں کی طرح پیس کر آٹا کئے ڈالتے ہیں۔

فاضل بلگرامی نے کچھ سوچ کر ترجمہ نہیں کیا اس لئے آپ کے معنی صحیح ہوگئے۔ نہیں نہیں یہ میں نے کیا کہا میں تو آسمان کی بڑی چکی سے متجاوز ہو چکا ہوں اس لئے افلاک کے اس پار تماشائے عالم لاہوتی کے لئے سر بلند کروں گا۔

(۱۷) **چون در تنور شرق زنان گرم چرخ آوازِ روزہ بر ہمہ اعضا برآورم**

تنور شرق میں اضافت تشبیہی ہے۔ چرخ کو نان گرم کا مضاف الیہ قرار دیدیا۔ جسے بیانی بھی کہتے ہیں۔ مطلع آفتاب مقصود ہے حالانکہ وہ پزوکا فاعل ہے

نان گرم سے مراد آفتاب ہے۔ سر و بن نول کشوری نسخہ۔ اور

قابل نامی نے ایک عجیب خلجی کی ہے تحریر کرتے ہیں۔ نان گرم چرخ۔ آفتاب آفتاب انوار المطالع میں لکھا ہوا ہے اسکو تر و تازہ بنا لیجئے۔

حکیم کہتا ہے کہ یہ جو میں نے خیال کیا تھا کہ دل کو تا بحد بالا یعنی آسمان چہارم پہنچا دیجاؤنگا اور وہاں کی روٹی (آفتاب) سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ یہ میری غلطی تھی۔ اس لئے کہ میں تو خراس فلک سے گزر کر عالم لامکان میں آگیا۔ اب کیا میں مادی فانی چیز کی طرف نسبت کروں گا۔ بلکہ یہ آسمان جس وقت کہ مشرق کے تنور میں گرم گرم روٹی (آفتاب) پکائے گا تو میں تمام اعضا سے پکا پکا کر کھاؤں گا۔ کہ ہاں سب کے سب روزہ رکھو۔ خبردار اسے نہ کھانا کیونکہ یہ بھی مادی ہے۔ فانی ہے۔ اب ناظرین غور فرمائیں کہ یہ آفتاب آفتاب معرفت فیض روحانی۔ کلام لاثانی ہے جو میں عرض کر رہا ہوں۔

قابل نامی۔ این است کہ من از آغاز روز جملہ اعضا را از گناہ بترک منہیات تاکیدی کنم و تمام روز از آلودگی گناہ باز می دارم۔ چرا کہ فضیلت روزہ ہمینست۔ کہ ہمہ اعضا را از گناہ باز داشتہ شود۔

فاضل بلگرامی۔ جب آفتاب افق شرقی پر آتا ہے تو میں تمام اعضاء کو روزہ رکھنے کی آواز دیتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک کف شکم کا نام روزہ نہیں بلکہ تمام اعضا کو ممنوعات شرعیہ عقلیہ سے روکنا اور کف نفس کرنے کا نام روزہ ہے ؛

جناب محشی کا حاشیہ بھی ملاحظہ فرمایئے۔ "چوں آفتاب برآید پس ما ترک سخن کنم۔ یا نیت صوم" اور دوسرے مصرعہ پر لکھا ہے۔ مراد روزہ صریح۔ یا روزہ سخن۔ ای قطع شعر

(۱۸) **آبستنم کہ چوں رسد بوی نان گرم ؛ از سینہ باد سرد تمنا برآورم**

البتہ۔ حاملہ۔ حاملہ عورت کی قوت شہوی میں زیادت پیدا ہو جاتی ہے۔ کبھی مٹی۔ کبھی کوئلہ۔ کبھی کچھ کھانے لگتی ہے ؛ بعض چیزوں سے اسکو نفرت اور بعض کی رغبت پیدا ہوتی ہے سوندی سوندی روٹی سے رغبت پیدا ہوتی ہے خاقانی نے خود کو حاملہ کہا ہے یہ اس کا حمل خیالات عشقیہ سے یا خیالات دنیویہ سے قرار دیا جا سکتا ہے ؛

نان گرم سے مراد وہی "آفتاب" ہے

باد سرد تمنا میں اضافت ادنیٰ ملابست ہے یعنی وہ ٹھنڈی سانسیں جو کسی چیز کی تمنا میں نکالی جائیں ؛

حکیم کہتا ہے۔ گو میں اس سفید روٹی کو استعمال نہیں کرونگا۔ بلکہ میں نے تو یہاں تک انتظام کر دیا ہے کہ میرے اعضا بھی نہ استعمال کریں۔ اور روزہ رکھیں مگر پھر بھی اس مادی عالم کی رغبت کچھ ایسی ہے کہ جس وقت اس گرم گرم روٹی کی خوشبو میرے مشام میں پہونچتی ہے۔ تو اس کی خواہش میں میرے سینے سے ٹھنڈی ٹھنڈی سانسیں نکلتی ہیں۔ کیونکہ میں ابھی دنیوی خیالات سے حاملہ ہوں ؛

دوسرے معنی

مگر میرے نزدیک یوں معنی کہے جائیں تو بہتر ہیں۔ کہ میں تو عالم لامکان میں آگیا۔ اور خیالات عشقیہ سے حاملہ ہو گیا۔ اب اگر میرے مشام میں اس گرم روٹی کی خوشبو پہونچے گی۔ اور مجھے اسکی کچھ تمنا ہو گی۔ تو میں سرے سے اس باد سرد تمنا ہی کو سینہ سے باہر نکال پھینکوں گا۔ ذرا سی بھی خواہش باقی نہ رکھوں گا۔

قابل نامی۔ نان گرم مراد آفتاب۔ محبت آمی۔ بوی نان گرم۔ آفتاب کی کرنیں۔

اینکہ پس از برآمدن آفتاب اگرچہ مراضر وریات دنیوی پیش می آیند۔ لیکن چونکہ من بہ فیض آلہی روح القدس از انوار واسرار معرفت حاملہ ام زیں رو بخواہشات دنیوی رو نمی آرم۔ چراکہ حاملہ را خوردن نان گرم نقصان میرساند۔ وحملش ساقط می گرداند۔

فاضل بلگرامی۔ آفتاب کو جو اعظم آیات آلہی میں سے ہے بڑی چیز سمجھکر اس کے حصول کی خواہش کرتا ہوں ؛

جناب محشی۔ بوے نان گرم۔ عبارت از سخن روح محبوب حقیقی یا از محبت۔ شن

(۱۹) **آبِ سیہ زنانِ سفید فلک بہ ست ✻ زیں نان دہاں بآب تبرا برآورم**

آب سیہ ایسی انگوری شراب کو کہتے ہیں۔ جو نہایت سُرخ اور کہنہ ہو ؛

نان سفید فلک۔ وہی آفتاب جسے کوئی آفتاب معرفت۔ کوئی محبت آلہی۔ فیض ربانی۔ کلام لاثانی سمجھتا ہے ؛

دہاں۔ برآورم کا مفعول ہے

زیں نان وہی آفتاب

تبرا۔ بیزاری

حکیم کہتا ہے کہ وہ کالا پانی۔ یعنی آلہی عشق کی شراب جسے میں پی چکا ہوں اس آسمان کی گرم اور سفید روٹی سے کہیں بہتر ہے۔ اس لئے جو میں نے پہلے خیال قائم کیا تھا کہ دل کو تنور والے مکان (آسمان چہارم) پر لے جاؤں۔ اور آسمان کے خوانچہ زریں کی (رُستی) نان سے فائدہ اُٹھاؤں بالکل غلط تھا۔ کیونکہ یہ روٹی (آفتاب) بھی فانی اور مادی ہے ؛

لہذا میں اس نان سفید سے تبرا کرتا ہوں اور اپنے منہ کو بیزاری کے پانی سے دھوتا ہوں ؛

محترم ناظرین شعر نمبر (۱۴) سے لیکر یہاں تک کا ربط ملاحظہ فرمائیں۔ اور فیصلہ کریں کہ خاقانی نے ترک عشق و مراقبہ کہا ہے۔ یا عالم عشق میں آیا ہے۔ علاوہ بریں۔ یہ آفتاب آفتاب آسمانی ہے۔ یا آفتاب معرفت۔ فیض ربانی۔ کلام لاثانی۔ محبتِ آلہی وغیرہ۔ اگر ایسا ہو تو خاقانی تبرا کیوں کرتا ؛

جناب محشی اور ان کی متابعت میں **قابل** ناصحی نے جو اس شعر کے عجیب معنی تحریر کئے ہیں جو حد کفر تک پہونچتے ہیں مجھے لکھنا تو نہ چاہئے۔ مگر "نقل کفر کفر نہ باشد" کی بنا پر مختصراً لکھے دیتا ہوں:

شارحین کی زد میں قضا و قدر فرشتے

جناب محشی - آب بمعنی آب طوفان عشق۔ نان بمعنی ہاں اسم فاعل ترکیبی۔ قضا و قدر وہ فرشتے جو دانے پانی کے موکل ہیں۔ آب بمعنی طوفان عشق نان سفید فلک سے بہتر ہے اندریں صورت میں ان روٹی دینے والے (قضا و قدر) یا فرشتوں پر ..... کرتا ہوں۔

جناب نامی "میرا فقر و فاقہ۔ یا شربت محبت یا طوفان الفت۔ آسمان کی سفید روٹی سے بہتر ہے میں ان روٹی دینے والوں (فرشتوں) سے آپ فقر کے سبب تبرا ....."

میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کہہ سکتا کہ غفور الرحیم ان دونوں بزرگوں کی اس غلطی کو معاف فرمائے۔

فاضل بلگرامی نے اس موقعہ پر کچھ نہیں کہا ہے نہ اُن کی پیروی کی نہ اُن کی عبارت کا ترجمہ۔ بلکہ اعتراض کر دیا ہے۔ فرماتے ہیں "اگر نان وہاں" کو اسم فاعل ترکیبی مان کر افلاک میکائیل قضا و قدر۔ امر اے دنیوی سے چاہیں تو مفعول کوئی نہیں رہتا۔

بہر حال آپ نے معانی صحیح لکھے ہیں۔ کاش محشی "نان وہاں" کو افلاک ٹھہرا کر معنی لکھتے تو مطلب اچھا ہوتا۔ اور ذیل کے شعر سے چسپاں۔ مفعول کے لئے اُنہوں نے یہ ترکیب کی تھی کہ (خود را) اپنی عبارت میں لکھ دیا تھا۔

دوسرے معنی (۲۰)

ابای علوی اندم خصم چوں خلیل	**بانگ با زنسبت آبا برآورم**

آبائے علوی:- سبعہ سیارہ افلاک۔

خصم چوں خلیل کا مطلب یہ ہے کہ جسطرح حضرت خلیل اللہ کے باپ چچا آپ کے دشمن تھے اس لئے کہ وہ بت پرستی پر مجبور کرتے تھے۔ اسی طرح یہ آبائے علوی مجھے ماوہ پرستی کی طرف مائل کرتے ہیں لہذا یہ میرے دشمن ہیں۔

ابا۔ بانگ۔ انکار

آبا۔ یہی آبائے علوی۔

حکیم کہتا ہے کہ میں کرۂ ارض سے افسردہ ہوکر اپنے خیال کو افلاک کی طرف لے گیا تھا کہ وہاں کی سفید روٹی سے نفع اُٹھاؤں۔ مگر چونکہ وہ مادی نکلی، اس لئے میں ان آبائی علوی سے نہایت زور سے انکار کرتا ہوں ؛

یہ تو میرے اس طرح کے دشمن نکلے جس طرح حضرت ابراہیم کے دشمن ان کے باپ تھے۔ جس طرح وہ خلیل کو بت پرستی پر مجبور کرتے تھے۔ اسی طرح یہ مجھے مادہ پرستی کی طرف رغبت دلاتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں تو یہ کیوں روزانہ گرما گرم روٹی پکاکر خوانچہ زرین پر رکھا کرتے ہیں ؛

درحقیقت یہ بت راہ عشق حقیقی و سنگ کوچہ تقرب حق ہیں۔ لہٰذا ان سے انکار ضروری ہے ؛

ان اشعار کا اصل مغز

شعر کا مطلب لکھنے کے بعد اب میں تم کو اُن اشعار کا اصل مغز بتاتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ حضرت خلیل اللہ نے ہوش سنبھالتے ہی سورج۔ چاند وغیرہ کو دیکھا۔ اور دیکھتے ہی کہا۔ "ھٰذا ربی"۔ "ھٰذا ربی"۔ یہ میرا رب ہے۔ یہ میرا رب ہے۔ جب یہ غروب ہوئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ "لا احب الافلین"۔ میں ان ڈوبنے والوں کو دوست نہیں رکھتا ؛

خاقانی کا باپ بڑھئی تھا۔ اس لئے وہ خود کو خلیل اللہ قرار دیتے ہوئے۔ آسمان کی طرف نظر دوڑاتا ہے۔ اور "آفتاب" کو بہت بڑا۔ اور روشن دیکھکر یہ رائے قائم کرتا ہے کہ مجھے ان سے روحانی نفع حاصل ہوگا۔ پھر غور کے بعد کرۂ ارض کی چیزوں کی طرح ان کو بھی مادی فانی سمجھتا ہے۔ لہٰذا حضرت ابراہیم کی طرح وہ ان سبعہ سیارے سے انکار و تبرا کرتا ہے۔ شارحین اور جناب نامی۔ اور جناب شاداں بلگرامی خاقانی کے اس مطلب پر نہیں پہنچے۔ کہیں پر آفتاب معرفت۔ کہیں فیض ربانی۔ کلام لاثانی وغیرہ مراد لی۔ اور کہاں سے کہاں چلے گئے۔ یہاں تک کہ قضا و قدر کو نشانہ تیر تبرا بنالیا ؛

(۱۲) از خاصگاں مرا ست دم سر ہبر عشق * ہر جا کہ محرمی ست دم آنجا برآورم

دم - سانس - کلام عشقیہ مراد ہے ؛	دم برآوردن - سانس
خاصگان عاشقان الٰہی ؛	باہر نکالنا ؛
محرم - رازدار	یہاں بھی دم سے مراد کلام ہے ؛

سبعہ سیارہ کے ترک و تبرا کے بعد - اب پھر اصل مقصد کی طرف آتا ہے - نمبر ۱۳ والے شعر میں کہا تھا - کہ ان تمدامن متصوف کا کلام سحر ہوتا ہے - اور میرا یہ بیضا - اسی سے اس شعر کو ربط ہے -

حکیم کہتا ہے - کیوں نہ ہو - اس لئے کہ میرا کلام خاصان خدا کے کلام سے ہوتا ہے ؛ جس پر عشق کی مُہر لگی ہوتی ہے - میں ان عشقیہ رموز کو نا اہلوں - دنیا داروں کے سامنے نہیں بیان کرتا ہوں - البتہ جہاں کہیں محرم راز آہی ہوتے ہیں وہاں ظاہر کرتا ہوں ؛

فاضل بلگرامی نے اس شعر کو "قندیل دیر چرخ" کے نیچے قرار دیا ہے ؛ میرے نزدیک یہیں ہونا چاہئے - جہاں اب ہے ؛

فاضل بلگرامی سے اختلاف رائے

(۲۲) درکوی حیرتے ہمہ عین آگہیست ۔۔۔ ناداں نمایم و دم دانا برآورم

حیرت کی دو قسمیں ہیں ایک مذمومہ دوسری	صفات میں غور کرنے سے حاصل ہوتی ہے ؛
محمودہ - مذمومہ کا بیان ناصری میں دیکھو یہ ایک	آنحضرت ؐ نے فرمایا - "اللھم زدنی حیرۃً فیکَ"
روحانی مرض ہے اور اسکا علاج بھی اسمیں مذکور ہے	یہ حیرت عین معرفت و آگہی ہے - اور اسی کی
محمودہ - وہ ہے کہ جو انسان کو خدا کی ذات	زیادتی کی خواہش کی گئی ہے ؛

حکیم کہتا ہے میں عشق و معرفت کے باغ میں تو آہی گیا ہوں - اب میں خدا کی ذات و صفات اور اس کے مصنوعات میں غور و خوض کرتا ہوا "حیرت محمودہ" کے راستہ میں قدم رکھوں گا - یعنی ذات و صفات ایزدی میں غور کرنے سے ان کی حقیقت و کنہ پر پہنچوں گا تو نہیں میرے اوپر حیرت طاری ہوگی - اور یہی عین معرفت و آگہی ہوگی - اس حیرت کی گلی میں میں خود کو ناداں ظاہر کروں گا - اور حقیقت بھی یہی ہے کہ ناداں ہی رہوں گا - مگر دم دانا نکالوں گا اس لئے کہ میرا کلام معرفت سے پُر ہوگا -

دوسرے

(۲۳) **چوں نائی اگر گرفتہ دہاں دارم جہاں ✻ ایں دم زراہ چشم ہمانا برآورم**

گرفتہ دہاں ؛ وہ شخص جس کا منہ بند ہو ✻ ایندم سے وہی دم دانا مراد ہے جو کہ رموز معرفت سے پر ہے۔
دار دم ۔ کا میم مفعول ہے ✻ دم از راہ چشم برآوردن کا مطلب یہ ہے۔ کہ
جہاں ؛ سے مراد اہل جہاں۔ اور اہل جہاں سے ✻ جسطرح بانسری کے سوراخوں سے اسکی پھونک یعنی
مقصود تو دنیا دار ہیں۔ اور یا علمائے ظاہر پرست ✻ نغمہ نکلتا ہے اسیطرح میں اپنی آنکھ سے دم نکالونگا۔
کہ جو عشق الٰہی کے مانع آتے ہیں ؛ اور یا خود زمانہ ✻ جناب محشی کہتے ہیں آنکھ سے ایما و اشارہ کرنا

حکیم کہتا ہے کہ اگر یہ زمانہ یا دنیا دار۔ یا علمائے ظاہر پرست مجھے عشق و عاشقی کے اظہار سے مانع آتے ہیں۔ اور مجھ کو مشکل نے کے گرفتہ دہاں رکھتے ہیں۔ یعنی میں اون لوگوں کی وجہ سے کھلے الفاظ میں نہ تو اظہار عشق کر سکتا ہوں۔ اور نہ رموز عشق بیان کر سکتا ہوں تو خیر میں خاموش ہو گیا۔ مگر اس دم کو میں نے کے سوراخوں کی طرح آنکھوں سے نکالونگا یعنی اظہار عشق رو رو کر کروں گا

جناب نامی فرماتے ہیں۔ "جب تک آنکھوں میں دم رہے گا۔ راز معرفت بیان کرنا نہیں چھوڑوں گا"

جناب محشی کہتے ہیں۔ "آنکھوں کے اشارے سے ادا کروں گا"

جناب فاضل بلگرامی۔ "یہ رموز بالضرور میری آنکھوں سے نکلیں گے"

میں نے ہر شارح کا مطلب لکھدیا ہے۔ ناظرین جسے پسند فرمائیں ؛

(۲۴) **ورساق من چو چنگ بنہد دہ بدرسن ✻ ہم سر بساق عرش معلّی برآورم**

پنڈلی

اگر یہ زمانہ یا دنیا والے میری پنڈلیوں کو ایک چھوڑ۔ دس رسیوں ہی سے کیوں نہ جکڑ بند کر دیں اور کتنے ہی حارج و مانع کیوں نہ آجائیں۔ مگر چونکہ میں عشق الٰہی کے باغ میں آچکا ہوں اب میں ضرور عرش الٰہی کے پایہ سے سر نکالوں گا۔ اور قرب الٰہی اور فنافی اللہ کے مرتبہ پر پہنچونگا

اب تعلقاتِ دنیوی اور زمانہ کی رکاوٹیں مجھے روک نہیں سکتیں ؛

(۲۵) **بارِ روزگار ساختہ رنگم ہوئی آنکہ امروز کارِ دولتِ فردا برآورم**

اور یہ جو تم مجھے دنیا کے ساتھ کچھ موافقت کرتے ہوئے دیکھ رہے ہو۔ اس سے یہ خیال قائم نہ کرنا کہ میں دنیا میں منہمک ہوں یہ ساختہ رنگی صرف اس وجہ سے ہے کہ میں اسی زمانہ میں اپنی آخرت کا سامان درست کرلوں۔ اور توشۂ عقبیٰ مہیا۔ اس لئے کہ حدیث میں آیا ہے۔ الدنیا مزرعۃ الآخرۃ ؛

(۲۶) **جامِ بلور خم رویں بدستم است ؛ دست از دہان خم بہ مدارا برآورم**

جامِ بلور۔ کنایہ از آفتاب۔	ہیں ہے۔
خم رویں۔ کنایہ از آسمان۔	خم۔ وہی خم رویں۔
بدستم است۔ میرے قبضہ میں ہے تصرف	بمدارا۔ بہ صلح و آشتی و رفق و نرمی

بے شک یہ جام بلوریں (آفتاب) کہ جو خم رویں میں ہے میرے قبضہ و تصرف میں ہے ؛ یعنی اس کی پیدا کی ہوئی چیزیں میرے استعمال میں آتی ہیں۔ اور میری روح کا میلان ان کی طرف ہوتا ہے۔ اس لئے میں نے اسی آفتاب کے متعلق کہا ہے کہ میں اس کو ترک کروں گا۔ مگر بہ رفق و نرمی ؛ لہٰذا میں اس خم کے منہ سے ہاتھ صلح اور مدارا کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ یعنی ترک دنیا بہ تدریج و بہ نرمی کروں گا ؛

دوسرے

اس قصیدے میں یہ شعر معرکۃ الآرا ہوگیا ہے اور ہر شارح نے عجیب عجیب معانی بیان کئے ہیں۔ میں ان سب کو مختصراً ذیل میں لکھوں گا۔ ناظرین کو یاد ہے کہ نمبر (۱۹) کے شعر میں خاقانی کہہ آیا ہے کہ میں اس روئی سے تبرا کرتا ہوں (یعنی آفتاب سے) اب وہ یہ کہہ رہا ہے کہ آفتاب جو آسمان میں ہے اس کو میں ترک تو کردوں گا۔ مگر بہ رفق و نرمی ایک دم سے شراب ترک کردینا مضر ہے ؛

مگر ملاحظہ فرمائیے کہ شارحین کیا فرماتے ہیں۔

جناب محشی ؛ "جام بلوریں۔ کنایہ از وجود" پھر لکھتے ہیں "کنایہ از آفتاب"۔ اس کے بعد جو لکھا ہے وہ جناب نامی کے مطلب میں آجائے گا۔

جناب نامی "جام بلور" کنایہ از دل۔ مقصود مدعا "خم روئیں" مراد از آسمان۔ یا سنگ دل اہل زمانہ۔

مطلب۔ این کہ دل صاف مرا با سنگدل آسمان یا اہل زمانہ کار افتادہ۔ پس من با ایشاں با مدارا لب می برم۔ و بہ نرمی عرض مدعا ے کنم تا دل مرا از ایشاں خوف وضرر نماند چنانکہ جام بلور از خم روئیں۔

جناب شاداں بلگرامی نے اسی معنے کو پسند کر کے تھوڑے تغیر کے ساتھ ترجمہ کر دیا ہے۔ لہذا اس کو نہیں لکھتا۔

جناب نامی کا عجیب مطلب اور عجیب فائدہ

جناب نامی ایک اور مطلب لکھتے ہیں۔ اس میں محشی کا کچھ حاشیہ مخلوط ہے "جام بلوریں" آفتاب "خم روئیں" آسمان۔ این ست کہ من بہ تاثیر آفتاب اگرچہ بسخنور کامل ہستم۔ لیکن حصول کلام ازاں بہ مدارات ے کنم۔ یعنی کلام آسمانی را بہ لغو گوئی صرف ے کنم بلکہ بشریعت شریف و مضامین تصوف چیزے می گویم ؛

(فائدہ) جب کسی بچے کی ولادت کے وقت آفتاب کی تاثیر مشتری یا زحل کے مقابل ہوتی ہے تو وہ بچہ فاضل و شاعر ہو جاتا ہے۔ اس لئے آفتاب کا تعلق شعراء کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے +

بھلا اس مطلب کو شعر سے کچھ تعلق ہے۔ وہ کیا کہتا ہے۔ اور جناب شارح کیا سمجھتے ہیں۔

(۲۷)

تا چند بہر صیقلے زنگ چہرہ ہا ؛ خود را بر نگ آئینہ رعنا برآورم

(ہا) زائد ہے شارحین کی غلطی

چہرہ ہا۔ یہ (ہا) زائد نہ جمع کا۔ میں کہیں اوپر بھی کہہ آیا ہوں کہ۔ خاقانی اکثر زائد لایا ہے ؛

خاقانی کو یہاں اپنا چہرہ مقصود ہے نہ دوسرا مگر شارحین نے اس (ہا) کو جمع قرار دیا۔

رعنا۔ خوشتن آرا۔ زیبا۔ خوشنما۔

حکیم کہتا ہے کہ میں دنیا کو تدریجاً ترک کروں گا۔ اور ہر فرق و نرمی خم کے سے ساتھ اٹھاؤں گا

مگر اس کے یہ معنی تو نہیں ہیں کہ میں اس کام کو تعویق میں ڈالدوں
لہذا میں کب تک اپنے چہرے کے زنگ دور کرنے کے لئے خود کو آئینہ کی طرح خوشنما
بناتا رہوں گا۔ اور خود آرائی میں پڑا رہوں گا۔ یعنی تزئین کرکے اپنے چہرے کی خوشنمائی
دکھاتا رہوں گا ؛

شعر کا مطلب کس قدر صاف ہے۔ مگر شارحین کی دقت نظری قابل ملاحظہ ناظرین ہے۔

جناب قابل نامی این است کہ این تعلیم ظاہری را کہ جہت ازالہ عیب دیگراں است
کہ ہمچو علمائے ظاہر مے کنم و خود را مثل آئینہ صاف نمائم بگذارم ؛

ان معانی کو الفاظ سے کوئی مناسبت نہیں ہے۔

فاضل بلگرامی۔ کب تک دوسروں کے چہروں کے زنگ دور کرنے کے لئے (جس
طرح آئینہ کو دیکھ کر لوگ داغ دھبے دور کرتے ہیں) اپنے آپ کو مثل علمائے ظاہر آئینہ کی طرح
زیبا و خود آرا بناتا رہوں ؛

شعر کے کن الفاظ سے تعلیم ظاہری ٹپک رہی ہے؟ علمائے ظاہر کہاں سے آگئے۔
میری عقل عاجز ہے کہ یہ معنی کیونکر پیدا کرتے جاتے ہیں۔ کچھ بھی اوپر کے اشعار اور نیچے کے
اشعار سے ربط ہے۔ اول تو ہا جمع کا قرار دیا۔ (حالانکہ نیچے کے دونوں شعروں پر نظر ڈالتے
تو صاف معلوم ہوتا کہ جو کچھ کہہ رہا ہے۔ اپنی ذات کے لئے ہے) اس وجہ سے دوسروں کے
چہرے قرار دئے۔ پھر تعلیم ظاہری۔ اور علمائے ظاہر کا اضافہ کرنا پڑا۔
غرضکہ شعر کے مفہوم سے کوسوں دور جا پڑے۔

(۲۸) **تا کی چو لوح نشرۂ اطفال خوشتن ؛ درزرد و سرخ جلّہ زیبا برآورم**

دوسرے

لوح نشرۂ اطفال بسم اللہ کے وقت بچوں کو تختی دی جاتی ہے جو زرد و سُرخ رنگی ہوتی ہے۔
جلّہ ۔ بردیمنی۔ جامہ۔ لباس۔

میں کب تک بچوں کی تختی کی طرح (جو زرد و سرخ ہوتی ہے) زرد و سُرخ لباس پہنوں گا۔
اور اپنی تزئین کرتا رہوں گا۔

ملاحظہ فرمایا جائے کہ خاقانی (خوشتن) کا لفظ لایا ہے۔ اس سے ثابت ہے کہ اپنی ہی

ذات مقصود ہے۔ نہ دوسروں کی۔ یہاں نہ تعلیم ظاہری ہے اور نہ علمائے ظاہر۔
نیچے کا شعر بھی ایسا ہی ہے۔

(۲۹) تا کی برغم کعبہ نشیناں عروس وار ✤ چوں کعبہ سر زشقہ دیبا برآورم

رغم۔ کسی کی ناک خاک پر ملنا مجازاً یعنی برخلاف
کعبہ نشیناں۔ حاجیاں جو احرام بند ہوتے
ہیں یا فقرا و عاشقان الٰہی جو سیاہ پوش ہوتے ہیں

شقہ۔ بالضم پارچہ جامہ اور وہ کپڑا جو
علم کے سر پر ہوتا ہے۔
دیبا۔ حریر۔ ریشمی کپڑا ✤

مَیں کب تک عاشقان الٰہی کے برخلاف دولہنوں کی طرح مثل کعبہ نشینوں کے ریشمی لباس پہنتا رہوں گا

(تنبیہ)

محترم ناظرین! اور طلاب کرام ملاحظہ فرمائیں کہ شعر کے دوسرے مصرعے میں (سر از لباس برآوردن) آیا ہے۔ معانی اس کے واضح ہیں۔ یعنی لباس سے سر کو نکالنا۔ کپڑے پھینکنا۔ ترک لباس مطلوب نہیں۔ اسی طرح پہلے شعر میں ہے (سر از گلشن سودا برآوردوں) لہٰذا یہ دوسری سند خود خاقانی کے کلام سے موجود ہے ✤

(۳۰) اولیٰ ترآنکہ چوں حجرالاسود از پلاس ✤ خود را لباس عنبر سارا برآورم

حجرالاسود۔ خانہ کعبہ میں ایک سیاہ پتھر ہے۔
جسے بوسہ دیا جاتا ہے ✤
پلاس۔ موٹا کپڑا۔ ٹاٹ۔

عنبر سارا۔ خالص عنبر۔ لباس عنبر سارا
سیاہ لباس۔ یا نیلگوں۔ جسے عاشقان
الٰہی پہنتے ہیں ✤

لہٰذا بہتر یہ ہے کہ سنگ اسود کی طرح موٹے جھوٹے کالے کپڑے پہنوں اور دیبا وغیرہ ترک کردوں ✤

(۳۱) دلق ہزار میخ شب آبمن بہست ✤ چوں رو زسر صدن خارا برآورم

دلق ہزار میخ - ایک قسم کی فقراء کی گدڑی جس میں سیکڑوں پیوند ہوتے ہیں۔ دلق ہزار میخ شب میں اضافت تشبیہی ہے وہ رات جو پُر از کواکب ہو۔ یہاں فقراء کی پیوند والی سیاہ گدڑی مطلوب ہے ؛

آن - ملک

صدرہ - صدری - نیم تنہ

خارا - ایک قسم کا ریشمی کپڑا۔ جو سادہ اور مخطط بھی ہوتا ہے۔ سر از صدرہ برآوردن - صدری پہننا۔ نہ یہ کہ صدری علیحدہ کرنا۔ یہ تیسری مثال ہے۔

غضب خدا کا ہزاروں پیوند والی سیاہ گدڑی ہو تو میری ملک۔ حرقہ درویشاں ہو تو میرے لئے اور میری حالت اتنی گر جائے اور میرا انہماک دنیا میں اتنا ہو جائے کہ میں دن کی طرح ریشمی لباس پہنے ہوئے اکڑتا پھروں ؛

(۳۲) **خارا چو مار بر کشم و پس بیک عصا دہ چشمہ چوں کلیم خارا بر آورم**

خارا - پہلے مصرعہ میں ریشمی کپڑا۔ اور دوسرے مصرعے میں بہ معنی سنگ سخت ہے ؛

عصا - ڈنڈا۔

وہ چشمہ - حضرت موسیٰ نے پتھر پر جب عصا مارا تو بارہ چشمے ظاہر ہوئے تھے۔ اس معجزہ کا ذکر قرآن پاک میں ہے۔ قُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا

(ترجمہ آیت) ہم نے موسیٰ سے کہا ذرا تم اپنے ڈنڈے کو پتھر پر تو مارو (انہوں نے ایسا ہی کیا) اس سے بارہ چشمے جاری ہوئے۔ خاقانی نے بجائے بارہ کے دس کہے ہیں۔

جناب محتشمی نے دس چشموں سے حواس ظاہری و باطنی مراد لئے ہیں۔

اور جناب نامی نے دس غلیظ لطیفے جو دل میں یاد الٰہی سے پیدا ہوتے ہیں۔ اور خارا سے مراد (دل)

دوسرے

آنذا اس ریشمی لباس کو اتار کر ٹھیک اسی طرح پھینک دوں جس طرح سانپ سفید کینچلی چھاڑ دیتا ہے۔ اس آرائش کو ترک کر دینے کے بعد میں صاحب کرامت ہو جاؤں گا۔ پھر میں اگر حضرت موسیٰ ؑ کی طرح پتھر پر عصا ماروں گا تو ایک چھوڑ دس چشمے جاری ہو جائیں گے یعنی مجھ سے ایسے افعال سرزد ہوں گے جو مفید خلق اللہ ہوں گے۔

قابل نامی - من ایں لباس نمائشی را کہ مانع ترقی عرفان است از تن خود بدر کنم۔ و مثل حضرت موسیٰ عصائے کرامت بدست آرم و بہ تزکیہ قلب و تصفیہ باطن از دل خود

کہ مثل خار سخت ست وہ لطیفہ جاری کنم یا وہ حواس خود را از آلودگی نفس پاک کنم ؛

(۳۳) **درز ردو سرخ شام و سحر بودم اکنوں تن را بعودیِ شب یلدا برآورم**

زرد و سرخ و شام و سحر سے مراد دن رات کی دنیوی دلچسپیاں۔ رنگ رلیاں بعض سخنوں میں سحر کی جگہ شفق بھی ہے ؛

عودی ایک قسم کا سیاہ ریشمی کپڑا۔

شب یلدا۔ سخت سیاہ بڑی رات جو سال بھر میں ایک ہی مرتبہ ہوتی ہے ؛

عودیِ شب یلدا سے وہی سیاہ خرقۂ درویشاں مطلوب ہے ؛

میں اس وقت تک رات دن کی دلچسپیوں۔ رنگ رلیوں۔ مادی لذتوں میں پڑا رہا مگر اب لباس فقر اختیار کروں گا۔ اور درویشوں کا سیاہ خرقہ پہنوں گا۔

جناب نامی فرماتے ہیں "بہ لباس فقر شب بیداری کردن می خواہم"

جناب نامی کے معنی صحیح نہیں ہیں

(۳۴) **چون شب مرا ز صادق و کاذب گریز نیست تا آفتابی از دل دردا برآورم**

صادق۔ صبح صادق۔ یہاں عالم عشق و محبت مراد ہے ؛

کاذب۔ صبح کاذب۔ یہاں مادی عالم مطلوب ہے ؛

آفتاب سے مراد آفتاب معرفت الٰہی جس کا طلوع دل یعنی روح سے ہوتا ہے ؛

دردا۔ حیران سرنگوں۔ یہاں اول مطلوب ہے۔

حکیم کہتا ہے یہ جو میں نے ترک زینت و آرائش۔ بلکہ ترک دنیا کے متعلق کہا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہ سمجھنا کہ دنیا سے بالکل ہی علاقہ نہیں رہیگا۔

جس طرح رات کو جب تک صبح کاذب اور صادق سے علاقہ نہیں ہوتا اسوقت تک آفتاب طلوع نہیں ہوتا ہے اسی طرح شب کے جب تک میرا علاقہ کاذب یعنی مادی دنیا اور صادق یعنی عالم عشق و محبت سے نہ ہوگا۔ اس وقت میری حیران روح سے آفتاب معرفت ایزدی طلوع نہ کرے گا۔

یعنی گو دنیا مادی اور فانی ہے اس کی محبت کا کوئی نفع نہیں۔ مگر چونکہ ایزدی مصنوعات

سے ہے اور اس سے صدہا ہزارہا حکمتیں باری تعالیٰ کی معلوم ہوتی ہیں۔ اس لئے اس سے کچھ تھوڑا سا علاقہ ضروری ہے۔ — جسطرح ایک تھوڑا سا علاقہ کاذب سے ہوتا ہے ؛

جناب محشی کی غلطی

جناب محشی ۔ "آفتاب" کنایت از سخن مغلق۔

بھلا یہاں سخن مغلق سے کیا علاقہ ؟

قابل نامی ۔ کاذب۔ صادق ایک مقام ہے۔ جہاں سالک کو اپنے کمال کا مغالطہ ہوتا ہے (درد) کہلا ہوا۔ جس کا دروازہ وا ہو۔ معلق

"من از مقامات مغالطہ بدر آمدہ میخواہم کہ چنانکہ پس از صبح صادق و کاذب آفتاب برمی آید ہمچناں از قلب معلق و دائرگوں خود آفتاب برمی آرم"

فاضل بلگرامی ۔ رات کی طرح۔ کاذب و صادق (مغالطات) سے بھی مجھ چارہ نہیں۔ جب تک کہ انوار آفتاب معرفت دل سرگشتہ سے نہ نکالوں جس طرح آفتاب کے نکلنے سے صبح صادق کاذب رفو چکر ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح انوار معرفت سے مغالطات دور ہو جائیں گے۔

(۳۵) **برسوگ آفتاب وفا زیں پس ابروار ۔ پوشم سیاہ و بانگ معزا برآورم**

آفتاب وفا میں اضافت بیانی ہے مراد خود وفا ہی سے ہے ؛

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں :۔ "وفا" سے مراد میثاق روز الست ہے ؛

جناب محشی کہتے ہیں کہ آفتاب کنایہ سخن سے بھی ہو سکتا ہے ؛

معزا ۔ تعزیت کردہ شدہ

محشی و فاضل بلگرامی کی مرادیں

حکیم کہتا ہے یہ جو میں نے کہا کہ مجھے دنیا اور اہل دنیا سے کچھ نہ کچھ علاقہ رکھنا پڑیگا مگر افسوس ان دونوں میں وفا نہیں۔ بلکہ وفا تو بالکل مردہ ہو گئی اندریں صورت میں اس مردہ وفا کے سوگ پر لباس تعزیت پہنونگا اور ماتم پرسی کی آواز نکالوں گا ؛

(۳۶) **چند از نعیم سبحہ الواں جو کافراں ۔ کارب سبحہ زا معا برآورم**

نعیم بمعنی نعمت۔

سبعۂ الوان۔ سات رنگ کے کھانے جو بادشاہوں کے دسترخوان پر ہوتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ یہ سنتِ فرعون ہے

جحیم سبعہ۔ سات طبقات دوزخ اُنکے نام یہ ہیں۔ جہنم۔ لظیٰ۔ حطمہ۔ سعیر۔ سقر۔ ہاویہ۔ جحیم۔

امعاء جمع معا۔ آنتیں۔

بادی النظر میں یہ معلوم ہوگا کہ اوپر سے ربط نہیں ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں خاقانی نے پہلے ترکِ لباسِ نفیس کا ذکر کیا۔ اُس کے بعد اب ترکِ طعامِ لذیذ کے متعلق کہتا ہے ؛

ربط اشعار

فرماتا ہے میں کب تک شکم پرستی میں پڑا رہکر سات سات طرح کے کھانوں کی نعمتوں سے اپنی آنتوں سے سات دوزخوں کا کام بناتا رہوں گا۔ اس لئے کہ اس قسم کا حظ نفس کافروں کا کام ہے کیونکہ اون کے لئے یہ دنیا جنت ہے۔ نہ میرے لئے مجھے تو صرف جَو کی روٹی کھانا چاہیئے ؛

قابل نامی۔ "میں کافروں کی طرح کب تک رنگ برنگ کی نعمتوں کے سبب اپنی آنتوں سے دوزخ کے سات طبقوں کا کام لیتا رہوں گا"

فاضل بلگرامی۔ "سات رنگ کے کھانوں سے کب تک کافروں کی طرح آنتوں کی سات دوزخوں کی کاربرآری کرتا رہوں گا۔ اب لذائذ دنیوی سے متلذذ ہونا نہیں چاہتا۔ بلکہ ترک لذات کروں گا ؛

فاضل بلگرامی کے معنی سے مجھے انکار نہیں۔ یہ معنی بھی ہو سکتے ہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنے ۱۲

شوم دہان حرص بہفتاد آب و خاک ؛ وآتش بادخانہ احشا برآورم (۳۷)

دہان حرص کی ترکیب پائی نظر۔ اور قدم فکر کی ہے۔ حرص کو ایک شخص فرض کرکے اُسکا دہن مانا ہے۔

ہفتاد آب و خاک مذہب اسلام میں طہارت کے لئے پانی ہے۔ اگر کوئی عذر ہو یا پانی نہ ہو تو پھر اس کی قائم مقام خاک ہوتی ہے "ہفتاد آب و خاک" سے انتہائے طہارت مقصود ہے ؛

بادخانہ۔ ایسا محل کہ جہاں ہوا بھری ہو

احشا۔ وہ چیزیں جو شکم میں ہوں۔ یہاں

معدے اور آنتوں سے مراد ہے ؛

احشا کو بادخانہ اسوجہ سے کہا ہے کہ خاقانی کھانا نہیں کھائیگا۔ بھوکا رہیگا۔ جب معدے میں غذا نہو گی۔ تو ہوا بھر جائے گی۔ کیونکہ خلا محال ہے۔

آتش ز بادخانہ احشا برآوردن کا مطلب یہ ہے کہ میں بھوکا رہوں گا ؛ بھوک میں معدے کی حرارت بڑھجاتی ہے

حکیم کہتا ہے کہ شاہی دسترخوان پر پلاؤ۔ قورمہ کھانا کیا معنی ؟ میں تو حرص ہی کا قلع و قمع کروں گا۔ میں اس کی دہن کو ستر آب و خاک سے پاک کرکے اس کی انتہائی طہارت کروں گا۔ اور بالکل بھوکا رہ کر اپنے معدے اور آنتوں کے بادخانے سے آگ نکالونگا۔

میں اوپر لکھہ چکا ہوں کہ بھوک میں حرارت معدے کی بڑھ جاتی ہے ؛

قابل نامی میں حرص کے منہ کو ستر پانی کے دھو ڈالوں۔ اور آنتوں کے بادخانے سے حرص کی آگ نکال دوں۔

فاضل بلگرامی۔ بادخانۂ احشا سے آگ نکالوں گا۔ یعنی ان کو جلا کر خاک کردوں گا۔ مطلب یہ ہے کہ میں حرص کو ترک کردوں گا۔

(۳۸) **قرص جویں و خوش نمکی از سرشکِ غم ۔ بہ زانکہ دم مینِ دارا برآورم**

قرص جویں جو کی ٹکیہ۔

خوش نمکی۔ صاحب برہان نے لکھا ہے کہ خوش نمک ایسا کھانا جس کا آب و نمک درست ہو یہاں سالن مطلوب ہے۔

سرشک آنسو

میں ۔ حلوا۔ جو میوے اور شکر سے تیار کیا جائے۔ برہان۔ مخفف۔ "مائدہ" خوان پر طعام (غیاث ۱۲)

دارا مشہور بادشاہ ہے

میں نے بتایا کہ معدے سے آگ نکالوں گا۔ یعنی بھوکا رہونگا۔ انتہائی فاقہ کشی کے بعد سوکھی جو کی روٹی کھاؤں گا۔ مگر اس کے ساتھہ سالن نہ ہوگا۔ یادِ الٰہی میں میری آنکھہ سے جو آنسو نکل رہے ہونگے یہ البتہ میرے لئے سالن ہوگا یہ انتظام جو میں نے کیا ہے اس امر سے بہتر ہوگا کہ میں شاہی دسترخوان پر کھانا کھاؤں اور سگِ دنیا بنوں۔

(۹) **ہم شوربای اشک نہ سکبای چہرہ ام + کیں شوربا بقیمت سکبا برآورم**

سکبا - ایک سالن ہے - جو گوشت سرکہ - بلغور اور خشک میووں سے پکاتے ہیں - یہ لفظ سرکہ با تہا - سک اسرکہ - اور با - آش سے

یہاں ترش روئی مطلوب ہے -

چہرہ ہا اگر یہ ہا زائد مانا جائے تو خاقانی کا چہرہ - ورنہ امرا کی چہرے ایں شوربا وہی شوربائے اشک

اس شعر کے دو معنی ہو سکتے ہیں -

اوّل - حکیم کہتا ہے کہ یہ جو میں نے کہا کہ آنسو میرے لئے سالن ہوں گے - میں اسکو نہایت پختگی سے کہتا ہوں کہ آنسوؤں ہی کا سالن ہوگا - نہ کہ میرے چہرے کی ترشی قائم مقام سکبا ہو جائے - مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میں یاد آہی میں روتا ہوا جو کوئی روٹی کھاؤں گا - اس سے میرے چہرے پر کچھ ناگواری اور ترشی کے آثار ظاہر نہ ہونگے - میں خوشی خوشی سوکھی روٹی کھاؤں گا - یہ آنسو تو میرے لئے سکبا ہی کے برابر ہونگے - نہ کہ چہرے کی ترشی سکبا ہو جائے - بلکہ وہ تو ہوگی ہی نہیں -

دوسرے معنی وہ ہیں جو جناب **قابل نامی** تحریر فرماتے ہیں مجھے اپنے آنسوؤں کا شوربا ہی اچھا ہے - امرا کی ترش روئی بہتر نہیں - یعنی یہ کہ میں دوسری جگہ لذیذ کھانے کھاؤں - اور اُن کی ترش روئی سے مجھے سابقہ پڑے -

(۱۰) **مولو مثال دم چو برآرد بلال صبح + من سیمبر زچوخہ خارا برآورم**

مولو - سینگ جسے جوگی بجاتے ہیں - سنکھ کو بھی کہتے ہیں - بعض کہتے ہیں - ایک قسم کی بانسری ہے جسے پادری گرجوں میں بجاتے ہیں -

بلال صبح - اضافت تشبیہی ہے جسے بیانی بھی کہتے ہیں - یعنی صبح مطلوب ہے - حضرت بلال مشہور مؤذن اور صحابی آنحضرت ﷺ

جناب **قابل نامی** نے بلال صبح سے آفتاب مراد لی ہے - اور فاضل بلگرامی نے بلال صبح میں اضافت بادنی ملابسۃ مان کر بلال سے مؤذن مراد لی ہے -

چوخہ - بضم اول - لباس ہے - جسے نصاریٰ پہنتے ہیں اور جامہ پشمین -

خارا ریشمی کپڑا ہے چوخہ خارا سے یہ لباس فقر مطلوب ہے -

حکیم کہتا ہے۔ کہ جس وقت بلال صبح موہو کی طرح آواز نکالتا ہے۔ یعنی جس وقت کہ صبح طلوع ہوتی ہے اور روپھٹتی ہے اس وقت میں بھی خرقۂ درویشانہ سے سر نکالتا ہوں۔ اور یاد الٰہی میں مصروف ہوتا ہوں اور ہو سکتا ہے۔ کہ از انتزاعیہ لیکر۔ معنی یوں کئے جائیں۔ کہ وہ صبح جو رات کی تاریکی میں پڑی ہوئی تھی۔ جس وقت کہ اس تاریکی سے موہو کی طرح نکلتی ہے۔ اس وقت میں بھی ریشمی چوغے سے علیحدگی اختیار کرتا ہوں۔ کہ جو میرے لئے نقصان دہ ہے۔

اوپر کے میرے معنے محترم ناظرین غلط نہ سمجھ لیں۔ "سر از چیزے برآوردن" کے معنے میں عرض کر چکا ہوں۔ کسی چیز سے سر نکالنا۔ یعنی خود کو اس چیز یا مقام سے ظاہر کرنا۔ چنانچہ میں نے کئی جگہ متنبہ کر دیا ہے۔ اور دوسرے معنے انتزاعیہ سے درست ہو سکتے ہیں۔ یہ معنے میں نے اس وجہ سے لکھے۔ کہ خاقانی "چوخۂ خارا" لکھتا ہے کہ جو ریشمی چوغہ ہے۔ ممکن ہے کہ اس کے ترک کے لئے کہہ رہا ہو۔

یہ شعر اس محل پر بالکل بے ربط ہے۔ اور کسی شارح نے اس امر پر نظر نہیں کی بہر حال اس کو "خارا چو مار بر کشم الخ" کے نیچے لکھنے ؛

قابل نامی فاضل بلگرامی ۔ "من شب در عبادت و ریاضت می گذارم و دوم صبح از مراقبہ سر بری آرم" "صبح کے وقت جب موذن ناقوس کی طرح آواز نکالتا ہے تو میں بھی اپنے لباس فقرانہ سے سر نکالتا ہوں۔ یعنی رات بھر کے مراقبہ کے بعد وقت صبح اس سے فراغت پاتا ہوں۔

(۱۴) **چون عیش تلخ من بقناعت نمو دخوش ۔۔۔ زان حنظل شکر شکنم حلوا برآورم**

اس شعر کے ان معانی پر قناعت کیجئے جو قابل نامی نے لکھے ہیں۔ میں نے ہر چند غور کیا۔ کوئی خوبصورت معنی برآمد نہ ہوئے نہ معلوم خاقانی کے یہی الفاظ ہیں یا اسمیں کوئی تصرف ہوا ہے قابل نامی فرماتے ہیں۔ چونکہ میری زندگی قناعت پر خوش نہیں تھی اسلئے میں اس شکر ملے ہوئے حنظل سے حلوہ تیار کرتا ہوں۔ مطلب اینکہ زندگی من ہمچو حنظل تلخ شدہ مگر قناعت

دراں مثل شکر بیا میخت کہ بباعث آں مرارات حلوا یا مدیمی اکنوں مرا قناعت بسیار لذت بخش ومسرت انگیز معلوم میشود۔ فاضل بلگرامی عیش تلخ کو حنظل سے تعبیر کیا ہے۔ جبکہ میری زندگی تلخ قناعت محض پر راضی نہ تھی تو اسمیں تھوڑی قناعت کی شیرینی ملا کر اُسے حلوائے لذیذ بنا دیا۔ یعنی باوجود عیش تلخ قانع ہوں

چون طبع من فرونی عیش آرزو کند — من قصۂ خلیفہ و سقا برآورم

(۴۲)

قصہ خلیفہ وسقا

قصہ خلیفہ وسقا۔ خلیفہ وسقا کا قصہ دو طرح پر بیان کیا جاتا ہے ؛

اوّل۔ یہ ہے کہ کسی بادشاہ کے عہد میں ایک بھشتی تھا۔ جو شاہی محل کے سامنے پانی چھڑکا کرتا تھا۔ ایک دن بادشاہ کی نظر اُسپر پڑ گئی۔ اور اس کے حال پر رحم آگیا۔ اُسیوقت بہت کچھ زر وجواہر دیکر اُسے مالا مال کر دیا۔ کم ظرف بھشتی گراں بہا دولت پاتے ہی اپنے آپے میں نہ رہا اور ناگفتہ بہ حرکات کا مرتکب ہوا۔ آخر کار قتل کر دیا گیا۔

دوسرا قصہ یہ ہے کہ غالباً خلیفہ ہارون رشید کے عہد میں ایک بوڑھا بھشتی مدت دراز سے اپنے فرض منصبی کو ادا کرتا تھا ایک دن خلیفہ نے پوچھا۔ "میاں بشتی! تم کتنی مدت سے اس کام کو انجام دے رہے ہو"

بھشتی نے جواب دیا۔ "حضور کے دادا کے وقت سے"۔ ہارون نے کہا "میرے باپ۔ دادا دونوں مر گئے۔ تم کیوں اب تک زندہ ہو"۔ بوڑھے بھشتی نے کہا۔ "حضور! بات یہ ہے کہ ان دونوں بزرگوں نے بیحد دولت حاصل کی اور بہت جلد حاصل کی اس لیئے جلد مر گئے۔ اور میں جو کچھ حاصل کرتا ہوں وہ بہت دیر میں اور بہت دشواری اور محنت سے پیدا کرتا ہوں اور وہ بھی تھوڑی سی۔ اسلئے مجھے جینے کا زیادہ حق ہے۔ خلیفہ کو اسکی یہ باتیں پسند آئیں۔ اور اسکو بہت کچھ مال زر عطا کر دیا۔ سوئے اتفاق دیکھیئے کہ دہر سے مال دیا اُدھر بیچارے بھشتی کی راہی ملک عدم ہو گیا۔ بعض کے نزدیک وہ کسی بری حرکت پر قتل کر دیا گیا ؛

حکیم کہتا ہے کہ میں درحقیقت قناعت کروں گا۔ لیکن اگر یہ میری احمق طبیعت زیادتی عیش کی خواہش کر بیٹھے گی تو میں اس کو خلیفہ وسقا کا قصہ سنا دوں گا۔ یعنی جس طرح زیادتی عیش نے بھشتی کا بھرم بگاڑ دیا۔ کہ آخر کار وہ قتل کر دیا گیا۔ اسی طرح اگر میری نادان طبیعت

زیادتی عیش میں پڑ کر ناشائستہ حرکات کریگی تو میں اس کو کشتہ کروں گا۔
مقصد حکیم کا یہ ہے کہ نفس کشی کرونگا۔

قابل نامی ۔ ”میری طبیعت کثرت عیش کی خواہش کس طرح کر سکتی ہے۔ نہیں کر سکتی۔ کیونکہ میں اس کو خلیفہ وسقا کا قصہ سنا دیتا ہوں۔ اور وہ خواہش سے باز آجاتی ہے“

فاضل بلگرامی ۔ ”جب میری طبیعت زیادتی عیش کی تمنا کرتی ہے تو میں خلیفہ وسقا کا قصہ سنا دیتا ہوں۔ کہ دولت و مال کی انتہا بھی فنا ہے پھر اس کی رغبت سے کیا فائدہ۔

معنی میں کچھ تھوڑا سا فرق

دونوں بزرگوں کے معنی اور میرے مطلب میں کچھ تھوڑا سا فرق ہے۔ ترجیح کا حق ناظرین کرام کو حاصل ہے۔

(۴۳) **چوں عقل را بدست امانی گرد کشم — چوں اتن برسر کریا برآورم**

امانی ۔ امیدیں۔ آرزوئیں۔ امنیہ کی جمع ہے

حضرت زکریا ۔ مشہور نبی ہیں۔ حضرت عیسےٰ کے خالو تھے۔

ت زکریا کا واقعہ

حضرت عیسیٰ کی ولادت پر یہودی در پئے آزار حضرت مریم ہوئے۔ آپ نے مریمؑ و عیسیٰؑ کو یوسف نجار کے ہمراہ مصر بھیجدیا۔ اور خود کسی طرف چلے گئے۔ اور عرصے تک مفقود الخبر رہے۔ بیس برس کے بعد جب دونوں مصر سے واپس آئے تو حضرت زکریا بھی ظاہر ہوئے۔ یہودی ناخوش تو تھے ہی آپ کے قتل کے درپے ہو کر حملہ آور ہوئے اور پیچھے دوڑے آپکو ایک درخت نے پناہ دی یعنی وہ پھٹا آپ اسمیں سما گئے سوئے اتفاق سے چادر کا کونا باہر نکلا رہگیا۔ یہودی تاڑ گئے اور درخت کو آرے سے چیر ڈالا۔ آپ کے بھی دو ٹکڑے ہو گئے۔

حکیم کہتا ہے۔ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میری بے وقوف طبیعت خواہش نفسانی کی طرف مائل ہو کر زیادتی عیش کی خواہش کرے۔ اور میں عقل ایسے جوہر کو اس کے خواہشات

پورا کرنے کے اہتمام میں لگا دوں گویا اس کو دنیوی لذات کے ہاتھ رہن کر دوں۔ میرا ایسا کرنا اس طرح ہوگا کہ گویا میں نے حضرت زکریا کے سر پر آرا چلا دیا یعنی بجائے طبیعت عقل کو کشتہ کر دیا۔

(۴۴) **قلب ریا بنقد صفا چوں درون کنم + نساس چوں بہ زیور حورا برآورم**

قلب:۔ کھوٹا
ریا:۔ مکر۔ فریب
نقد صفا:۔ سے مراد یہاں جوہر عقل ہے
نساس:۔ بن مانس۔ انسان سے مشابہ ہوتا ہے
حورا:۔ بہشتی عورت۔ یہ لفظ واحد ہے۔ اسکی جمع حور ہے۔ اردو اور فارسی میں حور کو واحد استعمال کیا جاتا ہے

حکیم کہتا ہے مجھ سے یہ ممکن نہیں کہ میں صفا کے گھر کے مال میں کھوٹا (مکر) داخل کر دوں۔ الدنیا مزرعۃ الاٰخرۃ (ترجمہ) دنیا ایک مکر ہے اور مکر ہی سے حاصل بھی ہوتی ہے اس لئے حکیم کہتا ہے کہ میں تحصیل دنیا کے لئے عقل کو ریاکار بنانا نہیں چاہتا۔ اگر میں ایسا کروں تو گویا میں نے بن مانس کو حور کا زیور پہنا دیا۔ یعنی (ریا) کو زیور عقل سے آراستہ کر دیا۔ بھلا یہ کہاں تک درست ہے۔

دوسرا نسخہ

درون کنم کی جگہ **برون دہم** کا بھی نسخہ ہے۔ اس صورت میں قابل ناشر نے یوں معنی تحریر کئے ہیں "میں مکر کے کھوٹے سکے کو نقد صفا کے مقابلہ میں کیوں ظاہر کروں۔ بن مانس کو حور کے زیور میں کیوں سجاؤں۔

فاضل بلگرامی

فاضل بلگرامی "مکر و فریب کے کھوٹے سکے کو صاف باطنی کے کھرے سکے کے مقابلے میں کیوں پیش کروں۔ اور بن مانس کو حور کے زیور سے کیوں آراستہ کروں۔ یعنی علمائے ظاہر کی طرح مکاری و ریا کو بصورت تقویٰ کیوں دکھاؤں"

(۴۵) **چوں آئینہ نفاق بیارم کہ نفس + از سینہ زنگ کینہ بسیمابرآورم**

نفاق - دو روئی۔ یہی حال منافق کا ہوتا ہے۔ ظاہر صاف باطن ریا سے مکدر

آئینہ کو منافق اسوجہ سے کہا کہ اسکا ظاہر بالکل شفاف ہوتا ہے مگر اسکے اندر زنگار ہوتا ہے

سیما - پیشانی۔

حکیم کہتا ہے میں ہرگز آئینہ کی طرح منافق نہیں ہونا چاہتا۔ کہ اندر کچھ اور باہر کچھ یعنی میں ایسا نہیں کرنا چاہتا کہ میں نفاق ظاہر کروں اور اپنے صاف سینے سے کینہ کا زنگ نکال نکال کر چہرے پر لاؤں میں تو اپنے دل کو حسد و بغض و کینہ و ریا سے بالکل پاک صاف رکھنا چاہتا ہوں۔ اور اندر باہر یکساں ؛

قابل نامی کا مطلب ذرا لفاظ سے ہٹ گیا ہے ۱۲

قابل نامی " ایں کہ من ہمچو آئینہ صاحب نفاق نیم۔ کہ بہ ظاہر صاف و شفاف معلوم شود و چوں کسے با او ہمنفس شود و دم ہمدمی زند در دم مکدر شود۔ بلکہ من ظاہر و باطن خود را از ریا و نفاق بالکل صاف و پاک می دارم ؛

فائق آئینہ پر سانس مارنے سے آئینہ میلا ہو جاتا ہے۔ آپ کسی قدر مطلب سے ہٹ گئے ہیں پھونک مارنے کا یہاں کوئی ذکر نہیں ؛

(۴۶) **آن رم کہ گوشہ وحدت طلب کنم ؛ زالِ زرم کہ نام بہ عنقا برآورم**

وحدت - تنہائی۔ گوشہ نشینی۔ تجرید و تفرید

زال زر - رستم کے باپ کا نام ہے۔ یہ جب پیدا ہوا تو اس کے بال سفید تھے اور رنگ سرخ اس وجہ سے اس کا نام زال زر رکھا گیا اس کے باپ سام نے منحوس سمجھتے ہوئے اسکو البرز پہاڑ پر رکھدیا۔ وہاں سیمرغ نے اسکی پرورش کی

ایک مرتبہ باپ نے خواب میں دیکھا۔ کہ میرا لڑکا زندہ ہے۔ لہذا جا کر زال کو لے آیا۔ پھر یہ زابل کا حاکم ہو گیا۔

سیمرغ - ایک حکیم کا نام بھی تھا کہا جاتا ہے کہ سام اسی حکیم کے پاس چھوڑ آیا تھا۔ جو ان سے پرورش لے آیا۔

میں تو اب وہ سالک ہوں کہ تجرید و تفرید کا گوشہ طلب کروں گا۔ مجھے تو زال زر سمجھنا چاہیئے۔ میرا نام گوشہ گیری ہی سے بلند و مشہور ہو گا۔ جس طرح زال کا نام گوشہ گیری

اور سیمرغ سے مشہور ہوا۔

"گوشۂ وحدت" کی جگہ "توشۂ وحدت" ہے۔ اور اسی سے سب شارحین نے معنے لکھے ہیں۔ میرے نزدیک جو نسخہ میں نے اختیار کیا ہے وہ اچھا ہے۔

(۴۷) **شہبازم اگرچہ بستہ دارم + گرد از ہزار بلبل گویا برآورم**

شہباز۔ مشہور شکاری پرند ہے۔ یہاں عاشق الٰہی۔ اور معرفت ایزدی حاصل کرنے والے سے مراد ہے

صید۔ شکار۔ یہاں معرفت ایزدی سے مراد ہے

بستہ دہاں۔ باز کے منہ پر ٹوپی چڑھا دیتے ہیں اس لئے اسکو بستہ دہاں کہا ہے۔ یہاں خاموشی مطلوب ہے۔

بلبل گویا سے مراد وہ مدعیان معرفت ایزدی ہیں جنکے دل میں عشق الٰہی نہیں ہوتا۔ مگر دعوے لمبے چوڑے کرکے خود کو عاشق الٰہی اور صوفی ظاہر کرتے ہیں۔

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔

"شعرائے باطل گو سے مراد ہے"۔

اور **جناب قابل نامی** تحریر کرتے ہیں:۔

"شعرائے دنیوی مطلوب ہیں"

حکیم کہتا ہے۔ میں اب تو شہباز صید معرفت ہوں۔ اور اگرچہ باعتبار (من عرف ربہ فقد کل لسانہ) میں بستہ دہاں (خاموش) ہوں۔ لیکن جس وقت موقعہ شکار معرفت کا ہوگا اس وقت ان مدعیان معرفت اور ان جھوٹے عاشقان الٰہی کو گرد بر گرد دنگا کہ جو مثل بلبل چہچہہ زن ہوا کرتے ہیں۔ اور عشق الٰہی کے لمبے چوڑے دعوے کیا کرتے ہیں اس لئے کہ میرے کلام سے عشق صادق ٹپکے گا۔

فاضل بلگرامی۔ میں شہباز فضائے معرفت ہوں۔ اگرچہ وقت شکار منہ بند ہوں (موانع مجھے لاحق ہیں) مگر پھر بھی وقت شکار ہزاروں بلبل گویا کو گرد بر د کر سکتا ہوں میرے بیانِ معرفت کو دوسرے شعراء کہاں پا سکتے ہیں

وقت شکار باز کا منہ بند نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے منہ سے ٹوپی اُتار دی جاتی ہے۔ اسی طرح شکار معرفت کے وقت خاقانی کے منہ سے مہر سکوت ٹوٹ جائیگی۔

وہ کہتا ہے۔ کہ میں اگرچہ بستہ دہاں ہوں (یعنی خاموش ہوں) کیونکہ شکار کا وقت نہیں مگر شکار کے وقت میں وہ بیان عشق صادق دوں گا کہ ہزاروں بلبل گویا گرد بردہ جائینگی لہذا فاضل بلگرامی کا یہ فرمانا "اگرچہ وقت شکار منہ بند ہوں (موانع مجھے لاحق ہیں)" بالکل صحیح نہیں

قابل نامی اور فاضل بلگرامی کے معنی میں خرابی

قابل نامی "این ست کہ اگرچہ اہل دنیا مرا مجبور و مقید مے دارند لاکن من شہباز ہوائے عشق خدا ہستم۔ پس بہ وسیلہ این چنیں مضامین اسرار معرفت شعرائے لغو گورا پامال می کنم ؛

یہ مطلب بھی ویسا ہی ہے جیسا فاضل بلگرامی کا۔ بہرحال میں نے اپنا مطلب لکھدیا ہے۔ ناظرین غور فرمائیں۔

۴

شعر ؎ فغاں و برم کہ برآرم دمار نفس ✻ نفس اژدہاست ہیچ مگو تا برآورم

دمار و بردن ۔ مراقبہ میں جانا۔ مراقبہ کی یہ تعریف ہے:۔ "المراقبۃ حضور القلب مع اللہ"

بمعنی مغز لکھا ہے۔ اور یہ غلط ہے ؛ "دمار کسی برآوردن" کسی پر ہلاکی لانا۔

نفس سے نفس امارہ مطلوب ہے

ہیچ مگو ۔ کچھ نہ کہہ۔

دمار ۔ بمعنی ہلاک۔ قابل نامی نے

ترجمہ نہیں

کہتا ہے میں گلشن سودا یعنی باغ عشق الٰہی میں آچکا۔ اب میں مراقبہ اس لئے کرتا ہوں کہ اس نفس امارہ کو (جو دیکھنے میں نہایت مسکین معلوم ہوتا ہے) ہلاک کردوں اے مخاطب (یہ رائے تیری غلط ہے کہ نفس مسکین ہے) یہ تو اژدہا ہے۔ لہذا اس کے متعلق کچھ نہ کہہ۔ تاکہ میں اس کو ہلاک ہی کر ڈالوں۔

محترم ناظرین ! اور معنی مطلب کو غالباً اس شعر کے بعد اب تو کوئی شبہہ باقی نہ رہا ہوگا۔ کہ خاقانی صبح کے وقت ترک عشق و مراقبہ نہیں کرتا ہے۔

فاضل بلگرامی کی فقت نظری

قابل نامی نے اس شعر کے معنی صحیح لکھے ہیں۔ مگر فاضل بلگرامی نے اول تو اس شعر میں "وقت نظری" کی ہے۔ پھر اس صحیح کو غلط کر دیا ؛

دقت نظری

ہیچ کی جگہ پیچ پڑھو۔ مگوئی کی جگہ بگو بنا دو۔ ان نسخوں کی ہدایت کے بعد مطلب تحریر فرماتے ہیں

صحیح کو غلط کر دیا

میں مراقبہ اسلئے کرتا ہوں کہ نفس امارہ کو ہلاک کروں یہ تو اژدہائے پیچاں ہے۔

"اے مخاطب! مجھے مشورہ دے کہ میں اسے نکال ڈالوں یا ہلاک کر دوں"

دوسرے معنی بھی صحیح نہیں

جن فقروں پر میں نے خط کھینچ دیتے ہیں۔ وہ زبان حال سے کچھ کہہ رہے ہیں ناظرین خود سمجھ لیں گے۔ حیرت انگیز تو یہ ہے کہ موافق نسخہ کتاب جو معنی کیے وہ بھی صحیح نہیں حالانکہ قابل نامی کی عبارت سامنے ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

"نفس ایک اژدہا ہے۔ اس کے نکالنے کی بابت کچھ نہ ہو۔ اس کا محبوس و مقید رہنا اچھا ہے۔ اسکو آزاد نہ رہنا چاہیئے۔

وجہ غلطی

وجہ غلطی یہ ہے کہ آپ نے (برآورم) کا تعلق "نفس" سے سمجھا۔ حالانکہ اس کا تعلق دمار نفس سے ہے یعنی "نفس اژدہاست اے مخاطب ہیچ مگو تا دمار نفس برآرم"

(۴۹) صہبا کشادہ آبی ورزبستہ آتشے ✤ من آب و آتش از زر صہبا برآورم

صہبا:۔ شراب
کشادہ آب:۔ آب رواں۔
رز:۔ انگور
بستہ آتش:۔ منجمد آگ
آب و آتش از چیزے برآوردن:۔

لفظی معنی تو یہ ہیں۔ کسی چیز کی تری۔ حرارت باہر نکال لینا۔ یعنی اس چیز کو تباہ و ہلاک کر دینا۔

مطلب

"آب از صہبا و آتش از زر برآورد م" کا مطلب یہ ہے کہ میں انگور و شراب دونوں کو تباہ کر دونگا۔

حکیم کہتا ہے یہ نفس امارہ جو انگور و شراب کا خواہشمند رہتا ہے اس کو تو میں کشتہ ہی کرون گا۔ جیسا کہ میں اوپر کہہ آیا۔

مگر ساتھ ہی اس کے انگور و شراب کا بھی میں خاتمہ کر دوں گا۔ اس لئے کہ شراب ایک آب رواں ہے۔ اور انگور ایک بندھی ہوئی (منجمد) آگ ہے۔ بھلا کوئی بھی عقل مند عشق خدا کے ہوتے ہوئے ان آگ و پانی کی طرف التفات کرتا ہے کہ میں کروں گا۔

کیونکہ یہ دونوں مادی اور فانی ہیں۔

مطلب خاقانی کا یہ ہے کہ میں جہاں نفس کشی کروں گا وہاں میں مادر انگور اور اس کی صاحبزادی بیگم (شراب) کا بھی خاتمہ کرونگا۔ یہ نہ ہوں گے اور نہ نفس ان کی طرف راغب ہوگا ؛

شعر کا مطلب صاف تھا۔ مگر شارحین نے جو معنی تحریر فرماتے ہیں۔ اس کو بھی ملاحظہ فرمالیجئے۔

دونوں شارحین کے معنی صحیح نہیں

قابل نامی ۔ یہاں آب و آتش سے مراد جوش و روانی طبیعت ہے شراب ایک کھلا ہوا پانی۔ انگور ایک دبی ہوئی آگ ہے۔ میں اس انگور و شراب سے فیض اور نور حاصل کرتا ہوں۔

مطلب این ست کہ آن آب و آتش یعنی جوش و روانی طبیعت کہ از رز و صہبا حاصل می کنند من از عشق آنہا حاصل مے کنم و زہر چیز شراب معرفت و نور حقیقت بدست مے آرم۔ نہ کہ این شراب خانہ خراب را۔

فارسی عبارت کے میں معنی کچھ نہ سمجھا۔ ممکن ہے کہ کچھ کاتب کی غلطی ہو۔ بہرحال جو صحیح ہوگی، وہ بھی صحیح نہ ہوگی۔ اس کو شعر سے علاقہ نہ ہوگا۔

فاضل بلگرامی شراب آب رواں ہے۔ اور انگور آتش منجمد میں انہیں رز و صہبا سے اپنے لئے آب و آتش حاصل کروں گا۔ یعنی شراب معرفت و محبت میرے لئے سرمایۂ حیات ہوگی۔

خاقانی بہت کھلے ہوئے الفاظ میں شراب کی مذمت کر رہا ہے وہ کہتا ہے کہ وہ شراب اور وہ انگور جس پر دنیا والے جان دیتے ہیں۔ وہ ہے کیا چیز؟ یہی "آگ" "پانی"، پھر اس شراب اور اس انگور سے شراب معرفت و محبت مراد لینا دراصل خاقانی کے مقصد کو ذبح کر دینا ہے۔

پھر وہ کہتا ہے کہ جب ایسا ہے تو میں اس شراب و انگور کی تری و حرارت باہر نکال لوں گا۔ جہاں ان دونوں سے یہ دونوں چیزیں نکلیں وہاں ان پر تباہی آئی۔

بہرحال میں اوپر مطلب لکھ چکا ہوں۔ وہی صحیح ہے

(۵۰) بلبلِ نامم کہ عاشقِ یاقوت و زربوم ٭ بر شاخِ گل حدیثِ صفا برآورم

یاقوت سے یہاں مطلوب گل ہے ٭ { زر ریونا۔ گلاب کا زیرہ

بلبل سے یہاں وہ شخص مراد ہے کہ جو عشق مجازی ہی رکھتا ہو اور دنیا کے لذات پر فریفتہ ٭

حکیم کہتا ہے کہ میں بلبل نہیں کہ گل اور اس کے زیرہ پر عاشق ہوں۔ اور گلاب کی شاخ پر بیٹھا ہوا اس کی خواہش میں چیخا کروں۔ یعنی میں عشق مجازی رکھنے والا اور دنیا کی لذات پر فریفتہ ہونے والا نہیں۔ نفس کو کشتہ کر چکا۔ شراب انگوری ترک کر چکا اب رہا معشوق مجازی تو اسکی طرف بھی میرا میلان طبع نہیں ٭

(۵۱) دانم علوم دین نہ بدان تا بچنگ زرق ٭ کام از سگان جیفۂ دنیا برآورم

بچنگ زرق۔ دست مکر۔ چنگ زرق میں اضافت بادنی ملابست ہے جیسے دست تغابن۔ کف افسوس میں۔ یعنی وہ چنگل جو مکر کی وجہ سے ہوئے

سگان جیفۂ دنیا۔ طالبان دنیا الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب

(ترجمہ)

دنیا مردار ہے اور اس کا طالب کتا

حکیم کہتا ہے۔ بیشک میں علوم دینی جانتا ہوں مگر اسلئے تو نہیں کہ دست مکر بڑھا کر خواہشات دنیوی اور لذات مادی کے مقاصد ان کتوں سے پورے کروں جو محض طالب دنیا ہیں یعنی میں عالم شکم پرست نہیں کہ مکاریاں کر کے امرائے دنیوی سے تحصیل زر و مال کروں اور اپنے علم و فضل کو آلۂ تحصیل زر بناؤں۔

(۵۲) ناعرابیم کہ برپی اعرابیاں روم ٭ حج از پئی ربودن کالا برآورم

اعرابی۔ بادیہ نشین عرب۔ بدو۔ جو اکثر حاجیوں کو لوٹ لیا کرتے ہیں۔

احرامی۔ احرام باندھنے والا
کالا۔ اسباب

حج برآوردن:۔ حج کرنا

ہیں بدو نہیں ہوں کہ حاجیوں کے پیچھے پیچھے چلوں اور جہاں کہیں موقع ملے، ان کا اسباب لوٹ لاٹ کر چل دوں۔ گویا میرا حج مال کے لوٹنے ہی کیلئے تھا۔

یعنی یہ علمائے شکم پرست، بزور یا کاری سے اپنے آپ کو اچھا ثابت کر کے تحصیل زر کرتے ہیں۔ ان کی مثال ایسی ہے جیسے بدو کیا کرتے ہیں کہ بہ ظاہر تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ حج کر رہے ہیں۔ مگر اندرونی غرض حاجیوں کے لوٹ لینے کی ہوتی ہے

(۵۳) **با این نفس چنان ہمہ ہشیار نیستم ✿ مستم نہان و عربدہ پیدا برآورم**

نفس سانس یہاں مقصود وہ کلام ہے کہ جو اوپر کہہ آیا ہے یعنی میں ترک لذات کرونگا نفس کشی کروں گا ریاکاری نہیں کرونگا۔ شراب و گل سے رغبت نہیں رکھوں گا۔ دینی علوم کو تحصیل مال و زر میں صرف نہیں کرونگا

فاضل بلگرامی نے اس مصرعہ کو یوں لکھا ہے۔

ع باین چنیں نفس ہمہ ہشیار نیستم

فاضل بلگرامی کا نسخہ

اور یہ اچھا ہے

ہمہ ہشیار نیستم۔ ہمہ تن ہشیار نہیں ہوں پورے طور پر ہشیار نہیں ہوں

مستم۔ نہاں۔ نشۂ دنیا میں مست ہوں مجھ میں ابھی اندرونی خرابیاں ہیں۔

عربدہ۔ جنگ۔ جنگ بالنفس امارہ خود

پیدا۔ ظاہر۔

حکیم کہتا ہے کہ۔ باوجود اس کلام کے کہ جو میں اوپر کہہ آیا ہوں۔ کہ میں نفس کشی کروں گا اور شراب و کباب اور گل و زیدہ گل سے علیحدگی۔ غرضکہ جو کچھ میں ترک لذات کے متعلق بیان کر آیا ہوں پھر بھی ہمہ تن میں ہشیار نہیں ہوں۔ ابھی میرے اندر طلب دنیا کا نقشہ موجود ہے۔ یہ جنگ جو میں نے کی ہے ظاہر بہ ظاہر ہے۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میں نے جسقدر ترک دنیا کے متعلق کہا ہے اور نفس امارہ سے جنگ چھیڑنے کا ارادہ کیا ہے یہ صرف خیال ہی خیال ہے اس لئے کہ ابھی مجھ میں شراب دنیا کی مستی موجود ہے۔ یہ اندرونی کمزوری رفع ہو تو پھر نفس امارہ سے جنگ کرنیکا

صحیح نقشہ کھینچا جا سکتا ہے وہ البتہ ظاہر بظاہر نہ ہوگا۔ میرے نزدیک خاقانی کے اس شعر کا مطلب (ایسے شخص کے لئے کہ جو اوپر نیچے کے اشعار دیکھ لے) سمجھنا کچھ دشوار نہیں ہوگا مگر ملاحظہ فرمایئے کہ شارحین کیا کیا دقت نظری کرتے ہیں۔ اور اصل مطلب سے دور ہوتے ہیں؛

شارحین کی دقت نظری ۱۲

قابل نامی۔ ہشیار۔ مراد از علمائے ظاہری۔ نہاں۔ مراد دل۔ عربن لڑائی مراد مباحثہ و مناظرہ۔

میں باوجود اس کلام یعنی پند و نصیحت کے ایسا ہشیار نہیں ہوں یعنی علمائے ظاہر کے مانند نہیں ہوں میرا دل مست ہے اور ظاہر میں یہ مباحثہ کرتا ہوں۔

اور فارسی میں یوں تحریر کرتے ہیں؛۔

قابل نامی کے مطلب کو شعر سے کوئی علاقہ نہیں

مطلب این ست کہ ازیں کلام کہ من بالا گفتہ ام این خیال نہ باید کرد کہ من مثل دیگر علمائے ظاہری سخن می گویم۔ و از راہ حقیقت دور ہستم بلکہ بخلاف ایں دل من از صہبائے عشق حقیقی مخمور است۔ و مثل رنداں کہ چوں مست شوند مجادلہ میگیرید من ہم بایں مناظرہ در پیوستہ و اہل ظاہر را ایں چنیں سخناں گفتہ ام؛

اس عبارت کی پہلے میں اردو کردوں۔ پھر کچھ نقائص دکھاؤں؛۔

آپ فرماتے ہیں کہ خاقانی کہتا ہے کہ اس کلام سے کہ جو میں نے اوپر کہا یہ خیال نہ کرنا چاہئے کہ میں مثل علمائے ظاہر کلام کر رہا ہوں۔ اور راہ حقیقت سے دور ہوں۔ ایسا نہیں بلکہ بخلاف اس کے میرا دل عشق حقیقی کی شراب سے مست ہے اور مثل ایسے شرابیوں کے (کہ جو مست ہو کر مار پیٹ، لپاڈگی کرتے ہیں) میں بھی اس مناظرہ میں کود پڑا اور اہل ظاہر کو اس قسم کی باتیں کہنے لگا؛

مذکورہ بالا اشعار میں نہ وہ اہل ظاہر کو نصیحت کر رہا ہے۔ اور نہ کوئی اُن سے اُس نے مناظرہ قائم کیا ہے وہ تو جو کچھ کہہ رہا ہے اپنے ہی متعلق کہہ رہا ہے۔

وہ کہتا ہے۔ میں منافق ہونا نہیں چاہتا۔ میں اپنے نفس پر ہلاکی لاؤں گا۔ نفس کشی کروں گا۔ میں شراب نہیں پیوں گا۔ میں بلبل نہیں ہوں کہ گل (معشوق مجازی) کا

عشق کروں۔ میں نے علوم اس لئے نہیں حاصل کئے کہ ریاکاری سے تحصیل زر کروں میں بدّو نہیں ہوں کہ میری حج کی غرض مال کی لوٹ ہو۔ وہ کونسا شعر ہے کہ جس میں اہل ظاہر سے مناظرہ کر رہا ہے۔ اُن کو باتیں سُنا رہا ہے۔ یا اُن سے رندوں کی طرح لپاڈگی مار پیٹ۔ مجادلہ۔ گالم گلوچ کر رہا ہے۔ بہرحال اس مطلب کو شعر سے کوئی علاقہ نہیں ؛

فاضل بلگرامی نے نہ معلوم کیا فرمایا

فاضل بلگرامی :۔ اس کے بعد فاضل بلگرامی کا مطلب ملاحظہ کیجئے آپنے نمعلوم کیا فرمایا ہے باوجود فراخیِ کار علم میں پورے طور سے ہشیار اس نفس امارہ سے نہیں ہوں۔ کیونکہ باطناً میں تو مست مے عشق ہوں اس لئے نفس سے کھلم کھلا جنگ کرتا ہوں کیونکہ اگر نفس سے ظاہر بظاہر مخالفت نہ ہو تو بحالت غفلت ایک مست اور غیر ہشیار شخص پر وہ غلبہ پا سکتا ہے ؛

جب خاقانی شراب عشق الٰہی سے مست ہے تو پھر وہ ہمہ تن ہشیار رہے۔ اس لئے کہ یہی مستی عین ہشیاری ہے۔ پھر اس نے کیوں کہا "ہمہ ہشیار نیستم" پھر اگر وہ مست مے عشق ہے تو ذیل کے شعر میں خفتہ ذات کیوں کہا اور پھر یہ کیوں کہا کہ "ممکن کہ سر زخواب مفاجا برآورم"

اگر "مستم نہاں" کے وہ معنے لیتے جو میں نے لئے ہیں تو یہ خرابیاں نہ پیدا ہوتیں

(۵۴) **اصحاب کہف وام بیدار و خفتہ ذات پ ممکن کہ سر زخواب مفاجا برآورم**

فقہ اصحاب کہف

اصحاب کہف ۔ کہف کے معنی غار کے ہیں۔ اصحاب کہف۔ بعض کے نزدیک چھ یا سات ہیں۔ قرآن مجید میں ہے "سادسہم کلبہم" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانچ شخص ہیں اور چھٹا کتا ہے جس کا نام (قطمیر) ہے یہ لوگ، ظالم دقیانوس کے خوف سے ایک غار میں جا کر چھپے۔ بیرحم بادشاہ نے غار کا منہ بند کرا دیا۔ تین سو برس کے بعد اندروس کے عہد میں جب کہ زیر بحث یہ مسئلہ تھا کہ :۔ "قیامت کے دن مردے کس طرح زندہ ہونگے" یہ غار والے جاگے۔ ان میں سے ایک شخص

اس لئے بازار گیا کہ کچھ کھانا خرید کر لائے جو سکہ اس نے دیا وہ رائج الوقت نہ تھا اس لئے کھانا نہ ملا اس نے اپنے محلہ اور باپ دادا کا نام بتایا۔ ان سب کا کوئی جاننے والا نہ تھا۔ عجیب و غریب معاملہ سمجھ کر بادشاہ کے پاس لے گئے اس نے کل حالات معلوم کئے اور غار پر آیا اور حشر کا اعتقاد کر لیا۔ اسکے بعد وہ سب پھر سو گئے امام مہدیؑ کے عہد میں بیدار ہونگے۔ اور دین اسلام پھیلا نہیں شریک کار۔ قرآن شریف میں ان کے باب میں آیا ہے۔ بعثھم لیتفاوا بینھم قرود تم انہیں بیدار خیال کرو گے حالانکہ وہ سوتے ہیں

جناب نامی کا سہو القلم

جناب نامی نے یوں ترجمہ کیا ہے۔ تو انکو سوتا ہوا گمان کریگا حالانکہ وہ جاگتے ہیں یعنی درحقیقت زندہ ہیں۔ آپکا ترجمہ غلط ہوگیا ہے یا تو کاتب کی غلطی ہے یا سہو القلم ہے۔

اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

حکیم کہتا ہے میں اصحاب کہف کی طرح بیدار بھی ہوں۔ اور خواب میں بھی۔ بیداری تو یہ ہے کہ میں عالم عشق میں آگیا۔ ترک دنیا پر آمادہ ہوگیا۔ اور نفس کشی پر تیار۔ اور خواب یہ ہے کہ ابھی میرے اندر کمزوریاں ہیں اور دنیوی شراب کی مستی موجود ہے۔ بہت ممکن ہے کہ اس خواب سے یکایک بیدار ہو جاؤں اور نفس امارہ سے باقاعدہ جنگ چھیڑ دوں۔ اس وقت تو جو کچھ کہہ رہا ہوں۔ یہ ظاہر بظاہر جنگ ہے ؛

قابل نامی کا مطلب صحیح نہیں

قابل نامی۔ "من اہل ظاہر را اگرچہ بے خبر از معرفت معلوم می شوم لاکن در حقیقت مانند اصحاب کہف بیدار ہستم۔ پس ممکن ست کہ من ازیں خواب یکایک بیدار شوم و ایشاں را حال بیداری من معلوم شود ؛

فاضل بلگرامی کا مطلب صحیح نہیں

فاضل بلگرامی۔ میں اصحاب کہف کی طرح بباطن بیدار اور بظاہر خفتہ ہوں۔ یعنی دل باخبر رکھتا ہوں اور جسمانی تعلقات سے بالکل غفلت ہے۔ ممکن ہے کہ اس غفلت سے کبھی بیداری ہو۔ غرض یہ ہے کبھی بیداری نہ ہوگی اور تعلقات سے ہمیشہ غفلت ہی رہے گی ؛

اگر جسمانی تعلقات سے غفلت ہے تو خاقانی یہ کیا کہہ رہا ہے

بنیادِ عمر بریخ و من بر اساس عمر — روزے ہزار قصر مہنا برآورم

در ظاہرم جنابت و در باطن ست حیض — آں بہ کہ غسل ہر دو بہ یک جا برآورم
خاقانیا ہنوز نہ خاصہ خدائے — با خاصگاں مگو کہ مجاذا برآورم

۵۵ **من مرد این نفس چو خرگوش سرنفس — ناشش بشیر شرزہ ہیجا برآورم**

نفس سے مراد نفس امارہ ہے۔ اس لئے وہ گویا شیر ہے

فاضل بلگرامی سے اختلاف

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں نفس کو خرگوش سے تشبیہ چونکہ ہونے میں ہے۔ مگر میرے نزدیک وجہ شبہ مسکینی ہے۔ پھر فرماتے ہیں اگر خرگوش کی جگہ روباہ ہو تو وجہ شبہ مکاری نفس کی تشبیہ اور شیر کا مقابل بھی ہو جائیگا

شرزہ۔ غضبناک خشمناک۔

ہیجا۔ جنگ

شیر شرزہ ہیجا اسی نفس کو کہا ہے جو اول مصرعے میں مذکور ہے۔ شین ضمیر نفس کی طرف راجع ہے ؛

قابل نامی کی غلطی فاحش

آپنے غور نہیں فرمایا۔ یہاں نفس کی مکاری دکھانا اُسے مقصود نہیں ہے بلکہ بظاہر اسکی مسکینی دکھا رہا ہے اور پھر یہ کہتا ہے کہ ہر تو یہ مسکین مگر بڑی مشکل سے مغلوب ہوتا ہے۔

قابل نامی فرماتے ہیں کہ شیر شرزہ ہیجا سے مراد عقل سلیم ہے ؛

شیر غضبناک در عقل سلیم ۱۲

میرے نزدیک آجتک کسی نے عقل کو درندے سے تشبیہ دی ہوگی چہ جائے عقل سلیم اور شیر غضبناک حکیم کہتا ہے کہ بہ ظاہر دیکھنے میں میرا تن مردہ ہے۔ اور نفس حیوانی مثل خرگوش کے بالکل مسکین معلوم ہوتا ہے۔ لیکن ایسا نہیں۔ یہ موقع پر کچھ اور ہو جاتا ہے۔ اس لئے میں اس سے جنگ چھیڑتے ڈرتا ہوں۔ میں نے تو اس کا نام جنگی میدان کا شیر غضب ناک رکھا ہے اس سے مقابلہ کرنا آسان نہیں۔ مقصد خاقانی یہ ہے کہ نفس کشی آسان نہیں اس کا مغلوب کرنا کارے دارد ؎

مخور دم گر زبال پشہ کمتر نہد خود را — کہ چوں فال خرابی نیز پیل دماں بینی

قابل نامی کا مطلب نامعلوم لیا سے کیا ہو گیا

قابل نامی۔ شعر بالا کے مضمون خفتہ ذات کے موافق یہاں جسم کو ایک مردہ قرار دیکر کہتا ہے کہ جسم ایک مردے کے مانند ہے اور نفس خرگوش کے مثل جو اس سے کھلواڑ کرتا ہے اس خرگوش کا نام لڑائی کے شیر ببر یعنی عقل کے سامنے ظاہر کرتا رہتا

ہوں کہ اس کے مکر و فریب سے بچتا رہے۔

اس قدر صاف شعر تھا۔ مگر چونکہ بنیاد ہی غلط ہو گئی تھی اس وجہ سے اس کا مطلب نہ معلوم کہاں پہونچ گیا۔

فاضل بلگرامی نے اگرچہ کچھ سمجھ کر شیر غضب ناک کو عقل سلیم نہیں بنایا مگر اس پر بھی وہ غرض خاقانی سے کوسوں دور ہیں فرماتے ہیں :-

جسم تو میرا بمفاد "موتوا قبل ان تموتوا" مثل مردہ ہے اور نفس مثل خرگوش ہے جو چوکنا اور ہوشیار رہتا ہے۔ مگر میں تو اس کا نام شیر غضب ناک جنگ ہی رکھتا ہوں ؎

(۵۶) **صفرا ہمہ ترش نشانند و من بخواب ؎ چوں طفل ترش خیزم و صفرا برآورم**

ترشی سے دور کرتے ہیں ۱۲ — روتا ہوا ۱۲ — زردی ۱۲

صفرا - اخلاط رابعہ میں سے ایک خلط ہے۔ اسکا ذکر اوپر گذر چکا ہے۔

بہ ترش نشانیدن :- ترشی سے دور کرنا۔

ترش خیزم - ترش رو اٹھتا ہوں روتا ہوا اٹھتا ہوں۔ بچے جب سو کر اٹھتے ہیں تو چڑچڑے اور روتے ہوئے بیدار ہوتے ہیں۔

صفرا سے یہاں زردی مطلوب ہے

حکیم کہتا ہے قاعدہ ہے کہ لوگ صفرے کو ترشی سے دور کیا کرتے ہیں اور میں بخوں کی طرح خواب سے ترش رو (روتا ہوا) اٹھتا ہوں اور زردی ظاہر کرتا ہوں یعنی عشق الٰہی میں روتا ہوں اور میری رنگت زرد ہوتی ہے۔ یہ ترشی اس صفرے کو دور نہیں کرتی ؎

اگر اس شعر کے یہی معنی ہیں تو اس موقعہ پر بے ربط ہے۔ اوپر کے مضمون سے میل نہیں کھاتا۔ اس لئے اس کو (ہم شور بائے اشک نہ سکبائے چہرہا) اس کی نیچے لکھنا چاہئے وہاں اسکا ربط ہے۔ کاتبوں نے بے محل کر دیا۔

(۵۷) **بنیاد عمر بریخ و من بر اساس عمر ؎ روزی ہزار قصر مہنا برآورم**

مہنا۔ گوارا۔ مرغوب۔ موید الفضلا میں ہے کہ قصر مہنا ایک شاہی قصر کا نام ہے } جو مضبوطی میں بے نظیر ہے ؛

حکیم کہتا ہے کہ میں نفس امارہ سے کیا خاک جنگ چھیڑوں۔ ابھی تک تو میری حالت یہ ہے کہ میں جانتا ہوں کہ عمر کی بنیاد برف پر ہے۔ اور وہ ہر ساعت تدریجاً گھٹتی چلی جاتی ہے۔ مگر ہائے ری غفلت! کہ میں اس کمزور بنیاد پر ہر روز ہزاروں مضبوط و مستحکم قصر بناتا چلا جاتا ہوں ؛ اس درجہ دنیوی مراتب میں انہماک ہے ؛

(۵۸) مُراں دریں چہ عذر نہندم کہ طفل وار ؛ ازنی کنم ستور و بہ سرا برآورم

مرداں۔ عاشقان الٰہی۔
نے۔ نرکل۔ بچے اکثر نرکل کو گھوڑا بنا کر اس پر سوار ہوتے ہیں اور ٹخٹخاتے چلتے ہیں

ستور۔ چوپایہ۔ یہاں گھوڑا مطلوب ہے
سرا۔ ساز زین۔ چاندی سونے کے گول گول لٹو۔ جو ساز میں لگائے جاتے ہیں۔

مرد میدان معرفت بھلا میرے لئے کیا عذر تراشی کر سکتے ہیں اس لئے کہ اب تک تو میری یہ حالت ہے کہ بچوں کی طرح نرکل کا گھوڑا بنا کر اور گویا اس پر سونے چاندی کا ساز رکھکر ٹخٹخاتا پھرتا ہوں۔ یعنی میں ابھی تک مرد میدان عشق الٰہی نہیں ہوا ہوں۔ بچوں کیطرح دنیوی لہو و لعب میں مشغول ہوں ؛ اور مادی لذات میں منہمک۔ اندریں صورت عاشقان الٰہی میرے لئے کیا عذر پیدا کر سکتے ہیں۔

(۵۹) در ظاہرم جنابت و در باطن ست حیض ؛ آں بہ کہ غسل ہر دو بیکبار برآورم

جنابت۔ ناپاکی۔ ضرورت غسل
حیض۔ جوان عورتوں کو ماہانہ خون آتا ہے تین دن یا اس سے کچھ زائد۔ اسکو حیض کہتے ہیں

مردوں کا حیض گناہ ہے

اور مردوں کا حیض "گناہ" ہے۔
الذنب حیض الرجال
غسل ہر دو۔ یعنی غسل حیض و جنابت

اور یہ جو میں نے اوپر کہا تھا کہ مجھ میں اندرونی کمزوریاں موجود ہیں۔ یہ میں نے غلط کہا اصل یہ ہے کہ میرا باطن۔ ظاہر دونوں خراب۔ ظاہر میں ناپاک۔ اور باطن میں میرے

حیض (گناہ) موجود ہے۔ اندریں صورت یہی بہتر معلوم ہوتا ہے کہ ان دونوں کا غسل ایک ہی دفعہ کروں۔ یعنی جسم و روح دونوں کو آلودگیوں سے پاک کروں۔

میں نیک کہتا ہوں یا شارحین

اس شعر کے ملاحظہ کے بعد اب محترم ناظرین نمبر ۵۴-۵۵ کے اشعار کا مطلب پھر دیکھیں اور اندازہ لگائیں کہ میں صحیح عرض کر رہا ہوں۔ یا شارحین۔

(۶۰) دریائے توبہ کو کہ مگر شامگاہ عمر ٭ چوں آفتاب غسل بہ دریا برآورم

دریائی توبہ میں اضافت تشبیہی ہے (دریا سمندر۔ توبہ۔ گناہ سے باز آنا۔)

شامگاہ عمر۔ آخر عمر۔

چوں آفتاب۔ سمندر میں غسل کرنیکی } مثال آفتاب سے اس بنا پر ہے کہ سمندر کے کنارے کھڑے ہو کر بوقت شام دیکھو تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ آفتاب سمندر میں غروب ہو رہا ہے گویا اس میں غسل کر رہا ہے ٭

حکیم کہتا ہے فی نفسہ بہتر تو یہی ہے کہ دونوں کا غسل میں ایک ساتھ ہی کروں۔ مگر کہاں کروں۔ اس لئے کہ مشکل تو یہ ہے کہ دریائے توبہ نہیں۔ یعنی توفیق توبہ نہیں کہ اپنی اس آخری عمر میں آفتاب کی طرح توبہ کے سمندر میں غسل کر کے حیض و جنابت سے طہارت حاصل کر لوں اور بے شمار ظاہری اور باطنی گناہوں کو دور کروں۔

حاصل یہ ہے کہ اگر خدا کی طرف سے مجھے توفیق حاصل ہو تو ان گناہوں سے توبہ کر سکتا ہوں۔ اور آگے بچ سکتا ہوں۔ وتر خدا ہی حافظ ہے ٭

(۶۱) خاقانیا ہنور نہ خاصہ خدای باخاصگاں مگو کہ محاذا برآورم

جب ایسی حالت ہے تو جناب والا (خاقانی) مجھے معاف کرینگے میں یہ کہنے پر مجبور ہوں کہ آپ (خاقانی) اسوقت تک تو خدا کے خاص بندوں عاشقوں سے ہوئے نہیں اسلئے آپکو یہ منہ سے نہ نکالنا چاہیئے کہ ہمتو عاشقان الٰہی کے مقابل اور برابر ہیں۔ کہاں وہ۔ اور کہاں آپ۔

(۶۲) گر در عیار من آلودگی بسی است ٭ ما صنا محک چہ محاکا برآورم

عیار۔ چاشنی زر و سیم
نقد سے مراد یہاں روح ہے۔
آلودگی۔ گناہ

صاحب محک صراف۔ مراد سالک کامل
فاضل بلگرامی خداوند عالم سے مراد لیتے ہیں
محاکا۔ دراصل محاکات ہے۔ باہم گفتگو کرنا۔

حکیم کہتا ہے اگر میرے نقد کے عیار میں بہت تھوڑا موجود ہے اور ابھی تک میں اُسے علیحدہ نہ کر سکا تو پھر کسوٹی والے سے گفتگو کرنا اور یہ کہنا کہ ذرا اس سونے کو کسکر تو دیکھو۔ بالکل بیکار ہے۔ اس لئے کہ ہمیں تو خود ہی معلوم ہے کہ اس میں بہت کچھ میل کچیل موجود ہے۔ یعنی جب میری روح صاف نہیں اس میں گناہ کی آلودگی موجود ہے، تو پھر مرشد کامل سے گفتگو کرنا بے سود ہے؛ آخر اس سے گفتگو کیا کی جائے۔ وہ یہی کہدے گا۔ تمہاری روح صاف نہیں۔ جاؤ تصفیۂ باطن و تزکیہ نفس کرو۔

قابل نامی اگر میرے نقد اعمال میں ریا کا کھوٹ موجود ہے تو میں پرکھنے والے سے کیا جھگڑ سکتا ہوں۔

مطلب ایں کہ اگر اعمال من از ریا پاک نیست مرا پیش صاحب اخلاص خود پاک وصاف باید نمود۔ چرا کہ از باخبر عیب نتواں نہفت۔

فاضل بلگرامی اگر میرے نقد اعمال میں ریا کا کھوٹ ہے تو میں صراف (خدا) کے سامنے کیا بات بنا سکوں گا۔

اشعار تشبیب ختم ہو گئے

تشبیب کے اشعار ختم ہو گئے۔ خاتمہ پر جناب **شاداں بلگرامی** فرماتے ہیں

فاضل بلگرامی کے نزدیک اشعار تشبیب بے ربط ہیں

"اس قصیدے کے اشعار تشبیب بھی بے ربط ہیں۔ اور گریز میں بھی بہت کچھ محذوف مان کر ربط پیدا کیا جا سکتا ہے"

میں عرض کرتا ہوں کہ فی الواقع آپ کو ان اشعار میں ربط کیونکر نظر آتا۔ اس لئے کہ آپ نے تو پہلے ترک عشق و مراقبہ قائم کیا۔ پھر دو چار شعروں کے بعد اپنی رائے بدلدینا پڑی۔ پھر وہ ترک آفتاب کر رہا تھا آپنے اسکو آفتاب معرفت تجویز کیا اسی طرح ہر ہر شعر میں جو چاہا وہ مراد لی۔ اس صورت میں کیونکر ربط باقی رہتا۔

میرے نزدیک ربط ہے

میرے نزدیک اس کے تمام اشعار میں ربط ہے جیسا کہ میرے مطلب سے واضح ہوتا ہے

میں ایک بار فارسی زبان کے پروفیسروں۔ ماہروں۔ اور خاقانی کے پڑھانے والوں سے پھر استدعا کروں گا کہ وہ دوبارہ نظر ڈالکر ملاحظہ فرمائیں کہ ربط ہے یا نہیں۔ ہاں یہ دوسری بات ہے کہ خاقانی نے اس تشبیب میں اپنے خیالات کو چند طرف مبذول کیا ہے وہ کسی کو پسند نہ ہو۔ اور بے ربط معلوم ہوتا ہو۔ جیسا کہ باغ عشق میں آنے کے بعد اس نے آسمان پر حملہ کرنا نظم کیا ہے۔ اور اپنے خیال کو آفتاب کی روئی کی طرف دوڑایا ہے۔ پھر اس پر تبرا کیا ہے۔

بہرحال ایک دو شعروں کے متعلق تو کہا جا سکتا ہے کہ وہ بے ربط ہیں۔ باقی سب میں ربط ہے۔ اب رہی گریز وہ اس قصیدے میں موجود ہی نہیں۔ اس لئے کہ اب وہ کہہ رہا ہے کہ ؎

امسال گر ز کعبہ مرا باز داشت شاہ ؎

اس شعر نے بتا دیا کہ اس کے کچھ اوپر کے اشعار جاتے رہے۔ امتداد زمانہ نے شاعروں کے کلام میں بہت کچھ کمی بیشی اور تصرف کر دیا ہے چنانچہ عرفی کے ایک قصیدے کی تشبیب موجود ہے مادح ندارد ہے ؎

اور وہ یہ ہے

ای برزدہ دامنِ بلا را سر در پی خویش دادہ مارا

امسال گر ز کعبہ مرا باز داشت شاہ ؎ زیں حسرت آتشی ز سویدا برآورم (۶۳)

حسرت صحیح ہے نول کشوری نسخہ میں "حیرت" غلط لکھا ہوا ہے

سویدا۔ دل کا نقطۂ سیاہ یہاں دل مطلوب ہے

حکیم کہتا ہے کہ اگر اب کی سال مجھے شاہ شروان نے حج سے روکا تو میں اس حسرت سے۔ اپنے دل سے آہ آتشیں نکالوں گا۔

شاہ شروان نے خاقانی کو حج سے روک دیا تھا۔ بلکہ ناراض ہو کر قید کر دیا۔

(۶۴) گر بخت باز بر درِ کعبہ رساندم ؛ کاحرام حج و عمرہ مثنا برآورم

رساندم کی میم مفعولی ہے۔
احرام ۔ مختلف اطراف کے حاجی مختلف مقامات سے حج کی نیت کر کے ایک چادر جو سی ہوئی نہیں ہوتی ہے اوڑھتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں اور خود پر حجت و مجامعت کو حرام کر لیتے ہیں۔ احرام باندھنے کے مقامات یہ ہیں:۔ ذوالحلیفہ۔ ذات عرق۔ جحفہ۔ یلملم۔
کاحرام میرے نزدیک اس کاف کی ضرورت نہیں اور اگر مانا جائے تو بیانیہ ہوگا۔ اور ایک جملہ محذوف تسلیم کرنا پڑے گا۔ یعنی "برائے ایں امر" اس صورت میں اگر کی جزا دوسرا شعر ہوگا۔ ورنہ پہلے شعر کا دوسرا مصرع ؛
عمرہ ۔ حج کا ایک رکن ہے احرام باندھ کر موضع تنعیم میں جو کعبہ سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے نفل پڑھتے ہیں۔ پھر واپس آکر مکہ معظمہ کا طواف کرتے ہیں۔
مثنا ۔ دوبارہ۔ مکرر

اگر میرا نصیب پھر مجھ کو خانہ کعبہ پر پہونچائے گا تو میں احرام حج اور عمرہ دوبارہ بجالاؤں گا۔ یا اگر میرا بخت پھر مجھ کو خانہ کعبہ پر اس امر کے لئے پہونچائیگا کہ میں احرام و عمرہ دوبارہ بجالاؤں تو

(۶۵) یکسالہ فرض بر درِ کعبہ کنم قضا ؛ تکبیر آں فریضہ بہ بطحا برآورم

فرض ۔ حکم خدا۔ جیسے نماز۔ روزہ حج۔ زکوٰۃ۔
قضا کردن ۔ ادا کرنا۔ اور واجب کا ترک کرنا۔ تمام کرنا۔
قضا کی جگہ ادا کا بھی نسخہ ہے ؛
تکبیر ۔ اللہ اکبر کہنا۔ خداوند عالم کی بزرگی ظاہر کرنا۔ اور حالت احرام میں یہ تکبیر پڑھی جاتی ہے "اللھم لک لبیک بسم اللہ اللہ اکبر اللھم اجعل لنا حجًا مبرورا و ذنبا مغفورا و سعیًا مشکورا
بطحا ۔ ایسی زمین کو کہتے ہیں جہاں سنگریزے ہوں۔ مکہ معظمہ ایسے ہی مقام پر واقع ہے اس لئے مکہ معظمہ کو بھی بطحا کہتے ہیں۔
فریضہ وہی فرض ہے جسکا ادا کرنا واجب و ضروری ہے

ایک سالہ فرض کعبے کے دروازے پر ادا کروں گا (جو قضا ہو گیا) اور اس کی تکبیر مکہ یا صحرائے مکہ میں کہوں گا۔

(۶۶) حراق وار در فتد آتش بہ بوقبیس ❊ زآہی کہ چوں شرار مجزا برآورم

حراق۔ روئی یا اور کسی نرم چیز کا سوختہ جو چقماق کی آگ سے جل اٹھے ❊

بوقبیس۔ مکہ معظمہ کے قریب پہاڑی ہے

مجزا۔ جزو جزو کیا ہوا۔ پارہ پارہ

حکیم کہتا ہے۔ کہ کعبے کے دروازے پر میں وہ آہیں کروں گا جو چنگاریوں کی طرح ہوں گی۔ کہ ان سے "کوہ ابوقبیس" اس طرح جل اٹھے گا۔ جس طرح چقماق کے شرارے سے سوختہ۔

(۶۷) از دست آنکہ داور فریادرس نماند ❊ فریاد در مقام مصلا برآورم

دست کے معنے یہاں سبب کے ہیں، داور فریادرس سے یا تو بادشاہِ عادل مطلوب ہے یا آنحضرتؐ مراد ہیں۔

مقام مصلا۔ مقام ابراہیم آپکے نام سے ایک مصلّیٰ ہے وہاں دو رکعت نماز ادا کی جاتی ہے ❊

حکیم کہتا ہے کہ میں مقام ابراہیم ؑ میں بھی فریاد کروں گا۔ کہ ہائے آنحضرت جو ایک داور فریادرس تھے۔ وہ نہ رہے۔ اس بنا پر دنیا میں کیا کیا مظالم ہو رہے ہیں امت تباہ ہو رہی ہے ❊

چنانچہ میں بھی حج سے روکا جاتا ہوں۔

یا اس بنا پر فریاد کروں گا۔ کہ کوئی حاکم ایسا نہیں رہا۔ جو مظلوموں کی داد رسی کرے۔

(۶۸) زمزم فشانم از مژہ در زیر ناوداں ❊ طوفان خون ز صخرۂ صما برآورم

زمزم فشاندن کنایہ بہت رونے سے ہے ❊

ناوداں - خانۂ کعبہ کی چھت کا پرنالہ مقصود ہے جسے میزاب رحمت کہتے ہیں۔

صخرۂ صما - کہا جاتا ہے کہ بیت المقدس میں ایک بڑا اور سخت پتھر تھا جو ہوا پر معلق رہتا تھا۔ ایک مرتبہ اس کے خوف سے ایک عورت کا وضع حمل ہو گیا۔ لہٰذا آڑ کے لئے ایک دیوار کھینچی گئی مگر وہاں تک پہنچی نہیں **قابل نامی** نے اس موقعہ پر "صخرہ صما" سے حجر اسود یا دل سخت مراد لی ہے۔

حکیم کہتا ہے۔ میں کعبہ کے پرنالہ کے نیچے کھڑا ہو کر اس قدر روؤں گا کہ سخت سے سخت پتھر بھی میری اس گریہ وزاری پر خون کے آنسو نکالے گا۔ بلکہ اس سے طوفان خون پیدا ہو جائے گا۔

(۶۹) **دریای سینہ موج زند از آب آتشین ؛ تا پیش کعبہ لولوے لالا برآورم**

آب آتشیں سے کنایہ گرم گرم آنسو ہیں۔

لولوے لالا - روشن موتی۔ یعنی اشک۔

میرے سینہ کا سمندر گرم گرم پانی کی لہریں مار رہا ہے۔ یعنی میرے سینے سے گرم گرم آنسو اُمڈے ہی چلے آرہے ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ کعبہ کے سامنے روشن موتی پیش کروں۔

(۷۰) * یہ شعر اس مقام پر بے محل ہے

از رشتہ اگر طلبد نفس یا حزن ؛ سر رشتہ من از سگ سقیا برآورم

رشتہ - تار ابریشم۔ سلک مروارید۔ دبافتہ ابریشمی ایک حلوا بھی ہے۔

قابل نامی سے اختلاف

قابل نامی نے یہاں حلوے کے معنی میں اس لفظ کو لیا ہے۔ مگر اوپر والے معنی کے مقابلہ میں اچھا نہیں۔

یا حزن - ای افسوس۔ اس مقام پر یافہ زن کا نسخہ بھی ہے۔ بمعنی بیہودہ گو۔

سر رشتہ - معاملہ۔

سگ سقیا - بغداد میں ایک شخص کا نام سقیا تھا۔ جب اسکا مر گیا تو اُس نے اُسے زرمفت کا کفن دیا۔ اور خوب زر و جواہر پہنائے اور دفن کر دیا۔ لوگوں نے اس آرائش

کا سبب پوچھا۔ ستقیا نے کہا کہ یہ دنیوی آرائشیں اسی قابل ہیں کہ کتے کے لئے صرف کیجائیں۔
حکیم کہتا ہے کہ اگر یہ میرا ہمیوہ گونفس سلک مروارید و ریشمی لباس وغیرہ کی خواہش کرے گا تو میں اس کے سامنے سگِ ستقیا والا معاملہ پیش کروں گا۔ یعنی اگر کہیں اس نفس نے لذات دنیا کی خواہش کی تو میں اسکو کشتہ کرکے زربفت وغیرہ کا کفن دوں گا۔ اور تمام زر و جواہرات کے ساتھ اس کو جسم کے قبرستان میں دفن کردوں گا ؛

اس شرح کے محترم ناظرین کی توجہ میں اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ شعر کسی طرح بھی اس جگہ سے تعلق نہیں رکھتا ہے اور اس بے ربطی پر کسی شارح کی نظر نہیں گئی۔
بہرحال اس شعر کو

چوں طبع من فسردنی عیش آرزو کند　　من قصہ خلیفہ و سقا بر آورم

کے نیچے لکھ لینا چاہتے وہیں سے اس کا ربط ہے ؛

بر آستان کعبہ مصفا کنم ضمیر ؛ زو نعت مصطفائی مزکا بر آورم

نعت ۔ مدح نبوی　　**مزکا** ۔ پاک کردہ شدہ۔

الحاصل میں آستانِ کعبہ پر رو رو کر صفائے قلب حاصل کروں گا۔ اور اس سے اپنے پاک و برگزیدہ پیغمبرؐ کی تعریف کروں گا۔

دیباچہ سراچہ کل خواجہ رسل ؛ کز خدمتش مراد مہنا بر آورم

دیباچہ ۔ مصغر دیبا ہے۔ جو ایک ریشمی کپڑا ہے سلاطین اس کی قبا پہنتے ہیں بمناسبت آرائش کتاب کے خطبہ کو کہتے ہیں۔ بعض کے نزدیک دیباچہ بجیم عربی ہے بمعنی روی و رخسارہ۔ خطبہ کتاب بمنزلہ روی و رخسارہ ہوتا ہے اس لئے اسکو دیباچہ کہا گیا۔

سراچہ کل ۔ سراچہ تصغیر سرا ہے یہاں سراچہ کل سے تمام عالم اور کل موجودات مطلوب ہے

رسل ۔ رسول کی جمع۔

مہنا ۔ گوارا۔

حکیم کہتا ہے کون مصطفےٰ ؟ جو باعتبار (اول ماخلق اللہ نوری)

تمامی عالم وکل موجودات کے دیباچہ اور تمام رسولوں کے سردار ہیں۔ میں انکی خدمت (نعت) سے اپنی مرغوب مرادیں (مراتب اخروی) برلاؤں گا۔

(۷۳) سلطان شرع خادم و لالا و بلال ؓ ۔ من سر بپا پوئی لالا برآورم

سلطان شرع خادم۔ شرع خادم صفت ہے۔ سلطان موصوف۔ یعنی ایسے سلطان کہ شریعت الٰہی کے خادم ہیں۔ خادم کے بعد واؤ ہونا چاہیئے۔ دونوں بزرگوں نے سلطان شرع پڑھا ہے

اور خادم کو موصوف اور لالا کو صفت ٹھہرایا ہے لالا غلام۔ اور ایسا خدمتگار جو غلام ہی ہو۔ بلالؓ مشہور موذن ہیں۔ صحابی ہیں۔ حبش کے رہنے والے تھے۔ اور آپ کے جان نثار۔ لالا سے مراد حضرت بلال ہیں۔

حکیم کہتا ہے کہ ہیں تو آپ سلطان۔ مگر الٰہی شریعت کے خادم ہیں۔ اور آپ کے جان نثار غلام حضرت بلال ہیں میرا یہ مرتبہ کہاں کہ حضور کے پائے مبارک کا بوسہ لوں۔ لہٰذا میں آپ کے غلام حضرت بلال کے قدموں کا بوسہ لوں گا۔

اور دوسری صورت میں یہ معنی ہوئے کہ آپ بادشاہِ شریعتِ الٰہی ہیں۔ اور آپ کے خدمت گار غلام حضرت بلال ہیں۔ میں اُنھیں کے قدموں کو چوموں گا۔

(۷۴) درگاہ صنا معراج نہ زمان ۔ معراج دل بخبت ماوی برآورم

صاحب معراج:۔ محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ آپ کو ۲۷ رجب میں معراج ہوئی۔ رات کا وقت تھا۔ خداوند عالم نے جبرئیل کے ہاتھوں براق بھیجا۔ آپ اس پر سوار ہوئے۔ بیت المقدس۔ آسمان بہشت دوزخ کی سیر کرتے ہوئے اور انبیائے سلف وفرشتوں سے ملتے ہوئے مقرب بارگاہ ایزدی ہوئے۔

فاستوٰی وھو بالافق الاعلےٰ ثم دنیٰ فتدلّیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ

(ترجمہ) پھر وہ قائم ہوا جس حال میں کہ وہ اونچے سے اونچے افق کے قریب تھا۔ پھر وہ اور قریب ہوا پھر معلق ہوگیا یا ملگیا پھر دو کمان کا فاصلہ رہ گیا یا کچھ کم

جنت ماویٰ - پانچویں بہشت کا نام ہے۔ بہشت آٹھ ہیں۔ خلد۔ دار السلام۔ دار القرار۔ جنت عدن۔ جنت الماوے جنت النعیم۔ علیین۔ فردوس۔

حکیم کہتا ہے کہ صاحب معراج کی وہ بارگاہ ہے جہاں ہر وقت میرے دل کو معراج ہوگی کہاں ہوگی جنت الماویٰ میں۔ یعنی آنحضرت کی بارگاہ کی حاضری سے مجھے وہ شرف حاصل ہوگا جس سے میری روح ہر وقت جنت میں رہے گی۔ اور یا یہ کہ یہی بارگاہ جنت الماوی ہے۔ یعنی مزار نبوی میں میری حاضری ایسے ہے کہ جیسے میں جنت الماویٰ میں پہونچ گیا۔ اور وہاں مجھے معراج ہوئی ؛

(۷۵) **باقرب قاب قوسین بر خاک درگہش آوانِ دنی فتدلّی برآورم**

(دو کمانوں کا فاصلہ ۱۲ قرب ادنیٰ ۱۲ پورا ہو گیا ۱۲)

قاب قوسین - دنی - فتدلّی کے معنی اوپر کی آیت کے ترجمہ میں آگئے ہیں حکیم کہتا ہے۔ میں آپکی درگاہ کی خاک کے قرب کے باوجود "دنی فتدلّی" کی آواز نکالوں گا۔

مقصد یہ ہے کہ جس طرح آنحضرت کو معراج حاصل ہوئی اور آپ میں۔ اور خداوند عالم میں دو کمانوں کا فاصلہ رہ گیا تھا۔ اسی طرح میں تقرب رسول مقبول حاصل کروں گا۔ اور باوجود دو کمانوں کے فاصلہ کے میں آواز دنی فتدلی نکالوں گا۔

(۷۶) **گر مدحتش بخاک سراندیپ اڈاکنم ❁ کوثر ز خاک آدم و حوّا برآورم**

خاک - ملک

سراندیپ - سیلون۔ لنکا۔ ہندوستان کے جنوب میں مشہور جزیرہ ہے۔ یہاں حضرت آدم و حضرت حوا کی قبر بتائی جاتی ہے۔ لوگ زیارت کو جاتے ہیں۔ چونکہ یہ مقام منطقہ حارہ میں واقع ہے اور خط استوا کے نیچے اسوجہ سے گرم ہے اور پانی کی قلت ہے۔

کوثر - بہشتی حوض ہے ؛

خاک آدم - قبر حضرت آدم ع

حکیم کہتا ہے آپ کی وہ ذات بابرکات ہے کہ اگر میں آپ کی مدح سیلون ایسے گرم

وخشک مقام میں جاکر کروں۔ تو اس کا یہ اثر ہوگا۔ کہ حضرت آدم وحوا کی قبر سے کوثر کا چشمہ جاری ہوجائے گا۔ یعنی وہ آدم اور وہ حوا۔ جو بہشت سے نکالے گئے اور جنت کے فراق میں برسوں روئے۔ یہاں تک کہ مرگئے۔ اور سیلون میں دفن ہوتے۔ حضورؐ کی نعت وہ لغت ہے کہ اگر ان دونوں کی قبر پر کی جائے تو اس کے اثر سے بہشت ہوجائے گی۔ اور صرف بہشت ہی نہیں۔ بلکہ چشمہ کوثر بھی وہاں موجود ہوگا۔

قابل نامی۔ نعتِ آں سرورِ چناں برکت دارد کہ ہر جائیکہ گفتہ شود دراں نزول رحمتِ آلٰہی مے شود۔ یا نعت گوئی من چناں مقبول ست کہ اگر من آں را بالقبر آدمؑ وحوا خوانم از قبر آنہا بصلۂ نعت برائے من حوض کوثر برانگیزد۔ یعنی آں ہم خوشنود گشتہ برائے من دعائے نجات آخرت وثواب رحمت وشفاعت کنند۔

قابل نامی کا مطلب شعر کے الفاظ سے بہت گیا ہے۔

جس عبارت پر میں نے خط کھینچ دیا ہے۔ اس کو ملاحظہ فرمائیے۔ شعر کے الفاظ سے کچھ بھی تعلق ہے!

(۷۷)

کی شد آں زماں کہ رسم بازحضرتش بہ آواز یا مغیث اغثنا برآورم

رسم بازحضرتش۔ ای بازبحضرتش رسم۔ یا بحضرتش بازرسم۔ میں پھر درگاہ میں پہونچوں۔

بمعنی دخل بزرگ بزرگی میرے نزدیک جو اچھا تہا وہ لکھدیا۔

یا مغیث اغثنا۔ ای فریادرس میری فریاد کو پہنچ۔

قابل نامی نے بار برائے مہملہ پڑہا ہے

قابل نامی سے اختلاف

دیکھئے! وہ وقت کب آئے گا کہ میں پہر آپکی درگاہ میں پہونچکر یہ آواز نکالوں۔ کہ اے فریادرس میری فریاد کو پہونچئے۔

(۷۸)

زاں غصہ ہا کہ دارم از آلودگان عصر غلغل دراں حظیرۂ علیا برآورم

غصہ۔ رنج۔ اندوہ گلوگیر۔

آلودگان عصر۔ یہ ہمارے زمانہ کے گنہ گار۔

جناب مولوی اور قابل نامی سے اختلاف

وہ لوگ جن سے خاقانی کو تکالیف پہنچی۔ قابل نامی اور جناب محشی فرماتے ہیں

"شاعروں سے مراد ہے" میری عقل حیران ہے کہ یہ ہر جگہ شعر۔ وشاعر سے کیوں مراد لیجاتی ہے

حظیرہ۔ قبر کے گرداگرد جو کٹہرا ہوتا ہے گنبد

مزار مقدس نبوی مطلوب ہے ؛

عُلیا۔ بالضم اعلیٰ کی تانیث ہے۔ ہر چیز بلند تر۔ غیاث ۱۲

حکیم کہتا ہے۔ ان آلودگان عصر سے جو جو مجھے تکالیف و رنج پہونچے ہیں انکی شکایت میں مَیں آپ کے مزار مقدس میں بہت شور مچاؤں گا۔ اور فریاد کروں گا کہ حضور میری دادرسی کیجئے اس لئے کہ ان لوگوں نے میرے ساتھہ بہت بُرا سلوک کیا ہے ؛ مجھے حج سے روکا گیا۔ مجھے قید کیا گیا۔ میرے اوپر تہمت لگائی گئی۔ جیل میں طرح طرح کے تکالیف پہونچائے گئے ؛

۷۹ **دارا و داور جہاں را من از جہاں ؛ فریاد پیش داور و دارا برآورم**

دارا۔ بادشاہ

داور۔ منصف۔

را۔ برائی اضافت۔ یا بمعنی برائے۔

جہاں سے مقصود۔ اہل جہاں۔

آپ ہی دنیا کے بادشاہ اور منصف ہیں۔ میں آپ ہی کے سامنے ان آلودگان عصر کے مظالم کی فریاد کروں گا۔

۸۰ **زاصحاب خویش چون سگ کہف اندرون رویم ؛ آہ از شکستگی سر و پا برآورم**

اصحاب سے مراد وہی آلودگان عصر ہیں کہ جنسے خاقانی کو تکالیف پہونچے ہیں۔

سگِ کہف۔ دقیانوس کے خوف سے جب اصحاب کہف بھاگے تو اُنکے ساتھہ کتا بھی ہولیا۔ جسکا نام قطمیر تھا۔ ان لوگوں نے یہ سمجھکر کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس سے ہمارا پتہ لگ جائے۔ اس کے ڈھیلے مارنے شروع کئے وہ زخمی ہوگیا اور زبان حال سے گویا ہوا کہ "ہم تو تمہاری محبت میں آرہے ہیں اور تم ہمارے ساتھہ یہ سلوک کر رہے ہو۔ آن لوگوں نے قطمیر کو اپنے ساتھہ لیلیا

حکیم کہتا ہے کہ مَیں اپنے ساتھیوں۔ ان دوستوں کی شکایت میں آپ کے حریم

مبارک میں آہ و فریاد کروں گا۔ کہ دیکھئے ان لوگوں نے بلا وجہ میرے ہاتھہ۔ پاؤں۔ اور سر کو زخمی کیا ہے۔ یعنی میں تو ان کے ساتھہ وفاداری و محبت سے پیش آتا تھا جس طرح قطمیر اصحاب کہف کے ساتھ۔ مگر انھوں نے حسد و بغض و کینہ کی وجہ سے مجھے طرح طرح کی مصائب و تکالیف پہونچائے۔ کبھی قید کیا۔ کبھی گرفتار بلا۔ اور کبھی کچھہ۔

(۸۱) دندانم از لبنگ غرامت شکستہ اند ؛ وقت ثنائی خواجہ ثنایا برآورم

سنگ غرامت ۔ غرامت کے معنی عذاب۔ پشیمانی کے ہیں۔ "سنگ غرامت" میں اضافت بادنی ملابست ہے یعنی وہ پتھر جو عذاب کی وجہ سے اٹھایا گیا ہو۔

ثنایا ۔ اگلے چار دانتوں کو کہتے ہیں

"دو نیچے کے۔ دو اوپر کے۔

ثنایا برآوردن"

کے متعلق محشی نے لکھا ہے کہ دو گنے شعر کہوں گا۔ فاضل بلگرامی نے لکھا ہے کہ وہ ٹوٹے ہوئے دانت پھر نکالوں گا۔

حکیم کہتا ہے کہ اگرچہ ان میرے اصحاب نے میرے دانتوں کو عذاب کے پتھر سے توڑ ڈالا ہے۔ اور مجھے اس قابل نہیں رکھا کہ میں آپ کی مدح کر سکوں۔ مگر میں اسکی کچھہ پروا نہیں کروں گا۔ آپ کی مدح کے وقت میں ضرور مدح کروں گا۔ اور دوگنی کروں گا۔ اگرچہ میرا منہ اس قابل نہیں رہا ؛

(۸۲) سوگند خورد مادر طبعم کہ در ثناش ؛ از یک شکم دوگانہ چو جوزا برآورم

اور وجہ اس کی یہ ہے کہ میری مادر طبع تو قسم کھا بیٹھی ہے کہ آپ کی مدح میں ایک شکم سے جوزا کی طرح دو بچے تو ام جنے گی۔

مقصود حکیم کا یہ ہے کہ۔ ایک سال چونکہ مجھے حج و زیارت سے روک دیا گیا تھا اس وجہ سے میں قصیدہ نہ کہہ سکا۔ اس مرتبہ کی حاضری میں۔ میں دو قصیدے آپ کی مدح میں کہوں گا۔ اور ضرور کہوں گا۔ گو میں تکالیف کی وجہ سے اس قابل نہیں رہا۔ کہ ایک قصیدہ بھی کہہ سکوں ؛

۸۳ اسمائے طبع من بنکاح ثنائے اوست ؛ زاں فال سعد زاختر اسما برآورم

اسماء۔ مشہور معشوقہ ہے جسکا عاشق سعد تھا
اسمائے طبع میں اضافت تشبیہی ہے۔
فال سعد۔ فال نیک۔ سعد عاشق اسما تھا
یہاں ثنای آنحضرتؐ عاشق۔ معشوقہ طبعِ خاقانی ہے ؛
اختر اسما یعنی اختر طبع خاقانی۔

حکیم کہتا ہے کہ میری طبیعت کی معشوقہ تو آپ کی ثنا کے نکاح میں ہے یعنی میری طبیعت آپ کی مدح کی پابند ہے۔ اور کسی کی مدح سے اس کو علاقہ ہی نہیں۔ اس بنا پر میں اسی اسمائے طبع کے طالع سے فال سعد و نیک نکالتا ہوں۔ یہی باعث نجات ہوگی

(۸۴) امروز کز ثنات مرا ہست کوثرے ؛ رخت از گوِ ثری بہ ثریا برآورم

(۸۵) فردا من از شفاعت او کآن سرا ؛ در حضرت خدای تعالیٰ اورم

گو = غار۔ گڑھا۔
ثری = زمین نمناک۔
ثریا = پروین۔ اور وہ چھوٹے چھوٹے چند ستارے ایک دوسرے کے متصل ہیں اور چاند کی تیسری منزل ہے ؛
فردا = کل جو آئیگا۔ قیامت مراد ہوتی ہے
آں سرا = عالم آخرت۔
حضرت = نزدیکی۔ حضور۔ درگاہ

حکیم کہتا ہے۔ کہ آج کے دن تو آپکی مدح سے میرے لئے چشمہ کوثر موجود ہے یعنی میرا کلام آپکی نعت کی بدولت نہایت فصیح و شیریں ہے۔ اور اسی کلام کی بدولت میں نہایت بلند مرتبہ ہو جاؤں گا۔ گویا میں اپنا سامان غار سے نکال کر ثریا پر پہنچاؤں گا۔ اور کل قیامت میں آپ کی شفاعت سے عالم آخرت کے مقاصد خداوند عالم کی درگاہ سے پورے کرونگا

قصیدہ ختم ہوگیا

قصیدۂ دوم

صبحدم چوں کلہ بند آہ دود آسیائی من
چوں شفق در خوں نشیند چشم شب پیمائی من

(۱) ش

اس قصیدے کے چار شارح ہیں۔ جن کی شرحیں میرے پاس موجود ہیں۔

اس قصیدے کے چار شارح ہیں

اوّل جناب **محمد داؤد شادی آبادی**۔ آپ قصیدے میں سے چند ایسے اشعار کی شرح کرتے ہیں۔ جن کو اپنے نزدیک مشکل سمجھتے ہیں۔ باقی چھوڑ دیتے ہیں ؛ میں آپ کو **فاضل شارح** کے لقب سے ملقب کروں گا۔ اور جس شعر پر آپ کی شرح ہوگی۔ وہاں یہ علامت (ف ش) بنا دوں گا۔ اس سے ناظرین کو اندازہ ہو جائے گا کہ کس قدر اشعار کی ان بزرگ نے شرح کی ہے ؛

(۱) فاضل شارح

دوّم **جناب محشی**۔ آپ کہیں کہیں حلِ لغات کر دیتے ہیں اور کسی جگہ اپنے۔ اور کسی مقام پر دوسری شرحوں سے حاشیہ چڑھا دیتے ہیں ؛

(۲) جناب محشی

سوّم **جناب پروفیسر نامی**۔ آپ نے ایک انتخاب کے تین قصیدوں کی شرح کی ہے۔ اُن میں سے یہ دوسرا قصیدہ ہے۔ آپ نے اُردو میں معنی اور فارسی میں مطلب لکھا ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے قصیدے میں عرض کیا ہے ؛

(۳) جناب نامی

چہارم **جناب پروفیسر شاداں بلگرامی**۔ آپ نے چودہ قصیدوں کی شرح کی ہے۔ جو طبع ہو گئی ہے ؛

(۴) پروفیسر شاداں بلگرامی

شارحین کے نام بتانے کے بعد اب میں اصل مقصد کی طرف آتا ہوں یعنی قصیدے کی شرح شروع کرتا ہوں ؛

حکیم خاقانی نے یہ اشعار اس وقت کہے ہیں جس وقت کہ وہ قید خانہ میں تھا۔

وزن شعر

اس قصیدے کی بحر رمل مثمن محذوف یا مقصور ہے۔ اس کا وزن "فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلن" یا "فاعلات" دو بار ہے:

حل لغات

کلہ۔ بکسر اول و ثانی مشدد۔ اس مہین اور جالی دار پردے کو کہتے ہیں جو مچھروں مکھیوں کے لئے سہری کے گرد اگرد لگاتے ہیں۔ اسمیں دلہن کی بھی آرائش کیجاتی ہے۔ اور اس قبہ کو بھی کہتے ہیں جو بادشاہوں وغیرہ کی آمد میں بازاروں اور شاہی عمارت کے سامنے تیار کیا جاتا ہے اس کو رنگین کپڑے سے منڈھ دیتے ہیں۔ بتن اور زدن کے ساتھ استعمال کیا جاتا ہے؛

دود آسا۔ دھوئیں کی طرح۔ دود۔ دھواں۔ آسا۔ مانند۔ دود آسا صفت آہ ہے؛

در خون نشیند۔ خون آلود ہوتی ہے سرخ ہوتی ہے؛

چشم شب پیما۔ وہ آنکھ جو رات کی طے کرنیوالی ہو۔ یعنی رات بھر جاگی ہو۔

حکیم قید خانے میں ہے۔ صبح کا وقت ہے اپنی حالت کا فوٹو کھینچتا ہے۔ کہتا ہے۔ اس قید خانہ کی رات بھر کی تکلیف کی وجہ سے صبح کے وقت کہ میرے سینہ سے آہیں دھوئیں کی طرح نکلتی ہیں۔ (اُن کو کسی طرف جانے کا راستہ تو ملتا نہیں کیونکہ قید خانہ چاروں طرف سے بند ہے۔) تو اس عمارت میں چاروں طرف پھیل کر سہری کے پردے یا قبہ کی طرح ہو جاتی ہے۔ یعنی اے آرام سے چھپر کھٹ پر سونے والو! تمہارے لئے وہ جالی دار پردہ ہے۔ میرے لئے اس قید تنہائی میں ان آہوں کے دھوئیں کا پردہ ہے۔ اس کے بعد اب میری آنکھوں کی حالت سنو۔ رات بھر کے جاگنے۔ اور اشک خوں رونے کی وجہ سے۔ اسقدر آنکھوں میں سرخی ہے کہ یہ معلوم ہوتا ہے۔ جیسے شفق کی طرح خون میں ڈوبی ہوئی ہیں۔

یعنی انتہائے تکلیف میں ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وقت صبح میں آہیں کر رہا ہوں۔ اور خون کے آنسو رو رہا ہوں؛

(۲) مجلس غم ساختہ است و من چو بید سوختہ
ش
تا بمن راوق کند مژگان می پالای من
صاف کند ۱۲ موصوف ۱۲ صفت ۱۲ مضاف الیہ ۱۲

حل لغات
بید سوختہ۔ جلا ہوا بید۔ بید کا کوئلہ۔
ایران میں دستور ہے کہ مٹکے میں شراب بھر کر اس میں بید کا کوئلہ ڈالتے ہیں چند روز کے بعد شراب صاف اوپر آجاتی ہے اور گاد۔ تلچھٹ نیچے بیٹھ جاتی ہے۔
راوق۔ اس شراب کو راوق کہتے ہیں۔
راوق کردن۔ شراب کو صاف کرنا خواہ کپڑے سے صاف کیجائے یا کسی دوسری چیز سے
مژگان می پالا۔ ایسی پلکیں جو شراب کی صاف کرنے والی ہوں۔

معنی
حکیم کہتا ہے۔ کہ اے عیش و عشرت میں بسر کرنے والو! تمہارے یہاں محفل عشرت گرم ہوگی۔ اور نتھری ہوئی شراب کا دور چل رہا ہوگا۔ مگر یہاں بھی غم کی محفل آراستہ ہے۔ اور نتھری ہوئی شراب کا دور چل رہا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ میں اس قید تنہائی میں آتش غم سے جل کر بید کے کوئلے کی طرح ہو گیا ہوں۔ اور میری پلکیں کہ جن کے متعلق یہ کام ہے کہ وہ شراب صاف کریں۔ خونیں اشکوں کی شراب ان کوئلوں پر ٹپکا ٹپکا کر صاف کر رہی ہیں۔ دیکھو ہماری محفل غم میں یہ سرخ اور نتھری ہوئی شراب کام میں لائی جارہی ہے
مقصد یہ ہے۔ کہ اشک خونیں آنکھوں سے نکل کر میرے اوپر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں
فاضل بلگرامی۔ جلسۂ غم مہیا ہے۔ اور میں غم کے مارے مثل بید سوختہ ہوں تاکہ مجھ سے میری مژگان خون پالا غم کی شراب کو نتھار کر مجلس غم کے لئے شراب غم صاف اور نتھری ہوئی تیار کرے۔ حاصل یہ ہے کہ خون کے آنسو روتا ہوں۔

شراب غم صحیح نہیں
حاصل تو صحیح ہے۔ مگر شراب غم صحیح نہیں؟

(۳) رنگ بازیچہ ست کار گہ بید نارنج رنگ
مثل ۱۲
چند جو شم کز برونم نگذرد صفرای من

رنگ کے ۳۳ معنی اہل لغات نے ضبط کئے ہیں یہاں دونوں جگہ یہ معنی مثل و مانند ہیں ؛

گنبد نارنج رنگ ایسا گنبد جو نارنج کی طرح گول ہو۔ آسمان سے کنایہ ہے۔

صفرا۔ پت۔ تلخ۔ چار خلطوں میں سے ایک خلط ہے۔ چار خلطیں یہ ہیں۔

(۱) خون — اسکا مزاج گرم تر ہے
(۲) بلغم — سرد تر ہے
(۳) سودا — سرد و خشک
(۴) صفرا — گرم و خشک۔ اسکی رنگت زرد ہے گرم و خشک ہونیکی وجہ سے غضب و خشم کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔ اور یہاں یہی مطلوب ہے

حکیم کہتا ہے اس گنبد نارنج رنگ (آسمان) کے جتنے کام ہیں سب کے سب مثل بازیچۂ طفلاں ہیں۔ ان کو دیکھکر میں اندر ہی اندر کب تک جوش کھاتا رہوں اور یہ خیال کرتا رہوں کہ میرا اندرونی غضب باہر نہ نکل پڑے۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ اس ظالم آسمان کے کام بازیچہ کی طرح ہیں ان طفلانہ حرکات پر ہر شخص کو غصہ آجائے گا۔ چنانچہ مجھے بھی آتا ہے۔ مگر میں ابھی تک اپنے خشم کو گھونٹ گھونٹ کر رکھتا ہوں۔ لیکن میں ایسا کب تک کرتا رہوں گا ؛

قابل نامی کا مطلب الفاظ سے ہٹا ہوا ہے

قابل نامی۔ " مطلب۔ یہ کہ میں تو بہت ضابط ہوں۔ مگر آسمان اپنی چالاکیوں کی وجہ سے میرے غم کو میری حالت سے ظاہر کر دیتا ہے۔ (لفظ نارنج میں یہ لطف ہے کہ نارنگی صفرے کو باہر نکالتی ہے"۔

یہ تو صحیح ہے کہ نارنج قاطع صفرا ہے۔ مگر آسمان کہاں خاقانی کے غم کو باہر نکال رہا ہے ؛

(۴)

تیر باران سحر دارم سپر چوں نفگند
ایں کہن گرگی خشن بارانی از غوغای من

تیر باران سحر۔ آہ ہائے سحری سے کنایہ ہے

سپر افگندن۔ عاجز ہونا۔

کہن گرگ۔ اسی آسمان کو کہا ہے۔ اس لئے کہ یہ بڑا پرانا خونخوار ہے ؛

خشن بارانی۔ خشن بالکسر ثانی درشت بارانی۔ نمد یا سفر لاتی جامہ اور وہ لوئی

جو بارش میں پہنی جاتی ہے (برساتی) } خشن بارانی کہا ہے
ستاروں کی وجہ سے آسمان کو } غوغا شور۔ مجازاً احمد

حکیم کہتا ہے یہ صحیح ہے کہ یہ آسمان فی الواقع ایک گرگ باراں دیدہ۔ گرم و سرد زمانہ چشیدہ ہے۔ ساتھ ہی اس کے اپنی حفاظت کے لئے موٹی۔ کھردری۔ برساتی بھی پہنے ہوئے ہے۔ مگر میں بھی وہ کاری تیر آہِ سحری رکھتا ہوں کہ جس کی بارش سے اس کی برساتی تباہ ہو سکتی ہے۔ لہٰذا کوئی وجہ نہیں کہ میرے حملہ سے سپر ڈال دے اور عاجز نہ ہو جائے۔

این خم آہن گوں کہ چوں ریم آہنم پالودہ ساخت
شد سکاہن پوشش از دود دل درواہی من

خم آہن۔ بروزن کشادن۔ ایک قسم کا کالا یا نیلا پتھر ہوتا ہے کسی قدر سرخی مائل۔ اس کی دو قسمیں ہیں نر۔ مادہ۔ نر کو پانی میں گھسا جائے تو شنجرف کی طرح سرخ ہوتا ہے اور مادہ کو گھسنے سے ہڑتال کی طرح زرد رنگ حاصل ہوتا ہے بعض کہتے ہیں کہ ایک قسم کا لوہا ہے طبیعت ان دونوں کی سرد ہے۔ اگر اس کے ظرف میں شراب پی لی جائے تو مستی نہیں ہوتی۔ عربی میں حجر حدید کہتے ہیں۔

خم آہن گوں۔ آسمان نیلگوں سے کنایہ ہے۔

ریم لوہے کا میل۔ اور ریپ۔

پالودن۔ صاف کرنا۔ گداختہ کرنا۔ ذول کشوری لغت میں پالودہ سوختہ ہے۔ مگر اچھا "پالودہ ساخت" ہے

سکاہن۔ بکسر اول۔ ایک قسم کا سیاہ رنگ ہے اس کو سرکہ اور لوہے سے بناتے ہیں۔ کپڑا۔ اور چمڑا رنگا جاتا ہے۔ اس کا ترجمہ کسیس کیا جا سکتا ہے۔ یہ لفظ سرکہ اور آہن سے مرکب ہے کثرت استعمال سے (س) گر گئی۔

سکاہن پوشش۔ سیاہ لباس۔ یا سیاہ لباس والا۔

درواہی۔ سرگشتہ۔ حیران۔ معلق۔ سرنگون۔

حکیم کہتا ہے کہ اتنا تو اب بھی ہو گیا ہے کہ یہ نیلا آسمان (جس نے مجھے اس قید خانہ کی بھٹی میں آتش غم سے اس طرح گداختہ کیا ہے۔ جس طرح لوہار لوہے کو آگ کی بھٹی میں ڈالکر اس کی میل نکالا کرتے ہیں) میرے سرگشتہ دل کے دھوئیں (آہوں) سے سیاہ لباس والا ہو گیا ہے۔

تین شعر آسمان کے متعلق ہیں

مذکورۂ بالا تین شعر آسمان کے متعلق ہیں۔ اب پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہے۔ یہ میں نے اس وجہ سے ظاہر کیا ہے کہ بعض حضرات کو خاقانی کے قصائد میں ربط نہیں معلوم ہوتا ہے:

روی خاک آلود من۔ چوں کاہ۔ بر دیوار حبس

(۶)

از رخم گل کند اشک زمیں اندای من

معنی

اب پھر قیدی اپنی حالت کا فوٹو کھینچتا ہے۔ کہتا ہے۔ کہ یہاں قید خانہ میں تکیہ۔ نہ بچھونا میرا وہ رخسارہ جو قید خانہ کی تکالیف سے۔ مثل سوکھی۔ اور زرد گھانس کے ہو گیا ہے زمین پر پڑا رہتا ہے۔ یہ تو ادھر پڑا ہوا ہے۔ اور اُدھر میری آنکھوں سے آنسو کیا۔ بلکہ پانی جاری ہے۔ یہ پانی (اشک) مٹی اور میرے رخ کی سوکھی گھانس کو ملا کر گل تیار کرتا ہے۔ اور قید خانہ کی دیوار پر کرتا رہتا ہے:

مقصد حکیم کا یہ ہے۔ کہ میرا چہرہ کبھی تو زمین پر ہوتا ہے اور آنکھوں سے آنسو جاری ہوتے ہیں۔ اور کبھی یہ کیچڑ بھرا ہوا چہرا اٹھا کر قید خانہ کی دیوار پر رکھدیتا ہوں۔

مار دیدی در گیا پیچان۔ کنون در غار غم

(۷)

مار بین پیچین در ساق گیا آسای من

گیا۔ نبات۔ گھانس

غار غم۔ قید خانہ۔

مار۔ سانپ۔ دوسرے مصرعہ میں زنجیر سے استعارہ ہے۔ جو شاہی حکم سے خاقانی کے پاؤں میں ڈالی گئی تھی۔

گیا آسا۔ گھانس کی طرح۔ یعنی ایسی پنڈلی کہ جو قید خانے کے تکالیف سے گھل گھل کر مثل گھانس کے ہو گئی۔

ساق گیا آسا۔ ساق۔ پنڈلی

معنی بیچارہ قہدی کہتا ہے۔ تم نے یہ تو بارہا دیکھا ہوگا۔ کہ گھانس یا پودے پر سانپ پٹا ہوتا ہے۔ ایک ذرا قید خانہ میں آؤ تو میں تمہیں ایک اور تماشا دکھاؤں۔ میری ان لاغر پنڈلیوں میں دو سانپ لپٹے ہوتے ہیں۔ یعنی قید خانہ ہی کی تکالیف کیا کم تھی۔ اس پر طرہ یہ کہ میرے پاؤں میں زنجیریں الگ ڈالی گئی ہیں۔ کیا بتاؤں ان سے کیا تکلیف ہوتی ہے۔ گویا دو کالے ناگ ہیں کہ ہر وقت ڈس رہے ہیں۔

(۸) ش

اژدہا بین حلقہ گشتہ خفتہ زیر دامنم
زنجیر گنڈلی منڈلی مارے

زان نجنبم ترسم آگہ گردد اژدرہائے من
جاگ اٹھے اضافت بادنی ملابست

حل لغات **اژدہا۔ اژدرہا**۔ بڑا مہیب سانپ۔ اژدرہا کی (ہا) جمع کے لئے نہیں بلکہ جزو کلمہ ہے۔

اژدرہائے من میں اضافت بادنی ملابست ہے۔ چونکہ خاقانی کے پاؤں سے زنجیر کا تعلق ہو گیا ہے۔ اس ادنی ملابست کی وجہ سے "اژدرہائے من" کہا ہے۔

حلقہ گشتہ گنڈلی منڈلی مارے

معنی اور یہ اژدہا میرے دامن کے نیچے گنڈلی منڈلی مارے پڑا سو رہا ہے اور میں اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ موذی جاگ اٹھے اور ڈس لے۔ میں اپنے پاؤں کو ذرا بھی جنبش نہیں دیتا۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میرے پاؤں میں اس قدر موٹی اور بھاری زنجیریں ڈالی گئی ہیں کہ جن کے وزن سے میں اپنے پاؤں کو ذرا بھی نہیں ہلا سکتا۔

قابل نامی کے معنی **قابل نامی**۔ مطلب یہ کہ میں اس قدر مجروح و ناتوان ہو گیا ہوں کہ اب زنجیر

مجھکو ہلنے جلنے میں بھی تکلیف دیتی ہے۔ اور نیز یہ بھی خوف ہے کہ اگر میں قید سے بھاگا۔ تو بادشاہ مجھپر اور ظلم و ستم کرے گا،

خط کشیدہ عبارت کو شعر سے کوئی علاقہ نہیں۔

تا نترسند این دو طفل ہندو اندر مہد چشم

(۹) زیر دامن پوشم از در ہائی جان فرسای من

دو طفل ہندو۔ ہر دو مردمک سیاہ دونوں آنکھ کی سیاہ پتلیاں۔ چونکہ پتلی سیاہ ہوتی ہے اس وجہ سے انکو ہندو کہا۔

مہد چشم میں اضافت تشبیہی ہے پتلیاں آنکھ میں پہرتی رہتی ہیں اسوجہ سے چشم کو گہوارہ کہا ہے

اثر در ہائے جانفرسائے من

اثر در ہا موصوف ہے۔ اسکی صفت جانفرسا ہے یہ صفت موصوف مل کر۔ مضاف ہے۔ اور "من" اس کا مضاف الیہ۔ اندریں صورت من بمعنی خود ہے یعنی "اثر در ہائے خود" اور پوشم کا مفعول ہے یعنی "اثر در ہائے خود را زیر دامن پوشم" اور اثر در ہا خود میں اضافت بادنی ملابست ہے

قیدی کہتا ہے۔ میں کیا بتاؤں۔ میں کس مصیبت میں ہوں۔ آنکھوں کے گہوارے میں بیچارے دو چھوٹے چھوٹے ہندو لڑکے موجود ہیں۔ اس خوف سے کہ کہیں ایسا نہ ہو یہ ڈر جائیں۔ میں اپنے اثر دھوں کو دامن کے نیچے چھپائے رکھتا ہوں۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میرے پاؤں میں اس قدر موٹی اور بھاری زنجیریں ڈالی گئی ہیں۔ کہ ان کی طرف دیکھا نہیں جاتا۔ اب تو دیکھنے سے ہول آتا ہے،

دست آہنگر مرا در مار ضحاک کشید

(۱۰) گنج افریدوں چہ سود اندر دل دانای من

آہنگر۔ لوہار۔

مار ضحاک۔ ضحاک کے معنی بہت ہنسنے والا۔ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کے ماں باپ عربی النسل تھے۔ اسوجہ سے اسکا نام "ضحاک" رکھا گیا۔

کیونکہ تولد کے وقت اس کے اگلے دو دانت موجود تھے بعض کہتے ہیں۔ دھ آک کا معرب ہے۔ دہ۔ دس۔ آک۔ عیب چونکہ اس میں دس عیب تھے اس وجہ سے اس کا یہ نام رکھا گیا۔ بہر حال اس کے شانوں پر دو زخم تھے۔ جن کا علاج یہ تجویز کیا گیا کہ دو آدمیوں کا بھیجا روزانہ ملا جائے۔

اُن زخموں کو "مار ضحاک" کہتے ہیں۔ کاوہ نامی ایک لوہار نے فریدوں سے ملکر اس کو گرفتار کرایا۔

یہاں "مار ضحاک" سے مراد قید خانہ کی زنجیر ہے جو شاہی حکم سے خاقانی کے پاؤں میں ڈالی گئی۔ **گنج افریدوں** سے علم و فضل مراد ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ لوہار نے یہ زنجیر میرے پاؤں میں نہیں ڈالی۔ بلکہ اُس نے مجھے "مار ضحاک" کی طرف پہونچا دیا ہے۔ یعنی ان بھاری خاردار زنجیروں سے میرے پاؤں میں زخم پڑ گئے ہیں۔ اور یہ مار ہر وقت مجھے کھائے جاتے ہیں۔ اب اگر یہ بھی فرض کر لو کہ میرے دل میں افریدوں کا خزانہ بھرا پڑا ہے یعنی بہت کچھ علم و فضل موجود ہے تو یہ ان مار ضحاک کے دفع کرنے کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے؟

مقصد یہ ہے کہ اس تکلیف کے رفع کرنے کے لئے نہ علم کام دیتا ہے۔ نہ فضل۔

شعر کا مطلب ختم کرنے کے بعد جو میں نے دوبارہ غور کیا تو معلوم ہوا کہ میں خاقانی کے اصل مقصد پر نہیں پہنچا۔

دوسرے معنی

حکیم کا مطلب یہ ہے۔ کہ واقعہ تو یوں ہوا کہ کاوہ آہنگر درفش کاویانی لیکر فریدوں کے پاس پہنچا تھا۔ اور اس کی دلالت ضحاک کی طرف کر کے فریدوں کے ہاتھوں اس کا قلع قمع کرایا تھا۔ مگر یہاں معاملہ برعکس ہے۔ آہنگر کے ہاتھوں نے مجھے مار ضحاک کی طرف پہنچایا ہے۔ اس صورت میں اگر میرے دل دانا میں گنج افریدوں موجود بھی ہو تو اس سے کیا ہو سکتا ہے اور وہ کس طرح مار ضحاک پر قابو پا سکتا ہے۔ یہ افریدوں تو اسوقت غالب آ سکتا تھا۔ جب کہ آہنگر اس کی رہنمائی کرتا۔

فاضل بلگرامی کے مختصر معنی

فاضل بلگرامی۔ لوہار نے تو مجھے زنجیریں پہنا دی ہیں پس اگر میرے دل میں خزانہ علم و ہنر ہے تو اُس سے کیا فائدہ؟

آپ کے اس مختصر سے طالب علم کیا فائدہ اٹھا سکتا ہے؛

آتشین آب از جوی خونین برانم تا بہ کعب

سرخ و گرم آنسو ۱۲ — چشم سرخ ۱۲ — شتالنگ ۱۲

کاسیا سنگی ست بر پای زمین پیمای من

سنگ آسیا ۱۲ — موصوف ۱۲ — صفت ۱۲ — مضاف الیہ پا ۱۲

آتشین آب ۔ سرخ اور گرم گرم آنسو۔

جوے خونیں ۔ سرخ آنکھوں سے کنایہ ہے۔ خونیں اس وجہ سے کہ رات رات بھر جاگنے سے ان میں سرخی آگئی ۔ اور باقی خون کے آنسو تو انہیں نہر سے جاری ہی ہیں۔

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں؛

"جوے خونیں۔ گریہ خونیں ۔"

آپ کے پاس فاضل شارح کی شرح موجود ہے اور وہ "کنایہ از چشم" لکھ رہا ہے مگر آپ صحیح کو بھی غلط کر دیتے ہیں۔ ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔

کعب ۔ شتالنگ۔

کہ علت کا ہے

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں اپنی آنکھوں سے اشک خونیں بہا رہا ہوں۔ شاید تم نے اسکو بیکار خیال کیا ہوگا۔ ایسا نہیں۔ میں اس نہر سے گرم پانی اس وجہ سے جاری کر رہا ہوں کہ میرے پیروں پر (جو آزادی کے وقت زمین پیمائی کیا کرتے تھے) چکی کا بھاری پتھر ہے اس کو وہ جنبش دے دیگا اور چکی گردش میں آجائے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ میرے پاؤں میں صرف زنجیر ہی نہیں ہے بلکہ اس میں بھاری پتھر بھی ہے

آسیا سنگ ۔ ترکیب مقلوب سنگ آسیا آسیا ۔ اس چکی کو کہتے ہیں۔ جو پانی کی طاقت سے چلتی ہے ۔ یہ لفظ دراصل (آس ۔ آب) تھا یہ چکی کسی نہر یا دریا کے کنارے قائم کیجاتی ہے پانی حکمت سے گرایا جاتا ہے اسکی طاقت سے چلتی ہے ہاتھ سے چلنے والی کو "دست آس" اور گدھے سے چلنے والی کو "خر آس" کہتے ہیں؛

سنگ آسیا ۔ خاقانی نے اس پتھر کو ٹھہرایا ہے جو قید خانہ والی زنجیر میں ہوتا ہے اسکو فارسی میں "زولانہ" اور "زاولانہ" بھی کہتے ہیں ۔ یہ بھاری پتھر اس وجہ سے ہوتا ہے تاکہ مجرم اپنی جگہ سے جنبش نہ کر سکے؛

(۱۱) ش

(۱۲) ش

جیب من بر صدرہ خارا عنابی شد از اشک
کوہ خارا زیر عطف دامن خارائی من

مراد سنگ آسیا ۱۲

جیب ۔ گریبان ۔ پیرہن ۔ کیسہ بر گریبان کیسہ زیر دامن ۔

صدرہ ۔ بالضم سینہ پوش ۔ چھوٹا کرتا پیراہن نیم تنہ

خارا ۔ ریشمی کپڑا ہے ۔ سادہ اور مخطط ہوتا ہے ۔ مخطط کو عنابی کہتے ہیں ۔ کہا جاتا ہے کہ عناب ایک شخص کا نام تھا ۔ یہ کپڑا اسی سے منسوب ہے ۔

عنابی ۔ وہی مخطط ریشمی کپڑا ۔ اور وہ رنگ جو عناب کا سا ہو ۔

کوہ خارا ۔ اسی سنگ آسیا کو کہا ہے ۔ جو اوپر مذکور ہے ۔

عطف دامن ۔ سجاف دامن ۔

حکیم کہتا ہے ۔ یہ تماشا دیکھو کہ میں جو سادہ ریشمی کرتا پہنے ہوں ۔ اشک خوں ٹپکنے کی وجہ سے اس کا گریبان سرخ دھاری والا عنابی کپڑا ہو گیا ۔ اور کیوں نہ ہو جاتا ذرا میرے کرتے کے دامن کے نیچے تو دیکھو ایک سخت پتھر کا پہاڑ موجود ہے ۔

خلاصہ یہ ہے کہ زنجیر میں وہ بھاری پتھر ہے جس کی تکلیف سے میں خون کے آنسو رو رہا ہوں اور وہ میرے گریبان پر گر رہے ہیں ۔

(۱۳)

چون کنار تمع بینی ساق من دندانہ دار
ساق من خائید گوئی بخت دندان خای من

موصوف ۱۲ طالع ناموافق

دندانہ دار ۔ دندانہ ایسی چیز جو دانتوں کے مشابہ ہو ۔ یہاں پنڈلی کو دندانہ دار اس وجہ سے کہا ہے کہ اس میں زنجیر کی رگڑ سے دندانہ پڑ گئے ہیں ۔

بخت دندان خا ۔ طالع ناموافق

دندان خا ۔ سگ گزیدہ وچیزے ناساز ۔ اور اسی لغت کے تحت میں خاقانی کے اس شعر کو سند میں لاتے ہیں ۔ اور میں عرض کرتا ہوں کہ اس مقام پر بخت بالضم ہے مشہور ظالم بادشاہ جس نے بیت المقدس

کو تباہ کیا تھا۔ اور دندان بمعنی ظالم اُسکی صفت ہے "بُخت دنداں خاے من" میرا ظالم بادشاہ

معنی

حکیم کہتا ہے۔ تم نے جلتی ہوئی شمع تو دیکھی ہوگی۔ اس کے کنارے پگھل کر دندانہ دار ہو جاتے ہیں ٹھیک اسی طرح میری پنڈلیوں کا گوشت اس بھاری اور خاردار زنجیر سے رگڑ کھا کر دندانہ دار ہوگیا ہے (ہاے تقدیر کا لکھا گویا اس ناموافق بخت نے میری پنڈلیوں کو چبا لیا ہے)

کہنا تو چاہیے تھا کہ زنجیروں نے پنڈلیوں کو چبا لیا ہے۔ مگر خاقانی نے اس فعل کو بخت کی طرف منسوب کیا ہے۔ چونکہ یہ زنجیریں بخت نامساعد کیوجہ سے پڑیں۔ لہذا اس فعل کو اس کی طرف منسوب کیا۔

یہ معنی عام شارحین نے کہے ہیں اور صاحب عجم نے بھی اسی مطلب کو تسلیم کیا ہے

میرے معنی

میں کہتا ہوں۔ کہ اس مقام پر "بُخت دنداں خا" اس مشہور ظالم بادشاہ کو تجویز کیا جائے جس کا ذکر میں نے حل لغات میں کیا ہے اور اُس سے مراد (شاہ شروان) لی جائے جس کے حکم سے خاقانی کے پاؤں میں زنجیریں ڈالی گئیں ہیں۔ شعر نمبر (۱۰) میں اسی شاہ شروان کو ضحاک کہہ چکا ہے اور اُس کی زنجیر کو "مار" لہذا اس اعتبار سے یہاں ظالم بادشاہ قرار دینا نہ صرف مناسب بلکہ نہایت ضروری ہے۔ اس لئے کہ اسی کا (مار) خاقانی کی پنڈلیاں

باریک بات ۱۲

چبا رہا ہے۔ اس "باریک بات" پر شارحین کی نظر نہ گئی۔ اس لئے اونھوں نے "بخت" بالفتح پڑھا۔ فتدبر۔

اس صورت میں معنی واضح ہیں۔ یعنی میری پنڈلیاں دندانہ دار ہوگئی ہیں۔ گویا کہ اس ظالم بادشاہ نے میری پنڈلیوں کو چبا لیا ہے۔ یعنی اس کی زنجیر نے۔

قابل نامی کے معنے

قابل نامی۔ میرے ظالم نصیبہ نے گویا میری پنڈلی چبا لی ہے۔ یعنی نصیب نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔

فاضل بلگرامی

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

"میرے نصیب مخالف نے میری پنڈلی چبا ڈالی ہے"۔

فاضل شارح نے اس شعر کے معنی نہیں لکھے۔

(۱۴)

قطب وارم بر سر یک نقطہ دارد چار میخ

ایں دو مریخ ذنب فعل زحل سیمای من

قطب اُن دو نقطوں میں سے ایک نقطہ ہے کہ ہر دو پہلوؤں پر ایک دوسرے کے مخالف میں مقرر کرتے ہیں۔ اگر کرہ کو حرکت دولابی دیجائے تو یہ دونوں نقطے اپنے مقام سے حرکت نہ کریں گے۔ اس کی زیادہ تفصیل علم ہیئت سے معلوم ہو سکتی ہے۔ بہرحال ان دونوں نقطوں پر دو ستارے ہیں۔ جن کو قطب شمالی۔ قطب جنوبی کہتے ہیں۔ ان کو مجازاً قطب کہتے ہیں ورنہ قطب وہی دو نقطے ہیں۔ جو مذکور ہوئے۔ شمالی قطب یہاں سے نظر آتا ہے۔ تم اس کے کسی جاننے والے سے شناخت کر سکتے ہو۔ وہ ہر وقت ایک ہی جگہ پر ہوتا ہے۔ قطب جنوبی یہاں سے دکھائی نہیں دیتا اور

قطب اُس لوہے کی کیلی کو کہتے ہیں۔ جو چکّی کے نیچے والے پاٹ میں نصب ہوتی ہے اس شعر میں دونوں معنی ملحوظ رکھو گے تو زیادہ لطف آئے گا۔

چار میخ۔ ایک قسم کی سزا ہے۔ جب کسی کو شکنجہ میں کستے ہیں تو اس کے ہاتھ پاؤں کو چار میخوں میں جکڑ بند کر دیتے ہیں۔

چار میخ دارد "دارد" کا فاعل پورا مصرعہ ہے۔

مریخ۔ مشہور سیارہ ہے۔ پانچویں آسمان پر ہے۔ اس کو "جلادِ فلک" کہتے ہیں۔ کیمیاگروں کی اصطلاح میں آہن و فولاد کو کہتے ہیں۔ دہکتے انگارے سے بھی کنایہ ہے۔

ذنب۔ نصفتین۔ دُم حیوان اور اس شکل کا نام ہے جو فلک جوزہر و مائل کے منطقہ کے تقاطع سے ایک بڑے سانپ کی سی صورت پیدا ہوتی ہے۔ اس کے ایک طرف کو راس۔ دوسرے جانب کو ذنب کہتے ہیں

زحل۔ فلک ہفتم پر سیارہ ہے جس کا رنگ سیاہ ہے۔ اور نحس اکبر ہے۔

دو مریخ ذنب فعل زحل سیما

دو مریخ موصوف ہے ذنب فعل اسکی صفت زحل آسیا صفت بعد صفت ہے۔ یہ موصوف صفت مل کر کنایہ ہے اس دو منحوس کالی لمبی زنجیروں سے جو خاقانی کے پاؤں کو کھائی

جاتی ہیں
دو مریخ - مضاف ہے - اور من مضاف الیہ
اس میں ادنی بہ ملابست اضافت ہے - چونکہ
ان زنجیروں کا تعلق اب خاقانی کے پاؤں

سے ہو گیا ہے اس وجہ سے
"دو زنجیر من"
کہا ہے -

مغنی

پیغمبر سخن کہتا ہے - جس طرح کہ ایک ہی نقطہ پر قطب کا قیام رہتا ہے " از جانی جنبد" اسی طرح اس قید خانہ میں میرا بھی ایک ہی نقطہ پر قیام ہے ذرا بھی ادھر اُدھر حرکت نہیں کر سکتا وجہ اس کی یہ ہے کہ ان دو منحوس کالی لمبی لوہے کی زنجیروں نے مجھے چومیخا کر کے ڈالدیا ہے حرکت کروں تو کس طرح کروں - یہ زنجیریں جلادی ہیں - مریخ ہیں - افعال میں ذنب - رنگ ونحوست میں زحل - اور چونکہ اوپر کہہ آیا ہے کہ سنگ آسیا موجود ہے اس لئے قطب یعنی چکی کی کیلی اس کے لئے نہایت مناسب ہے -

قطب - نقطہ - ذنب - مریخ - زحل - یہ سب اصطلاحات علم ہیئت وغیرہ ہیں - دیکھو پیغمبر سخن نے ان سے کہاں کام لیا ہے -

شعر کی شرح ختم کرنے کے بعد محترم ناظرین کی توجہ اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں - کہ اکثر شارحین اور نیز اہل لغات نے صرف اس قدر لکھ دیا ہے " دو مریخ کنایہ از زنجیر" اسی طرح ذنب فعل اور زحل سیما کو دیکھنے والے کے دل میں دغدغہ رہتا ہے کہ کیوں ؟ زنجیر کو " دو مریخ " کہا ؟ بے چارہ طالب علم صحیح مطلب پر نہیں پہونچتا ؛

مثلاً جناب شاداں بلگرامی کی شرح جس کے دیکھنے سے طالبعلموں کے ذہن میں سیکڑوں شبہے رہ جاتے ہیں - بلکہ اس سے مطلب بھی اخذ نہیں کر سکتے ؛

فرماتے ہیں - دو مریخ - کنایہ از زنجیر - ذنب - ہندی کیت - اسے منجم منحوس مانتے ہیں - اگر سیارہ سعد کے ساتھ ہو تو اس کی سعادت جاتی رہتی ہے یا کم ہو جاتی ہے (بھلا یہ بیان خاقانی کے شعر کے لئے کیا مفید ہو سکتا ہے - شاداں) زحل - کیوان نحس اکبر ہے - ذنب فعل - زحل سیما - زنجیر کی صفت ہے

فاضل بگرامی کا مطلب ۱۲

مطلب - میں خود قطب کی طرح ہوں - یہ دو منحوس زنجیریں قطب کی طرح مجھے ایک محل پر ساکن و قائم رکھتی ہیں۔

البتہ جناب پروفیسر نظامی نے اس شعر کی خوب شرح کی ہے۔ طول ہونے کیوجہ سے نہیں لکھتا۔

(تنبیہ)

تنبیہ

اگرچہ میں اوپر بتا آیا ہوں۔ مگر پھر تشریح کئے دیتا ہوں۔ مریخ۔ جلاد فلک ہے۔ اور مریخ لوہے اور فولاد کو بھی کہتے ہیں۔ اسوجہ سے زنجیر کو مریخ کہا۔ ذنب۔ سانپ ہے اور یہ دُستا ہے۔ اس وجہ سے زنجیر کو ذنب فعل کہا۔ کیونکہ یہ پاؤں کو کھاتے جاتی ہے۔ زحل سیما کہنے کی وجہ یہ ہے کہ زنجیر کی رنگت کالی ہے زحل بھی سیاہ ہے

تا کہ لرزاں ساق من بر آہنیں کرسی نشست

(۱۵)

می بلرزد ساق عرش از آہ صور آوای من

(۱۵)

مضاف الیہ ۱۲ — صفت ۱۲ — موصوف ۱۲ — زنجیر ۱۲ — تھر تھراتی پنڈلی ۱۲ — پایہ عرش ۱۲

(حل لغات)

آہنیں کرسی - جناب محشی نے بحر العجائب کے حوالے سے لکھا ہے کہ ترسا کی زنجیر جو خار دار ہوتی ہے بہرحال یہاں کنایہ اُسی زنجیر سے ہے۔ جس میں سنگ آسیا موجود ہے +

آہ صور آوا - ایسی آہ جو صور اسرافیل کی سی آواز رکھنے والی ہو۔ "آہ صور آوا" موصوف صفت ہے اور من کا مضاف۔

(معنی)

قیدی کہتا ہے کہ جس وقت سے یہ میری تھر تھراتی پنڈلیاں اس آہنیں کرسی پر قائم ہوئی ہیں۔ یعنی جب سے میرے پاؤں میں یہ بھاری لوہے کی زنجیریں ڈالی گئی ہیں۔ اُس وقت سے وہ دردناک آہیں کر رہا ہوں جس سے عرش الٰہی بھی لرز گیا ہے۔

بوسہ خواہم داد و یک پند پند آموز را

(۱۶)

لاجرم زیں پند چنبر وار شد بالائی من

(۱۶)

زنجیر ۱۲ — قد ۱۲

ویحک ۔ ویح۔ کلمۂ ترحم۔ مدح وتحسین وافسوس۔ اور تنبیہ وزجر ہے کاف خطاب کا ہے۔ در پردہ بادشاہ سے خطاب ہے

بند کے بہت سے معنی ہیں۔ قید زنجیر جو مجرموں کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہے۔ خیال۔ فکر

لاجرم ۔ ناگزیر۔ ضروری۔ لاحرف نافیہ ہے۔ جَرَم کے معنی علاج۔ گزیر اور چارہ کے ہیں۔

چنبر وار۔ حلقہ کی طرح

بالا۔ قد۔

معنی

اے بادشاہ! خدا تجھ پر رحم کرے۔ تو نے میرے پاؤں میں یہ بیڑیاں کیا ڈلوائیں گویا ایک ناصح بھیجدیا ہے۔ میں تو ان نصیحت آموز بیڑیوں کو چوموں گا اس لئے کہ انھیں وزنی زنجیروں کا فیضان ہے جس نے مجھ متکبر ومغرور کے قد کو جھکا کر حلقہ کی طرح کردیا ہے۔ سچ یہ ہے کہ اسی پند آموز نے مجھے عاجزی کا سبق پڑھایا ہے۔

(۱۷)

در سیہ کامی چو شب روی سپید آرام چو صبح
(نورانی چہرہ ۱۲)
بس سپید آید سیہ خانہ بشب ماوای من
(بہت منور ہو جائے گا ۱۲ قید خانہ ۱۲ رات ہیں ۱۲ مسکن ۱۲)

سیہ کامی ۔ بدبختی۔ نامرادی۔

روے سپید۔ روے روشن۔ سرخرو

سپید آید کے معنی فاضل شارح تحریر کرتے ہیں "شرم آتی ہے" میں عرض کرتا ہوں یہ معنی ہوں گے مگر یہاں اس معنی سے کوئی علاقہ نہیں۔

سپید آید کے معنی اس موقع پر یہ ہیں:۔ "منور ہو جائیگا"۔ "روشن ہو جائیگا" "فاضل بلگرامی" نے بھی ان بزرگ کی تقلید میں بمعنی خجالت "وشرم آید" لکھا ہے۔

سیہ خانہ قید خانہ۔

حل لغات

حکیم کے اس شعر پر ہر شارح نے بہت کچھ طبع آزمائی کی ہے۔ ایک مطلب شارح فاضل نے اور ایک مطلب محشی نے کسی شرح سے۔ اور دو مطلب پروفیسر نامی نے اور دو مطلب شاداں بلگرامی نے لکھے ہیں۔ اور سچ یہ ہے کہ ایک بھی صحیح نہیں؟

شارحین کی طبع آزمائی

اب اگر میں ہر ہر شارح کے مطالب لکھتا ہوں تو نہایت طول ہوا جاتا ہے۔ اور

اگر نہیں لکھتا ہوں تو ناظرین کو اشتیاق رہ جائیگا۔ کہ فلاں نے نہ معلوم کیا لکھا۔

بہرحال فاضل شارح اور جناب محشی کا مطلب لکھتا ہوں۔

فاضل شارح کا ب

اول الذکر فرماتے ہیں "اس نامرادی میں۔ جو مثل شب تاریک ہے۔ صبح کی طرح روئے سرخ و منور لاؤں۔ یعنی اگرچہ اس قید خانہ میں میری کوئی مراد بر نہیں آتی۔ پھر بھی دشمنوں کی خلاف میں خوش ہوں۔ مگر مجھے بہت ہی شرم آتی ہے کہ باوجود اس سرخ روئی اور علم و فضل کے ہر رات میرا مسکن سیہ خانہ ہے جو نہایت تاریک و موحش ہے۔ یعنی اس علم و فضل و بیگناہی پر قید خانہ میرے لئے مناسب نہیں"

جناب محشی۔ کسی شرح سے یہ معنی تحریر کرتے ہیں:۔

دوسری شرح کا مطلب

"اس سیہ کاری میں جو کنایہ قید سے ہے اور اس میں تاریکی مثل رات کے ہے "روئی سپید ظاہر کروں"۔ یعنی اپنی رہائی کی تدبیر کروں۔ اور وہ تدبیر مدح ممدوح ہے تاکہ اس کے بعد یہ سیاہ خانہ کہ جو رات میں میرا مسکن ہوتا ہے۔ سپید و روشن ہو جائے۔ یعنی اس زنداں سے رہائی پاجاؤں"

وجہ غلطی

ان دونوں بزرگواروں نے اوپر کے شعر کو ملحوظ نہیں رکھا اس وجہ سے اصل مقصد سے ہٹ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ایک نے (سپید) کے معنی شرم کے قرار دیئے۔ اور کہیں سے کہیں چلے گئے۔ اور دوسرے نے (روے سپید) سے رہائی مراد لیکر۔ یہ خیال قائم کیا۔ کہ مدح بادشاہ کریگا۔ حالانکہ دونوں میں سے ایک بھی نہیں۔

میرا مطلب

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میرا وہ قد جو اکثر تا پہر تا تھا اور خدا کی جناب میں بہت کم جھکتا تھا۔ خدا بھلا کرے ان بیڑیوں کا جس نے اسکو جھکا دیا۔

کوئی شخص ایسی حالت میں کہ سیہ کام ہو۔ سرخ رو نہیں ہو سکتا۔ مگر مجھے کیا اچھا موقعہ ملا ہے کہ میں اس قید خانہ میں (باوجود اس کے کہ ہر حیثیت سے سیہ کام ہوں۔ کیا باعتبار تاریکی اور کیا باعتبار نامرادی) روسپیدی و سرخروئی حاصل کروں گا۔ یعنی چونکہ وزنی بیڑیوں نے مجھے خوب حلقہ کی طرح جھکا کر عاجزی کا سبق پڑھا دیا ہے اور خوب مجھے تکلیف دے رکھی ہے اس لئے اب میری توجہ اس خدا کی طرف خاص ہو جائے گی۔

اور نہایت خضوع وخشوع سے اس غفور الرحیم کی جناب میں توبہ و عاجزی کروں گا جس سے مجھے روسپیدی (بجائے روسیاہی) حاصل ہو جائیگی۔ اور گناہوں سے پاک ومنزہ ہو جاؤنگا

علاوہ بریں اس کا نتیجہ یہ بھی نکلیگا کہ یہ سیہ خانہ کہ جو میرا مادیٔ وسکن ہے اور تاریکی میں رات کو بھی مات کئے دیتا ہے۔ دن تو دن رات میں بھی بہت ہی سپید۔ یعنی روشن ومنور ہو جائیگا۔

اب اگر آپ اجازت دیں تو جناب نامی اور جناب شادان بلگرامی کے بھی کم ازکم ایک ایک معنی لکھدوں مگر طول کی شکایت نہ کیجگا۔

قابل نامی کا مطلب ۱۲

قابل نامی مطلب یہ کہ دن بھر تو جیل کی مشقت میں رہتا ہوں۔ شام ہوتی ہے تو کال کوٹھری کی تاریکی اور اس کی تکلیف کے خوف سے اپنا فق ہوا چہرہ لیکر اس میں داخل ہوتا ہوں جس سے وہ سیہ خانہ سپید ہو جاتا ہے بس اور کسی قسم کی روشنی نہیں ؛

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی۔ اپنی سیاہ کاری میں جو تاریکی میں شب سیاہ کی طرح ہے میں اس میں اپنا چہرۂ سپید جو نیک اعمالی کیوجہ سے مثل صبح صادق ہے، لاتا ہوں اور زنداں بھی سپید اس روے منور سے ہو جاتا ہے۔ ہوں تو ایسا۔ مگر پھر بھی رات کو یہ زنداں میرا مسکن ہوتا ہے ؛

سپید آید، شرم آتی ہے۔ یعنی حالتِ مذکورہ کے ہوتے ہوئے مجھے بہت شرم آتی ہے کہ جیل خانہ میرا مسکن ہو۔

دونوں بزرگوں کے اوکھڑے پکھڑے مطلب کو خاقانی کے شعر سے ملایئے اور دیکھئے کہ یہ کہاں سے کہاں جا رہے ہیں۔

پشت بر دیوار زنداں دہی بر بام فلک
چوں فلک شد پر شگوفہ نرگس بینای من

(۶۸)

شگوفہ۔ کلی۔ شعراء عموماً شگوفہ کو سفید نظم کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو تفرشی نے پنبہ

حل لغات

شگوفہ کہا ہے۔ یہاں استعارہ قطرات اشک دانجم سے ہے ؛

نرگس بینا چشم سے مراد ہے۔ نول کشوری نسخہ میں نرگس یکتا

برشگوفہ" غلط لکھا ہوا ہے۔ تصحیح کر لیجئے ؛

قیدی کہتا ہے کہ۔ قید خانہ کی دیوار پر پیٹھ لگائے اور آسمان کی طرف منہ اُٹھائے رو رہا ہوں۔ تم آسمان پر ستارے دیکھتے ہو۔ ٹھیک اسی طرح میری آنکھوں میں قطرات اشک ہیں ؛

کس قدر صاف اور سہل شعر ہے مگر قابل نامی نے اس کے بھی معنی غلط لکھے۔

قابل نامی کے معنی بالکل غلط ہیں ۱۲

فرماتے ہیں۔ قید خانہ کی دیوار سے پیٹھ لگائے۔ آسمان کی چھت کو دیکھتا ہوں۔ (مگر بوجہ کثرت تاریکی دکھائی نہیں دیتی) اس لئے میری بے مثل آنکھیں آسمان کی طرح شگوفوں یعنی قطرات اشک سے بھری ہوئی ہیں۔

(۱۹)

محنت و من روئی در روئی آمد چوں جوز و مغز
فندق آسا بستہ روزن سقف محنت زای من

حل لغات

محنت ۔ رنج۔ غم۔ تکلیف۔
روئی در روئی آمدن ۔ مقابل آنا
جوز ۔ گوز کا معرب ہے۔ اخروٹ۔
فندق ۔ ایک میوہ ہے سُرخی مائل انگلی سے مشابہ ہوتا ہے

سقف محنت زا سقف موصوف ہے اور محنت زا اسکی صفت۔ ایسی چھت کہ جو رنج پیدا کرنے والی ہو "سقف من" میں اضافت ہا دنی ملابست ہے۔ محسنی نے آسمان سے بھی کنایہ لیا ہے۔

معنی

قیدی کہتا ہے۔ تم کیا میری حالت پوچھتے ہو۔ میں ہوں۔ اور رنج۔ میں ہوں اور تکلیف۔ ان دونوں کا ایسا مقابلہ ہے۔ جیسے جوز اور مغز یعنی جس طرح مغز کا احاطہ جوز کے اوپر چھلکا کئے ہوتا ہے۔ اسی طرح ہر طرف سے غم مجھے گھیرے ہوئے ہے۔ اور اُس پر طرہ یہ کہ کسی طرف اس رنج و غم کے نکلنے کی جگہ نہیں۔ یا یہ کہ میرے نکلنے کی جگہ نہیں اس لئے کہ اس قید خانہ کی تکلیف دہ چھت اس طرح بستہ روزن ہے جس طرح تم نے فندق کو دیکھا ہوگا کہ ہر طرف سے منہ بند ہوتا ہے ؛

سقف محنت زا" سے مراد آسمان لیکر بھی معنی کیے جا سکتے ہیں۔

غصہ ہر روز و یارب یارب ہر نیم شب
تا چہ خواہد کرد یارب یارب شبہائی من (۲۰)

معنی

یہ ہر روز کا اندوہ۔ یہ آدھی رات کی فریاد۔ یہ میری "یارب" "یارب" دیکھئے کیا نتیجہ دکھاتی ہیں۔

ہست چوں صبح آشکارا کین صبوحی چندرا
بیم روز رستخیزست از شب یلدائے من (۲۱)

حل لغت

صبوح۔ صبا اور بے کو پیش۔ صبح کا وقت صبح۔
شب یلدا۔ شب تاریک۔ وہ رات جو سب سے بڑی ہو۔ سال بھر میں ایک مرتبہ پوس کے مہینے میں ہوتی ہے۔
روز رستخیز یا صبح رستخیز۔ صبح قیامت

حکیم کہتا ہے کہ یہ امر تو اب روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان ہی چند دنوں میں میری ان سخت تاریک راتوں سے قیامت کا کھٹکا پیدا ہو گیا ہے۔ یعنی جب صورت حال یہ ہے کہ میں ان اندھیری راتوں میں یوں ہی بلک بلک کر روؤں گا اور یونہی یارب یارب کرتا رہوں گا۔ تو آپ سے آپ ایک نہ ایک دن قیامت قائم ہو جائے گی۔ یہ میری آہ و فریاد خالی نہیں جا سکتی۔

را بمعنی فی

یہ معنی اس صورت میں ہیں کہ جب (مرا) کو بہ معنی فی لیا جائے۔ یا بمعنی برائے

قابل نامی نے بہت اچھے معنی کیے ہیں

جناب قابل نامی نے (را مفعولی ٹھہرا کر ایک اور معنی کیے ہیں وہ بھی ہدیۂ ناظرین ہیں۔ فرماتے ہیں کہ "یہ امر روز روشن کی طرح واضح ہے کہ ان چند صبحوں کو (یعنی وہ چند دن جو مجھے قید میں کاٹنا باقی ہیں) میری شب یلدا سے کھٹکا پیدا ہو گیا ہے۔ کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم قید خانہ میں آئیں۔ اور ہمپر یہ قیامت نازل کر دے۔ مقصد یہ کہ کال کوٹھری میں لمبی رات ہی رات ہے۔ وہاں دن آتا ہی نہیں۔ اس خوف سے کہ کہیں یہ لمبی

رات ہم پر قیامت نازل نہ کردے۔

(۲۲) **منجنیق صد حصار ست آہ من غافل چرا ست**
شمع سان بی منجنیق از صدمت نکبائے من

حل لغات

منجنیق - کوپھن کی طرح ایک آلہ ہے کہ جس میں پتھر وغیرہ رکھکر دشمن یا دشمن کے قلعہ کی طرف پھینکتے ہیں۔ لغات والے بھی عجیب اوپچ کی بیتے ہیں کہتے ہیں "یہ لفظ (من چہ نیک) کا معرب ہے۔ یہ آلہ چونکہ قلعہ گیری کے لئے مفید ہے اس وجہ سے از روے تفاخر اس کا یہ نام ہوا" یہ تقریر ان لوگوں کی بالکل غلط ہے اس لفظ کی حقیقت "میخانیک" "میکانیک" ہے۔

حصار - قلعہ۔

شمع سان بے منجنیق - آسمان کو کہا ہے۔ یعنی یہ آسمان ایسا ہے کہ جس کے پاس منجنیق نہیں اور شمع کی طرح ہے

صدمہ - یک نوبت بہم دیگر کوفتن - آسیب رسانیدن۔

نکبا - ایسی ہوا جو تین طرف سے چلے۔ - جہاز وغیرہ کے لئے مضر ہے بعض کے نزدیک چوبائی ہوا۔ یہاں آہ مطلوب ہے

حکیم کہتا ہے کہ میری آہ - وہ آہ ہے کہ جو سیکڑوں قلعوں کو توڑنے والی ہے - پھر نہ معلوم یہ آسمان کہ جس کے پاس کوئی منجنیق بھی نہیں - میری آہ کے صدمے سے غافل کیوں ہے - میری یہ باد تند تو اس کو اس طرح بجھا دے گی - جیسا کہ ہوا شمع کو بجھا دیتی ہے ❊

(۲۳) **روزہ کردم نذر چوں مریم کہ ہم مریم صفات**
خاطر روح القدس پیوند - عیسیٰ زای من

حل لغات

روزہ کردم نذر - اس شعر میں تلمیح ہے - حضرت مریم کے شوہر نہ تھا - آپ روح القدس سے حاملہ ہوئیں - جب حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے تو عزیز و اقارب کو تعجب ہوا - اور آپ کے پاس آکر دریافت کیا - کہ تمہارا شوہر نہ تھا لڑکا کیونکر پیدا ہوا۔

حضرت مریم حیران کہ میں کیا جواب دوں۔ جبرئیل وحی لائے فقولی انی نذرت للرحمٰن صوما فلن اکلم الیوم انسیا۔ یعنی ای مریم تم اشارے سے کہدو کہ میں نے خدا کے لئے روزہ کی نذر کر لی ہے اس لئے میں آج کسی آدمی سے نہیں بولوں گی۔ تمہیں جو پوچھنا ہے اس بچے سے پوچھ لو۔ یہ تمہیں جواب دیدیگا۔ اس زمانہ میں روزہ کے شرائط میں خاموشی بھی داخل تھی۔

"روح القدس پیوند"

وہ ذات جو حضرت جبرئیل علیہ السلام سے پیوند رکھنے والی ہو۔ اسم فاعل ترکیبی ہے۔ یہ مرکب صفت خاطر ہے۔

عیسیٰ زا۔ عیسیٰ کی پیدا کرنے والی صفت بعد صفت ہے خاطر موصوف مضاف ہے اور من مضاف الیہ ہے۔ یعنی میری خاطر جو حضرت جبرئیل سے حمل رکھنے والی اور عیسیٰ کی پیدا کرنے والی ہے۔

فاضل شارح (شادی آبادی) فرماتے ہیں۔ کہ:۔

فاضل شارح کا مطلب

"میں نے قید خانے میں روزہ کی نیت کی ہے۔ اور خاموشی اختیار کی ہے اس لئے کہ میری خاطر مثل حضرت مریم باکرہ ہے۔ کبھی کسی شاعر کے کلام سے مس نہیں ہوئی۔ البتہ جبرئیل میرے دلمیں القا کرتے ہیں۔ میرا کلام مثل حضرت عیسیٰ مردوں کا زندہ کرنے والا ہے اور میری خاطر تہمت کے لوث سے منزہ ہے۔"

جناب محشی اور جناب نامی کے منے

اور **جناب محشی** نے یہ بھی لکھا ہے۔ جس طرح حضرت مریم نے اجابت دعا کے لئے روزے کی نذر مانی تھی۔ اسی طرح اجابت دعا کے لئے **خاقانی** نے نیت روزہ کی تھی۔

اور **قابل نامی** نے یہ تحریر فرمایا ہے کہ خاقانی نے نظم کی مقبولیت کے لئے روزہ رکھا تھا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ یہ سب کچھ نہیں۔ خاقانی کا مطلب یہ ہے کہ اس قید خانہ میں دن بھر کھانا ملتا ہے۔ نہ پانی۔ شام کو مٹھی بھر چنے۔ اور آب خورہ بھر پانی مل جاتا ہے پھر جو بھی حضرت مریم کی طرح تہمت لگائی گئی ہے اس کی بھی کچھ اصل نہیں ہے۔ ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے کہتا ہے کہ حضرت مریم پر زنا کی تہمت لگائی گئی۔ اور لوگ ان سے پوچھتے

آئے۔ کہ " لڑکا کیونکر پیدا ہوا ؟ " اُنھوں نے اشارے سے کہا۔ کہ " میں روزے سے ہوں کچھ جواب نہیں دے سکتی "

اسی طرح مجھ پر تہمت لگائی گئی ہے اور مجھے قید خانہ میں ڈالدیا گیا ہے۔ یہاں گویا میں نے روزے کی نیت کی ہے (کیوں کہ دانہ پانی تو دن بھر ملتا ہی نہیں ہے) اور ساتھ ہی اس کے خاموش بھی ہوں۔ بات کروں تو کس سے کروں۔ اس لئے کہ قید تنہائی ہے۔ شریعت محمدی میں خاموشی شرط روزہ نہیں۔ مگر مجھے یہاں یہ شرط بھی بجالانا پڑتی ہے۔ بہرحال یہ کیوں میں نے روزہ رکھا۔ یہ اسلئے کہ میری خاطر کہ جو روح القدس سے حاملہ اور عیسیٰ کی پیدا کرنے والی ہے۔ وہ مریم صفا ہے۔ یعنی جس طرح وہ تہمت سے منزہ نہیں اُسی طرح میں بھی منزہ ہوں۔

او تہمت لگانے والو! میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دوں گا خاموش رہوں گا۔ میرے کلام سے جواب لو۔ یہ تمھیں بتا دیگا میں اس قسم کے لغو حرکات کرسکتا ہوں۔ یا نہیں۔ یعنی میری قابلیت والا وہ حرکات کر نہیں سکتا جو تم اس کے ذمے لگا رہے ہو۔

یہ ہے اصل غرض خاقانی کی؟ شارحین نہ معلوم کہاں سے کہاں جاتے ہیں۔ کوئی شاعر لاتا ہے! کوئی اجابت دعا لکھتا ہے! کوئی مقبولیت نظم دکھاتا ہے؛

نیست برمن روز دربیماری دل زاں مرا
روز باطل می کند اشک موصوف دہاں آلائے من (۲۴)

بیماری دل سے یہاں مراد روحانی صدمات۔ اور تکالیف قید خانہ ہیں۔ **دہاں آلا** صفت اول۔ صفت اشک ہے۔ لیے آنسو جو منہ میں بھر جانیوالے ہیں؛

معنی میں جو اوپر بیان کر آیا ہوں اسی کی تائید میں کہتا ہے کہ۔

" رمضان کا مہینہ نہیں کہ روزے مجھ پر فرض ہوں۔ وہ تو دن بھر کھانا۔ پانی نہ ملنے کی وجہ سے گویا روزہ ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں روزے فرض بھی ہوں تو بیمار کے لئے نہیں۔ یہاں تو دل کی بیماری ہے۔ خدارا انصاف کرو کہ ان تکالیف میں کیں روزہ فرض ہوا کرتا ہے تو چونکہ روزہ مجھ پر فرض نہیں کھانا وغیرہ نہ ملنے سے روزہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے بیچارے اشک مجھ پر

رحم کھاکر میرے منہ میں آجاتے ہیں۔ اور اس روزے کو باطل کر دیتے ہیں۔

اس شعر کا مطلب کوئی شارح نہیں

اس شعر کے معنی کل شارحین نے غلط لکھے ہیں۔ وجہ غلطی ظاہر ہے کہ جب اوپر والے ہی شعر کے معنی ان سب سے غلط ہو گئے تو اس کے بعد والے میں غلطی ہو جانا لازمی تھی۔

قابل نامی ۔ بیماری دل۔ ہواؤ ہوس محبت دنیا۔ چونکہ اہل حقیقت کے نزدیک کسی دل کی بیماری میں روزہ کامل نہیں ہوتا۔ اور میرے دل کے اندر محبت دنیا۔ اور ہوا و ہوس کی بیماری موجود ہے۔ لہذا روزے کی تکمیل کے لئے بیماری دل کا دور کرنا مقدم شرط ہے:

بیماری دل کے اندر مجھپر روزہ لازم نہیں۔ اس لئے۔ کہ میرے آنسو میرے روزہ کو باطل کر دیتے ہیں"

فاضل بلگرامی کا مطلب اور اعتراض

فاضل بلگرامی نے اپنا مطلب لکھکر "قابل نامی" کے مطلب پر اعتراض کر دیا ہے "گو میں نے روزہ رکھ لیا ہے۔ مگر بوجہ بیماری دل مجھپر روزہ فرض نہیں۔ یہی تو وجہ ہے۔ کہ میرے آنسو میرے منہ میں جاکر میرے روزے کو باطل کر دیتے ہیں"

اعتراض۔ اگر بیان تجرد ہوتا تو بیماری دل سے پابندئ دنیا مراد لیتے۔

اشک چشم دردہاں افتد گہ افطار۔ زانکہ
جز باب گرم پستی نہ گذرد در نائے من (۲۵)

حلق۔ گلو

تو اس روزے (یعنی قیدخانہ میں۔ جو دن بھر کھانا۔ پانی نہیں ملتا ہے) کے افطار کے وقت میرے گرم گرم آنسو میرے منہ میں اس لئے آجاتے ہیں۔ کہ میرے حلق میں جو ستو پھنسے ہوئے ہیں ان کو حلق سے اوتار دیں۔ اس لئے کہ اس قسم کی پھنسی ہوئی چیز گرم پانی ہی سے حلق سے اترتی ہے۔

خدارا تم نہ اس روزے کو روزہ سمجھنا۔ نہ اس افطار کو افطار۔ نہ ان ستوؤں کو ستو۔ میں تم کو بتا آیا ہوں کہ خاقانی ہرگز روزے سے نہیں۔ اور پھر بتاتا ہوں کہ وہ روزے سے نہیں۔ قید خانہ میں چونکہ دن بھر کھانا پانی نہیں ملتا ہے اسکو وہ روزے سے تعبیر کر رہا ہے۔

اور چونکہ وہ رو رہا ہے اور آنسو منہ میں جا رہے ہیں۔ اس لئے وہ کہہ رہا ہے کہ یہ گرم آنسو میرا یہ روزہ باطل کر رہے ہیں۔ اب کہتا ہے کہ میرے گلے میں وقت افطار ستو پھنسے ہوئے ہیں۔ ستو استعارہ ہے اس گلوگیری سے جو بے اختیار رونے کے وقت عارض ہوتی ہے۔

باریک بات

غور کرو یہ باریک بات ہے۔

میں اوپر کہہ آیا اور پھر عرض کرتا ہوں کہ خاقانی کے ان اشعار پر کوئی شارح نہیں پہنچا۔ اور لطف یہ ہے کہ بعض شارحین اُلٹے خاقانی پر اعتراض فرماتے ہیں چنانچہ **فاضل بلگرامی** تحریر کرتے ہیں:۔

فاضل بلگرامی خاقانی پر اعتراض فرما رہے ہیں

"پہلے روزہ رکھنے کو کہا۔ پھر روزے سے انکار کیا۔ پھر روزہ کھولا۔ یہ خاقانی کی پریشاں بیانی نہیں تو اور کیا ہے؟"

میں نہایت ادب سے عرض کروں گا کہ ذرا اب تو تینوں شعروں کے مطلب پر غور فرمائیے۔ دیکھئے اس کی پریشاں بیانی ہے یا کیا؟

تینوں شعروں کو شارحین غلط سمجھے

قابل نامی۔ مطلب یہ کہ بیماری دل کے اندر میں نے روزہ رکھ لیا ہے۔ مگر اس بیماری کے باعث آنسوؤں کے گرم پانی کے سوا مجھ کو کوئی غذا نہیں ملتی۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ پہلے اس بیماری دل کا دور ہونا ضروری ہے۔

جناب **شاداں بلگرامی**۔ قابل نامی کے ان مطالب پر کیا رائے رکھتے ہیں۔ ان میں تو خدا لخواستہ پریشاں بیانی نہیں۔

بہرحال یہ تینوں شعر اس باب میں ہیں کہ قید خانے میں نہ کھانا ملتا ہے نہ پانی۔

پای من گوئی بدرد کجروی ماخوذ بود

(۲۶)

پای را ایں درد سر بود از سر سودائی من

جنون

شعر صاف ہے۔ حکیم کہتا ہے۔ گویا یہ میرے پاؤں کجروی کے درد سے ماخوذ تھے۔ یعنی میں نے اس قدر بد رفتاری کی جس کی وجہ سے میرے پاؤں میں درد پیدا ہو گیا۔ اور یہ میرے پاؤں کی تکلیف درحقیقت ان خام خیالیوں کی وجہ سے ہوئی جو میرے دماغ میں

پیدا ہوئیں۔

جناب محشی نے یہ تحریر کیا ہے کہ خاقانی رات کو سفر سے واپس آیا تو کہہ رہا تھا میرے پاؤں میں درد ہے۔ صبح کو بادشاہ نے بُلوا کر اس کو قید کر دیا۔ اس لئے کہ وہ باہر چلے جانے سے ناراض تھا۔ گویا یہ رات کی بات کی تعبیر ہے

زانکہ داغ آہنی آخر دوای دردہاست

(۲۷) شل

داغ آہنی - وہ داغ جو منسوب بہ آہن ہو ہو جاتا ہے

حسل لغات

آخر دوا - درد کی آخر دوا داغ دینا ہے۔ مثل مشہور ہے "آخر الدوا الکی" ہیں۔ اس عمل سے اس کا درد دفع یعنی آخری علاج داغنا ہے

حکیم کہتا ہے۔ یہ امر ملحوظ رکھتے ہوئے کہ درد کا آخری علاج یہ ہے کہ لوہے کو گرم کر کے داغا جائے میری گرم آہوں سے (جو میں اس قید خانہ میں نکال رہا ہوں) زنجیر کا لوہا خوب گرم ہو گیا ہے اور اس سے میں اپنے پاؤں کو داغ رہا ہوں۔ یعنی میری کج رفتاری اور بیجا مارے مارے پھرنے سے جو میرے پاؤں میں درد پیدا ہوا تھا۔ اس کا آخری علاج یہی ہے کہ میں اپنی آہوں سے لوہے کو گرم کروں۔ اور اپنے پاؤں کو داغوں۔ آہوں سے لوہے کا گرم ہونا ایک شاعرانہ ادعا ہے۔

نے کہ یک آہن۔ مرا ہم صد موکل بر سراست

کاف اضراب محذوف ہے ۱۲

(۲۸) ور نہ چرخستی مشبک زاہ سیہ پہلوسای من

یک آہن۔ آہن سے مطلوب وہی قید خانہ والی زنجیر ہے۔ اور آہن کے بعد کاف اضراب محذوف ہے۔ دونوں فاعلوں

نے آہن کی جگہ (آہ) پڑھا ہے اور یہ اچھا ہے

مراہم۔ اسمیں ہم اضافی ہے بر سر مضاف۔ اور ہیم مضاف الیہ ای بر سرم

علل لغات

آہ کا ذکر اچھا نہیں

موکل - جس کے سپرد کوئی کام کیا جائے
یہاں قید خانہ کے سنتری مراد ہیں۔
مشبک - ایسی شے جس میں
سوراخ ہوں۔ جیسے جالی

آہ پہلوسا - ایسی آہ جو بوجہ
ضبط پہلوؤں کو گھسے ڈالتی ہو۔
"پہلوسا" صفت آہ ہے اور
"آہ" مضاف "من" ہے۔

حکیم کہتا ہے - کیا تم نے یہ خیال قائم کیا ہے کہ صرف یہی وزنی بیڑیاں میری موکل ہیں۔ جو مجھے ہلنے نہیں دیتیں۔ میرے سر پر تو سیکڑوں سنتری معین کئے گئے ہیں۔ جن کا یہ کام ہے کہ آہ تو آہ۔ میں منہ سے آواز بھی نہ نکالوں۔ ورنہ تمہاری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اس قید فرنگ کی تکالیف کی وجہ سے وہ پُرزور اور پُرتاثیر آہیں نکالتا کہ یہ آسمان چھلنی ہو جاتا۔ مگر اب کیا کیا جائے (ع) نہ تڑپنے کی اجازت ہے۔ نہ فریاد کی ہے
گھٹ کے مرجاؤں یہ مرضی مرے صیاد کی ہے

کسقدر صاف شعر ہے مگر **قابل نامی** کے معنی ملاحظہ فرمائیے:-
ایک نہیں۔ بلکہ میری آہ پر آسمان نے سو موکل مقرر کر رکھے ہیں۔ کہ یہ سانس بھی نہ نکالنے پائے۔ ورنہ یہ آسمان میری پُرزور آہ سے کبھی کا چھلنی ہوگیا ہوتا۔
فاضل بلگرامی نے فقط "آسمان" کا لفظ نکال ڈالا ہے۔ باقی یہی معنی ہیں

روی دیلم دیدم از غم موی ژوپین شد مرا
ہمچو موی دیلم اندر ہم شکست اعضای من (۲۹)

حل لغت

دیلم - مشہور شہر ہے۔ گیلان کے متعلق ہے یہاں کے لوگوں کے بال مثل حبشیوں کے پیچیدہ ہوتے ہیں۔ تبر اور ژوپین ان کا حربہ ہے۔ اور ایک طائفہ ہے۔ یہاں دیلمی سنتری مطلوب ہے۔

ژوپین - ایک چھوٹا سا دو شاخہ نیزہ ہے جو ان ہی دیلمیوں کا حربہ ہے

موی ژوپین شد مرا - میرے بال نیزے کی طرح کھڑے ہوگئے۔

موئے دیلم - انہی دیلمیوں کے گھونگر والے بال

معنی

اوپر حکیم نے کہا تھا کہ صرف یہ زنجیر ہی موکل نہیں ہے۔ بلکہ میرے سر پر سیکڑوں موکل

مقرر کئے گئے ہیں۔ اب ان ہی کا ذکر کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ ادھر میں نے کسی سنتری کو دیکھا اور اُدھر مارے خوف کے میرے رونگٹے نیزے کی طرح کھڑے ہوگئے اور تمام اعضا کی یہ حالت ہوجاتی ہے کہ گویا گنڈی منڈلی مار جاتے ہیں۔ اس طرح جیسے دلیمیوں کے بال یعنی اس قدر سہم جاتا ہوں کہ میرا ایک ایک عضو سمٹ کر ایک دوسرے سے مل جاتا ہے۔ کہ یا اللہ! دیکھئے یہ خرانٹ سپاہی اب کیا میرے اوپر مصیبت نازل کرتا ہے۔ اور کیا شاہی حکم سناتا ہے۔

چون ربابم کاسۂ خشک ست و خزینہ خالی است (۳۰)
کاسۂ سر شکم

بس طنابم در گلو افگندہ اند اعدائے من

رباب طنبورہ کی طرح ایک باجہ ہے اسکا پیٹ بڑا اور دستہ چھوٹا ہوتا ہے اسپر بجائے تختہ کے پوست آہو منڈھا جاتا ہے۔

کاسہ اسی رباب کا۔ یہاں خاقانی کا کاسۂ سر مقصود ہے۔ قابل وفاضل فرماتے ہیں کاسۂ خشک جس کے پیالہ میں کچھ نہ ہو مفلس ہو رباب کا تو نبہ خشک تونبی سے بناتے ہیں

خزینہ خزانہ۔ رباب کا خزانہ وہ ہے کہ جہاں تار باندھے جاتے ہیں۔ اس کے اندر کچھ نہیں ہوتا۔ یعنی خالی ہوتا ہے یہاں خزانہ سے مراد شکم خاقانی ہے۔

طناب بالکسر۔ رسّی

اعدا بعض نسخوں میں (اعضا) ہے

حکیم اپنی جسمانی حالت کا فوٹو آپ کے سامنے پیش کرکے آپ کو متاثر کرتا ہے۔

کہتا ہے تم نے رباب دیکھا ہوگا۔ اس کا کاسہ خشک ہوتا ہے۔ میرا بھی کاسۂ سر بالکل خشک ہے۔ اور جس طرح اس کا شکم خالی ہوتا ہے۔ اسی طرح میرا پیٹ بھی خالی ہے (اس لئے کہ قید خانہ میں کھانا تو ملتا ہی نہیں) پھر جس طرح رباب میں تار اور ڈوریاں باندھی جاتی ہیں۔ اسی طرح میرے گلے میں میرے دشمنوں نے رسّیاں ڈالی ہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس قید خانہ میں صرف ہڈی چمڑا رہگیا ہے نہ دماغ میں تری ہے نہ پیٹ میں غذا ہے۔ اس پر طرّہ یہ کہ رسیوں سے الگ جکڑ بند کیا ہے اگر تم یہاں آکر

مل لغات

قابل نامی وفاضل بلگرامی سے استفادہ

(معنی)

مجھے دیکھو گے تو پہچان نہ سکو گے۔ یہ کہو گے کہ "خاقانی نہیں بیٹھا ہے۔ بلکہ رباب رکھا ہے جس میں جان نہیں"۔

اب اگر جناب ناظمی و فاضل بلگرامی کے معانی لکھتا ہوں تو طول ہوا جاتا ہے۔ اور اگر نہیں لکھتا ہوں تو ناظرین کے اشتیاق پر کاری ضرب لگتی ہے۔

بہر حال میں تو محترم ناظرین کا خیال کروں گا۔ اور دونوں بزرگوں کے معانی لکھوں گا۔

قابل نامی کے پُر لطف معنے

قابل نامی ۔ رباب کی طرح میرا پیالہ خشک اور خزانہ خالی ہے یعنی بالکل مفلس اور قلاش ہوں۔ اس لئے میرے دشمنوں نے رسی میرے گلے میں ڈال رکھی ہے۔ یعنی مجھکو عاجز و کمزور سمجھکر اس مصیبت میں پھنسا دیا۔ اگر میرے پاس کچھ بھی ہوتا۔ تو ان کا منہ پھونک دیتا۔

فاضل بلگرامی نے کچھ کتر بیونت کر کے معنی لکھدیئے ہیں۔ اور (خزانہ) سے کچھ بحث نہیں کی بہر حال میں نے (کاسہ) اور (خزانہ) کو بتا دیا ہے کہ اس سے دماغ و شکم مراد ہے۔ نہ بھیک کا ٹھیکرا۔ نہ خزانہ۔

(۳۱)

ای عفی اللہ خواجگاں کز سر صفرای جاہ
خوانند امروز ابادا اللہ بر حضرای من

خواجگاں کے حل لغات

عفی اللہ ۔ خدا معاف کرے۔

خواجگان ۔ یہاں دشمنوں سے مراد ہے جو ارکین سلطنت ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ ذکر عام اور ارادہ خاص ہو یعنی صرف بادشاہ مقصود ہو۔

صفرا ۔ ایک خلط ہے جسکی تفصیل اوپر لکھی جا چکی ہے۔ غضب و تکبر کے معنی میں بھی مستعمل ہے۔

اور یہاں تکبر مطلوب ہے

کہا جاتا ہے کہ سبزی کھانے سے صفرے کی زیادتی ہوتی ہے۔

ابادا اللہ ۔ "ابادا اللہ حضراہم" اصمعی کہتا ہے اس جملہ کے معنی یہ ہیں کہ دور کرے اللہ انکی نعمت و فراخی و عیش کو

خضرا ۔ سرسبزی و فراخی عیش۔ یہاں محشی نے جوانی و تر و تازگی مراد لی ہے۔

حکیم کہتا ہے اے امیر و اے حاکمو۔ میں سوائے اس کے اور کیا کہوں کہ خدا تمہارے حال پر رحم کرے۔ تم تو اپنے جاہ و مرتبہ کے غرور میں اس قدر مست و مدہوش ہو گئے ہو کہ کسی کو خیال ہی میں نہیں لاتے۔ فی زمانا مجھے ہاتھ اٹھا اٹھا کر کوس رہے ہو اور کہہ رہی ہو کہ خدا خاقانی کی سرسبزی اور فراخی عیش کو دور کرے۔ خدا اس کو غارت کرے۔ واہ سبحان اللہ! کیا تمہارے اخلاق ہیں کہ مداح رسول مقبول کے ساتھ ایسا سلوک کر رہے ہو!

لفظ پرواز (۳۲)

چوں زر از پروائی عزت چوں گل از پروائی عیش
نیست شاں پروانہ وار از بیخودی پروای من

معنی

اصل یہ ہے کہ تم لوگوں کو زر کی طرح عزت کی رغبت ہے۔ اور گل کی طرح عیش و عشرت میں مشغول ہو۔ اس لئے پروانہ کی طرح مدہوش و بیخود ہو رہے ہو۔ اندریں صورت تمہیں میری کیا پروا ہو سکتی ہے۔ اور پروا کیسی میری سرسبزی دیکھکر تمہارے صفرے میں اور زیادتی ہوتی ہے۔ اس لئے تم لوگ تو میری ہلاکی میں کوشش کر رہے ہو۔

(۳۳)

نیست زر و گل بدست الا کہ خار پای عقل
صید خارے کے شود عقل سخن پیرائے من

معنی

یہ جو تمہارے ہاتھوں میں زر و گل موجود ہے اور تم کو عیش و عشرت حاصل ہے یہ درحقیقت عقل کے پاؤں کا کانٹا۔ اور اخروی ترقی کا روڑا ہے۔ یاد رکھو اسی عیش و عشرت سے "خسر الدنیا والآخرۃ" ہو جاؤ گے۔ اب رہا میں تو بھلا میری وہ عقل کہ جو ہر وقت آراستگی کلام عشقیہ میں رہتی ہے۔ اس کانٹے کا شکار کب بن سکتی ہے۔

(۳۴)

زر د و حرف افتادہ باہم ہر دو را پیوند نے
پس کجا پیوند سازد با دل یکتای من

معنی

دیکھو ہم تمھیں ایک موٹی سی بات بتاتے ہیں۔ (زر) کے دو ہی حرف ہیں زیادہ تو نہیں باوجود اس کمی کے دونوں میں پیوند نہیں۔ ہر وقت ہندوستانیوں کی طرح پھوٹ رہتی ہے۔ کبھی نہیں ملتے۔ اگر حروف زیادہ ہوتے تو کمنے کی گنجائش ہوسکتی تھی۔ کہ کثرت کی وجہ سے اتحاد کے پلیٹ فارم پر نہ آسکے۔ جب یہ زر خود سے متحد نہ ہوسکا تو دوسرے سے کیا اتحاد پیدا کرسکتا ہے۔ اس لئے میرا دل یکتا اس سے کب اتحاد کا رشتہ جوڑ سکتا ہے اور خود زر کب میرے دل سے پیوند قائم کرسکتا ہے

سامری سیرم نہ موسیٰ سیرتم تا زنن ام
(کردار)

درسم گوسالہ آلاید ید بیضای من
(۳۵) ش
(زر خواجگاں ۱۲) (دست منور خاقانی ۱۲)

حل لغات

سامری ۔ ایک ساحر کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ کا عزیز تھا آپ کی غیبت میں اس نے سونے کا ایک گوسالہ بنایا۔ اس میں حکمت عملی سے آواز پیدا کی۔ قوم اس بچھڑے پر فریفتہ ہوکر اس کی پرستش کرنے لگی۔ پھر حضرت موسیٰ نے بد دعا کی۔ سامری مرض میں مبتلا ہوا۔ اور شہر بدر کردیا گیا۔ صاحب قاموس کہتے ہیں کہ یہ کرمان کا گبر تھا۔ یا اکابر بنی اسرائیل سے تھا منسوب بہ سامر کہ موضع ہے۔ صاحب منتہی الارب اسکا نام موسیٰ بن ظلف بتاتے ہیں۔ بہرحال تفاسیر میں اسکا قصہ درج ہے۔

سیر ۔ بالفتح ۔ روش و رفتار

سیرت ۔ عادت ۔ خصلت

سم گوسالہ ۔ گوسالہ وہی سونے کا بچھڑا۔ یہاں "سم گوسالہ" سے مراد زر خواجگاں ہے۔ خاقانی سم گوسالہ خصوصیت کیساتھ یوں لایا ہے کہ پرستش کرنے والے اس گوسالے کے کھروں کو نہایت عقیدتمندی سے چھوتے چومتے تھے۔

ید بیضا ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مشہور معجزہ ہے۔ آپ جس وقت جیب سے ہاتھ نکالتے تھے تو ایسا نور ساطع ہوتا تھا کہ جس کی چھوٹ آسمان تک پہونچتی تھی۔ یہاں خاقانی نے اپنے دست منور کو "ید بیضا" کہا ہے

فضل شارح کے متعلق

فاضل شارح شادی آبادی۔ فرماتے ہیں کہ پہلا مصرعہ بطریق قسم ہے

اور دوسرا مصرعہ جواب قسم۔

اور شعر کا مطلب یوں تحریر فرماتے ہیں :۔

"جب تک میں زندہ ہوں۔ اگر میرا نورانی ہاتھ ان امراء کے زر و جواہر سے آلودہ ہو تو خدا کرے۔ میں سامری رفتار ہو جاؤں اور سیرت حضرتِ موسیٰ مجھے میسر نہ ہو۔ یعنی خدا کرے۔ میں کافر ہو جاؤں اور مذہب اسلام سے ہٹ جاؤں۔ اگر ان خواجہ صاحبان کے پیسے سے میں اپنے ہاتھوں کو آلودہ کروں۔ ان کے روپیہ کو لینا گویا گوسالہ کے گُروں کی پرستش کرنا ہے۔

فاضل شارح نے جو معنی تحریر کئے ہیں۔ اس کی صحت و خوبی میں کوئی شک نہیں۔

میرے ذہن میں بھی ایک معنی اس شعر کے آئے ہیں۔ اور ان کو ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں اگر پسند آجائیں تو خیر۔ ورنہ۔ نظر انداز کر دیجئے۔

میرے ذہن میں

سُم گوسالہ۔ گوسالہ سے مراد بغداد ولیک کالانعام بل ھم اضل۔ خواجگان۔ دنیادار۔ لی جائے۔ اور سُم سے اُنھی دُنیاداروں کے پاؤں۔ اس صورت میں شعر کے معنی یوں کرسی نشین ہوتے ہیں۔ کہ یہ جاہل امراء جن کی روحیں مردہ ہیں درحقیقت گوسالہ ہیں ان کی اس ظاہری حیات اور ظاہری آرائش کو دیکھ کر دنیا والے زر و مال کی لالچ میں ان کے پاس عقیدتمندی سے آتے ہیں۔ اور خوشامد میں۔ ان کے پاؤں کو چھوتے اور بوسہ دیتے ہیں۔ اگر میرا نورانی ہاتھ ان کے پاؤں چھوئے تو خدا کرے میں سامری رفتار ہو جاؤں۔ اس لئے کہ ان کے پاؤں چومنا۔ گوسالے کے پاؤں چومنا ہیں۔ اور مجھے سیرت حضرت موسیٰ میسر نہ ہو۔ غضب خدا کا یہ متکبر اپنے پاؤں چموا تے ہیں۔ یہ تو وہی گوسالہ والا نقشہ مرتب کیا گیا ہے۔

اس شعر کے معنی دوسرے طرز پر بھی کہے جا سکتے ہیں۔ طول ہونے کی وجہ سے چھوڑتا ہوں

در تموزم برگ بیدی نی ولی از روی قدر
باد زن شد شاخ طوبیٰ از پئے گرمائے من

(۳۶)

حل لغات

تموز * رومیوں کے ایک مہینہ کا نام ہے اُس وقت آفتاب برجِ سرطان میں ہوتا ہے۔ اور نام ماہ اول تابستان۔ اور سخت گرمی

برگِ بید * اس مقام پر بید سے بید مشک مراد ہے جس کا عرق تفریح طبع کے لئے پیا جاتا ہے۔ یا یہ کہ بید ہی مقصود ہو۔ اور طعن سے کہہ رہا ہو کہ بید مشک کا کیا ذکر یہاں بید کا بھی پتہ نہیں۔

بادزن پنکھا

طوبیٰ۔ بہشت والا مشہور درخت ہے اہل جنت کے ہر گھر میں اس کی شاخ ہوگی اور اسکی خوشبو سے ہر حلقی لذتیاب *

خاقانی نمبر ۳ کے شعر میں اپنی حالت بیان کر رہا تھا۔ اس کے بعد اس نے امراء کا ذکر کیا کہ وہ میری سرسبزی پر رشک کھاتے ہیں۔ اور یہ چاہتے ہیں کہ میں تباہ ہو جاؤں۔ چنانچہ ان لوگوں نے کچھ تہمت لگا کر مجھے قید کرا دیا۔ اس کے بعد ان امراء اور ان کے روپیہ۔ اور ان کے متکبرانہ روش کی مذمت کی ہے اور یہ دکھایا کہ نہ میں ان کی پرستش کرتا ہوں۔ اور نہ مجھے ان کے مال کا لالچ۔ اس کے بعد پھر اصل مطلب کیطرف آتا ہے۔ یعنی اپنی مصیبت کا ذکر کرتا ہے جو اس قید خانہ میں نازل ہے۔

اس قدر تقریر میں نے اس وجہ سے کی کہ بعض حضرات کے نزدیک پیغمبر سخن کو کلام میں ربط نہیں *

معنی

حکیم کہتا ہے اُف ری گرمی۔ پھر اُس پر قید خانہ کی گھٹن؟ پانی تو ملتا نہیں۔ مفرح چیزوں کا کیا ذکر! کہ عرق بید ہو یا کیوڑا۔ یہاں تو بجائے بید مشک بید کا پتا بھی نہیں۔ مگر ہاں اے میرے تکلیف دینے والو! میرا وہ مرتبہ ہے کہ میرے اس موسم گرما کیلئے شاخِ طوبےٰ پنکھا ہو گئی ہے

اور ہو سکتا تھا کہ معنی شعر کے یوں کہے جاتے کہ۔ میرا قد جو بمنزلہ طوبیٰ ہے اور اس کی شاخ۔ یعنی میرا ہاتھ بمنزلہ بادزن ہے اس سے کام لے رہا ہوں۔ لیکن اس صورت میں "از روی قدر" کا جملہ بیکار ہو جاتا ہے *

لہذا معنی اول ہی صحیح ہیں *

قابل نامی فرماتے ہیں۔ اگرچہ میری حالت خراب ہے۔ لیکن باطن میں فقر و

ہمت کے باعث میرا مرتبہ بلند ہے ؛

مالی حالت کا یہاں کہاں ذکر ہے ؛

برگ خرمایم کہ از من باد زن سازند خلق

(۳۷)

باد سردم در لبست و ریز ریز اجزای من

باد سردم در لبست ۔ میم لب کی مضاف الیہ ہے یعنی "باد سرد در لب من است"

حل لغات

باد سرد سے مراد وہ کلام کہ جس سے فرحت حاصل ہو

ریز ریز ۔ شکستہ ۔ چورا چورا ۔

معنی

حکیم کہتا ہے ۔ کہتا کیا ؟ بلکہ اپنی حالت کی تصویر آپ کے سامنے پیش کرتا ہے ۔ کہ اس قید فرنگ میں میری حالت ایسی ہوگئی ہے جیسے کھجور کی پتیاں ۔ اس لئے کہ میرے تمام اعضا چورا چورا اور شکستہ ہوگئے ہیں ۔ ایسی صورت میں اللہ کی مخلوق کو مشورہ دوں گا کہ یہ خشک شاخ بیکار کیوں جائے ۔ تم اس کا پنکھا بنا لو ۔ اس لئے کہ میرا نصب العین یہ ہے کہ بندگانِ خدا کو میری ذات سے نفع پہنچے ۔

اب رہی یہ بات کہ پنکھے کے اجزا ریزہ ریزہ ہوتے ہیں ۔ اور وہ توڑ مروڑ کر بنایا جاتا ہے ۔ اور اس سے سرد ہوا نکلتی ہے تو مجھ میں بھی یہ دونوں باتیں موجود ہیں ۔ قید خانے کے مصائب نے میرے اجزا کو شکستہ کر دیا ہے اور میرے لبوں میں دم سرد موجود ہے ۔ یعنی کلامِ خوش ۔ اللہ کے بندو ! میں اس سے تمھیں فرحت پہنچاؤں گا ۔

اس مقام پر مجھے یاد آیا کہ ایک زخمی جرمنی نے حالتِ نزع میں یہ کہا تھا

" جب میں مرجاؤں تو میری نعش کو میری قوم کے پاس بھیج دینا ۔ تاکہ وہ مردہ جسم کی چیر پھاڑ کریں ۔ اور تشریح اعضا کے علم کے کام میں لائیں "

اس جرمنی نے یہ سبق خاقانی سے حاصل کیا تھا ۔

نافۂ مشکم کہ گر بندم کنی در صد حصار

(۳۸)

سوی جاں پرواز جوید طیب جاں افزای من

مضاف الیہ طیب ۱۲ موصوف ۱۲ صفت ۱۲

جان ۔ روح نفس ناطقہ جو ادراک معقولات کرتا ہے
یہاں جان سے دوسروں کی جانیں مقصود ہیں

طیب خوشبو یہاں کلام سے مراد ہے
جاں افزا صفت طیب ہے۔ اور طیب مضاف ہے اور من مضاف الیہ ہے ؛

معنی ظالمو! یہ تو تم نے مجھے ایک قید خانہ میں بند کیا ہے۔ اگر سیکڑوں قلعوں میں بھی بند کرو گے تو بھی میری خوشبو (کلام) (اور کیسی خوشبو جو جان افزا ہے) کی پرواز جانوں تک ہوگی۔ رُک نہیں سکتی۔ اس لئے کہ میں تو مشک نافہ ہوں۔ یعنی جس طرح مشک سات تہوں میں بھی رکھی جائے، مگر اس کی خوشبو قوتِ شامّہ تک پہنچتی ہے۔ اسی طرح میرا کلام ہے۔ اس کی بھی اشاعت نہیں رُک سکتی لوگوں تک ضرور پہونچے گا۔ پھر میرے قید کرنیکا فائدہ

ز رنگیں
(۳۹)

نافہ را کیمخت رنگی سرزنشہا کرد و گفت

نیک بد رنگی نداری صورت رعنای من

(۴۹)

نافہ گفتش یاوہ کم گو کآیت معنی مراست

اینک اینک حجت گویا دم بویای من

ز رنگیں

حل لغات

کیمخت رنگ ۔ کیمخت خچر اور گدھی کی کھال کو دباغت کرکے بناتے ہیں اکثر نیلے رنگ کا دانہ دار ہوتا ہے کیمخت رنگ اپنے دشمن کو کہا ہے جو فوق البصر ک ہے مگر جاہل ہے؛

سرزنش ۔ ملامت۔
یاوہ کم گو ۔ بیہودہ نہ بک ۔ کم بمعنی نفی ہے۔
حجت گویا ۔ روشن دلیل۔
دم بویا ۔ خوشبودار دم

معنی ایک طرف مشک نافہ رکھا ہوا تھا۔ دوسری طرف۔ گدھے کا چمڑا (رنگین۔ دانہ دار) پڑا ہوا تھا۔ رنگین چمڑے نے نافہ کو میلا کچیلا دیکھ کر پہلے تو بہت کچھ ملامت کی پھر کہا "تو تو بہت ہی بدرنگ ہے۔ میری سی صورتِ زیبا و شکلِ رعنا نہیں رکھتا" یہ سنکر نافہ بولا۔ "بیہودہ نہ بک! تیری یہ ظاہری بھلک کچھ کارآمد نہیں۔ یہاں معنی موجود ہیں۔ اب اس پر اگر تو حجت ساطع چاہتا ہے تو میرا دم بویا موجود ہے۔ زیادہ کیا کہوں "مشک

آن ست کہ خود بوید۔ نہ کہ عطار گوید" قوت شامہ ہو تو سونگھ لے۔

آئینہ رنگی کہ پیدای تو از پنہاں بہ است

تو آئینہ کی طرح ہے ۱۲ ظاہر ۱۲ باطن ۱۲

(۴۱)

کیمیا فعلم کہ پنہانم بہ از پیدائے من

معنی

او جاہل دشمن! تیری مثال آئینہ کی سی ہے۔ ظاہر خوب۔ اور باطن نامرغوب۔ واقع میں تو نہایت عمدہ لباس پہنے ہوئے ہے۔ مگر تیرے اندر وہ بداخلاقی کا زنگار بھرا ہوا ہے کہ بس اس کا نظیر آئینہ کا باطن ہی ملتا ہے۔ تو میری کیا حالت سمجھ سکتا ہے۔ میں ظاہر میں خاک کی چٹکی ہوں۔ لیکن میرے اندر وہ معانی بھرے ہوئے ہیں۔ کہ اگر کسی جاہل کے مس طبع پر ڈال دوں۔ تو سونا بنجائے اور اخلاق کا مجسم پتلا نظر آئے۔

کعبہ وارم مقتدای سبز پوشان فلک

(۴۲)

ملائکہ ۱۲

کز وطای عیسیٰ آمد شقہ دیبای من

ردا ۱۲ پارچہ جامہ ۱۲

حل لغات

مقتدا - ایسا شخص جسکی لوگ پیروی کریں

سبز پوشان فلک - ملائکہ بھی ہو سکتے ہیں۔ اور افلاک بھی۔ اس صورت میں اضافت تشبیہی ہے

وطا - بالکسر۔ بستر۔ چادر اور لباس۔

شقہ - پارچہ جامہ۔ اور وہ پارچہ کہ علم پر باندھا جائے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ او جاہل دشمن! تجھے میرے مرتبہ کا حال کیا معلوم۔ میں کعبہ کی طرح تمام ارواح و ملائکہ کا پیشوا اور مقتدا ہوں اس لئے کہ میرا شقہ دیبا حضرت عیسیٰ کی ردا ہے

معنی اس شعر کے صاف ہیں۔ زیادہ تشریح کی ضرورت نہیں۔

در ممزج باشم و ممزوج کوثر خاطرم

(۴۳)

علیہ ۱۲

در معرج غلطم و معراج رضواں رای من

عیسیٰ

حل لغات

مُمَزَّج ۔ بضم میم ۔ و فتح میم دوم و فتح زای معجمہ مشدّد ۔ و حاے مہملہ ۔ جامہ کتان ۔ یہ عبارت لکھ کر صاحب غیاث تحریر کرتے ہیں کہ یہ لفظ سوائے شرح خاقانی کے اور کہیں نہیں پایا جاتا ۔

فاضل بلگرامی کہتے ہیں کہ "ممزج" با جیم ہے مرزا محمد قزوینی "چہار مقالہ" کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ جامہ ابریشمی ہے کہ جو مخلوط بزر ہوتا ہے ؛

فاضل بلگرامی سے اختلاف

(و) دونوں مصرعوں میں حالیہ ہے ۔

ممزوج ۔ آمیختہ شدہ

مُعَرَّج ۔ جامہ نفیس ۔ اور جائے معراج اور مقام بلند ۔ کہ رنگین کپڑوں سے آراستہ ہو ۔ اور عمدہ فرش بچھا ہو ۔ گویا شاہ نشین یہاں آخری معنی مقصود ہیں ۔

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں جامہ منقش مطلوب ہیں

معراج ۔ آلہ عروج ۔ نردبان

میرے پاس فاضل شارح کی شرح کا قلمی نسخہ ہے ۔ اس میں اس شعر کے جو معنی لکھے ہوئے ہیں وہ "آدھا تیتر ۔ آدھا بٹیر" ہو گئے ہیں ۔ معلوم ہوا کہ کاتب کی زبردست دست برد ہے ۔ بہر حال وہ آدھورے معنی لکھ کر میں اپنے معنی لکھوں گا ۔

فاضل شارح کے معنی

میرے دل میں کوثر ملا ہوا ہے ۔ یعنی میں اپنے دل میں سخنان پاکیزہ رکھتا ہوں ۔ میری رائے رضوان کے لئے معراج ہے ۔ وہ بہشت سے اس آرزو میں آتا ہے کہ میری رائے کے انوار سے فیض حاصل کرے ۔ حاصل یہ ہے کہ خاطر کوثر آمیز رکھتا ہوں اور میری فکر رضوان بہشت کی معراج ہے ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ باوجود اس علم و فضل کے مجھ کو بے گناہ قید کیا ہے ۔ اور قید خانہ کے موکلوں کے جور و جفا کے سپرد ؛

میرے معنے

میں عرض کرتا ہوں ۔ حکیم کہتا ہے کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں زربفتی لباس میں ہوں حالانکہ میری خاطر کوثر آمیز ہو اور یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ میں بلند مقام (شاہ نشین) پر پڑاؤ میں لگاؤں ۔ اور حال آنکہ میری رائے رضوان کے لئے معراج ہو ۔ یعنی او ظاہر پرست یہ کمتاری ، یہ زربفتی لباس تجھے مبارک ! میرا دل تو کوثر سے آمیختہ ہے اس میں ہر نکتہ شہد معنی ۔ و شیر معرفت الٰہی کی نہریں جاری ہیں ۔ بھلا جس کی یہ معنویت ہو وہ زرق برق لباس کو پسند کر سکتا ہے او جاہل متکبر حاکم تو پڑا شاہ نشین پر لوٹیں لگائے ۔ میری

وہ روشن و بلند رائے ہے کہ جس سے رضوان جنت نور حاصل کرتے ہیں گویا ان کے لئے معراج ہے۔ جس کی رائے کا یہ مرتبہ ہوگا وہ اس نمائشی بلندی پر غلطان ہو سکتا ہے۔ میرے لئے تو دون مرتبت ہے۔ یہ ہیں اس شعر کے صحیح معنی۔

مگر فاضل بلگرامی و قابل نامی نے اس کو کند چھری سے ذبح کر دیا۔

قابل نامی کے معنی غلط ہیں

قابل نامی۔ میں ریشمی کپڑے پہنتا ہوں۔ اور میری طبیعت میں کوثر ملی ہوئی ہے اور میں گدے بچھے ہوئے شاہ نشین میں لوٹتا ہوں۔ اور میری رائے داروغۂ بہشت کے لئے باعث ترقی و بزرگی ہے۔

میں بعض وقت تعجب میں آجاتا ہوں۔ ابھی ان بزرگ نے شعر نمبر ۲۵ وغیرہ میں فرمایا تھا۔ کہ "خاقانی مفلس ہے۔ قلانچ ہے۔ کاسہ خالی ہے۔ اس کی مالی حالت خراب ہے۔" اب اس کو شاہ نشین پر بٹھا کر ریشمی کپڑے پہنائے دیتے ہیں۔ پھر فرماتے ہیں اشعار میں ربط نہیں۔ کہیں کچھ کہتا ہے کہیں کچھ۔ ہاں میں نے غلطی کی بے ربطی تو فاضل بلگرامی تجویز فرماتے ہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنی بھی صحیح نہیں ۱۲

فاضل بلگرامی گو میں زربفت بھی پہنوں۔ پھر بھی میری طبیعت کوثر سے آمیختہ ہے۔ گو میں بیل بوٹے والا نفیس کپڑا پہنوں۔ پھر بھی میری رائے رضوان کے لئے معراج ہے۔ یعنی گو میں اسباب دنیوی کی طرف مائل ہوں پھر بھی ان دنیا والوں سے کہیں بڑھ کے ہوں۔ یہ معنی اس لئے لکھے کہ خاقانی اوپر سے اظہار مفلسی کرتا آرہا ہے۔ اس کے پاس معرج اور معرج کہاں ورنہ اوپر کے بیان سے اختلاف ہو جاتا۔

خاقانی نے اس قصیدے بھر میں کہیں بھی مفلسی کا اظہار نہیں کیا ہے۔ اسنے تو زر کو حقیر و ذلیل ثابت کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ میں زر کے پیچھے امراء کی خوشامد نہیں کرتا۔ نہ معلوم اس کی مفلسی کہاں اور کس شعر سے ثابت ہوئی ہے۔ بہرحال آپ مفلس ثابت کرتے ہیں اور جناب نامی بعد مفلسی امیر سری۔

اصل یہ ہے کہ دونوں معنی غلط ہیں۔ صحیح اور حقیقی صحیح وہی معنی ہیں جو میں نے لکھے ہیں ساتھ ہی اس کے اس شعر میں (معرج) یعنی مقام بلند ہے۔ نہ جامہ نفیس و منقش۔

(۴۴) چون گُلِ رُعنا ست شخصم کز پئی کشتن زید
در شہیدی شاہدی دارد گُلِ رُعنای من

حل لغات

گُلِ رُعنا۔ ایک قسم کا پھول ہے اندر سے سُرخ۔ اور باہر سے زرد ہوتا ہے

شخص = بدنِ انسان۔ کالبدِ مردم۔

کز پئی کشتن زید۔ بعض نسخوں میں "گر پئے کشتن برند" ہے۔ اور بعض میں "کز پئی مردن زید" اور یہ اچھا ہے۔

شہیدی میں یائے مصدری ہے۔ شہید ہونا۔

گُلِ رُعنا۔ کے بجائے گُلِ برنا بھی ہے۔

"برنا" کے معنی جوان۔ خوب۔ اور نیک کے ہیں۔ اور صاحب برہان بمعنی حنا بھی لکھتے ہیں +

معنی

حکیم کہتا ہے کہ میرا جسم مثل گل رعنا کے ہے جو زرد بھی ہے۔ اور سُرخ بھی۔ باعتبار تکالیف زرد ہے۔ اور باعتبار اشکِ خونیں سُرخ۔ جو چہرے پر موجود ہے۔ یہ میرا شخص مرنے ہی کے لئے جی رہا ہے۔ گویا ہر وقت اسی شوق شہادت سے۔ اور اپنے اس شہید ہونے کے باب میں میرا گل رعنا گواہ بھی رکھتا ہے۔ اور وہ گواہ یہی سُرخی ہے۔ جو موجود ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خاقانی کو قتل کی دھمکی دی گئی ہے۔ لہذا اس کے جواب میں کہہ رہا ہے۔ کہ میں تو مرنے ہی کے لئے جی رہا ہوں۔ آؤ۔ قتل کرو! یہی میرے لئے حیات ہے۔

مگر اس شعر کا اوپر والے شعر سے کوئی ربط نہیں۔ اور اگر ربط پیدا کیا جائے تو بہت تقریر کرنا پڑے گی +

(۴۵) چند پیغاں کہ در پیغولہ غارے شدی
طنز۔ طعن ۱۲ گوشہ غار ۱۲
ای پئی غولاں گرفتہ دوری از صحرای من
صحرائے معرفت ۱۲

حل لغات

پیغان - طعنہ - سرزنش - بہتان
پیغولہ - گوشہ خانہ - کنج - گوشہ چشم
پیغولہ غار - گوشہ غار سے یا تو قید خانہ مطلوب ہے - اور یا وہ مقام جہاں خاقانی مراقبہ کرتا تھا

غول - جن - دیو کہ جو صحرا اور پہاڑ میں ہوں - اور جس شکل پر چاہیں ظاہر ہوں اور لوگوں کا راستہ بھلا دیں -
یہاں ہوا و ہوس یا نفس امارہ سے مراد ہے -
صحرا سے مراد علم و معرفت ہے -

معنی

حکیم کہتا ہے - یہ کیا تو طعن و طنز کرتا ہے - کہ خاقانی تو ایک غار کے گوشہ میں پڑا رہتا ہے - (ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ طعن اس کے مراقبہ پر کی جاتی تھی - یا اس کے قید خانے میں ہونے پر کی گئی ہو، اس لئے کہ اس وقت کا جیل خانہ غار کی طرح ہوتا تھا) اور ہوا و ہوس کے پیچھے چلنے والے نفس امارہ کے غلام - میں غار میں نہیں ہوں - اور ہوں تو بظاہر - میں تو اس لق و دق صحرائی معرفت میں ہوں کہ جس سے تو اور تیرے ساتھی کوسوں دور ہیں - یہ وہ بیابان نہیں جس میں دنیا والے مارے مارے پھرتے ہوں اور انھیں راستہ نہ ملتا ہو - اس لئے کہ ہوا و ہوس کے بھٹنوں نے انھیں بھٹکا رکھا ہے -

آبنوسم در بن دریا نشینم چون صدف
خس نہ ام تا بر سر آیم کف بود ہمتای من

(۴۶)

تہ دریا ۱۲ — تنکا ۱۲ — اوبھر آؤں ۱۲ — پھین ۱۲ — برابر ۱۲

حل لغات

آبنوس - ایک سیاہ درخت ہوتا ہے اس کی لکڑی وزنی ہونے کی وجہ سے پانی میں ڈوب جاتی ہے - ایک قسم کی مچھلی بھی ہے -

بن دریا - تہ دریا
بر سر آیم - اوبھر آؤں -
کف - زید - پھین -
ہمتا - برابر - مثل - نظیر -

(معنی)

او جاہل! میں وہ وزنی لکڑی ہوں - جو صدف کی طرح دریا کی تہ میں ہو - او سطحی نظر رکھنے والے میں تو دریائے معرفت میں ڈوبا ہوا ہوں - اور سنا نی اللہ کی

مرتبہ پر پہنچا ہوا۔ پھر ایسا غرق ہوا ہوں کہ اب ابھر نہیں سکتا۔ تنکا نہیں ہوں کہ ذرا سی موج کی وجہ سے ڈوبا۔ اور پھر اوپر کر دریا کے بہاؤ کے ساتھ بہتا ہوا چلا جاتا ہوں۔

(۴۷) جاں فشانم، عقل پاشم، فیض رانم، دل دہم
طبع عامل کیست تا گردد عمل فرمای من

عقل پاشم = عقل پاشی کا یہ مطلب ہے کہ میں لوگوں کو حکمت کی تعلیم دیتا ہوں معقولات کا ادراک کراتا ہوں۔ نولکشوری نسخہ میں عقل پاشم صحیح نہیں لکھا ہے۔ جناب پروفیسر نامی اس کی تصحیح نہ کرتے ہوئے یہ معنے لکھتے ہیں کہ "میں عقل ہوں"۔ بادی النظر میں تو کوئی غلطی نہیں معلوم ہوتی۔ مگر درحقیقت صحیح نہیں۔

نولکشوری نسخہ میں "عقل پاشم" صحیح نہیں

قابل نامی سے اختلاف ۱۲

جاں فشانم۔ دل دہم۔ فیض رانم کا مقابلہ عقل پاشم چاہتا ہے۔ اس لئے کہ خاقانی اپنا ایثار دکھا رہا ہے

دل دہم - یعنی میں دلدہی کرتا ہوں۔

عمل فرما - حاکم۔

معنی

حکیم کہتا ہے سن او متکبر جاہل۔ میں قوم پر اپنی جان نثار کرنے والا، سخت محنت و جاں فشانی کرنے والا، اس کو معقولات پر لگانے والا۔ فیض پہونچانے والا اور اس کی دل دہی کرنے والا ہوں۔ غرضکہ میں اپنی ذات اور اپنی تمام انسانیت کو قوم پر صرف کرنے والا ہوں۔ یہ طبع عامل کون ہے کہ مجھ پر عمل فرمائی اور حکومت کر سکے۔ میں بندۂ طبیعت نہیں۔ مغلوب نفس نہیں۔ اور اگر ہوتا تو مجھ میں یہ ایثار کہاں سے ہوتا۔ البتہ تو اور تیرے ساتھی بندۂ نفس امارہ ہیں کہ جن میں ایثار۔ نہ فیض۔ سوائے خود غرضی اور خویشتن آرائی کے کوئی کام نہیں۔

(۴۸) علوی و روحانی و غیبی و قدسی زادم اے
کے بود در بند اسطقسات استقصا من

بند - فکر۔ قید

اسطقسات - یونانی لفظ ہے۔

اول وسوم وچہارم مضموم ہے اور سین مہملہ مشدّد۔ ضرورت شعریہ کی وجہ سے حرکت میں فرق آگیا۔ اس کا واحد اسطقس ہے۔ عناصر اربعہ۔

طبائع اربعہ۔ یعنی حرارت و برودت و یبوست رطوبت اور اصل مادہ کیمیے بھی ہے

استقصا۔ طلب نہایت چیزی کردن۔ منتہای مقصد۔

حکیم کہتا ہے۔ میں علوی۔ روحانی۔ غیبی۔ اور قدسی زادہ ہوں۔ یعنی میرا مولد و منشا عالم علوی و غیبی و قدسی ہے۔ پھر ایسی ذات طبائع اربع میں کب مقید ہو سکتی ہے۔ اور ان کے استقصا کی فکر میں کب پڑ سکتی ہے۔ میں نے وہ تزکیہ نفس و تصفیہ باطن کیا ہے۔ کہ میرا نفس ناطقہ درجہ کمال پر پہونچ گیا ہے وہ مغلوب طبع اور نفس امارہ کا بندہ نہیں ہو سکتا

دایۂ من عقل و رُقّۂ شرع۔ مہد انصاف بود

گھٹی ۱۲ گہوارہ ۱۲

آخشیجان۔ امہات و علویان آبای من

(۴۹)

امہات سفلی ۱۲ آبائے علوی ۱۲

حسن لغات

رُقّہ بضم اول۔ و تشدید قاف۔ دو دانہ جو پرند اپنے پوٹے سے نکال کر بچے کو بھراتا ہے اور وہ دو اجزو دودھ میں ملا کر بچے کو دی جائے۔ اور گھٹی۔

آخشیج بایائے مجہول۔ بمعنی ضد و مخالف۔ اسی کی مناسبت سے عنصر کے معنی بھی ہیں۔

امہات۔ واحد "امہ" مائیں۔ امہاتِ سفلی۔ یعنی عناصر اربعہ مقصود ہیں۔

انتخاب کی غلطی

جناب پروفیسر نامی کی شرح اور حاشیے میں (ذقہ) بذالِ معجمہ۔ اور انتخاب میں "رقہ" برائے قرشت لکھا ہوا ہے جناب پروفیسر شاداں نے رقہ سے مراد غذا لی ہے۔

علویان۔ ساتوان آسمان۔ یا سبعہ سیارہ۔ آبائے علوی۔

معنی

حکیم کہتا ہے میں وہ ہوں۔ کہ میری پرورش کرنے والی دودھ پلانے والی۔ یہ معمولی دایہ نہ تھی۔ بلکہ عقل تھی۔ اور شرع تو میری گھٹی ہی میں پڑی تھی۔ انصاف کے

جھولے میں جھولتا تھا۔ میری مائیں بھی اربعہ عناصر ہیں۔ اور میرے باپ بھی ساتوں آسمان یعنی باعتبار روح کے تو میں علوی و قدسی زادہ ہوں اور باعتبار جسم۔ میں عناصر و سبعہ سیارہ زادہ۔

جناب شاداں بلگرامی کے خاقانی پر دو (۲) اعتراض

جناب شاداں بلگرامی نے اس مقام میں **خاقانی** پر دو اعتراض کئے ہیں۔

(اعتراض اول)

اوّل ۔ یہ کہ۔ خاقانی نے پہلے تو یہ کہا کہ میں قدسی و علوی زادہ ہوں۔ اور اب عناصر اربعہ۔ اور افلاک سے اپنی پیدائش بتاتے ہیں +

(جواب)

خاقانی نے بالکل صحیح کہا ہے۔ چونکہ جناب نے غور نہیں فرمایا۔ اس وجہ سے اعتراض فرما دیا۔ پیغمبر سخن نے علوی زادہ باعتبار روح اور نفس ناطقہ کے کہا ہے۔ جو جوہر ہے۔ مجرد ہے۔ جسم و جسمانیات سے منزہ ہے۔ بسیط ہے۔ جیسا کہ حکماء اور محققین متکلمین مثل فخر رازی۔ و محقق طوسی وغیرہ قائل ہیں۔ اور باعتبار جسم اس نے اربعہ عناصر کو ماں۔ اور افلاک کو باپ کہا ہے۔ اور خود یہی نہیں کہتا ہے بلکہ حکیم **سنائی** بھی کہتا ہے + ؎

حکیم سنائی سے سند

از درونت نگاشت صنع الٰہ — نہ زرد و سفید و سرخ و سیاہ
وز برونت نگاشتہ افلاک — از چہ از باد و آب و آتش و خاک
دادہ خود سپہر بستاند — نقش اللہ جاوداں ماند

درون ۔ نفس ناطقہ۔ روح۔ نفس مطمئنہ۔ یہ تو اللہ کی صنعت سے بنا۔

برون ۔ جسم ہے۔ اس کو افلاک اور اربعہ عناصر نے بنایا۔ افلاک اپنا بنایا ہوا لے لیں گے۔ اور اللہ کا نقش ہمیشہ رہے گا۔ یعنی نفس ناطقہ کو فنا نہیں۔

جناب **شاداں** بلگرامی کی طبیعت نہایت منصف واقع ہوئی ہے۔ مجھے پورا یقین ہے کہ وہ اپنا اعتراض واپس لیں گے۔ رسالہ **"نیرنگ"** کی تنقیدوں میں وہ اسی انصاف کے متمنی رہے ہیں۔ اور کج بحثی کو بہت برا سمجھا ہے۔

فاضل بلگرامی کا دوسرا اعتراض

دوسرا اعتراض فاضل موصوف کا یہ ہے :۔

کہ " مصرعہ ثانی میں کون سی بات قابل فخر ہے تمام مرکبات کی یہی حالت ہے"

(جواب) یہ اعتراض بھی آپ کے عدم غور کا نتیجہ ہے۔ بے شک تمام مرکبات۔ افلاک واُمہات زادہ ہیں۔ لیکن تمام مرکبات علوی وقدسی زادہ نہیں۔ یعنی مواالید ثلاث میں صرف انسان ہے کہ جس کو نفس ناطقہ مرحمت ہوا ہے۔ "ونفخت فیہ من روحی" سے مشرف۔ پھر آپ کا یہ فرمانا کہ " تمام مرکبات کی یہی حالت ہے" کیونکر درست ہوا؟

جواب کی تفصیل ممکن ہے کہ جناب فاضل۔ یا آپ کی طرح کوئی اَور فاضل یہ فرمائے۔ کہ "اچھا یوں بھی سہی! تو یہ حالت ہر انسان کی ہے کہ وہ علوی زادہ ہے۔ اور افلاک زادہ ہے۔ پھر خاقانی کو کیا فخر؟

مَیں عرض کرتا ہوں۔ کہ اس کا جواب بھی خاقانی کے اشعار میں موجود ہے۔ وہ یہی تو اپنے معاندین سے کہہ رہا ہے۔ کہ تم بھی علوی زادے۔ میں بھی۔ تم بھی افلاک زادے۔ میں بھی۔ مگر پھر بھی مجھ میں۔ اور تم میں فرق ہے میری دایہ "عقل" ہے۔ میری گھٹی "شرع" ہے۔ میرا جھولا "انصاف" ہے۔ میں جاں فشاں ہوں۔ عقل پاش ہوں۔ فیض رساں ہوں۔ میری تعلیم ہوئی۔ میری تربیت ہوئی۔ میں بندہ طبیعت نہیں۔ تم جاہل۔ بندۂ نفس امّارہ۔ خود غرض۔ سفید پوش۔ خوش لباس۔ لذات جسمانی کے غلام۔ یہ تمام چیزیں قابل فخر ہیں۔ یا نہیں۔

دونوں اعتراض قابل التفات نہیں بہر حال دونوں اعتراض قابل التفات نہیں۔ اس لئے کہ صرف دوسرے مصرعہ پر نظر ڈالی گئی ہے۔ یہ نہ دیکھا کہ اوپر کیا کہہ آیا ہے اور نیچے کیا کہہ رہا ہے۔

قابل نامی کی عجیب تحریر **قابل نامی** کی بھی عجیب وغریب تحریر ہوتی ہے۔ لکھتے۔ لکھتے تحریر فرماتے ہیں۔ " مجھے خدا نے سب نعمتیں دی ہیں۔ کسی بات کا محتاج نہیں"

چوں دو بستان طبیعت را بصیقل داد عقل
در دبستان طریقت شد دل والای من

(۵۰)

طبیعت دو پستانِ حرص و ہوا۔ یا قوت غضبی و شہوی

صبر۔ بالکسر۔ دوا ہے جسے ایلوا کہتے ہیں۔ جب بچے کا دودھ چھڑایا جاتا ہے تو اس کو بھٹنی پر لگا دیا جاتا ہے۔ کڑواہٹ کی وجہ سے بچہ اس کو منہ میں نہیں لیتا۔ نول کشوری نسخہ میں "صبر" کی جگہ "الصبر" لکھا ہوا ہے اور (را) بھی نہیں۔

دبستاں۔ یعنی ادبستان مکتب۔

طریقت۔ راہ تصوف میں تزکیہ باطن اور صفائے قلب ہے۔ حدیث بیان کی جاتی ہے "الشریعت اقوالی والطریقت افعالی والحقیقت حالی" **والا بند**۔ دل کی صفت ہے۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ کہ جب میری دایۂ عقل نے طبیعت کی دونوں پستانوں پر ایلوا لگا دیا۔ اور میرا دودھ چھڑا دیا۔ یعنی جب عقل نے حرص و ہوا قوت غضبی اور شہوی کی برائیاں مجھے سمجھا کر ان سے ہٹایا تو میرا باہمت دل۔ (روح) مکتبِ طریقت میں آئی اخلاق۔ آئی معرفت۔ اور تزکیہ نفس کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے گیا +

(۵۱) **وز دگر سو چوں خلیل اللہ در و گر زادہ ام**

بود خواہر گیر عیسیٰ۔ مادر ترسای من

مریم حل لغات

خلیل اللہ۔ حضرت ابراہیم کا لقب ہے

در و گر۔ مخفف "در و گر" بڑھئی۔

معنی خاقانی کے باپ (علی بجار شروانی) بڑھئی تھے۔ حضرت ابراہیم کے والد (آزر) پتھر اور لکڑی کے بت بناتے تھے۔ اس وجہ سے خاقانی نے کہا ہے کہ میں حضرت خلیل کی طرح در و دگر زادہ ہوں۔

خواہر گیر عیسیٰ۔ خواہر گیر۔ منہ بولی بہن۔ کل نسخوں میں "خواہر گیر عیسیٰ" لکھا ہوا ہے۔ فاضل شارح اور دیگر شارحین نے اسی سے معنی کیے ہیں۔ بلکہ فاضل شارح نے ایک قصہ بھی لکھا ہے کہ "ترسا قوم کی ایک صالحہ عورت حضرت عیسیٰ پر ایمان لائی تھی اور اس کو آپ نے منہ بولی بہن بنایا

یہ تمام شارحین کی تقریریں اور اُن کی معنی دیکھتا رہا مگر مجھے شبہ رہا۔ ربانی القا کہوں یا ذہنی انتقال ایک عرصہ کے بعد سمجھ میں آیا کہ "خواہر گیر عیسیٰ" نہیں ہے بلکہ "خواہر گیر مریم" ہے۔ یعنی میرا جان۔ جو کہ عیسائی مذہب کی تھی وہ حضرت مریم کی منہ بولی بہن تھی۔ اب تقابل خوب ہوگیا۔ بلکہ صحیح ہوگیا۔ یعنی میرا باپ بڑھئی ہے اس لئے میں حضرت ابراہیم ہوں۔ اور میری ماں۔ چونکہ مریم کی منہ بولی بہن ہے۔ اس وجہ سے میں حضرت عیسیٰ ہوں۔ حضرت عیسیٰ کی بہن سے حضرت عیسیٰ نہیں پیدا ہو سکتے۔ البتہ مریم کی بہن سے حضرت عیسیٰ کا پیدا ہونا درست ہوتا ہے۔ فتدبر۔

"خواہر گیر عیسیٰ" کی جگہ "خواہر گیر مریم" ہے

مادر ترسا۔ کہتے ہیں **خاقانی** کی ماں پہلے نصرانیہ تھی۔ بعد میں مسلمان ہوئیں

فاضل شارح شادی آبادی اس شعر کے معنی یوں تحریر فرماتے ہیں:۔ کہ خاقانی کہتا ہے "میں باعتبار روح علوی زادہ ہوں۔ اور از طرف جسم، حضرت ابراہیم کی طرح درود گر زادہ۔ میری ماں کہ عیسائی تھی۔ حضرت عیسیٰ کی منہ بولی بہن تھی۔ یعنی میری ماں میں وہ قابلیت ہے کہ حضرت عیسیٰ پیدا کر سکے"۔

غرضکہ اسی قسم کے معنی لکھی ہیں۔ کرم خوردہ ہونے کی وجہ سے عبارت صاف نہیں پڑھی جاتی۔

اس شعر کو کسی شارح نے صحیح نہ کہا

مقصد میرا یہ ہے کہ اس شعر کو نہ تو کوئی شارح صحیح کر سکا۔ اور نہ اس کے معنی کسی نے صحیح لکھے۔

میں عرض کرتا ہوں۔ کہ حکیم کہتا ہے۔ کہ میں اوپر بتا آیا کہ از طرف روح۔ علوی زادہ۔ از طرف جسم آبای علوی و امہات سفلی زادہ ہوں۔ اب میں باعتبار توالد و تناسل بتاتا ہوں۔ سنو۔ اور غور سے سنو! میں ایک بڑھئی کا لڑکا ہوں۔ اس بنا پر حضرت ابراہیم ہوں۔ اور عیسائی عورت کا بیٹا ہوں (حضرت مریم کی منہ بولی بہن تھیں) اس وجہ سے میں حضرت عیسیٰ ہوں۔

ہو سکتا تھا کہ اس شعر کے معنی یوں کہے جاتے۔ جیسا کہ فاضل شارح نے کہے ہیں۔ کہ میں از طرف جسم ابراہیم زادہ ہوں۔ یعنی بڑھئی کا لڑکا ہوں اور از طرف

روح - علوی زادہ یعنی میرا حضرت عیسیٰ کی طرح کوئی باپ نہیں اور اگر ہے تو روح القدس یعنی قدسی زادہ۔

مگر آگے جو شعر آرہا ہے وہ اس آخری معنے کو نہیں چاہتا۔ معنی اول صحیح اور نہایت صحیح ہیں ؛

قابل نامی اور **فاضل بلگرامی** کے معانی لکھنا بیکار ہیں۔ اوّل تو "خواہر گیر عیسیٰ" سے معنے لکھے ہیں۔ دوسرے نہ اوپر کے اشعار کا خیال۔ نہ نیچے کے شعروں کا لحاظ۔ صرف ترجمہ ہی ترجمہ ہے۔

چنانچہ فاضل بلگرامی کے معنی ملاحظہ فرمائیے :-

"بہ لحاظ قوائے روحانی علوی زادہ ہوں۔ بہ لحاظ ظاہر مثل ابراہیم بخارزادہ ہوں۔ میری عیسائی ماں عیسیٰ کی منہ بولی بہن ہے ؛ بہر صورت عصمت والدہ کا بیان ہے ؛"

غور کیجئے کہ **خاقانی** کیا سلسلہ باندھتا چلا آرہا ہے۔ اور شارحین کیا فرما رہے ہیں۔ البتہ اتنا ہے کہ آپ نے یہ تحریر فرمایا۔ کہ "عیسیٰ" کی جگہ "مریم" بھی پڑھ سکتے ہیں ؛

چشمِ صلب پدر چوں شد بکاریز رحم
زاں مبارک چشمہ زاد گوہر رعنائے من (۵۲)

حل لغات

صلب - مہرہائے پشت - استخوانِ پشت چشمہ صلب - نطفہ سے کنایہ ہے۔

کاریز - کھیتوں - باغوں میں پانی دینے کے لئے زمین کے اندر نالی بناتے ہیں اس کے ذریعہ سے کھیت وغیرہ سینچے جاتے ہیں ؛

رحم - بالکسر ہے۔ "رحم مادر" مشہور ہے۔

گوہرِ رعنا - خوبصورت موتی - یہاں ذاتِ خاقانی مقصود ہے

(معنی) حکیم کہتا ہے۔ کہ میرے باپ کی پشت کے چشمہ سے رحم مادر کے کاریز میں پانی گیا

تو اس مبارک نطفہ سے میرا گوہر رعنا پیدا ہوا۔

پردۂ فقرم مشیمہ دست نطفم قابلہ
خاک شروان مولد و دار الادب منشای من

(۵۳)

حل لغات

فقر سے وہ فقر مقصود ہے جس کی نسبت آنحضرت نے فرمایا "الفقر فخری" نہ محتاجی نہ مفلسی۔

مشیمہ۔ اُس جھلّی کو کہتے ہیں جس میں وقت ولادت بچہ لپٹا ہوتا ہے۔

نطق۔ قوت ناطقہ مقصود ہے۔

قابلہ۔ دائی۔

مولد۔ پیدا ہونے کی جگہ۔

دار الادب۔ ادبستان۔ مکتب۔

منشا۔ نشو و نما کی جگہ۔ جائے تربیت۔

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو تم مجھ میں فقر۔ اور نطق دیکھ رہے ہو۔ یہ اس وقت کا نہیں۔ بلکہ جب میں پیدا ہوا تھا تو فقر کے پردے میں لپٹا ہوا تھا۔ اور اسی نطق کے ہاتھ نے مجھے جنوایا تھا۔ میری پیدائش کا مقام یہی شروان ہے۔ اور میری نشو و نما میری تربیت اسی دار الادب میں ہوئی

مقصد حکیم کا یہ ہے۔ کہ یہ فقر اور یہ نطق مجھ میں فطری ہے۔ یا یہ کہ جب میں پیدا ہوا تھا تو میرے گھر میں یہی چیزیں موجود تھیں۔

از غفلت

(۵۴)

ز ابتدا سرِ مامک و بابک بنا زیدم چو طفل
زانکہ ہم مامک قبیلم بود و ہم بابا ے من

سرِ مامک۔ لڑکوں کا ایک کھیل ہے وہ اس طرح کہ ایک نام "مامک" رکھتے ہیں۔ اس کی گود میں ایک لڑکا اپنا سر رکھکر آنکھیں بند کر لیتا ہے۔ یہ چور رہے۔ باقی لڑکے اِدھر اُدھر چھپ جاتے ہیں۔ یہ اُٹھکر اُنہیں ڈھونڈ ہتا ہے۔ چھپے ہوئے لڑکے دوڑ دوڑ کر "مامک" کے سر کو چھوتے جاتے ہیں۔ گویا "مامک" (ڈھائی) ہے

جس لڑکے کو چور نے ڈباتی چھونے کے قبل پکڑ لیا۔ وہ چور ہو گیا۔ پہلا چور لڑکا اس پر چڈھی لے گا۔

بابک ۔ کوئی کھیل نہیں ہے۔ اسلئے اس کو جمیع شارحین نے غلط مان کر "غفلت" کا نسخہ تجویز کیا ہے۔ سرا مک غفلت میں اضافت بادنی ملابست ہے۔ یعنی وہ کھیل جو بوجہ نادانی اور غفلت کھیلا جاتا ہو لیکن میں کہتا ہوں کہ ممکن ہے "خاقانی"

شارحین کے نزدیک بابک "صحیح نہیں"

مالک کا تابع مہمل۔ بابک لایا ہو۔ تاکہ دوسرے مصرعے کے مالک بابک سے مطابقت ہو جائے۔ اگرچہ فی الواقع بابک کوئی بازی نہیں۔ اور ممکن ہے کہ ایسا نہ ہو۔ اور محشی نے "سرا مکبابک" ملا کر بھی کھیل لکھا ہے۔

مامک "مامک" کے معنی ماں کے ہیں۔ اور یہ کاف تنظیم کا ہے۔ یا محبت و پیار کا اظہار کرتا ہے "رقیب" نگہبان + "بابا" باپ

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ میرا تو نشو و نما ہی دار الادب میں ہوا اس لئے میں شروع ہی سے لونڈوں میں "سرا مک بابک" کھیلنے نہ پایا (یا بہ وجہ نادانی و غفلت سرا مک کھیل نہ سکا) کیوں؟ اس لئے کہ میری پیاری ماں اور میرے مہربان باپ میرے سخت محافظ و نگہبان رہتے تھے وہ جانتے تھے کہ طفلی میں اگر خراب عادتیں راسخ ہو گئیں تو ان کا جوانی تو جوانی بڑھاپے میں بھی نکلنا دشوار ہوگا۔ تو جب میرے بچپنی میں یہ حالت تھی۔ کہ نہ میں نے کسی لونڈے سے چڈھی لی، اور نہ کسی کو چڈھی دی۔ تو اب غور کرو کہ کمال عقل میں کیسا ہونگا۔ اور میرے اخلاق کیا ہوں گے۔ پھر یہ بیجا تہمت کیسی۔ اور یہ لغو الزام کیسا جو تم میرے اوپر لگا رہے ہو۔

بُختیِ مستم نہ خوردہ پختہ و خام شما
کز شما خامان نہ اکنون ہست استغنای من

(۵۵)

حلِ لغات

بُختی مست ۔ مست اونٹ۔ بُختی بخت نصر کی طرف منسوب ہے اسنے اصفہانی اور عربی اونٹ کو ملا کر ایک نسل پیدا کرائی۔

پختہ و خام ۔ کچا۔ پکا۔ اچھا۔ بُرا۔

خامان ۔ ناقصان۔ بیوقوفانِ روزگار

استغنا - بے پروائی۔

میرے مست اونٹ نے (یعنی مَیں نے) تمہارے کچے پکے سے کبھی کچھ نہیں کھایا۔ یہ تم ایسے بے وقوفوں سے میری بے پروائی اور یہ میرا استغنا کچھ نیا نہیں ہے۔ مَیں نے ایسے جاہلوں سے ہمیشہ پرہیز کیا ہے۔ یعنی اس میں شک نہیں کہ تمہارے پاس مال و زر ہے۔ اور دنیا دار تمہاری خوشامد کرنے آتے ہیں۔ لیکن میں نے کبھی تمہارے مال سے فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اور نہ میں نے حرص کیا۔ اور نہ تمہاری خوشامد۔

حیض بر حور و جنابت بر ملائک بستہ ام
(۵۶)
گر ز خونِ دختران رز بود صہبای من

حل لغات

حیض - وہ ماہانہ خون جو جوان عورتوں کو آتا ہے

جنابت - ناپاکی

خون دختران - کنایہ شراب انگوری سے ہے۔

صہبا - شراب۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ تم نے میری پیدائش سے لے کر جوانی۔ اور جوانی سے لے کر اس وقت تک کے حالات سُنے۔ اب میں تم سے قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اگر میری شراب اس مادی انگور کی لڑکی کا خون ہو۔ اور اگر کبھی میں نے اس کو استعمال کیا ہو تو گویا میں نے اتنا بڑا گناہ کیا ہو کہ "میں نے حور کو یہ کہا ہو کہ "حائضہ" ہے۔ اور فرشتوں کو یہ کہا ہو کہ "جنب" ہیں۔ پہلا مصرعہ قسم ہے۔

درخورم می۔ ہم مرا شاید کہ از دہقان خلد
۵۷
دی رسید از دست امروز اُجری فردای من

حل لغات

دہقان خلد - رضوان جنت

دی - روز گزشتہ۔

امروز - تین لفظوں میں۔ لفظ "ام" بمعنی این آتا ہے۔ ایک تو یہی ہے۔

دوسرے امثال۔ تیسرے امثب۔ } وظیفہ۔ علوفہ۔ اُجرِی فردا۔ وظیفۂ قیامت۔ یعنی شراب طہورا۔

اُجری۔ بالکسر و بالضم

حکیم کہتا ہے "میں تمہیں بتا چکا۔ اور قسم کھا کر بتا چکا۔ کہ میں شراب نہیں پیتا۔ لیکن اب میں کہتا ہوں۔ کہ اگر میں پیوں۔ تو میرے۔ اور صرف میرے لئے لائق ہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ داروغۂ جنت سے وہ شراب طہور۔ جو اعمال صالحہ کے سبب سے کل قیامت میں مجھے ملنے والی ہے۔ وہ امروز کے ہاتھوں کل ہی (پہلے) میرے پاس آگئی"۔

اس لفظی ترجمہ کے بعد میں قابل "نامی"۔ فاضل "بلگرامی"۔ اور جناب "محشی" کے معنی لکھتا ہوں۔ اس کے بعد میں "خاقانی" کی اصل غرض لکھوں گا۔ جس پر ایک شارح بھی نہیں پہونچا۔

قابل نامی۔ "اور اگر میں شراب معرفت پیتا بھی ہوں۔ تو مجھ کو یہ زیبا ہے۔ کیونکہ داروغۂ بہشت کی طرف سے میری قیامت کا روزینہ مجھے موجودہ زندگی کے ذریعے سے کل شب ہی کو مل گیا۔

جناب نامی کے معنی غلط ہیں

جناب نامی کے یہ معنی حتماً غلط ہیں۔ اس لئے کہ رضوان نے نہ آجتک کسی کو "شراب معرفت" جنت سے بھیجی ہے۔ اور نہ بھیجے گا۔ شراب معرفت تو یہیں دنیا میں حاصل ہوتی ہے۔ "فتدبر فانہ من الدقیق"۔

شراب معرفت رضوان نہیں بھیجتا

پھر فرماتے ہیں:۔ مطلب ایں کہ اگر من در موجودہ زندگی شراب مے خورم۔ ہمان است۔ کہ فردا مرا بہ دست آمدے۔ پس من آن شراب طہورا درہمیں زندگی نوش میکنم۔

یہ مطلب البتہ کچھ صحیح ہوا۔ مگر رضوان جنت نے کیوں شراب طہور قبل از وقت بھیجی۔ اس مختصر سے نہیں معلوم ہو سکتی۔

فاضل بلگرامی کے معنے

فاضل بلگرامی۔ اور اگر میں شراب بھی پیوں تو مجھے زیبا ہے کیوں کہ داروغۂ بہشت سے کل ہی (بہت پہلے) اس دنیا ہی میں وظیفہ قیامت

(شراب طہور مجھول چکا +

آپ کے مطلب میں بھی وہی بات ہے، جو قابل **نامی** کے مطلب میں ہے+ اسی طرح جناب محشی کے معنی ہیں۔

حکیم کا مقصد، مقصد حکیم کا یہ ہے کہ۔ آج کے دن یعنی اس زندگی موجودہ میں مَیں وہ اعمال صالحہ کر رہا ہوں۔ اور جو کچھ کہ زندگی باقی ہے اس میں آیندہ کروں گا۔ کہ اس پر رضوان جنت اس قدر خوش ہیں۔ کہ انھوں نے قیامت کے پہلے ہی مجھے شراب طہور یہاں میرے پاس بھیج دی اور اسی (امروز) کے ہاتھوں روانہ کی ہے۔ یعنی ان ہی اعمال صالحہ کے ہاتھوں۔ حالانکہ کسی شخص کے کتنے ہی اعمال عمدہ ہوں مگر قیامت کے قبل اس کو جزا نہیں ملا کرتی۔ مگر اے بہتان لگانے والو! میرے مرتبے اور میرے اعمال کا اندازہ لگاؤ کہ مجھے قبل از وقت شراب طہور مل گئی ہے۔ کس قدر میری ذات پر بھروسہ کیا گیا ہے۔ رضوان جانتا ہے کہ مجھ سے گناہ سرزد ہی نہیں ہو سکتا اس شعر میں "دی" "امروز" "فردا" جس خوبی سے نظم کیا ہے۔ وہ اپنا نظیر آپ ہی ہے۔ اور "از دست امروز" کی تعریف نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ "امروز" ہی کی بدولت شراب طہور روانہ کی گئی ہے۔ گویا اس کے ہاتھوں آئی۔ (امروز) موجودہ زندگی۔ اور موجودہ زندگی میں اعمال ہی ہوتے ہیں۔ اس سے اعمال صالحہ مقصود ہیں۔

(۵۸)

در بہشتم می خورم طلق حلال زیرا کہ روح
خاک می شد تا پذیرد جرعۂ حمرائی من

حل لغات

طلق حلال شراب سے کنایہ ہے۔ لیکن بحث یہ ہے۔ کہ کیوں ہے۔ خاقانی کا ایک شعر ہے جس کا دوسرا مصرعہ یہ ہے:۔ ع

"طلق حلالِ نا روا طلقِ روانِ گوہری"

فاضل شارح اس کی تشریح فرماتے ہیں کہ "طلق حلال نا روا" شراب انگوری کو اس وجہ سے کہا کہ "طلق" ابریق ہے۔ اب

اگر حل ہو جاتی ہے تو کیمیا کے کام میں آتی ہے۔ طلق روان اس کا خلاصہ ہے۔ اس لئے شراب سے کنایہ ہوتا ہے شراب بھی کیمیا سے کم نہیں۔ چنانچہ شراب کو خاقانی نے "کیمیائے جاں" بھی کہا ہے۔ حلال اس وجہ سے کہا کہ انگور حلال ہے۔ اور اس کا نتیجہ یعنی شراب حرام ہے۔ اس لئے اس کو ناروا کہا۔

اور صاحب موید الفضلا نے "طلق حلال باردان" پڑھکر یہ معنی لکھے۔ طلق بمعنی خالص۔ و"حلال" بہ معنی بیروں آمدہ۔ و"باردان" بہ معنی صراحی۔ مولانا غیاث کہتے ہیں کہ اول کے دونوں لفظوں کے معانی لغات میں موجود نہیں میرے نزدیک یوں ہوں تو صحیح ہو سکتے ہیں۔ طلق۔ مجازاً بہ معنی شراب۔ طلق حلال شراب مثلث کہ وہ مباح ہے۔ بہرحال صاحب غیاث کی بحث کا نتیجہ یہ نکلا۔ کہ "طلق حلال" "شراب مثلث ہے۔ لیکن اون کا یہ کہنا کہ "حلال" کے معنی "بیروں آمدہ" کے نہیں تو صاحب منتخب نے لکھے ہیں:

اور جناب نامی نے طلق حلال کے معنی "حل کیا ہوا ابرک" لکھا ہے اور "کنایہ از شراب" بہرحال زیادہ بحث میں طول ہوگا یہاں شراب طہور مقصود ہے۔

روح - جان۔ فرشتہ۔ یعنی جبرئیل۔

جرعہ - گھونٹ۔

خمرا - سُرخ۔ یعنی شراب سُرخ۔

حکیم کہتا ہے کہ یہ جو میں نے کہا۔ کہ اگر میں شراب پیوں تو میرے لئے زیبا ہے۔ اس سے تمہارے ذہن میں یہ آیا ہوگا کہ وہ شراب آئی ہوئی رکھی ہے۔ میں اُسے پیتا نہیں اب میں بتاتا ہوں کہ میں ہر وقت بہشت میں ہوں۔ اور ہر وقت اُسی شراب طہور میں مست۔ یہی تو وجہ ہے کہ فرشتے خاک ہوئے جاتے ہیں۔ تاکہ میری شراب سُرخ کی جُرعہ چینی کریں۔ شراب پیتے وقت تھوڑی سی شراب نظر گزر کے لئے زمین پر ڈال دیتے ہیں۔

قابل نامی - میں بہشت میں۔ شراب معرفت پیتا ہوں۔ جس کے لئے روح کا ابرک خاک ہوتا ہے۔ تاکہ میری شراب سُرخ کا ایک گھونٹ پی لے۔

آپ نے (زیراک) کی جگہ (ابراک) پڑھا ہے اور یہ معنی لکھے ہیں۔ ابراک۔ ابرق

کا معرب و مزید علیہ اور شراب سے شراب معرفت۔

بوسہ بر سنگ سیاہ و مصحف روشن دہم
گرچہ چوں کوثر ہمہ تن لب شود اجزائے من (۵۹)

حل لغات

سنگ سیاہ - حجر اسود۔ قابل نامی نے اس مقام پر لُب بالضم
مصحف - قرآن مجید۔ پڑھا ہے۔ اور بہ معنی خالص لکھا ہے۔
لب - یہی لب۔ اور کنار اجزا کی جگہ ایک شارح نے حوا پڑھا ہے۔

معنی

خاتمہ پر حکیم کہتا ہے کہ سنو! اگر میرے تمام اجزا حوض کوثر کی طرح کنارے ہو جائیں اس میں شہد و شیر و شراب کوثر بھر جائے اس وقت بھی میں حجر اسود اور قرآن شریف کا بوسہ لوں گا۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ میں شریعت نبوی کا اس قدر تابع اور اتنا پیرو ہوں اور اس قدر اُسے عزیز رکھتا ہوں کہ کبھی ترک نہیں کر سکتا۔ گو میں کتنا ہی مستغنی کر دیا جاؤں تا اینکہ پورا حوض کوثر ہی کیوں نہ مجھ میں بھر دیا جائے۔

شاید میں اچھی طرح مطلب ادا نہ کر سکا انسان جب کوئی کام کرتا ہے۔ تو اسکا نتیجہ برآمد ہو جانے کے بعد وہ اس کو ترک کر دیتا ہے۔ اسی طرح شریعت کی پیروی کا نتیجہ یہ ہے کہ جنت میں جائے۔ اور امن و سکون کی زندگی میں رہ کر شراب طہور سے متلذذ ہوتا رہے۔

خاقانی کہتا ہے یہ کعبہ۔ یہ شریعت ایسی چیز ہے کہ اگر اس کی پیروی کا نتیجہ مجھے مل ہی کیوں نہ جائے۔ تا اینکہ میرے تمام اجزا حوض کوثر کے کنارے بن جائیں اور اسمیں شراب بھر دی جائے۔ تو میں بھی اس کو ترک نہیں کروں گا۔ اتنا میں قرآن کو عزیز رکھتا ہوں۔

سلمانی اور دیگر شارحین کے عجیب عجیب معنے

شارحین نے اس شعر کے عجیب عجیب معنی لکھے ہیں۔ دو معنی تو صرف کلیات خاقانی کے حاشیہ پر چڑھے ہوئے ہیں۔ ایک معنی تو (اجزائے من) تسلیم کر کے اور دوسرے

معنی (حور اے من) سے ہیں۔ اگر اُن کو میں نقل کرتا ہوں۔ تو بہت طول ہوگا۔

قابل نامی کے معنی

قابل نامی۔ لُبّ۔ خالص۔ صاف۔ اگرچہ میرے جسم کے ذرّے حوض کوثر کی مانند صاف ہو جائیں۔ تب بھی میں حجر اسود۔ اور قرآن شریف کی تعظیم۔ اور پیروی کروں گا۔

یہ تو نہ معلوم۔ جناب پروفیسر صاحب نے کیا تحریر فرمایا۔ میں تو بالکل ہی نہ سمجھا۔ اس کے بعد مطلب لکھتے ہیں۔ میں اگرچہ حوض کوثر کی مانند شراب معرفت سے معمور ہو جاؤں تب بھی میں شریعت کا ضرور تابع رہوں گا۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی۔ اگرچہ میں حوض کوثر کی طرح شیرینی صفا میں میرے تمام اجزائے بدن لب بن جائیں۔ تب بھی میں حجر الاسود۔ و قرآن کو بوسہ دوں گا۔ کیوں کہ ان دونوں کے بوسے سے میرے لبوں کو اور زیادہ شیرینی حاصل ہوگی۔ منتہائے شوق بوسہ کا بیان ہے۔

یہ مطالب گو کتنے ہی درست ہوں۔ اور شعر کے الفاظ ان کی مساعدت کر رہے ہوں۔ مگر خاقانی کے اغراض سے بالکل الگ ہیں۔

خاقانی نے پہلے یہ کہا کہ میں شراب نہیں پیتا۔ پھر کہا کہ اگر میں پیوں تو میرے لئے زیبا۔ اس لئے میرے اعمال صالحہ پر نظر رکھتے ہوئے رضوان جنت نے مجھے شراب طہور قبل از وقت بھیجدی۔ پھر یہ کہا کہ میں دنیا ہی میں بہشت میں ہوں۔ اور شراب طہور پی رہا ہوں۔ اب اس کے بعد یہ کہہ رہا ہے کہ باوجود شراب طہور ملجانے کے جو نتیجہ پیروی شریعت ہے۔ میں شریعت کی پیروی ترک نہیں کر سکتا۔ یہ سلسلہ ملحوظ رکھتے ہوئے شراب معرفت پر غور کیا جائے کہ کہاں تک صحیح ہے۔ لبوں کی اور زیادہ شیرینی ہو جانا کہاں تک درست ہے۔

اس موقعہ پر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ فی نفسہ خاقانی کے لئے کیا شراب طہور آئی۔ اور کیا فی الواقع اس کے لئے بہشت اوتارا گیا۔ یا مبالغہ کر رہا ہے۔ اصل یہ ہے کہ جب کسی کو کسی چیز کا عین الیقین اور حق الیقین ہو جاتا ہے تو اس کی ایکدوسری

حالت ہوجاتی ہے۔

خاقانی کا مقصد یہ ہے کہ مجھے اپنے درستی اعمال اور اس کے نتیجہ کا حق الیقین ہے۔ گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ میں بہشت میں ہوں۔ اور شراب پی رہا ہوں۔ اور یہ ان لوگوں کے مقابلہ میں کہا ہے کہ جنہوں نے اوس پر تہمت لگائی ہے۔

شارحین اس مغز پر نہیں پہونچے۔ کہیں سے کہیں چلے گئے۔

مالکِ ملکِ سخن خاقانیم کز گنجِ نطق

(۶۰) **دخلِ صد خاقان سزد یک نکتۂ غرائے من**

قصیدہ ختم کرچکا۔ اب سنت شعراء ادا کرتا ہے۔

معنی کہتا ہے میں خاقانی ہوں۔ اور ملکِ سخن کا مالک۔ میرے کلام کے خزانے کے ایک نکتہ کی قدر و قیمت سیکڑوں بادشاہوں کی آمدنی ہوسکتی ہے۔

اس شعر میں بھی بادشاہ شروان پر کاری ضرب لگائی ہے۔ یعنی تم ایسے بادشاہوں کی آمدنی میرے ایک نکتہ کے برابر ہے۔ بلکہ نہیں ہوسکتی ہے۔ اس لئے کہ مادی جواہرات کہیں جواہراتِ معنی کے مقابل ہوسکتے ہیں۔

دست من جوزا و کلکم حوت و معنی سنبلہ

(۶۱) **سنبلہ زاید ز حوت از جنبش جوزائے من**

سنبلہ ۱۲ حوت ۱۲ جوزا ۳

جوزا - تیسرا برج ہے۔ اس کی شکل دو جوڑواں بچوں کی سی ہے۔ ذوجسدین ہے اور ہاتھ دو ہیں اس لئے ہاتھوں کو جوزا سے تشبیہ دی ہے۔ یہ برج عطارد کا خانہ ہے جو دبیر فلک ہے

حوت - بارہواں برج ہے۔ یہ بھی ذوجسدین ہے۔ خانہ مشتری ہے۔ جو قاضی فلک ہے۔ مچھلی پانی میں پیرتی ہے۔ قلم بھی دوات کے چشمے اور دریائے الفاظ و معنی میں شناوری کرتا ہے۔

حل لغات

پھر قاضی احکام صادر کرتا ہے۔ قلم کا بھی یہی حال ہے ؛

سنبلہ ۔ بالی ۔ چھٹے برج کا نام ہے ۔ یہ بھی خانۂ عطارد ہے اور یہ دبیر فلک ہے اسکو شاعری علم و حکمت سے نسبت ہے

تنبیہ

نجوم میں جوزا کی نسبت ۔ ہاتھ ۔ بازو اور کلائی سے ہے ۔ اور " حوت " کی " قلم " اور " نے " سے ۔ اور " سنبلہ " کی علوم اور اشعار وغیرہ سے

حکیم کہتا ہے ۔ میرا ہات " جوزا " ہے ۔ میرا قلم " حوت " اور میرے معنی " سنبلہ " میرے اس " جوزا " کی حرکت کی وجہ سے میرے " حوت " سے " سنبلہ " پیدا ہوتے ہیں ۔ یعنی میرا ہات ۔ وہ ہات ہے کہ جس کی جنبش کی وجہ سے میرے قلم سے وہ معانی پیدا ہوتے ہیں ۔ جو بلندی میں مثل سنبلہ کے ہوتے ہیں ۔

گرچہ از زن سیرتان کارم چو خنثی مشکل است

(۶۲)

حاملم از جان مردان خاطر عذرائی من

حل لغات

زن سیرت ۔ عورتوں کے سے خصائل رکھنے والا ۔ اپنے مخالفین کو کہا ہے جو بزدل ۔ اور صفات رذیلہ سے متصف ہیں

خنثی ۔ بالضم ۔ ایسا شخص جو مرد و عورت دونوں کی علامتیں رکھتا ہو ۔

کہا جاتا ہے کہ چیل کی یہی حالت ہے ۔ بعض کے نزدیک چھ ماہ اور بعض کے نزدیک ایکسال مادہ اور نر رہتی ہے ۔ الوسی کہتا ہے ، یک سال زغن مادہ و یک سال نر آمد

مردان ۔ اہل اللہ ۔ عاشقان الٰہی ۔

عذرا کنواری لڑکی

معنی

حکیم کہتا ہے ۔ اگرچہ ان بزدلوں ۔ نامردوں ، بدخصلتوں کی وجہ سے میرے کام میں دشواریاں رہتی ہیں ۔ اور ان سے مجھے اذیت و تکلیف پہنچتی ہے (جس طرح خنثی کے کام میں دشواریاں ہوتی ہیں کہ کبھی وہ مرد ہو جاتا ہے اور کبھی عورت) مگر میں ان کی کچھ پرواہ نہیں کرتا ۔ اس لئے کہ میری باکرہ خاطر عاشقان الٰہی کی جان سے حاملہ ہے ۔ میں اہل اللہ کے سے خیالات اور عاشقان الٰہی کے سے اخلاق رکھتا ہوں ۔ یہ زن سیرت پڑی

بکا کریں میں نہ کچھ ان کی پرواکرتا ہوں اور نہ ان سے متاثر۔

(۶۳)

گر بہفت اقلیم گوید کس بمثل ایں دو بیت
کافرم دار القمامہ مسجد اقصائی من

حل لغات

دار القمامہ - ایسا مقام جہاں کوڑا کرکٹ ڈالا جائے۔ گھورا۔ چکلہ جہاں عورتیں زنا کاری کے لئے جمع ہوں۔ } گرجا کے بھی معنی ہیں۔

مسجدِ اقصا:- بیت المقدس

حکیم کہتا ہے کہ۔ میں ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں۔ کہ میرا سا شاعر نہ صرف ایران۔ بلکہ ہفت اقلیم میں نہیں۔ بلکہ اتنا بھی نہیں کہ اس قصیدے کے ایسے صرف دو شعر کہہ دے۔ اگر میں جھوٹ کہتا ہوں۔ تو کافر ہوں۔ اور میری مسجدِ اقصا۔ گرجا یا چکلہ۔ یا گھورا ہو۔

(۶۴)

شاعران را گرچہ غاوون خواندہ اند در قرآن خدا
ہم از ایشان بود ظاہر وجہ استثنائے من

استثنا

حل لغات

غاوون - قرآن شریف میں آیا ہے وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ - اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ وَاَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَذَكَرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا

اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سرگرداں پھرتے ہیں اور منہ سے وہ کہتے ہیں جو کرتے نہیں ہاں وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے اور اللہ کی یاد زیادہ کی

جناب محشی اور فاضل بلگرامی اور جناب نامی

والشعراء الخ کا ترجمہ غلط کرتے ہیں فرماتے ہیں کہ:۔ شاعر لوگ تو گمراہوں کی پیروی کرتے ہیں۔ شاعر نہیں بلکہ گمراہ شاعروں کی پیروی کرتے ہیں۔

استثنا:- جناب فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔ استثنا اس مقام پر صحیح نہیں۔ مصرعہ یوں ہونا چاہئے "ہم از ایشاں بود ظاہر وجہ استثنائے من" یا اسطرح ہست "ہم از ایشاں بود ظاہر استثنائے من"۔ چونکہ قرآنیں استثنا ہے اس وجہ سے انکی تصحیح درست ہے۔ باقی دوسرے مصرعہ کی ضرورت نہیں۔

شاعران بلگرامی کی تصحیح

جناب نامی کی بلاغت اس شعر کا ترجمہ ہی بتا رہا ہے

معنی

حکیم کہتا ہے کہ اگرچہ خداوند عالم نے قرآن مجید میں شاعروں کو غاوون کہا ہے۔ مگر میرے مستثنیٰ ہونیکی وجہ بھی خود انہیں سے ظاہر ہے۔ اسلئے کہ خود قرآن میں استثنا موجود ہے مطلب حکیم کا یہ ہے کہ ایسے شاعر جو بندہ نفس امارہ ہیں اور دنیا داروں کی کبھی ہجو اور کبھی تعریف کرتے ہیں اور انمیں وہ صفات ثابت کرتے ہیں جو درحقیقت موجود نہیں ہوتے۔ گمراہ ہیں۔ میں انسے مستثنیٰ ہوں۔ جیسا کہ خود قرآن پاک میں الا الذین کہکر استثنا کیا ہے۔ میں تو درحقیقت ایمان والا ہوں اور اعمال صالحہ کرتا ہوں

تنبیہ

قرآن پاک میں شاعروں کو گمراہ نہیں کہا ہے بلکہ یہ کہا ہے کہ گمراہ ان کی پیروی کرتے ہیں ظاہر ہے کہ گمراہ گمراہ ہی کی پیروی کریگا۔ اسلئے خاقانی نے التزاماً شاعروں کو غاوون کہا ہے۔

قابل نامی۔ شاعروں کی نسبت خداوند عالم نے اگر یتبعہم الغاوون فرمایا ہے۔ اسی وجہ سے لغو گو شعراء پر ہنستا ہوں۔ (مگر میں ایسا نہیں ہوں)

فاضل بلگرامی۔ اگرچہ خداوند عالم نے قرآن میں شعراء کو پیرو گمراہاں کہا ہے مگر میرے مستثنیٰ ہونے کی وجہ خود انہیں کے کلام سے ظاہر ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنے

دونوں بزرگواروں کے معنی غلط ہوگئے۔ وجہ غلطی ظاہر ہے کہ آیت کا ترجمہ غلط کیا ہے۔

دونوں کے معنی غلط ہوگئے

از مصاف بولہب فعلاں نہ پیچانم عناں
چوں رکاب مصطفےٰ شد مقصد و ملجای من

(۶۵)

حل لغات

مصاف۔ جمع ہے مصف واحد اسم ظرف ہے۔ بمعنی جائے صف زدن لیکن مجازاً بہ معنی جنگ مستعمل ہے۔

بولہب۔ آنحضرتؐ کا چچا ہے۔ "بولہب فعل" ایسا شخص جو دشمنی اور کینہ بولہب کی طرح رکھتا ہو۔

ملجا۔ "لجا" سے ماخوذ ہے۔ بہ معنی جائے پناہ۔

معنی

حکیم کہتا ہے چونکہ میرا مقصد و ملجا حضرت محمد مصطفیٰ کی رکاب ہے اندریں صورت

میں ان بولعب فعلوں۔ ان کینہ توزوں کی جنگ سے منہ پھیر لوں گا۔ ہرگز نہیں؟ اس لئے کہ خود آنحضرت نے بھی اپنا کام جاری رکھا تھا۔ اور بولہب کی دشمنی کی کچھ پروا نہیں کی۔

(۶۶)

قاسم رحمت ابوالقاسم رسول اللہ کہ ہست
در ولای او خدیو عقل و جاں مولای من

قاسمِ رحمت ۔ قاسم۔ تقسیم کرنے والے۔ ایسی ذات جو رحمت تقسیم کرنے والی ہو۔ آنحضرت کو کہا ہے اس لئے کہ آپ "رحمۃ للعالمین" ہیں۔

ابوالقاسم ۔ آپ کی کنیت ہے آپ کے صاحبزادے کا نام قاسم تھا۔

ولا محبت و دوستی

خدیو خداوند۔ بادشاہ

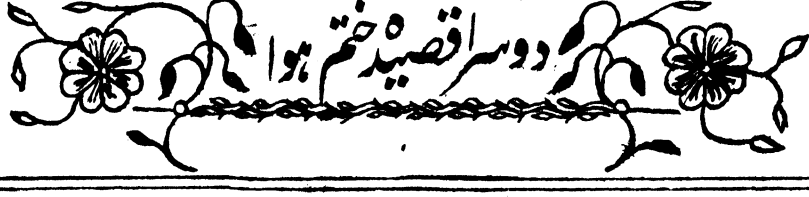
مولا غلام۔ خداوند۔ یاری دہندہ

معنی ادا

حکیم کہتا ہے۔ تم جانتے ہو۔ وہ مصطفےٰ کون ہیں؟ کہ جن کی رکاب میری ملجا ہے میں تمہیں بتاتا ہوں وہ رحمت کے قاسم۔ اور قاسم کے باپ۔ اور خداوند عالم کے رسول ہیں۔ جن کی محبت کی وجہ سے یہ عقل۔ اور یہ جان کہ جو بادشاہ ہیں۔ میرے غلام ہو گئے ہیں؛

لیکن میں کہتا ہوں کہ یوں کیوں نہ معنی کہے جائیں۔ کہ ذرا شاہ شروان پر چوٹ بھی ہے یعنی آنحضرت کہ جن کی ولا کا یہ اثر ہے کہ بادشاہ عقل و جان میری یاری کرنے والے ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ آنحضرت کی محبت کا یہ اثر ہے کہ میں نفس امارہ کی پیروی سے نکل گیا اور میرے مددگار میری عقل و جان ہو گئی۔ لہذا میں ان کی شاہی اور ان کی مددگاری کے تحت میں ہوں۔ نہ کہ شاہ شروان کی شاہی کے تحت میں؟



۷۸۶

قصیدۂ سوم

عروس عافیت آنگہ قبول کرد مرا * کہ عمر بیش بہا داد مش بشیر بہا

(۱) مش

اس قصیدے کے تین شارح ہیں :-

(۱) فاضل شارح

اول جناب محمد بن داؤد شادی آبادی - جن کو میں **فاضل شارح** کے لقب سے ملقب کرتا ہوں -

(۲) جناب محشی

دوم جناب **محشی** جو خاقانی کے کلیات پر متعدد لغات اور شرحوں سے تحشی کرتے ہیں - اور خاتمہ پر (دش) لکھ دیتے ہیں - آپ کئی شرحوں سے حاشیہ چڑھاتے ہیں - جن کا مجھے پتہ نہیں - اس لئے میں ان سب کی جگہ پر جناب "محشی" لکھتا ہوں ؛

(۳) فاضل بلگرامی

سوم جناب **شاداں بلگرامی** - جن کی اردو شرح ابھی طبع ہوئی ہے - آپ "اورینٹل کالج لاہور" میں پروفیسر ہیں - آپ کو میں اپنی شرح میں **فاضل بلگرامی** لکھتا ہوں -

وزن بحر

اس قصیدے کا وزن "مفاعلن - فعلاتن - مفاعلن فعلن یا فعلات ہے دوبار بحر کا نام "مجتث مثمن مقصور" یا محذوف ہے

حل لغات

عروس عافیت - عروس دولہن - عافیت تندرستی - تصوف کی اصطلاح میں "قرار القلب مع اللہ لحظۃ" عروس عافیت میں اضافت تشبیہی ہے -

کہ :- بیانیہ

بیش بہا :- بیش قیمت

شیر بہا :- روپیہ کپڑا وغیرہ جو دولہا

کی طرف سے دولھن کو بھیجا جاتا ہے۔ اسی کو دست پیماں بھی کہتے ہیں۔ بہار عجم میں ساچق اور بری کا ترجمہ کیا ہے۔ دست پیماں کے متعلق لغت میں ہے کہ وہ رقم جو نکاح کے وقت دلھن کو دیجاتی ہے۔ مہر مجل کو بھی کہتے ہیں۔ شین کی ضمیر عروس عافیت کی طرف ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ عافیت کی دولھن نے مجھے اس وقت قبول کیا ہے۔ جب کہ میں نے اپنی عمر ایسی بیش قیمت چیز کو اس کے مہر میں دے دیا۔ یعنی میں نے برسوں ریاضت شاقہ میں صرف کرکے اور "موتوا قبل ان تموتوا" پر عمل پیرا رہ کر اپنے تمام قویٰ کو مہذب۔ اور اپنے تمام اخلاق کو درست کیا ہے۔ اس وقت کہیں جاکر مجھے حقیقی تندرستی اور صحیح عافیت (فرار القلب مع اللہ) حاصل ہوئی ہے۔ ورنہ اس کے پہلے عافیت کہاں، دنیا کی رنق زق بق بق میں پڑا ہوا تھا اور تمام قوتوں کو بیماری لاحق تھی نہ قلب کو قرار تھا۔ نہ دل کو سکون۔

چو گشت عافیتم خوشہ درگلو آورد ✤ چو خوشہ باز بریدم گلوی کام ہوا

(۲۱) ش

خوشہ درگلو آوردن۔ عبارت ہے خوشہ کے نکلنے سے۔ یعنی جس وقت کہ درخت سے بالی نکل رہی ہو۔

حل لغات

یہ صحیح نہیں۔

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں کہ خوشہ سے مراد حرص نفسانی ہے۔ میرے نزدیک

فاضل بلگرامی سے اختلاف

گلوی کام وہوا۔ کام۔ مقصد۔ ہوا خواہش نفسانی۔ کام وہوا کو ایک شخص فرض کرکے اسکا گلا قرار دیا ہے یہ ترکیب قدم فکر۔ پائے نظر کی ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ جس وقت کہ عافیت کی کھیتی سرسبز وشاداب ہوئی۔ اور اس میں بالیاں آنے لگیں۔ یعنی عافیت قریب بہ تکمیل پہنچی تو میں نے دنیوی مقاصد اور نفسانی خواہشات کے گلے کو اس طرح کاٹا جس طرح خوشہ کاٹا جاتا ہے۔ یعنی جوہیں مجھے عافیت میسر ہوئی اور درجہ تکمیل پر پہنچنے لگی اسی وقت میں نے لذات نفسانی کا خاتمہ کردیا کہ کہیں ایسا نہ ہو نفس پھر بہکے اور پھر بداخلاقی کی بیماریاں لاحق حال ہوں

فاضل بلگرامی کے معنی صحیح نہیں ۱۲

فاضل بلگرامی۔ اگر میری عافیت وسلامتی کی کھیتی میں خواہشات کی بالی

نکلنے کو ہوتی ہے۔ تو میں فوراً پکی بالی کی طرح مقاصد اور خواہشات کے گلے پر چھری پھیر دیتا ہوں۔

حکیم کہہ رہا ہے۔ کہ عافیت کی کھیتی میں خوشہ نکل رہے ہیں۔ یعنی یہ کھیتی اب درجۂ تکمیل پر پہونچ رہی ہے۔ عنقریب اس کے نتائج برآمد ہوں گے۔ اس بنا پر میں نے خواہش نفسانی کا خاتمہ کر دیا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس لہلہاتی کھیتی پر یہ برق خرمن ہو جائے اندریں صورت "خوشہ" سے مراد خواہش نفسانی نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ خوشہ تو عافیت کی کھیتی کا ہے۔

(۳) ششم

خروس کنگرہ عقل پر بکوفت چو دید کہ در شب امل من سپید شد پیدا

خروس کنگرہ عقل سے مراد روح ہے۔ شارح فاضل فرماتے ہیں کہ عشق سے بھی مراد ہو سکتی ہے۔ پھر فرماتے ہیں کہ خروس سے خروس عرشی بھی مراد ہو سکتی ہے۔ اور عقل۔ عرش کو کہتے ہیں۔"

شارح فاضل سے اختلاف

میرے نزدیک آخری مرادیں اچھی نہیں۔ فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔ "خروس کنگرہ عقل" باضافت بیانی عقل سلیم مراد ہے۔

فاضل بلگرامی سے اختلاف ۱۲

آپ کے پاس شارح فاضل کی شرح موجود ہے۔ اور وہ "خروس کنگرہ عقل" سے روح مراد لے رہا ہے۔ مگر آپ صحیح کو بھی غلط کر دیتے ہیں۔ "خروس عقل" ہوتا تو آپکا بیان صحیح ہوتا۔ آپ نے (کنگرہ) کے لفظ پر غور نہیں فرمایا۔ اضافت بیانی۔

"خروس کنگرہ عقل" سے مراد عقل نہیں

اور تشبیہی ایک چیز ہے۔ بعض اس اضافت تشبیہی کو بیانی بھی کہہ دیتے ہیں۔ خروس کنگرہ عقل میں مشبہ مشبہ بہ کیا ہیں۔ اور کنگرہ کیا ہے۔

بہرحال صحیح وہی پہلی بات ہے۔ عقل کے کنگرہ پر خروس روح بیٹھا ہوا ہے۔ ظاہر ہے کہ روح عقل سے کام لیتی ہے اور ادراک معقولات کرتی ہے۔

کہ بیان جملہ مطویہ محذوفہ ہے اور وہ یہ امر ہے

شب امل دنیاوی امیدوں کی شب۔ مقاصد دنیوی کو رات اس وجہ سے کہا کہ وہ مادی فانی و معدوم ہیں۔ ان کی تیرگی ظاہر ہے۔

سپید نور کا تڑکا۔ یہاں صفائے باطن مطلوب ہے

معنی

جس وقت نور کا تڑکا ہوتا ہے تو مرغ پر پھٹ پھٹا کر بانگ دیتا ہے۔ حکیم کہتا ہے جب کہ عقل کے کنگورے پر مرغ (یعنی میری روح) نے یہ دیکھا کہ خواہشات نفسانی کی اندھیری رات میں سفیدۂ صبح نمایاں ہونے لگا تو اس نے مارے خوشی کے اپنے بازو پھٹ پھٹانا شروع کئے۔ یعنی جب اس نے ادراک کیا کہ خواہشات نفسانی دور ہوئی اور صفائی باطن کا ظہور ہونے لگا تو از حد خوشی ہوئی۔

فاضل بلگرامی - جب خروس عقل نے دیکھا۔ سپیدہ نور باطن پیدا ہوا ہے اور اب شب امال دنیوی زائل ہو جائے گی تو اس نے مارے خوشی کے پر پھٹ پھٹائے۔

فاضل بلگرامی کے معنے ۱۲

جناب فاضل بلگرامی نے آخر کار اپنے ترجمے میں (خروسِ عقل) رکھا۔ اور (کنگرہ) کا لفظ نکال ڈالا

چو ماہ سی شبہ ناچیز شد خیال غرور + چو روز پانزدہ ساعت کمال یافت ضیا

(۴)

(صفت ۱۲ فعل ۱۲ فاعل ۱۲)

ماہ سی شبہ - ماہِ سی روزہ۔ ماہ چہار ہفتہ سے کنایہ شئے معدوم و ناچیز سے ہوتا ہے اس لئے کہ چاند نہایت باریک۔ گویا ناچیز ہوتا ہے

روز پانزدہ ساعت :- وہ دن جو پندرہ گھنٹے کے ہوں اس زمانے میں روشنی زیادہ ہوتی ہے۔ گویا دن اپنے کمال پر ہوتا ہے ؛

یافت کا فاعل (ضیا) ہے۔ اور اس کا مفعول کمال ہے۔ یعنی ضیا نے کمال کو حاصل کر لیا۔ اور یہ ضیا وہی سپیدہ ہے جو اوپر والے شعر میں مذکور ہے مگر جناب شاداں بلگرامی کی دقتِ نظری یہ بتاتی ہے کہ یافت کا فاعل "دل" ہے جو نیچے کے شعر میں ہے۔ کچھ مضائقہ تو نہ تھا مگر شعر کے معنی گڑبڑ ہو جائیں گے۔ اور ربط نہیں رہے گا ؛

حل لغات

فاضل بلگرامی سے اختلاف ۱۲

حکیم کہتا ہے۔ صفائے قلب و نور باطن حاصل ہونے پر کبر و غرور تیسویں رات کے چاند کی طرح ناچیز و معدوم ہو گیا۔ اور گرمیوں کے بڑے بڑے دنوں کی طرح سپیدہ یعنی ضیا نے کمال حاصل کیا۔

معانی

خلاصہ یہ ہے کہ جس طرح دن بڑھتے بڑھتے پندرہ گھنٹہ کا ہو جاتا ہے۔ اور اس کی ضیا کو کمال ہو جاتا ہے۔ اسی طرح میرے شب دل میں جو سپیدہ نور باطن نمایاں ہوا تھا تدریجاً درجہ کمال پر پہونچ گیا۔

(۵) **مسیح وار پی ریستی گرفت آن دل ✤ کہ باز گونہ روی داشت چون خط ترسا**

حل لغات

پی گرفتن ۔ پیچھا لینا۔ پے کے معنی قدم نشان قدم۔ اور عقب کے ہیں۔

باز گونہ روی ۔ اُلٹی چال چلنا۔

آن دل وہ روح جو حواس کنگرہ عقل ہے

خط ترسا ۔ عیسائیوں کا خط۔ بائیں طرف سے لکھا جاتا ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے وہ روح جس کی رفتار عیسائیوں کے خط کی طرح اولٹی تھی یعنی بھیجی تو گئی تھی معرفت ایزدی و عبادت صمدی کے لئے۔ مگر نفس امارہ کی مطیع ہو کر ماکولات۔ ملبوسات۔ مشروبات میں منہمک ہو گئی۔ اب جا کر اُس نے حضرت عیسیٰ کی طرح راستی کے نشان قدم پر چلنا شروع کیا۔

(۶) **زمرغزار سلامت دل مراخبرات ✤ کہ ہم مسیح خبر دار ازمزاج گیا**

حل لغات

مرغزار سلامت میں اضافت تشبیہی ہے۔ مرغزار۔ سبزہ زار۔ مرغ بالفتح دوب کو کہتے ہیں۔ بعض اسکو مرغزار بالضم پڑھتے ہیں۔ اس غلطی سے بچنا چاہئے۔

سلامت کے معنی بے گزند ہونا۔ بے عیب ہونا۔ اور رہائی پانا۔ یہاں تینوں معنی لئے جا سکتے ہیں۔

فاضل بلگرامی کی عجیب غلطی

فاضل بلگرامی اس لفظ پر عجیب عبارت لکھتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔ سلامت بہ معنی وحدت کیونکہ مثل میں آیا ہے "السلامت فی الوحدت" عربی کے اس فقرہ کے تو یہ معنی ہیں کہ "سلامتی تنہائی میں ہے" نہ کہ سلامتی وحدت ہو گئی ممکن تھا کہ کاتب کی غلطی تجویز کی جاتی۔ مگر مشکل تو یہ ہے کہ آپ نے شعر کے معنی بھی "وحدت" سے لکھے۔

مسیح کے معنی دوست۔ اور بہت پیمائش کرنے والے کے ہیں۔ آپ حق دوست اور سیر و سیاحت پسند تھے

اسی وجہ سے یہ لقب ہوا } **گیا** ۔ نباتات

معنی

حکیم کہتا ہے ۔ میری روح سلامتی کے سبزہ زار سے خوب واقف ہے ۔ وہ ان تمام طرق سے آگاہ ہے کہ انسان کس طرح دنیوی خواہشات سے رہائی پا سکتا ہے ۔ کس طرح بے عیب ہو سکتا ہے ۔ کیونکر امراض نفسانی سے نجات حاصل کر سکتا ہے ۔ کس طرح اہل دنیا کے گزندوں سے بچ سکتا ہے ۔ اس لئے کہ وہ تو مسیح وقت ہے ۔ جس طرح حضرت عیسیٰ کو جڑی بوٹی کے مزاج سے واقفیت ہے اسی طرح میرے دل کو سبزہ زار عافیت سے ۔

حضرت عیسیٰ کے وقت میں اطبا کا زور تھا ۔ اس لئے آپ کو صحت امراض کا معجزہ عطا ہوا ؛

فاضل بلگرامی کے معنی صحیح نہیں ہیں

فاضل بلگرامی ۔ سبزہ زار وحدت و تجرید سے میرا دل خوب واقف ہے ۔ کیونکہ مسیح بوٹیوں کے مزاج سے خوب واقف ہے ۔ اسی طرح میرا دل وحدت و تجرید سے خوب واقف ہے ؛

جناب فاضل بلگرامی کے معنی صحیح نہیں ۔ یہاں سلامتی کا ذکر ہے ۔ نہ وحدت کا ! وحدت کا ذکر آگے آتا ہے " مرا شہنشہِ وحدت زدا مگاہ خرد "

مرا طبیبِ دل اندر گونہ کردہ است ؛ درین سوا د بترس از حوادث سودا

(ہے)

حل لغات

طبیبِ دل باضافت بیانی ۔ وہی روح ہے ۔ روح کو طبیب اس وجہ سے کہا کہ وہ امراض نفسانی کا علاج کرتی ہے امراض نفسانی "اخلاق ناصری" میں مذکور ہیں ؛

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں ۔ طبیبِ دل سے تجرد بھی مراد لے سکتے ہیں ۔

گونہ ۔ تھوڑی

سواد ۔ حوالی شہر ۔ سیاہی ۔ یہاں دنیا مراد ہے ۔

سودا ۔ ایک خلط ہے ۔ اور دیوانگی اور ہوا و ہوس

معنی

تو چونکہ میری روح سلامتی کے مرغزار سے بدرجہ اتم واقف ہے اس لئے اُس نے

مجھے کچھ تھوڑی سی نصیحت کی ہے۔ وہ یہ کہ ای خاقانی تم اس مادی دنیا میں ہوا و ہوس کو حوادث سے ڈرو۔ اور دنیوی لذات سے بچو۔ ورنہ یاد رکھو! تمہاری سلامتی معرض خطر میں آجائے گی ؛

(۸) ش ص لغات

تلخ و ترش رضا نوش ان گیتی بر ؛ کہ نیشتر خوری ار بشیر خوری حلوا

تلخ و ترش اس وجہ سے مذکور ہوا۔ کہ اس سے سودا کم ہو جاتا ہے۔

یہاں تکالیف مقصود ہیں۔

بر زائد ہے در بر۔ نسر۔ فر۔ فرو۔ فرا۔ زائد آتے ہیں۔ یا یوں سمجھو کہ برخوان گیتی تہا حرف "بر" اپنے محل سے ہٹ گیا۔ اسکی بجائے صرف "با" آگیا۔ اب اگر ہم "بر" کو مقدم کر دیں۔ تو "با" زائد ہے۔

حلوا

اس کے کھانے سے صفرا میں زیادتی ہوتی ہے۔ اور خون میں بھی

معنی

طبیب دل نے مجھ سے کہا۔ دیکھو خاقانی اس دنیا کے دسترخوان پر تلخ و ترش بھی ہے اور شیریں بھی۔ تم تلخ و ترش ہی پر راضی ہو۔ شیریں کو ہاتھ نہ لگاؤ۔ اس لئے کہ اس ترشی و تلخی سے وہ سودا جو ہم اوپر بتا آئے ہیں کم ہو جائے گا۔ اگر کہیں تم نے حلوے پر ہاتھ ڈالا۔ تو جتنا اسے کھاؤ گے اتنا ہی نقصان ہوگا۔ خون میں زیادتی ہوگی۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ تمہاری رگ نشتر فصاد کھائے گی۔ یعنی مصائب و تکالیف برداشت کرو۔ لذات نفسانی اور لہو و لعب سے کنارہ کشی اسی میں تمہاری سلامتی ہے ؛

(۹) ص لغات فاضل بلگرامی کی دقت نظری

ازین سراچہ آوا و رنگ دل بگسل ؛ با رغوان بن رنگ و با رغنوں آوا

سراچہ آوا و رنگ ۔ اسی کرۂ ارض کو کہا ہے اس لئے کہ یہاں کی چیزوں میں رنگ بھی ہے اور آواز بھی یعنی نغمہ۔ اور طبیعت ان پر مائل ہو جاتی ہے۔

فاضل بلگرامی دقت نظری فرماتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ "سراچہ آوا و رنگ" سے مراد آسمان ہے۔ فلک کی رنگینی تو ظاہر ہے اب رہی آواز۔ ہر متحرک میں آواز ہوتی ہے

بات تو معقول ہے مگر اس آواز پر آج تک کسی کی طبیعت مائل نہیں ہوئی۔

ارغوان سرخ رنگ کا پھول ہے
ارغنون باجہ ہے۔ ارگن۔

طبیب حاذق کہتا ہے دیکھو خاقانی اس مادی دنیا میں آواز (نغمہ) ہی ہے۔ اور رنگ حسن بھی ہے۔ وہ لوگ جو بندہ طبیعت ہیں ان سے دلبستگی کر کے طرح طرح کے نفسانی امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور اپنی سلامتی کھو بیٹھتے ہیں۔ تم اپنے دل کو ان سے ہٹا لو۔ نہ پھول کی خوش رنگی کی طرف جاؤ۔ اور نہ ارغون کی خوش آوازی کی جانب۔ یہ دونوں چیزیں ان ہی دونوں کے لئے رہنے دو۔ یعنی رنگ ارغوان کے لئے۔ اور آواز ارگن باجہ کے لئے

اگر "سراچہ آوا و رنگ" سے آسمان مراد لی جائے تو اس کی حرکت میں نغمہ کہاں۔

اسیر طبع مخالف مدار جان و خرد ۔ زبون چار زبانی مکن دو حو لقا (۱۰)

کہ پوست پارہ آید دولت آن ۔ کہ مغز بی گنہاں را دہد بہ ژدرہا (۱۱)

چار زبانی ۔ زبانی۔ موکل دورخ۔ یہاں چار زبانی سے مراد طبع اربعہ ہیں۔

دو حو رو لقا ۔ روح۔ عقل۔ یعنی وہ روح جو کنگرہ عقل پر ہے۔ اور وہ عقل جس کے کنگرہ پر روح ہے۔

پوست پارہ ۔ اس چمڑے کو کہا ہے جس کو کاوہ آہنگر کام کرتے وقت اپنے پاؤں میں باندھ لیتا تھا۔ اسی کو اس نے علم پر باندھا تھا اور یہی درفش کاویانی ہے

آن کا مشار الیہ ضحاک ہے اس کے شانے پر دو زخم تھے۔ جس کا علاج مغز انسان تھا۔ ہر روز دو انسانوں کی جانیں ضائع ہوتی تھیں۔ ایک روز کاوہ کا لڑکا پکڑا آیا۔ اور اس کا بھیجا صرف کیا گیا۔ کاوہ ضحاک کے پاس بطور فریادی پہنچا۔ مگر وہاں اسکا کام تمام ہو چکا تھا۔ بیٹے کا غم لئے ہوئے واپس آیا۔ اور پاؤں پر باندھنے والا چمڑا علم پر باندھکر ضحاک کے ظلم کی شکایت کرتے ہوئے قوم کو ابھارا اور فریدون سے ملا اسنے جنگ کی اور ضحاک کا خاتمہ کر دیا۔

حل لغات

معنی

طبیب دل کہتا ہے۔ خاقانی دیکھو! جان و عقل ایسی مکرم و معزز کو ان سرکش

طبائع کے ہاتھ میں نہ دو۔ اور ان کا مقید نہ بناؤ۔ یہ دونوں خورنقا ہیں۔ ان کو موکلان دوزخ کے سپرد کر دینا۔ ان کو زبون و عاجز کر دینا۔ کون سی عقل کی بات ہو سکتی ہے۔ ایک ذرا غور کرو۔ ضحاک ایسے باجبروت بادشاہ کی سلطنت پر ایک چمڑے کے ٹکڑے سے ہلاکت آگئی

یہ کیوں ؟

اس لئے ؛ کہ بے گناہ انسانوں کے بھیجے وہ اپنے مرض دفع کرنے کے لیے کام میں لاتا تھا اور اپنے شانوں کے اژدھوں کو کھلاتا تھا۔ اسی طرح اگر تم نے بھی اپنی جان و عقل کو اژدہائے طبع کی خوراک بنایا تو پھر وہی نتیجہ نکلے گا جو ظالم ضحاک کا ہوا۔

یہاں تک طبیب روح کی نصیحت تھی۔

طبیب دل کی نصیحت ختم ہو گئی ۱۲

مرا شہنشہ وحدت زدامگاہ خرد ۔ بشیب مقرعہ دعوت ہمی کند کہ بیا

(۱۲)

دریں رسدگہ خاکی چہ خال می بینی ۔ نکوئی نہ مقام خاک چیست ترا

(۱۳)

شہنشہ وحدت میں وہی اضافت تشبیہی ہے جسے بیانی کہتے ہیں۔ یہاں بھی وحدت مقصود ہے۔ وحدت کے معنی۔ تنہائی۔ یگانہ ہونا۔ اور یکی بودن کے ہیں۔ "السلامۃ فی الوحدۃ" آیا ہے۔

شہنشہ وحدت سے میں وحدت مقصود ہے

خاقانی نے پہلے سلامتی کا ذکر کیا۔ اس کے بعد اب وحدت و تجرد کا ذکر کرتا ہے۔

جناب محشی پر تعجب ہے کہ وہ "شاہنشاہ وحدت" سے خداوند عالم۔ یا پیغمبر مراد لیتے ہیں۔ لڑکو! تمہیں خدا و رسول کا واسطہ تم یہاں یہ مراد نہ لینا!!

جناب محشی کی عجیب و غریب تحریر

اسی طرح جناب فاضل بلگرامی سے تسامح ہوا کہ وہ نمبر ۶ کے شعر میں "سلامت" کے معنی "وحدت" لکھ گئے۔ حالانکہ اب وحدت کا ذکر آیا ہے۔

فاضل بلگرامی کا تسامح

شیب مقرعہ شیب بالکڑیائے معروف۔ چمڑے کا پہندنا ہوتا ہے۔ جو کوڑے میں لگایا جاتا ہے۔ اس کی آواز خوب نکلتی ہے ؛ مقرعہ۔ کوڑا۔

رسدگہ خاکی۔ رسدگہ۔ وہ مقام جہاں سوداگروں سے مال کا باج لیا جاتا ہو۔ خاکی میں یائے نسبت ہے ایسی باج گاہ۔ جو منسوب بہ خاک ہو۔

یہاں دنیا مطلوب ہے ؛

خاک بیختن - اکثر بچے زمین پر بیٹھ خاک چھانا کرتے ہیں - اور جواری زمین پر لکیریں کھینچ کر جوا کھیلتے ہیں - جیسے ہمارے یہاں کی سولہ گٹی "

مقامر

جواری

معنی

حکیم کہتا ہے - کہ روح جو مجھے نصیحت کرنا چاہتی تھی وہ کر چکی - اس کے بعد شہنشاہ وحدت نے اس دامگاہ خرد (دنیا) میں پھنسا ہوا دیکھکر پہلے تو میری دعوت تازیانہ سے کی - پھر بلا کر کہا - کیوں خاقانی - تم اس خاکی باج گاہ (دنیا) میں جہاں تمھیں ایک اچھا خاصہ محصول ادا کرنا پڑتا ہے - (یعنی تمہاری روحانی و جسمانی طاقتیں صرف ہو رہی ہیں) بیٹھے ہوئے کیا خاک چھانا کرتے ہو اور کیا کارِ لغو کرتے ہو - نہ تو تم بچے ہو - اور نہ جواری - پھر اس خاک سے تمہارا کیا علاقہ ـــــ تم عالم بالا کے - وہیں سے تمہارا تعلق - مقصد حکیم کا یہ ہے - کہ وحدت مجھے تازیانہ لگا کر دنیا سے ہٹاتی ہے اور اپنی طرف بلاتی ہے اس لئے کہ سلامتی وحدت ہی میں ہے -

بدست آزمن دل کہ بہر قمش کنشت ز بام کعبہ بندزند کیان دیبا (۱۴)

ببوئے نفس مکن جان کہ بہر گردن جوک کسی نہ ببرد زنجیر مسجد الاقصا (۱۵)

حل لغات

کنشت - بت کدہ

بو امید آرزو

نفس - نفسِ امارہ

مکن جان - یعنی جان کو صرف نہ کر

نبرد - زجاف تسکین اوسط ہے

زنجیر مسجد الاقصیٰ بیت المقدس کی زنجیر - ہر متبرک مقام میں زنجیر ہوتی ہے

معنی

شاہنشاہِ وحدت کہتا ہے - خاقانی - ارے دل ایسی چیز کو تو حرص کے ہاتھ میں نہ دے یہ لطیفہ ربانی ہے اسی پر فیضان الٰہی نازل ہوا کرتا ہے - خدارا انصاف کر کہیں بھی کسی نے سنا ہے کہ مکہ والے خانۂ کعبہ کی دیبا چرا کر لاتے ہوں اور بت خانے میں بچھاتے ہوں تیرا یہ فعل اسی کام کے مثل ہے او کمبخت روح! ایسی مکرم شے کو تو خواہشات نفسانی میں صرف نہ کر بھلا کبھی ایسا ہوا ہے کہ کسی شخص نے بیت المقدس کی زنجیر

کاٹی ہو، اور اسے سور کی گردن میں ڈالی ہو۔ ہرگز ایسا نہیں ہوا۔ تیرے یہ دونوں فعل ایسے ہی لغو ہیں۔ ان سے باز آ۔ اور وحدت کی طرف متوجہ ہو تاکہ حقیقی سلامتی حاصل ہو۔

(۱۶) **بہ بین کہ کوکبۂ عمر خضر وار گذشت ٭ تو بامانی چو موسیٰ تیہ خوف و رجا**

حل لغات

کوکبہ ۔ جھنڈا جو بادشاہ کی سواری کے آگے ہوتا ہے جماعت۔ لشکر۔ احشر۔

خضر وار گذشت ۔ بہت جلد گزر گیا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت خضر بہت تیز رفتار ہیں۔

تیہ ۔ ایسا بیابان جس میں سفر کرنے والا ہلاک ہو جائے۔ اور وہ بیابان جس میں حضرت موسیٰ بارہ سبط بنی اسرائیل کے ساتھ چالیس سال تک سرگرداں رہے۔ قولہ تعالیٰ یتیھون فی الارض اربعین سنۃ ہر سبط میں پچاس ہزار آدمی تھے۔

خوف و رجا ۔ بیم و امید

معنی

اک ذرا آنکھ کھول کر دیکھ! تیری عمر کا جھنڈا خضر کی طرح کس قدر جلد گزر گیا۔ اور تو حضرت موسیٰ کی طرح ابھی تک امید و بیم کے میدان میں پھنسا پڑا ہے۔ تیری عمر خاتمہ پر آئی اور تو نے کوئی کام ایسا نہ کیا جس سے تقرب باری تعالیٰ حاصل ہوتا۔ اب اگر آخرت کا کام کرنا ہے تو میری طرف آ۔ ورنہ بقیہ عمر بھی ہاتھ سے جاتی ہے۔

(۱۷) **پریر نوبت حج بود مہ خواجہ ہنوز ٭ ازاں سوی عرفات است چشم بر فردا**

حل لغات

پریر ۔ پرسوں

عرفات مکہ معظمہ سے نو میل کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں حاجی لبیک کہتے ہیں۔ اور نماز ظہر و عصر پڑھ کر واپس ہوتے ہیں۔

معنی

سبحان اللہ! حج تو پرسوں تھا۔ وہ ہو بھی گیا۔ مگر جناب خواجہ صاحب کا پڑاؤ ابھی تک عرفات سے بھی اس طرف ہے۔ اور لطف تو یہ ہے۔ کہ خواجہ صاحب کے خیال میں یہ ہے۔ کہ یوم حج کل ہے۔ یا یہ کہ کل کوچ کی امید باندھے ہوتے ہیں۔ اللہ ری غفلت؟!

(۱۸) بچاہ جاہ چہ افتی کہ عمر در نقصان ؛ بقصد فصد چہ کوشی کہ ماہ در جوزا

حل لغات

ماہ در جوزا = چاند جس وقت برج جوزا میں ہوتا ہے اس وقت فصد کھلوانا مضر ہوتا ہے۔ اس زمانے میں خون میں کمی ہوتی ہے

کہ دونوں مصرعوں میں علت کا ہے

معنی

تو اس دنیوی جاہ کے کنویں میں گر رہا ہے اس لئے کہ عمر تو ہر وقت گھٹ رہی ہے پھر ان مناصب و مراتب سے کیا حاصل ہوگا۔ یہ بھی چند روزہ ہی ٹھہریں گے۔ اور یہ تو فصد کھلوانے کی کوشش کر رہا ہے۔ تجھے یہ نہیں معلوم کہ چاند برج جوزا میں ہے اس وقت سوائے نقصان کے اور کچھ نہ ہوگا۔ لہٰذا دنیوی جاہ و مراتب کی رغبت کم کر اور وحدت کی طرف آ۔

(۱۹) برفت روز تو چوں طفل خرمی آری ؛ نشاط طفل نماز دگر بود عذرا

حل لغات

نماز دگر سے مراد عصر کا وقت ہے اس وقت لڑکوں کو چھٹی ملتی ہے۔ اور وہ بہت خوش ہوتے ہیں۔

عذرا کے معنی آشکارا جناب محشی اس لفظ کے نیچے مریم لکھتے ہیں۔ نہ معلوم (مریم عذرا) سے اُنکے ذہن میں شعر کے کیا معنی تھے۔

جناب محشی = اختلاف

معنی۔

شاہنشاہِ وحدت کہتا ہے۔ دن تو تیرا خاتمہ پر آگیا بس وقت عصر ہے۔ اور تو بچوں کی طرح خوب خوش ہو رہا ہے۔ سچ ہے عصر کے وقت لڑکوں سے خوشی ظاہر ہی ہوتی ہے۔ معلوم ہوا تو بھی بچہ ہی ہے۔ کیونکہ کار آخرت سے بالکل غافل ہے۔

(۲۰) چو عمر دادی دنیا بیں کہ خوش نبود ؛ بصد خزینہ مبذر بدانگی استقصا

حل لغات

مبذر۔ مسرف۔ بیجا صرف کرنیوالا

دانگ۔ چھ رتی کا ہوتا ہے

استقصا۔ نہایت چیز سے رسیدن

ہمہ را گرفتن۔ مجازاً جز و رسی۔ اور "بخل" کے معنی میں مستعمل ہے اور یہاں یہی مقصود ہے

(معنی) خاقانی! جب تو نے عمر ایسی گراں بہا چیز برباد کر دی تو رہی اب یہ ذلیل دنیا یہ بھی دیدے
اے سوخزانوں کے ساتھ تو یہ اسراف۔ اور جبہ رتی کے لئے یہ بخل!
مقصد یہ ہے کہ جب تو نے عمر ایسی گراں مایہ شے کو جو جا کر نہیں آتی خواہشات
نفسانی اور لذات جسمانی کے پیچھے تباہ و برباد کر ڈالا۔ حالانکہ یہ سیکڑوں گنج شاہگاں
کے برابر تھی۔ تو اب اس مادی دنیا سے (جو ایک دانگ کے برابر بھی وقعت نہیں
رکھتی) کیا بخل کر رہا ہے اسے بھی دیدے۔

شاہنشاہِ وحدت کس خوب صورت پیرایہ میں ترک دنیا کرا رہا ہے ؎
حکیم نے عمر کو سوخزانوں کے برابر اور دنیا کو ایک دانگ ٹھہرایا ہے۔

(۲۱) **دورنگی شب و روز سپہر بوقلمون ؎ پرند عمر ترا می برند رنگ و بہا**

حل لغات

بوقلمون - رومی دیبا ہے۔ یہ کپڑا گھڑی گھڑی رنگ بدلتا رہتا ہے گرگٹ کو بھی کہتے ہیں۔

ترا - یہ "را" اضافی ہے۔

پرند - حریر سادہ۔

"رنگ و بہا" مضاف "پرند عمر" مضاف الیہ۔ "رنگ و بہائے پرندِ عمرِ تو" یہ نثر ہوئی

معنی خاقانی! تجھے کچھ خبر بھی ہے! یہ شب و روز کی دورنگی۔ یہ لیل و نہار کے اختلاف اور یہ سپہر کی نیرنگی۔ یہ گردش دوار تیری عمر کے پرند کے رنگ و بہار کو لئے جاتے ہیں۔ بلکہ ایک حد تک لے گئے۔ ہائے تیری غفلت! رات دن عمر گھٹ رہی ہے اور تو "خوابِ خرگوش" میں پڑا ہے۔ کچھ انجام پر نظر نہیں۔

(۲۲) **دو چشمہ اندیکی قیر و دیگری سیماب ؎ شب بنفشہ وش و روز یاسمین سیما**

موصوف ۱۲ صفت ۱۲ موصوف ۱۲ صفت ۱۲

(۲۳) **تو غرق چشمہ سیماب و قیر پنداری ؎ کہ گرد چشمہ حیوان و کوثرم بچرا**

روز ۱۲ شب ۱۲ آبِ حیات ۱۲

قیر - تارکول ایک قسم کا سیاہ روغن ہے

سیماب - پارہ

بنفشہ۔ مشہور ہے۔ نیلگوں ہوتا ہے۔ "بنفشہ وش" صفتِ شب ہے شعرا کے نزدیک نیلا۔ کالا۔ سبز۔ آبی۔ سب ایک ہی رنگ ہیں۔

یاسمین۔ سفید رنگ کا پھول ہے یاسمین سیما صفتِ روز ہے۔

چشمہ حیوان:۔ (آبِ حیات)

معنی ۱۲

خاقانی! او غافل خاقانی!! یہ کالی رات یہ روشن دن دو چشمے ہیں۔ ایک سیماب کا دوسرا قیر کا۔ ارے تو ان دونوں میں غرق ہو رہا ہے۔ یعنی تو رات دن دنیوی خواہشات و مادی لذات میں مستغرق ہے۔ اور تجھے کچھ خبر نہیں۔ اور مزہ تو یہ ہے کہ تو یہ سمجھ رہا ہے۔ کہ ہم تو چشمہ حیوان۔ و حوض کوثر کے گرد کھڑے ہوئے شراب جنت اور آبِ حیات پی رہے ہیں۔ اور دین و دنیا دونوں حاصل کر چکے ہیں۔ اُف ری نادانی۔ ہائے ری غفلت!!

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی۔ تو غرقِ چشمہ سیماب (روز) چشمہ قیر (شب) ہے۔ یعنی منہمک حصولِ دنیا میں شب و روز ہے۔ اور پھر یہ سمجھتا ہے کہ گرد چشمہ حیوان و کوثر تو چر رہا ہے۔ یعنی نفع میں ہے۔ حالانکہ تو ان میں ڈوب کر ہلاک ہو جائے گا۔

جہان بچشمی ماند در و سیاہ و سپید ❁ سپید ناخنہ دارد سیاہ نابینا (۲۴)

سیاہ و سپید سے مراد شب و روز ہے دنیا کو آنکھ سے اس وجہ سے تشبیہ دی کہ اس میں بھی شب کی سیاہی اور دن کی سپیدی ہے۔

سپید ناخنہ دارد۔ یعنی دنیا کی آنکھ کی سپیدی میں ناخنہ ہے۔ سپید دن ہے اور دن میں آفتاب ہوتا ہے یہی اس کا مرضِ ناخنہ ہے۔

فاضل بلگرامی نے عجیب دقت نظری کی ہے جو آگے آتی ہے۔

سیاہ نابینا۔ سیاہ شب ہے۔ یعنی شب بالکل نابینا ہے۔

ظاہر ہے کہ رات بالکل اندھی ہے۔

خاقانی! یہ مادی دنیا جس پر تو بہت ریجھا ہوا ہے۔ اسے تو آنکھ سمجھ اسلئے کہ اسمیں بھی سیاہی (شب) سپیدی (روز) ہے۔ مگر اس کا سپید دن مرضِ ناخنہ میں

بتلا ہے۔ اور سیاہ (شب) تو اندھا ہی ہے۔ پھر ایسی علت بھری کی طرف رغبت یعنی چہ
ایسی مریضہ سے دل لگانے کا کیا فائدہ تجھے تو پھوٹی آنکھ بھی نہ بھانا چاہئے۔

جناب شاداں کو اس شعر میں ایک فکر لاحق ہوتی اور ہونا بھی چاہئے تھی
وہ یہ کہ "سپید" میں "ناخنہ" کیا ہے؟ اور "سیاہ" کو "نابینا" کیوں کہا؟ آپ
کے غور کا جو نتیجہ ہے وہ یہ ہے:۔

فاضل بگرامی کی ژرف نگہی ۱۲

ناخنہ۔ ایک سخت بڑھا ہلالی شکل میں ڈھیلے میں پیدا ہوتا ہے جو بڑھ کے پتلی کو ڈھانک
لیتا ہے۔ چوں کہ دن کو سپیدی رنگ کی وجہ سے ڈھیلا کہا ہے۔ اور ڈھیلے کے
آخری حصے میں پتلی کے قریب ناخنہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی طرح آخری دن میں ہلال
دکھائی دیتا ہے۔

سیاہ نابینا۔ اس وجہ سے کہا ہے کہ رات کے اندھیرے میں سب کو کم۔ اور
اکثروں کو کچھ نہیں دکھائی دیتا۔

اس میں شک نہیں آپ کو سپید میں مرض ناخنہ ثابت کرنے میں غور کرنا پڑا۔
اور آخر کار اس چاند کو جو آخری دن میں دکھائی دیتا ہے۔ ڈھونڈھ نکالا ہے۔

"مرض ناخنہ" آفتاب میں ہے۔ نہ "ہلال"

مگر میں عرض کرتا ہوں کہ اس کنج کاوی کی ضرورت کیا داعی ہوئی۔ اس لئے
کہ اتنا بڑا آفتاب تو دن میں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ یہی ہر ساعت اس کے مرض
ناخنہ کا کام دے سکتا ہے؟

ایک اعتراض اور اسکا جواب

اب رہا یہ سوال کہ "ناخنہ ہلالی شکل میں ہوتا ہے۔ اور آفتاب گول"
اس کا جواب یہ ہے کہ ناخنہ بڑھکر ساری پتلی کو ڈھانک لیتا ہے۔ پتلی گول ہے۔
ناخنہ میں بھی گولائی آگئی۔ شعر و شاعری میں اس قدر کافی ہے۔ فتدبر

فاضل بگرامی کی عبارت کا مطلب میں نہیں سمجھا

اور حقیر یہ تقریر تو بالکل نہ سمجھا۔ رات کے اندھیرے میں سب کو کم اور
اکثروں کو کچھ نہیں دکھائی دیتا ——— ؟ سیاہ۔ شب ہے۔ شب کو نابینا
کہا ہے۔ یعنی رات بالکل اندھی ہے۔

(۲۵) طناب ہوس پیش ازانکہ ایامت ؛ چہار میخ کند زیر خیمہ خضرا

حل لغات

طناب ۔ خیمہ کی رسی
چہار میخ ۔ ایک قسم کی تعذیب ہے مجرم کو چت لٹا کر ہاتھ پاؤں کو چار میخوں سے باندھ دیتے ہیں ۔
یہاں موت سے کنایہ ہے ۔
خیمہ خضرا ۔ نیلا آسمان ۔

معنی

قبل اس کے کہ زمانہ اس نیلے آسمان کے نیچے تجھے چوبیخا کرے ہوا و ہوس کی رسیوں کو کاٹ کر پھینک دے ۔ ورنہ پھر تجھے موقعہ نہ ملے گا ۔ یعنی اپنے مرنے سے پہلے ترک لذات جسمانی کر کے آخرت کا کام کرو ، نہ ایک دن موت آجائے گی ۔ پھر کچھ بنائے نہ بنے گی ۔

(۲۶) بصور نیمشبی بر فگن رواق فلک ؛ بناوک سحری بر شکن مصاف قضا

حل لغات

صور نیمشبی ۔ آن آہوں سے مراد ہے جو آدھی رات کو کیجائیں ۔
رواق ۔ پیش گاہ خانہ ۔ ایوان ۔ مقدم خانہ ۔
ناوک سحری ۔ آہ سحری
مصاف قضا ۔ مصاف جا ہے صف زدن اس کا واحد مصف ہے ۔ مجازاً جنگ کے معنی میں مستعمل ہے ۔
قضا ۔ حکم الٰہی جو دفعتہً واقع ہو یہاں آسمان ۔ اور گردش آسمانی مقصود ہے

معنی

سب سے پہلے تجھے یہ کرنا چاہئے ۔ کہ اپنی نیم شبی آہوں سے اس رواق فلک کو توڑ دینا چاہئے ۔ اور اپنے سحری ناوکوں سے اس آسمانی مصاف کو تباہ و برباد کر دینا چاہئے اس لئے کہ اسی کی بازی گری نے تجھے دنیا کی طرف مائل کر دیا ہے ؛

(۲۷) قضا بہ بوالعجبی تا کیت نمایدلعب ؛ بہفت مہرہ نرین و حقہ مینا

(۲۸) ترا بحقہ و مہرہ فریفتہ ندایرا ؛ چو حقہ بیدل و مغزی چو مہرہ بیرنگ

حل لغات

بوالعجبی - بازی گری شعبدہ بازی
بوالعجب - شعبدہ باز
تاکیت - تاکی ترا۔
لعب - بازی کھیل
ہفت مہرہ زرّیں - سبعہ سیارہ

سے کنایہ ہے جناب محشی نے ہفت اقلیم بھی لکھا ہے
حقہ مینا - سبز ڈبہ - آسمان سے کنایہ ہے۔
ایرا - زیرا۔

معنی

شہنشاہ وحدت - خاقانی سے کہتا ہے - دیکھ او غافل! یہ آسمان ایک بازی گر ہے اس کے ڈبے میں سات سنہری گولیاں (سبعہ سیارہ) ہیں - کبھی ان کو موجود اور کبھی ان کو غائب کرتا ہے - تو اب میں تجھ سے پوچھتا ہوں - کہ یہ گردش آسمانی اپنی شعبدہ بازی سے کب تک ان سات گولیوں - اور ڈبے سے یہ کھیل کھیلتا رہے گا - اور تو بچوں کی طرح ان کو دیکھتا رہے گا۔

سچ یہ ہے کہ ان آسمانوں نے تجھ کو ان مہروں، اور ڈبوں سے بالکل فریفتہ کر لیا ہے اس کا سبب خاص یہ ہے کہ تو مثل حقہ کے بیدل و بے مغز ہے - اور مہرے کی طرح بے سر و پا ہے - یعنی یہ آسمان کہ جس میں دن کو تارے نہیں ہوتے اور رات کو موجود ہوتے ہیں - اور ان سے جو کچھ اثرات کرہ ارض پر ہوتے ہیں - یہ سب اک "بہان منی" کا تماشہ ہے - کیونکہ یہ سب فانی ہے - قابل دلچسپی نہیں - اور تو بچوں کی طرح اس سے دلچسپی لے رہا ہے - اس طرف سے ہٹ - اور وحدت کی طرف مائل ہو۔

(۲۹)

فریب گنبد نیلوفری مخر کہ کنوں ؛ ابن چو گنبد گل بر شکافد عمدا

حل لغات

گنبد نیلوفری - کنایہ از آسمان - جناب محشی فرماتے ہیں "غنچہ" آپ کو ربط اشعار سے تو کچھ بحث نہیں ؛
گنبد گل - گل بالکسر - گارا - گنبد گل - گارے کا گنبد - اور ہو سکتا ہے کہ گل بالضم پڑھیں - ظاہر ہے کہ غنچہ کی قطع گنبد کی سی ہوتی ہے۔

معنی

تو اے خاقانی اس نیلے آسمان کے دھوکے میں نہ آ - اور اسکی شعبدہ گری پر فریفتہ

نہ ہو اس لئے کہ بہت جلد موت تجھے گارے کے گنبد کی طرح ڈھا دے گی۔ اور پھر اس کے بعد کچھ نہ ہو سکے گا

(۳۰) زخشک سال حوادث امید امن مدار ۔ کہ در تموز ندارد دلیل برف ہوا

حل لغات

خشک سال ۔ قحط۔
تموز ۔ سخت گرمی ۔ اور ماہِ اول تابستاں

کہ بیان جملہ مطویہ محذوفہ ہے ۔ وایں امر مگو محذوف ہے ۔ اور ہو سکتا ہے کہ کاف علت کا لیا جائے ۔

معنی

اور ای خاقانی ! اگر کسی سال تجھ پر حادثے نہ آئیں اور گویا ان کا قحط ہو تو اس سے تجھے امن کی امید نہ رکھنا چاہئے کہ سخت گرمی میں جو ہوا چل رہی ہے یہ برف کی دلیل نہیں ہو سکتی کیسی دلیل ۔ اور کیسا قحط حوادث ۔ اور اگر کاف علت کا لیا جائے ۔ تو اس صورت میں یہ معنی ہونگے کہ حوادث کی قحط سے امن کی امید نہ رکھ ۔ یعنی اگر کسی سال تو بچ گیا تو تجھے یہ نہ سمجھنا چاہئے ۔ کہ بس اب امن ہی امن ہے ۔ اس لئے کہ موسم گرما میں جو ہوا چلتی ہے ۔ وہ برف کی دلیل نہیں ہوا کرتی ۔ اس طرح قحط سالی حوادث دلیل امن نہیں ہوا کرتی ۔

(۳۱) چہ جای راحت و امن دہر پر نکبت ۔ چہ روز باشہ و صید ست شہر پر نکبا

حل لغات

نکبت خواری ۔ خستگی
باشہ شکاری پرند ہے ۔ شکرا
نکبا وہ ہوا جو تین طرف سے چلے ۔ پرندوں کے لئے موذی ہے ۔

معنی

زمانہ پر نکبت ہے ۔ اندریں صورت یہ مقام راحت و امن کا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ گو کبھی کتنا ہی قحط حوادث ہو ۔ یہاں کوئی بھی چین سے بیٹھا ہے کہ تو بیٹھے گا ۔ اس لئے کہ دن تو شکار اور شکرے کا ہے ۔ اور جنگل میں دیکھئے تو چاروں طرف سے فراٹے ہوا کے چلے آتے ہیں ۔ ان جھوکوں میں شکر الشکار کیا خاک کھیلے گا ۔ جب یہ صورت ہے تو گوشہ نشینی اختیار کر کے یاد خدا میں مشغول ہو ۔ ورنہ اس وقت نہ سہی ۔ کچھ دن بعد زمانہ کی ہوا کے تھپڑے نہ معلوم تجھے کہاں سے کہاں لیجائیں گے ۔

فاضل بلگرامی نے نمبر ۳۰ کے شعر کے معنی غلط کر دیئے ہیں۔ نہ معلوم کیا لکھا ہے۔ فرماتے ہیں "حوادث کی وجہ سے جو قحط ہو رہا ہے" (زخشک سالِ حوادث) کا ترجمہ صحیح نہیں ہے) ایسے زمانے میں امن کی امید نہ رکھو۔ کیونکہ جیٹھ۔ بیساکھ میں ہوا سے کوئی علامت ٹھنڈک کی نہیں پائی جاتی۔

(۳۲) مگو کہ دہر کجا خون خورد چو نیست دہانش + بہ بین بہ پشہ کہ ژوپین ز نیست و کیا

حل لغات

ضمیر شین۔ دہر کی طرف ہے۔
ژوپین۔ ایک چھوٹا نیزہ ہے۔ یہاں مچھر کی سونڈ سے مراد ہے۔ جسے وہ جسم میں چبھوتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ مچھر کی صورت ہاتھی سے۔ اور چیونٹی کی شکل شیر سے مشابہ ہوتی ہے۔
کیا۔ پہلوان۔ بادشاہ بزرگ۔

معنی

اور ہاں خاقانی! یہ تم نے کیا کہا؟ کہ زمانے کا منہ نہیں وہ خون کیونکر پیئے گا۔ تمہیں ایسا نہ کہنا چاہیئے۔ ذرا مچھر کو تو دیکھو! نیزہ مارتا ہے مگر پہلوان نہیں۔ اسی طرح زمانے کو سمجھو خون پیتا ہے اور منہ ندارد۔

(۳۳) مساز عیش کہ نامردم ست طبع جہاں + مخور کرفس کہ پُرکژدم ست بوم و سرا

حل لغات

نامردم۔ بے وفا
کرفس۔ اجمود کو کہتے ہیں۔ اگر کسی کو بچھو کاٹ لے اور اسے کرفس کھلا دیا جائے تو وہ مر جاتا ہے۔
پُر۔ بنا لو اسلئے کہ نولکشوری نسخہ میں بُر ہے۔
بوم۔ زمین غیر مزروع۔

معنی

دیکھو خاقانی! عیش و عشرت کے سامان میں نہ پڑو۔ تم عالم کی طبیعت کا حال نہیں جانتے۔ یہ نہایت ہی بے مروت و بے وفا ہے۔ اور تم خراسانی اجوائن نہ کھاؤ۔ اس لئے کہ زمین ہو یا مکان۔ سب کا سب بچھوؤں سے بھرا پڑا ہے۔ فوراً کاٹیں گے۔ پھر تم جانبر نہ ہو سکو گے مطلب یہ ہے کہ اِدھر تم لذات میں پڑے اور اُدھر ہلاک ہوئے۔ عیش و عشرت کرفس ہے۔ اور طبع جہاں "بچھو"۔

(۳۴) زروزگار وفائی بہ روزگار آید + کہ حصرم از پس شش ماہ میشود صہبا

حل لغات
حصرم بکسر حاے حطی وسکون صاد مہملہ کچا انگور۔ نول کشوری نسخہ میں "حضرم" غلط لکھا ہوا ہے
صہبا۔ شراب سرخ

معنی
اول تو زمانہ بے وفا ہی ہے۔ اور اگر وفا بھی کرتا ہے تو مدت دراز میں۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کہیں چھ مہینہ کے بعد کچا انگور پکتا ہے۔ اور اس سے شراب سرخ تیار ہوتی ہے۔

(۳۵) چہ خوش بوی کہ در وحشت بروں وغم + کجا روی کہ ترا پیش آمدست و پس در یا

حل لغات
بوی بروزن ومعنی "شوی"
وحشت۔ اندوہ۔ تنہائی۔ رمندگی
بس یکھا ہوا ہے۔ آپ "پس" بنا لیجے۔

معنی
تم اس زمانے سے کیا خوش ہو سکتے ہو۔ جس کے اندر وحشت و رمندی بھری پڑی ہے۔ ہر وقت ہرن کی طرح بھاگا چلا جاتا ہے۔ اب رہا ظاہر۔ وہ تو سراسر غم ہے۔ ایسی حالت میں "میاں خاقانی"! ذرا ادھر دیکھو! کہاں جا رہے ہو! اس لئے کہ پہلے تو آگ ہی سے بھگتنا پڑے گا۔ سمندر تو کہیں بعد میں ملے گا۔ یعنی پہلے تو اس کی وحشت سے سامنا ہی پھر غم ہے۔

(۳۶) خوشی طلب کنی از خلق سادہ دل مردا + کہ از زکوٰۃ ستانان زکوٰۃ خواست عطا

حل لغات
سادہ دل۔ بے وقوف
کہ۔ کدامیہ
زکوٰۃ۔ مال کا چالیسواں حصہ جو محتاج کو دیا جائے۔
زکوٰۃ ستانان۔ محتاجان۔

معنی
او سادہ دل۔ احمق۔ دنیا۔ اور دنیا والوں سے خوشی طلب کرتا ہے۔ بھلا کسی نے بھی ایسا کیا ہے کہ محتاجوں سے زکوٰۃ کی خواہش کی ہو۔ خلق کے پاس تو خوشی نہیں۔ وہ تجھے کہاں سے دینگے

(۳۷) صلاح کار خود ایجا ز بیزبانی ساز + کہ بیزبانی دفع زبانیہ است آنجا

حل لغات

صلاح کار ۔ درستی کار
بے زبانی ۔ خموشی
زبانیہ موکلان دوزخ
انجا عالم آخرت

معنی شاہنشاہ وحدت سلامتی کا راستہ دکھاتا ہے۔ کہتا ہے بس اس مقام پر تمام کاموں کی اصل اسی بات میں ہے کہ خاموشی اختیار کر۔ اور کچھ یہ ہی نہیں کہ سکوت یہیں مفید ہے۔ بلکہ اس عالم میں بھی دوزخ کے موکلوں سے بچانے والا ہے۔ حدیث میں آیا ہے:۔
"من سکت سلم ومن سلم نجی" (ترجمہ) جس نے سکوت اختیار کیا وہ سلامت رہا۔ اور جو سلامت رہا اس نے نجات پائی۔

(۳۸) خرد خطیب دلست و دماغ منبر او + زبان بصوت تنیغ و دہان نیام آسا

(۳۹) دروں کام ہاکن زبان کہ تیغ خطیب + برائی نام بود در برش نہ بہر غنا

معنی خاقانی۔ تو یوں سمجھ کہ دل یعنی روح یہ تو بادشاہ ہے اس کا خطبہ خواں عقل ہے۔ یہ واعظ دماغ کے ممبر پر بیٹھا ہوا ہر وقت اس عالم صغیر کے بادشاہ کا خطبہ پڑھا کرتا ہے۔ خطبہ خواں کے پاس تلوار ہوتی ہے۔ وہ زبان ہے۔ اور منہ اس کا نیام تو اس تلوار (زبان) کو نیام کام میں روکے رہ۔ کیونکہ واعظ کی تلوار تو صرف برائے نام اس کی بغل میں ہوا کرتی ہے۔ نہ یہ کہ وہ جنگ کے لیئے ہو۔

(۴۰) شہ شو صد چو خوشہ چندی زبان نمی خواہی + کہ یک زبان چو ترازو بوی بہ روز جزا

حل لغات

خوشہ ۔ بالی۔ بالی میں جس قدر دانے ہوتے ہیں وہ پوست سے ڈھکے ہوتے ہیں۔ اس کے اوپر مہین مہین تنکے ہوتے ہیں۔ وہی اس کی زبانیں ہیں۔
یک زبان ۔ وہ جو منافق نہ ہو سرخ رو۔ راست گو۔ گران عمل۔
زبان ترازو:۔ شاہین ترازو

معنی اور اے خاقانی! مثل خوشہ کے سیکڑوں زبان والا کب تک رہے گا۔ کیا تو نہیں چاہتا۔ کہ روز جزا مثل ترازو کے ایک زبان۔ بے نفاق۔ گران عمل۔ اور سرخرو ہو۔

اگر ایسا چاہتا ہے تو اس عالم میں یک زبان ہو کر راست گوئی اور کم گوئی اختیار کر۔

(۴۱) در نیمقام کسی کو چو مار شد دو زبان + چو ماہی ست بریں زبان در آن ماوی

حل لغت — آن ماوی۔ عالم آخرت

معنی — اس دنیا میں جو شخص سانپ کی طرح دو زبان منافق۔ دروغگو ہوا اور جس نے صداقت اور راستی کو ترک کیا۔ تو اوسے یاد رکھنا چاہئے۔ کہ وہ عالم عقبیٰ میں مثل ماہی کے بریدہ زبان اور بے زبان ہوگا۔ وہ اپنی منافقانہ کارروائیوں کی وجہ سے میدان حشر میں خاموش کھڑا ہوگا کیا عذر کر سکے گا۔

(۴۲) زباں بمہر کن و جز بگاہ لا مکشائے + کہ در ولایت قالو بلیٰ رسی تو زلا

حل لغات

زبان بمہر کن۔ زبان پر مہر لگالے۔ خاموش رہ۔

گاہ وقت۔ لا سے کلمہ لا الہ الا اللہ مراد ہے

قالو بلیٰ۔ پروردگار عالم نے جب روحوں کو خلق کیا تو اُن سے پوچھا۔ "الست بربکم" کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ ارواح نے جواب دیا۔ قالو بلیٰ۔ بیشک تو ہمارا رب ہے۔

معنی — خاقانی۔ تو اپنی زبان پر مہر لگا کر۔ بالکل سکوت اختیار کر لے۔ اس لئے کہ "من عرف ربہ فقد کل لسانہ"۔ ہاں جس وقت کہ نفی جنس کا موقع ہو تو کلمہ توحید لا الہ الا اللہ اپنی زبان پر جاری کر۔ اس کے علاوہ کچھ نہ کہہ۔ اسی کلمہ توحید سے تو قالو بلیٰ کی ولایت میں پہونچ جائے گا۔ یعنی روز الست میں جو تو نے اقرار وحدانیت و ربوبیت باری تعالیٰ عز اسمہ کیا تھا۔ اس کی تصدیق کا تجھے مرتبہ حاصل ہو جائے گا

(۴۳) دو اسپہ اثر ابراں بر آں شرطی + کہ رخت نفگنی الا بمنزل الّا

حل لغات

دو اسپہ۔ نہایت جلدی کرنا۔ بہت شتابی کرنا۔ کوئی شخص صرف ایک گھوڑے سے کام لے۔ اس کے مقابلہ میں دوسرا دو گھوڑوں سے کام لے ظاہر ہے کہ آخر والا

اپنے مقصد میں بہت جلد کامیاب ہوگا۔

اثر ۔ نشان قدم ۔ عقب

لا ۔ سے مراد "لا الہ" ہے

الا ۔ حرف استثنیٰ ۔

اِلّا ۔ گو حرف ہے ۔ مگر یہاں مراد اللہ سے ہے ۔ جس سے تصدیق وحدانیت باری تعالیٰ ہوتی ہے

رخت افگندن ۔ اترنا ۔ منزل کرنا ۔ ٹھہرنا

معنی خاقانی! نہایت تیزی سے "لا الہ" کے نشان قدم پر دوڑ ۔ مگر اس شرط کے ساتھ کہ سوائے الا اللہ کی منزل کے اور کہیں تیرا قیام نہ ہو ۔ مطلب شہنشاہ وحدت کا یہ ہے ۔ کہ جزو اول تو صرف نفی ہے تصدیق وحدانیت باری تعالیٰ نہیں ۔ لہٰذا نفی کی طرف نہایت تیزی سے دوڑتا ہوا ۔ اور اس منزل کو طے کرتا ہوا "الا اللہ" کی منزل پر مقیم ہو جا ۔ اور اقرار و تصدیق وحدانیت کر ۔

۴۴ **مگر معاملہ لا الہ الا اللہ ٭ درم خرید رسول اہلیت کند بہا**

معنی البتہ یہی "لا الہ الا اللہ" کا معاملہ اور یہی تصدیق وحدانیت تجھے رسول اللہ کا غلام درم خریدہ نہایت خوبی سے بنا دے گی ۔ یعنی پھر تو تیسری منزل پر (جو محمد رسول اللہ ہے) پہونچ جائے گا ۔ اور تیرا ایمان کامل ہو جائے گا ۔

۴۵ **زبان ثنا گر درگاہ مصطفیٰ بہتر ٭ کہ بارگیر سلیمان نکو رسد صبا**

بارگیر اسپ خوش رو ۔ اور سواری

معنی سب سے بہتر یہ بات ہے کہ زبان حضرت مصطفیٰ کی مداحی کیا کرے ۔ کیونکہ صبا کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے کہ وہ حضرت سلیمان کا تخت اوڑا لیکر آئے

(۴۶) **ثنائے او بدل ما فرو نیاید از انکہ ٭ عروس سخت شگرفست حجلہ نازیبا**

حل لغات

فرو آمدن ۔ نزول کرنا ۔ آنا ۔

عروس ای عروس ثنا

شگرف ۔ نادر ۔ عجیب ۔

حجلہ = چھپر کھٹ ۔ جو دلہن کے لئے آراستہ

کیا جائے۔ یہاں حجلۂ دل مقصود ہے۔

حکیم کہتا ہے۔ مدح نبوی میرے دل میں نزول اجلال نہیں فرماتی وجہ اس کی یہ ہے کہ دودھن سخت خوب صورت و نادر ہے۔ اور میرے دل کا حجلہ نہایت ہی نامناسب اور بے آرائش پہر وہ آئے تو کیونکر آئے۔

(۴۷) **پسید روی ازل مصطفےٰ رست کز شرفش * سیاہ گشت بہ پیرانہ سر سر دنیا**

حل لغات

پسید روے ازل ۔ پسید رو۔ رحمت خدا یافتہ ۔ سرخرو۔ ازل وہ زمانہ جس کی ابتدا نہ ہو۔

پیرانہ سر ۔ بڑھاپا

سر دنیا سیاہ گشت۔ دنیا کا سر کالا ہوگیا۔ یعنی زال دنیا بوڑھی تھی جوان ہوگئی۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ وہ محمد مصطفےٰ۔ کہ جن پر ازل ہی سے خدا کی رحمت کا نزول تھا۔ اور ان کو اسی زمانے سے سرخ روئی حاصل تھی۔ اس مقدس ہستی کی شرف سے یہ زال دنیا۔ جو بوڑھی ڈھدو تھی۔ (جس کے بال روئی کے گالوں کی طرح سفید تھے) از سر نو جوان ہوگئی یعنی اہل دنیا توحید کے بھول جانے کی وجہ سے بالکل از کار رفتہ۔ بوڑھے۔ بلکہ مردہ ہوگئے تھے۔ آپ نے یہاں آکر ان میں ایک نئی روح پھونکی اور وحدانیت کی تعلیم دی جس سے از سر نو جوان ہوگئے۔

(۴۸) **فلک بدائگی دین او بدیں مرکز * زنیت بر سر گھوائے بندہ دوتا**

حل لغات

مرکز وہ نقطہ جو دائرے کے درمیان ہو یہاں زمین مراد ہے جو دائرہ آسمان کے درمیان ہے

گھوائے تمہیں معلوم ہے۔ اس سے بھی مراد زمین ہے۔

دوتا۔ خمیدہ۔ جھکا ہوا۔ آسمان گویا گھوائے (زمین) پر جھکا ہوا ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ یہ آسمان جو نیلی چادر اوڑھے ہوئے زمین کی طرف جھکا ہوا ہے۔ کچھ

تمہیں معلوم ہے کہ یہ کیا کر رہا ہے۔

ہم سے سنو! آنحضرت کا دین متین ایک طفل ہے اور یہ زمین اس کا گہوارہ

یہ نیلا آسمان اس بچے کی دایہ ہے جو جھکی ہوئی گہوارا جنبانی کر رہی ہے۔

یعنی آں حضرت کا وہ دین ہے جس کا خادم فلک ہے۔

لطیفہ کہا جاتا ہے کہ اگلے لوگ زمین کو ساکن مانتے تھے۔ مگر خاقانی نے تو اس کو اپنی شاعری قوت سے متحرک کر دیا ہے۔

۴۹ دمش خزینہ کشای مجاہز ارواح + دلش خلیفہ کتاب معلم اسما

حل لغات

دمش ۔ دم۔ نفس۔ کلام۔ ضمیر شین آنحضرت کی راجع ہے۔

خزینہ ۔ یہاں خزانہ سے مراد رموز واحکام الٰہی ہیں۔

مجاہز ارواح ۔ خداوند عالم۔ "مجاہز" کے معنی ساختگی کنندہ۔ اور اور اسباب دارندہ کے ہیں۔

خلیفہ کتاب ۔ خلیفہ۔ مانیٹر۔ کُتاب بالضم بہ معنی مکتب۔

معلم اسما ۔ خداوند عالم بمفاد "علم آدم الاسماء کلّہا"۔

معنی حکیم کہتا ہے کہ آپ کی وہ ذات ہے جس کی شان میں (وما ینطق عن الھوی ان ھوالا وحی یوحی) آیا ہے۔ اس بنا پر جو سانس کہ آپ کے دہن سے نکلتی ہے اور جو کلام کہ آپ کے منہ سے برآمد ہوتا ہے وہ ایزدی رموز اور سرمدی کلام اور وحی کے خزانے کھول دیتا ہے اور کیوں نہ کھول دے اس لئے کہ آپ کی روح تو معلم اسما کے مکتب کی مانیٹر تھی۔ یعنی اس مکتب میں جہاں استاد ازلی حضرت آدمؑ و نوحؑ و داؤدؑ و موسیٰؑ و عیسیٰؑ ایسے شاگردوں کو تعلیم دے رہا تھا۔ وہاں اپنے خاص شاگرد کو وہ تعلیم دی کہ وہ اُن سب کا خلیفہ ہو گیا۔ اس لئے اب جو کچھ کلام اس کے منہ سے نکل رہا ہے۔ وہ سب رموز ایزدی کے خزانے کھول رہا ہے۔

۵۰ پیش کاتب وحیش دات دار خزینہ بفرق جا جب بارش نثار بار خدا

حل لغات

کاتبِ وحی - جناب عثمان رض بن عفان - خلیفہ سوم -
دوات دار - خادم -
خرد - عقل - اس مقام پر یا عقل اول مراد لی جائے - یا فرشتہ -
فرق - سر کی مانگ - مجازاً سر -
حاجب بار - ناظر دربار - یہاں جناب سلمان رض فارسی مقصود ہیں -
نثار بار - نثار بالضم - وہ زر و گوہر کہ جو نثار کیا جائے - نثار بار زر و گوہر برسانے والا -

معنی

حکیم کہتا ہے کہ آنحضرت کے مراتب کا کیا ذکر - آپ کے صحابی کا وہ مرتبہ ہے کہ جب وحی لکھنے بیٹھتے ہیں - تو جبرئیل ؑ ایسے مقرب بارگاہ ایزدی اُن کے سامنے دوات لئے کھڑے ہوتے ہیں - اور سلمان رض ایسے ناظر دربار کے سر پر خود خداوند عالم نہ معلوم کتنے زر و گوہر نثار کر دیتا ہے -

ہزار فصل ربیعش جنیبہ ارجمال * ہزار فضل ربیعش خریطہ دار سخا (۵۱)

حل لغات

فصل ربیع - موسم بہار - اس فصل میں سبزہ و گل کی وجہ سے دنیا پر زیب و زینت ہو جاتی ہے -
جنیبت کوتل گھوڑے کو کہتے ہیں -
جنیبت دار - سائیس - خادم -
ضمیر شبن - آنحضرت کی طرف راجع ہے اسکو جمال کا مضاف الیہ سمجھنا چاہئے -
فضل ربیع - نعمان بن منذر کا وزیر تھا - اور ہارون رشید کے وزیر کا بھی نام ہے - سخاوت میں بہت مشہور ہے -
خریطہ دار - تھیلا رکھنے والا بستہ رکھنے والا

معنی

ایک فصلِ بہار سے جو کچھ باغ دنیا کی آرائش و زیبائش ہوتی ہے - وہ دیکھنے والے کی آنکھ دیکھتی ہے - اب اس صنعت پر فصل بہار کا اندازہ لگاؤ - کہ اس میں کس قدر سرمایۂ آرائش ہوگا -

حکیم کہتا ہے - کہ آپ کا وہ جمال پاک ہے کہ جس کا جنیبت دار - یعنی خادم صدہا فصل بہار ہے - اسی طرح آپ کی وہ سخاوت ہے جس کا خریطہ دار یعنی چاکر فضل ربیع ایسا سخی ہے -

(۵۲) زبان در دہن پاک گفتہ کہ مگر + میان چشمہ خضرست ماہی گویا

معنی آپ کے دہن پاک میں زبان اس طرح گویا ہے۔ کہ جیسے آب حیات میں مچھلی باتیں کر رہی ہو۔

(۵۳) شاخ دو گیسوی ان رو چو بہ آبخیز حیات + بہر کجا کہ اثر کرد اخرج المرعا

حل لغات
- چہار آبخیز حیات۔ کنایہ خاک با۔ آب۔ آتش سے ہے
- اخرج المرعا۔ اشارہ ایک آیت کی طرف ہے۔ اور وہ یہ ہے:۔ وَاَخْرَجَ مِنْهَا مَاءَهَا وَمَرْعٰهَا

معنی آپ کے گیسوے مبارک کی دونوں لٹیں کیا ہیں۔ کہ زندگی کی چار اصلیں ہیں۔ جہاں کہیں انہوں نے اثر کیا۔ وہاں سرسبز و شاداب کر دیا۔ بلکہ ان میں حیات کی روح پھونک دی۔

(جناب محشی)

تحریر کرتے ہیں۔ کہ "ایسی عورتیں جو بانجھ ہوتی تھیں۔ وہ آپ کے موے مبارک لے جاکر اور اس کو پانی میں ڈالکر پی لیتی تھیں۔ خدا کی قدرت سے اُن کے اولادیں پیدا ہوتی تھیں"

(۵۴) بباد گیسوی او آتش بہار کست + کہ آب و گل را بہ آبستنی دہد بہ نما

حل لغات
- باد گیسو۔ گیو کی بہار
- آتش بہار یہاں کنایہ ہے گل و لالہ سے
- آبستنی۔ حاملہ ہونا
- نما بالفتحہ۔ بالیدگی۔ نمو۔

معنی آپ کے گیسو کی خوشبو کے مقابلہ میں بہار کی آگ۔ یعنی گل و لالہ کی خوشبو بہت ہی کم واقع ہوے ہیں۔ اس لئے کہ یہ ایسی ہوا ہے کہ جو آب و گل کو قوت نمو سے حاملہ کرتی ہے۔ پھر کہاں یہ اور کہاں وہ

(۵۵) غرور ہر دو سرا رجہاں نخواست از انکہ + ندا شت از غم ہستی ہیں و آن پروا

حل لغات

غرور سے مراد مال وجاہ دنیوی ہیں کہ جنسے انسان متکبر ہو جاتا ہے۔
امت ایسا گروہ جو نبی کا پیرو ہو۔

این وآں کنایہ اہل دنیا سے ہوتا ہے یہاں غرور دہر۔ اور سرورِ جہاںؐ کی طرف اشارہ ہے۔

معنی

آپ نے کیسو قت بھی دنیوی مال وجاہ اور مادی لذات کو نہ چاہا۔ اس لئے۔ کہ آپ تو نوع انسانی کی تعلیم کے لئے تشریف لائے تھے۔ آپ کو تو ہر وقت اپنی امت کی بہبودی کی ہی فکر لاحق رہی۔ ان کے ہوتے آپ نے نہ اس کی پروا کی۔ اور نہ اس کی۔

۵۶ **ازیں حریف گلوبُر حذر گزید حذر ✤ وزیں ابای گلوگیر ابا نمود ابا**

حل لغات

حریف گلوبُر ایسا دشمن جو گلا کاٹنے والا ہو۔ یہاں مراد زمانے سے ہے
ابای گلوگیر۔ ابا کے معنی شور بے کے ہیں۔ گلوگیر اسکی صفت ہے ایسا سالن جو گلا پکڑ لینے والا ہو۔ یہاں مراد دنیوی لذائذ سے ہے کہ جو نقصان دہ ہیں۔
ابا۔ بالکسر۔ انکار۔

معنی

یہ زمانہ۔ یہ دنیا کہ درحقیقت ایک ایسا دشمن ہے۔ کہ ہر وقت گلا کاٹنے کے لئے تیار رہو۔ اس سے ہمیشہ آپ پرہیز ہی کرتے رہے۔ اور اون لذائذ دنیوی سے جو کہ درحقیقت نقصان دہ ہیں آپ علیحدہ ہی رہے۔

۵۷ **چہار یارش تا تاج اصفیا نشدند ✤ نداشت سا عدیں یارائے یارا**

چہار یار۔ حضرات ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و علیؓ یہ چار کے بعد دیگرے خلیفہ ہوئے
تاج اصفیا۔ برگزیدہ لوگوں کے سر کے تاج۔ یعنی دیگر صحابہ کے سر تاج۔
ساعدِ دین۔ دین کو ایک شخص سے استعارہ کرکے اسکی کلائی مانی ہے۔
یارہ۔ کنگن۔ زیور ہے
یارا۔ قوت۔ طاقت۔

آپ کے چاروں دوست جس وقت تک کہ جمیع صحابہ اور برگزیدہ کے سردار اور سر کے تاج نہ ہوے اس وقت تک دین کی ترقی اور زیب وزینت نہیں حاصل

ہوئی - بلکہ اصل تو یہ ہے کہ شخص دین کی کلائی میں اتنی طاقت بھی نہ تھی - کہ وہ کنگن پہن لیتا -

(۵۸) الٰہی ز دلِ خاقانی آگہی کہ درو ✽ خزینہ خانۂ عشق ست سر بمہر رضا

حل لغات

عشق - بالکسر - بسیار دوست داشتن چیزے - اور اطباء کے نزدیک جنون کی ایک قسم ہے کہ خوب صورت شکل دیکھنے سے پیدا ہوتا ہے - کہا جاتا ہے کہ "عشق" عشقہ سے ماخوذ ہے - جسے "لبلاب" کہتے ہیں - یہ بیل جس درخت پر ہوتی ہے اسکو زرد و خشک کرتی ہے - یہی حالت عشق کی ہے - کہ جس دل میں ہوتا ہے اسکو زرد و خشک کر دیتا ہے بہر حال مادی عشق مذموم ہے اور روحانی محمود -

اسکی بحث طولانی ہے میری کتاب اسکی متحمل نہیں -

رضا - خوشنودی اور صوفیہ کے نزدیک اپنی مراد کو ترک کرتے ہوئے خداوند عالم کی مراد کو اختیار کرنا -

معنی

حکیم مدح نبی و اصحاب ختم کرنے کے بعد کہتا ہے - "خدایا! تو تو خاقانی کے دل سے آگاہ ہے - کہ اس میں تیرے ہی عشق کا خزانہ ہے - اور اُس پر تیری ہی رضا و خوشنودی کی مہر لگی ہوئی ہے -

(۵۹) ازاں شراب کہ نامش مفرح کرم ست ✽ برحمت ایں جگر گرم را بساز دوا

حل لغات

مفرح وہ چیز جو فرحت دینے والی ہو

کرم - مروت - سخاوت - عزیزی بزرگواری -

جگر گرم - ایسا جگر جو تب زدہ ہو - یہاں غمزدہ مطلوب ہے - بمناسبت شراب کہ وہ دافعِ غم ہے -

معنی

حکیم کہتا ہے کہ اس شراب سے جس کا نام مفرح کرم ہے - اپنی رحمت سے میرے غم زدہ جگر کی دوا کر دے - یعنی اپنے کرم سے میرے غموں کو دور کر دے -

(۶۰) ز ہر چہ رنج جہانست و ہر کہ ابلہان مرا چو صفر نہی دار چوں الف تنہا

ہر اس چیز سے کہ جس سے دنیا کی زینت ہے۔ مجکو مثل صفر کے خالی رکھ اور ہر اس شخص سے کہ جو دنیا دار ہے۔ مجھ کو مثل الف کے تنہا رکھ۔ یعنی نہ میں مادی مال وجاہ چاہتا ہوں اور نہ اہل دنیا سے ملنا چاہتا ہوں۔

(۶۱) **قنوت من آن نماز و نیاز در این ست + کہ عافنا و قنا شر ما قضیت لنا**

حل لغات

قنوت دعا پڑھنا۔ اور مشہور دعا ہے جسے نماز میں پڑھتے ہیں۔

نیاز ۔ حاجت

عافنا ۔ ہمکو معاف رکھ۔ محفوظ رکھ

وقنا ۔ اور ہمیں نگاہ رکھ۔ یعنی ہمیں بچا

ما قضیت لنا ۔ جو کچھ کہ تو نے ہمارے لئے حکم کیا۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ نماز ہو کہ نیاز۔ میری دونوں میں یہ دعا رہتی ہے کہ خدایا اس شر سے ہمیں بچا۔ اور محفوظ رکھ۔ جو تو نے ہمارے باب میں حکم کیا ہے۔

(۶۲) **مرا بمنزل الا الذین فرود آور + فروکشای زمن طمطراق الشعرا**

حل لغات

الا الذین ۔ قرآن شریف میں آیا ہے "والشعراء یتبعہم الغاوون الم تر انہم فی کل وادٍ یہیمون۔ وانہم یقولون مالا یفعلون۔ الا الذین آمنو وعملوا الصلحات وذکروا اللہ کثیراً۔ الخ۔ اور شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کرتے ہیں۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ اور منہ سے جو کچھ کہتے ہیں وہ کرتے نہیں۔ ہاں وہ لوگ مستثنیٰ ہیں جو ایمان لائے۔ اور نیک عمل کئے اور اللہ کی یاد زیادہ کی۔

فروکشای دور کر

طمطراق ۔ کروفر۔ شان و تجمل

الشعرا سے مقصود "الشعراء یتبعہم الغاوون" ہے۔ جناب محشی تحریر کرتے ہیں الشعراء امراء الکلام۔ اور جناب فاضل بلگرامی فرماتے ہیں اقتباس ہے امراء الکلام یا الشعراء تلامیذ الرحمٰن۔ اگر ایسا ہے تو کیا خاقانی رحمٰن کی شاگردی سے علیحدگی چاہتا ہے۔ وہ الشعراء یتبعہم الغاوون سے دوری چاہتا ہے اور الا الذین آمنو کی منزل میں آنا۔

جناب محشی اور فاضل بلگرامی کی تشفی [illegible]

معنی حکیم کہتا ہے۔ کہ خدایا مجھ سے وہ طمطراق وہ کروفر وہ شان وتجمل دور کردے۔ جو ان شعرا کو حاصل ہوا ہے کہ جنہوں نے جھوٹے قصے بیان کرکے اور غلط فقہ بناکر دوسروں کو گمراہ کیا ہے کہ جن کی شان میں "الشعراء یتبعہم الغاوون" آیا ہے مجھ کو تو ایسے لوگوں کی منزل میں پہونچا جو ان سے مستثنیٰ ہیں۔ اور ایمان وعمل والے۔ یعنی "الا الذین" الخ کے مقام میں پہونچا۔

۶۳ **یقین من تو شناسی نہ شک محتقرا ۔۔۔ کہ علم تست شناسای ربنا ارنا**

حل لغات **یقین** ۔ بے شبہ۔ یقین وہ ہے جو شک کی تشکیک سے زائل نہ ہو۔ اور شک وہ ہے جو وجود وعدم میں مساوی الطرفین ہو ورنہ طرف راجح کو ظن کہتے ہیں۔ یقین کے تین درجے ہیں۔ علم الیقین۔ عین الیقین۔ حق الیقین۔

محتقر ۔ خوار۔ ذلیل۔

ربنا ارنا ۔ قرآن شریف میں آیا ہے

عہ پارہ ۲۴ سورہ حم سجدہ عہ پارہ (۱) سورہ بقر

وقال الذین کفروا ربنا ارنا الذین اضلانا من الجن والانس نجعلہما تحت اقدامنا لیکونا من الاسفلین اور جو لوگ کافر ہوگئے ہیں۔ اور یہ کہیں گے کہ اے ہمارے پروردگار تو ہمیں ان دونوں کو دکھا دے جنہوں نے ہمکو گمراہ کیا تھا۔ کہ ایک ان میں سے جن ہے۔ اور ایک انسان۔ تاکہ ہم ان کو اپنے پاؤں کے نیچے کچلیں تاکہ وہ سب سے نیچے ہوجائیں اور ہوسکتا ہے کہ یہ آیہ مقصود ہو:۔

عہ ربنا واجعلنا مسلمین لک ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک ص وارنا مناسکنا وتب علینا ۔ ای ہمارے پروردگار ہم دونو کو اپنا فرماں بردار قرار دے اور ہماری اولاد دنسے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار قرار دے اور ہمیں ہمارے قواعد تعلیم فرما اور ہماری توبہ قبول فرما

معنی حکیم کہتا ہے۔ ان میرے ذلیل مخالفوں کے شک کے مقابلہ میں خدایا تو میری یقین کا عالم دوا ہے اس لئے کہ تیرا علم تو ربنا ارنا کا بھی شناسا ہے یعنی جو میں تیری بارگاہ میں عرض کیا کرتا ہوں۔ کہ بار الہا تو مجھے اپنا فرماں بردار بنا اور ہماری اولادوں کو بھی اپنا مطیع بنا اور ہمیں قواعد تعلیم فرما۔ اور ہماری توبہ قبول کر اس سبب سے

تو واقف و آگاہ ہے۔ باقی دوسری آیت سے بھی معنی کہے جا سکتے ہیں۔

مرا از آفت مشت زیاد باز رہان + کہ بر زنای زن زید گشتہ اند گوا (۶۴ ہشتی)

حل لغات

مشتی ۔ مٹھی بھر بھوڑے سے

زیاد ۔ اس شخص کو زیاد منکر کہتے ہیں۔ اس شخص نے گواہی دی تھی کہ "آنحضرت صلعم نے زنِ زید کیساتھ (معاذ اللہ!) زنا کیا ہے"

زید ۔ بن حارثہ۔ ان کو آں حضرت نے بازار عکاظ سے جناب خدیجہ کے مال سے خرید فرمایا تھا۔ جب آپ مبعوث برسالت ہوئے تو یہ مسلمان ہو گئے۔ زید کے والد نے ابی طالب کے ذریعے سے یہ خواہش کی کہ یا تو آنحضرت زید کو میرے ہاتھ بیچ ڈالیں۔ یا فدیہ لیکر آزاد کردیں۔ آنحضرت نے آزاد کر دیا۔ مگر زید نے آں حضرت کا ساتھ نہ چھوڑا باپ نے عاق کر دیا۔ آنحضرت نے ان کو اپنا بیٹا بنالیا۔ اور زینب بنت جحش سے شادی کردی پھر طلاق کی نوبت آئی۔ اسکے بعد آنحضرت نے عقد کرلیا۔ عرب میں متبنی کو مثل فرزند حقیقی سمجھتے تھے۔ اس لئے آپ نے زینب سے عقد کرلیا۔ تاکہ مسلمان یہ سمجھیں۔ کہ متبنی بیٹا نہیں ہوا کرتا۔

(معنی)

حکیم کہتا ہے۔ بار الٰہا مجھے ان زیاد خصلت لوگوں سے رہائی دے۔ اس لئے کہ یہ لوگ ٹھیک زیاد کی طرح میرے اوپر تہمت لگانے والے اور جھوٹی گواہی دینے والے ہیں۔ جس طرح کہ زیاد نے آنحضرت پر زنِ زید کی زنا کے متعلق گواہی دی۔

خلاص دسخنم از غارت گرہی + کہ مولع اند بنقش ربا و قلب ریا ۶۵

حل لغات

گرہ ۔ گروہ کا مخفف کرلیا ہے۔

مولع ۔ حریص۔ شیفتہ

نقش صورت۔ شکل۔

ربا کے معنی سود کے ہیں۔ نقش ربا۔ لفظِ ربا کی شکل۔ اور ربا کی شکل زنا کی ہے۔ لہذا یہاں زنا سے مراد ہے۔

قلب ریا ۔ ریا کو اولٹو۔ تو ایر ہوتا ہے اور ایر عضو..... کو کہتے ہیں۔ اور یہاں یہی مقصود ہے۔

حکیم کہتا ہے۔ کہ خدایا میرے کلام کو ایسے گروہ کی لوٹ سے بچا۔ کہ وہ یا تو زنا کے حریص ہیں۔ اور یا علت ابنی رکھتے ہیں۔ یا ان میں دونوں باتیں ہیں۔

مقصد یہ ہے کہ ان سرقہ کرنے والوں شاعروں سے میرے کلام کو بچا۔

(۶۶) چو کاسا باز کشادہ دہن زجوع الکلب + چو کوزہ پیش نہادہ شکم ز استسقا

جوع الکلب۔ بیماری ہے صاحب مرض کتنا ہی کھاتا ہے مگر سیر نہیں ہوتا۔

استسقا۔ بیماری ہے۔ جس میں پیٹ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔ ایک استسقائے طبلی ہے۔ دوسرا زقی۔ پانی چاہتا۔ پیاس تشنگی۔

معنی یہ ذلیل اس قدر کھاتے ہیں۔ اور پھر سیر نہیں ہوتے۔ ان کو جوع الکلب کی بیماری ہے کہ ان کا منہ بھاڑ سا ہر وقت کھلا رہتا ہے۔ اور اس قدر پانی پیتے ہیں۔ پھر بھی تسکین نہیں ہوتے۔ گویا انکو استسقا کا مرض ہے کہ کوزے کی طرح ان کا پیٹ آگے نکلا ہوا ہے

(۶۷) اگر حسینی بر من گران سرست رواست + کہ از زمین کثیف است و من سما سنا

حل لغات گران سر۔ رنجیدہ خاطر | سما سنا۔ بلندی کا آسمان۔

معنی اگر کوئی کمینہ مجھ سے رنجیدہ ہے تو بالکل درست و بجا ہے۔ اس لئے کہ وہ اپنی پستی کی وجہ سے زمین کثیف ہے۔ اور میں اپنے علو ہمت کی وجہ سے بلندی کا آسمان ہوں۔ میرے اس کے زمین و آسمان کا فرق ہے۔

(۶۸) گر او نشستہ و من ایستادہ ام شاید + نشستہ با زمین و بپای با دسما

معنی اگر وہ بیٹھا ہوا ہے۔ اور میں کھڑا ہوا ہوں۔ تو یہ بھی درست ہے۔ خدا کرے زمین بیٹھی ہی رہے۔ اور آسمان کھڑا ہی رہے۔ یعنی تم نہیں دیکھتے۔ کہ زمین پست بیٹھی ہوئی ہے۔ اور بلند آسمان کھڑا ہوا ہے۔ پھر مخالف اس نشست سے مجھ پر کیا تفوق ظاہر کرتا ہے۔

(۶۹) وراو براحت و من در مشقتم چہ عجب + کہ ہم زمین بود آسودہ و فلک دوا

معنی اور اگر کوئی یہ کہے کہ بھئی خاقانی! تمہارا مخالف تو راحت میں ہے۔ اور تم مشقت میں تو میں کہوں گا۔ کہ پھر اس میں استعجاب کیا ہے۔ دیکھو پست زمین آسودہ ہے۔ اور بلند آسمان معلق۔ سرگشتہ۔ سرنگوں۔ یعنی ہر بلند مرتبے والے کو تکالیف سے سامنا ہوتا ہی ہے ؛ (مصرعہ) جن کے رتبے ہیں سوا۔ انکو سوا مشکل ہے۔

(۷۰) سخن بہ ست کہ ماند ز مادر فکرت + کہ یادگار ہم اسمانکو تر از اسما

حل لغات **مادر فکرت**۔ فکرت کی دت، اصلی ہے۔ فکر کی ماں۔ خاقانی نے اپنی فکر" کو مادر کہا ہے۔

اسماء عرب کی مشہور معشوقہ ہے۔ یہ اسماء بنت اسماء ہے۔ خاقانی نے اپنی فکر کو "اسماء" اور اپنے کلام کو "اسماء" کہا ہے۔ کہ جو اسما کی بیٹی ہے۔

یادگار۔ فرزند

معنی حکیم کہتا ہے۔ کہ مادر فکر سے جو کلام یادگار رہ جائے بس وہی بہتر ہے۔ دیکھو اسماء ماں ہے اس سے اسماء کہ جو اس کی یادگار ہے کیسی خوب صورت اور حسین ہے۔

(۷۱) بروز حشر کہ آوازِ لاتخف شنوند + بگوشِ خاطرِ ایشان رسانکہ لابشرا

حل لغات **لاتخف**۔ خوف نہ کر۔ یعنی صالحین سے کہا جائے گا کہ تم خوف نہ کرو۔

لابشریٰ۔ ملائکہ منافقوں سے کہیں گے "لابشریٰ لکم الیوم" آج تو تمہارے لئے کوئی خوشخبری نہیں ہے۔

معنی قیامت میں جب کہ صالحین و مومنین آواز "لاتخف" سنیں گے۔ تو خدایا ان میرے معاندین کے کانوں میں "لابشریٰ" کی آواز پہنچا دے۔ یعنی خدا کرے میرے مخالف جہنم میں جائیں۔

تیسرا قصیدہ ختم ہوا

قصیدۂ چہارم

ہر صبح پای صبر بدامن درآورم + پرکار عجز گرد دل و تن درآورم

شرح

اس قصیدے کے تین شارح ہیں۔

اول فاضل شارح دوم فاضل بلگرامی سوم جناب محشی

اس قصیدہ کی تین شارح
(۱) فاضل شارح
(۲) فاضل بلگرامی
(۳) جناب محشی

جناب محشی سے مراد وہ شارح ہے جسکی شرح آپ نے حاشیہ پر چڑھائی ہے۔ چونکہ حاشیہ کے خاتمہ پر آپ (ش) لکھدیتے ہیں۔ اس لئے مجھے نہیں معلوم ہوتا کہ یہ حاشیہ کس کا ہے۔ مجبوراً میں نے سب کی بجائے آپ ہی کو اختیار کیا۔

اب میں اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ یہ قصیدہ بھی غالباً حالت قید میں کہا ہے اس کا وزن مفعول فاعلات مفاعیل فاعلن یا فاعلات دو بار ہے۔ اور اس بحر کا نام مضارع مثمن اخرب مکفوف محذوف یا مقصور ہے۔

حل لغات

پای صبر کی ترکیب وہی ہے۔ جو قدم فکر و پای نظر کی ہے" پای صبر بدامن درآوردن" دنیوی تعلقات سے کنارہ کشی کرکے گوشۂ عزلت میں بیٹھ رہنا۔ کیونکہ جب دامن پاؤں کے نیچے آجاتا ہے۔ تو انسان اٹھ نہیں سکتا۔ اور ہو سکتا ہے کہ قید خانے کے تکالیف پر صبر کرنے کا ذکر کرتا ہو۔

پرکار عجز۔ "پرکار" مشہور آلہ ہے مجازاً بمعنے دائرہ مستعمل ہے۔ اور یہاں یہی مطلوب ہے۔ بعض نے اس کو گاف فارسی سے سمجھا ہے۔ دلیل یہ دی ہے کہ "فرجار" اس کا معرب ہے۔

عجز۔ بالفتح و بالکسر۔ دونوں طرح ہے عاجز ہونا۔ ناتوانی عجز کی نسبت فرمایا ہے العجز عن الادراک ادراک

عمل پڑھنے والوں کا قاعدہ ہوتا ہے کہ اپنے گرد دائرہ کھینچتے ہیں۔ تاکہ جن و دیو سے ان کو نقصان نہ پہونچے۔ یہاں خاقانی نے اپنے گرد عجز کا دائرہ کھینچا ہے۔ تاکہ وساوسِ شیطانی روح کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔

چونکہ صبح کا وقت یاد آلہی کے لئے ہوتا ہے۔ اور اس وقت آسمانی فیضان دل پر نازل ہوتا ہے۔ اس لئے حکیم کہتا ہے کہ میں ہر صبح تمام مادی دنیا کے خیالات اور تمام قوائے بدن کے بے جا خواہشات سے کنارہ کشی کرتا ہوا گوشہ خلوت و محل عزلت میں بیٹھ کر مراقبہ میں مشغول ہوتا ہوں۔ مگر چوں کہ بشری تقاضے ساتھ لگے ہوئے ہیں۔ اور سخت اندیشہ ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ وساوسِ شیطانی میرے دل پر حملہ کر بیٹھیں۔ اس لئے میں عجز کا دائرہ نہ صرف اپنی روح کے گرد بلکہ روح وجسم دونوں کے گرد اگرد کھینچ لیتا ہوں۔ اب مجھے ان دیو وجن کا کوئی اندیشہ نہیں یعنی ہر صبح میں حالت یاد آلہی میں عجز اختیار کرتا ہوں۔ ممکن ہے اس کی بدولت بلندی حاصل ہو کر میری رسائی خدا تک ہو جائے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ قید خانہ کی تکالیف پر صبر کرتا ہوا کہتا ہو۔ یعنی ان ظالموں نے جو مجھے قید خانے میں بند کر کے طرح طرح کے مصائب میں مبتلا کیا ہے۔ ہر صبح کو میں صبر کرتا ہوا عاجزی کرتا ہوں۔

معنی اول

معنی دوم

از عکس خون قرابہ پر می شود فلک ✦ چوں جرعہ ریزدیدہ من در آورم

قرابہ شیشہ۔ صراحی۔ قرابہ پر می شود فلک یعنی آسمان ایک ایسی صراحی ہو جاتا ہے جس میں شراب بھری ہو۔ **جرعہ ریز دیدہ** آنکھ کے اشک خونی۔ دراصل جرعہ ریزہ قطرات شراب ہیں جو کسی کی یاد۔ یا نظر گذر کے لئے زمین پر پھینکے جاتے ہیں۔ دوسرا مصرع شرط ہے اور پہلا مصرعہ اسکی جزا۔

(۲) شرح حل لغات

معنی

حکیم کہتا ہے کہ میں مکار صوفیوں کی طرح صرف "ہو۔ حق" نہیں کرتا۔ بلکہ اس معشوق حقیقی کی یاد میں جس وقت کہ میں روتا ہوں تو اس شدت سے اشک خونی کے تار میرے دامن پر بندھتے ہیں۔ کہ جس کے عکس سے زمین تو زمین۔ بلکہ اتنا بڑا آسمان

ایک صراحی پُر از شراب ہو جاتا ہے۔

اب اگر معنی دوم کے لحاظ سے اس شعر کے معنی کہے جائیں تو۔ ذرا خرابی ہوتی ہے اور وہ یہ کہ اوپر تو کہا کہ میں صبر کرتا ہوں۔ اور پھر کہا۔ کہ میں روتا ہوں۔ اس لئے معنی اول بہتر ہیں مگر قید خانہ ضرور ذہن میں رہے۔

(۳) **ہر دم ہزار بچۂ خونین کنم بخاک — چون لعبتان دہ بہ بزادن در آورم**

حل لغات

بچۂ خونین۔ قطرات اشکِ سُرخ۔ قطرات اشک کو بچے اس وجہ سے کہا کہ مادر چشم سے پیدا ہو کر دامن آوز مین پر کھیل رہے ہیں۔

بخاک کردن۔ خاک میں دفن کرنا خاک میں ملانا۔

لعبتان دہ میں اضافت تشبیہی ہے **لعبت**۔ گڑیا۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ دیکھو ہر ذی حیات اپنے بچے کو کیسا عزیز رکھتا ہے۔ وہ کسی طرح اپنے لختِ جگر کو زندہ دفن کرنا نہیں چاہتا۔ میرے کلیجے کو دیکھو میں یاد آلہی میں اس کی کوئی پروا نہیں کرتا۔ جس وقت کہ میں اپنی آنکھوں کی گڑیوں سے وضع حمل کراتا ہوں اور اس سے ہزاروں سرخ سرخ بچے پیدا ہوتے ہیں۔ تو میں خود ہی اپنے ہاتھ سے ان جگر کے ٹکڑوں کو خاک میں زندہ دفن کرتا ہوں۔ اور محبتِ آلہی میں اس قربانی کی کوئی پروا نہیں کرتا۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی " جب لعبتانِ دیدہ کو میں جنواتا ہوں۔ یعنی روتا ہوں۔ تو ہزاروں بچے سُرخ رنگ کے یعنی آنسو۔ ہر منٹ میں خاک پر گراتا ہوں۔

محترم ناظرین! دونوں معانی میں فرق نکال لیں۔ اور " بخاک کردن " کے معنی میں بھی غور فرمالیں۔

(۴) **از زعفران چہرہ مگر نشۂ کنم + کاستنی بجنت ستروں در آورم**

حل لغات

زعفران چہرہ۔ زعفران کے لئے زردی لازم ہے۔ یہاں ملزوم استعمال کرکے لازم مراد لی ہے۔ یعنی زردی چہرہ جو بوجہ غم پیدا ہوئی۔

نشرہ کے معنی تعویذ وافسوں کے ہیں۔ تعویذ زعفران سے لکھے جاتے ہیں۔

آبستن۔ حاملہ

سترون بانجھ۔ عقیم۔ مرکب لفظ ہے۔ ستر۔ استر۔ اور کلمہ ون سے۔ کہ حرف تشبیہ ہے۔ چونکہ خچری کو جفت نہیں ہونے دیتے۔ اس لئے اس کے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ زیادہ تشریح لغت میں دیکھو۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ ہائی ری بخت۔ یہ تو مثل بانجھ عورت کے ہوگیا۔ کہ اس سے کوئی نتیجہ پیدا نہیں ہوتا۔ لاؤ میں اپنے چہرے کی زردی سے فائدہ اٹھاؤں۔ اور اسے بے کار نہ جانے دوں۔ اس زعفران سے تعویذ لکھ کر بخت کے گلے میں ڈالوں۔ ممکن ہے کوئی نتیجہ برآمد ہو۔ جس عورت کے بچہ پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے لئے گنڈے تعویذ کئے جاتے ہیں۔

(۵) **دانم کہ دہر خط بلا بر سرم کشد + داند کہ سر بخط بلا من درآورم**

حل لغات **"خط بلا بر سر کسے کشیدن" یا "سر کسی بہ خط بلا آوردن"** کے معنی کسی کے سر پہ بلا کی لانا۔

(اس شعر کے دو معنی ہو سکتے ہیں)

معنی اول

حکیم کہتا ہے۔ یہ تماشا دیکھو۔ میں تو یہ سمجھ رہا ہوں کہ زمانہ میرے سر پر مصیبت نازل کر رہا ہے۔ اور وہ سمجھ رہا ہے کہ میں اُسے بلا کی میں لا رہا ہوں۔ یعنی یہ جو میں مصائب میں رو رہا ہوں۔ اس کی نسبت تو میں یہ خیال کر رہا ہوں۔ کہ یہ تمام تکالیف زمانے ہی نے میرے اوپر توڑے ہیں۔ اور یہ جو میں بلک بلک کر رو رہا ہوں۔ اور خونی اشکوں کا دریا بہا رہا ہوں۔ اس سے زمانہ سمجھ رہا ہے کہ یہ رونا تو عرش اعظم کو ہلا دے گا۔ اس لئے خوف کھا رہا ہے۔ کہ اب میرے سر پہ بلا کی آئی۔

معنی دوم

دوسرے معنے یوں ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ تو میں جانتا ہوں۔ کہ زمانہ میرے سر پر مصیبت کے پہاڑ لا کر ڈال رہا ہے۔ مگر اوسے بھی معلوم ہو جائے گا کہ میں اس کے سر پہ کیا بلائیں نازل کروں گا۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی } میں جانتا ہوں کہ زمانہ مصیبت کا پروانہ میرے ہی لئے لکھیگا۔ کیوں کہ زمانہ جانتا ہے کہ میں بہ رغبت مصیبت اُٹھانے پر راضی ہوں ؛

(۶) **چون آہ آتشین زنم از جان آہنین ؛ سیماب وش گداز بآہن در آورم**

حل لغات

جان آہنین ۔ سخت جان ؛

معنی

حکیم کہتا ہے ۔ جس وقت میں اپنی سخت جان سے گرم آہیں نکالوں گا۔ تو اور تو اور لوہے ایسی سخت چیز کو پارے کی طرح گداخت کر دوں گا۔

ممکن ہے کہ زمانے کو دھمکی دے رہا ہو۔ کہ "تو تو مجھے ایسا سخت نہیں معلوم ہوتا۔ میں تو لوہے تک کو پگھلا دوں گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ زمانہ کو سخت ٹھہرایا ہو۔ یعنی میں جانتا ہوں کہ تو مثل لوہے کے سخت ہے۔ کسی پر تیرا دل نہیں پگھلتا۔ مگر میری گرم آہیں تجھکو پگھلا کر رہیں گی۔

اس شعر کے کئی صورت سے معنی نکلتے ہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی } جب میں آہِ گرم جان سخت سے نکالتا ہوں۔ تو لوہے کو پارہ کی طرح پگھلا دیتا ہوں۔

(۷) **یہ غم در جگر زد آتش بر زین مرا من ؛ از آب دیدہ دجلہ ببر زن در آورم**

اشتک ۱۲

حل لغات

آتش بر زین ۔ بر زین ۔ زرتشت کے ائمہ دین میں سے ایک کا نام ہے اس نے آتش خانہ تعمیر کرایا تھا۔ اس کا نام "آذر بر زین" رکھا تھا۔ اسکو آتش بر زین بھی کہتے ہیں۔ "آتش بر زین در جگر زدن" جگر میں سخت آگ لگا دینا۔

اور ہو سکتا ہے کہ "آتش بر زین" سے قید خانہ مراد لی جائے۔ یا زمانہ اس صورت میں یہ فاعل ہوگا اور غم مفعول در صورت دیگر برعکس۔

بر زن ۔ گلی ۔ کوچہ ۔ محلہ۔ صحرا کے معنی میں بھی ہے ۔

معنی

حکیم کہتا ہے کیا یہ معاملہ تعجب انگیز نہیں ۔ کہ غم نے تو میرے جگر میں سخت آگ لگا دی ہے

کہ آتشکدہ بن گیا۔ اس صورت میں جگر میں تری کہاں۔ مگر میں اپنی آنکھوں کے اشکوں سے (جو جگر ہی سے آتے ہیں) گلی کوچوں میں دریا بہا رہا ہوں۔

اور دوسرے معنی یوں ہوتے۔ کہ اُف ری قید خانہ کی گرمی؛ قید خانہ کیا ہے۔ آتش برزیں ہے۔ اس نے غم کو میرے جگر میں لا ڈالا ہے۔ لہٰذا میں ان تکالیف سے بیقرار ہوتا ہوں کہ گویا دجلہ بہہ رہا ہے۔

اسی طرح "برزین" سے زمانہ مراد لے کر معنی ہو سکتے ہیں۔ تم اس میں سے جو معنی پسند کرو۔ اُسے اختیار کرو۔

(۸) غم بیخ عمر من بدرومن ببرگ آن + دستی بشاخ طوبٰی صد فن درآورم

حل لغات

برگ ۔ سامان
آن کا شمار الیہ عمر ہے اور ہو سکتا ہے کہ برگ آں کے بعد کاف بیانیہ محذوف ہو۔
فن ۔ داؤ۔ ہنر۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ ذرا میری سادگی دیکھنا۔ غم تو اندر ہی اندر میری عمر کی جڑ کاٹ رہا ہے۔ اور میں اپنی عمر کے ساز و سامان کے لئے سیکڑوں تدابیر سے لہو و لعب کی شاخ پر ہاتھ بڑھاتا ہوں۔ کہ دستیاب ہو جائے۔ یعنی عمر گھٹ رہی ہے اور میں لہو و لعب میں پڑا ہوں۔ غفلت کی وجہ سے کچھ نہیں سمجھتا۔

اور ہو سکتا ہے کہ معنی یوں کہے جائیں۔ کہ غم تو عمر کی جڑ کاٹ رہا ہے۔ اور میں اس تباہی سے بچنے کے لئے اس سامان میں ہوں کہ لہو کی شاخ پر ہاتھ بڑھاؤں۔ کہ شاید اس لہو سے غم دفع ہو۔ اور میری عمر اس بربادی سے بچے۔ مگر توبہ! یہ غم وہ غم نہیں جسے لہو و لعب دفع کر سکے۔

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی] غم میری زندگی کی جڑ کاٹ رہا ہے! اور میں اس سامان میں ہوں۔ کہ ہزاروں بہانوں سے شاخ لہو تک ہاتھ پہنچاؤں۔

(۹) طوفانم از تنور برآمد چو بوذر آنکہ + دامن چو پیرزن بہ نہ بن درآورم

اشک ۱۲ چشم ۱۲ بای عوض ۱۲

حل لغات

تنور۔ استعارہ ہے چشم سے۔

فاضل بلگرامی کے اختلاف

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں جگر سوختہ سے مراد ہے جگر سوختہ سے مراد لینے میں کوئی حرج نہ تھا۔ مگر دوسرے مصرعے میں دامن کا لفظ آگیا ہے۔ دامن سے آنکھ کے آنسو پونچھے جاتے ہیں۔ جگر سوختہ پر رکھا نہیں جاتا۔

پیرہ زن۔ حضرت نوح کا طوفان مشہور کوفہ کی ایک بڑھیا کے تنور سے طوفان اُٹھا تھا۔ یہ سرپوش لیکر دوڑی کہ تنور کے منہ کو بند کروں۔ مگر سیلاب کا زور دیکھ کر کھڑی کی کھڑی رہ گئی۔

تہمتن

بضم اول و فتحہ ثانی۔ اور مؤید الفضلا میں بکسر اول تنور کا سرپوش۔ دیگ کا ڈھکنا۔ اور طبق "با" عوض کی ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ اُف ری سوختگیٔ جگر! لو میری آنکھوں کے تنور سے طوفان نوح اُٹھہ کھڑا ہوا۔ اب اگر میں کوفہ والی بڑھیا کی طرح بجائے سرپوش اپنے دامن سے اس سیلاب کو روکوں تو رکنے کا نہیں۔

خلاصہ یہ ہے کہ اشکوں کا طوفان اُمڈا چلا آرہا ہے۔ اب اگر دامن سے اشکوں کو روکوں بمعنی پونچھوں تو کچھ فائدہ نہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی } میرے جگر سوختہ سے طوفان اشک جوش مار رہا ہے۔ اس سے کیا فائدہ جو میں زن طباخ کی طرح دامن کا سرپوش اسپر کمندوں۔

(۱۰) **شد روز عمر آں سوی پیشین و زنیست + کیں عمر رفتہ باز بروزن در آورم**

امید نہیں ۱۲

حل لغات

روی نیست۔ امید نہیں ہے + **روزن** سوراخ دیوار۔ تابدان۔ دریچہ۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میری عمر کے دن تو ابتدا کے بھی اس پار پہونچ گئے۔ بھلا اب کہاں یہ امید۔ کہ گزرے ہوئے روز عمر پھر واپس آئیں گے۔ اور روشندان سے ان کی روشنی کا ظہور ہوگا۔

(۱۱) **با من فلک بہ کین سیاوش من بخنجر + اسپی زنی تجربہ تہمتن در آورم**

کین سیاوش - سیاوش کیکاؤس کا بیٹا ہے۔ اس کی ایک بی بی کا نام سودابہ تھا۔ یہ اپنے سوتیلے بیٹے سیاوش پر عاشق ہوگئی۔ اس کی وجہ سے باپ بیٹوں میں رنجیدگی ہوئی۔ سیاوش افراسیاب کے یہاں آگیا۔ اس نے اپنی لڑکی کی شادی اس کے ساتھ کردی۔ کچھ دنوں کے بعد افراسیاب کے دوسرے داماد نے اغوا کرکے افراسیاب کو بھڑکایا اور سیاوش کو ناحق قتل کرادیا۔

صاحب برہان نے لکھا ہے۔ سیاوش سودابہ پر عاشق ہوا۔ اس میں ان کو تسامح ہوگیا۔

جناب محشی لکھتے ہیں "کین سیاوش" ایک لحن کا نام ہے۔ اور شور و شر سے مراد ہے اس موقعہ پر (لحن) کا کیا ذکر ہے۔ اور شور و شر بھی تشریح چاہتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ خاقانی پر کچھ الزام ناگفتہ بہ بھی تھا۔ جس کا ذکر وہ اس سے پہلے کرچکا ہے۔ یہاں بھی اسی طرف اشارہ کررہا ہے۔ اور کہہ تو رہا ہے (فلک) کو۔ مگر تم در پردہ شاہ شروان کو سمجھو۔

اسپ ارزنے - نرکل کا گھوڑا۔ از اضافی ہے۔ بچے نرکل وغیرہ کا گھوڑا بناکر اس پر ٹخٹخاتے ہیں اور کہتے ہیں ہٹ جاؤ ہمارا گھوڑا آتا ہے۔

تہمتن - تہم۔ دلاور۔ تن - جثہ۔ رستم کا لقب ہے یہاں تہمتن فلک کو کہا ہے اور در پردہ شاہ شروان کو

حل لغات

صاحب برہان کا تسامح ۲

جناب محشی سے اختلاف

حکیم کہتا ہے۔ جس طرح سیاوش پر بہتان لگاکر اس کو افراسیاب سے قتل کرایا۔ اسی طرح یہ فلک بھی میرے ساتھ کینہ توزی کررہا ہے۔ اور مجھے قید خانے میں بند کیا ہے شاید قتل کا بھی ارادہ ہو۔ اچھا وہ تو میرے ساتھ یہ کررہا ہے اور میں عجز کے ساتھ نرکل کا گھوڑا اس لئے مہیا کررہا ہوں۔ کہ فلک ایسے تہمتن کے ساتھ نبرد آزمائی کروں۔ یعنی اس کی دشمنی کے دور کرنے کے لئے اسباب میرے پاس کچھ نہیں۔ بالکل عاجز ہوں۔ اور جو ہے وہ مثل نرکل کے ہے۔

معنی

فاضل بلگرامی نے محض ترجمہ کردیا ہے اس وجہ سے نہیں لکھتا۔

چوں کوہ خستہ بستہ کنندم بجرم آنکہ ۱+ فرزند آفتاب بمعدن در آورم (۱۲)

خستہ بستہ کردن ۔ مارنا ۔ پیٹنا ۔ زخمی کرنا ۔

کنندم کی میم مفعولی ہے ۔ اور کنند کے فاعل شاہی ملازم

فرزند آفتاب ۔ سے کنایہ جواہرات ہیں ۔ جنکا تکون حرارت آفتاب سے ہوتا ہے ۔ جواہر سے مراد کلام ہے ۔

معدن ۔ خاطر خاقانی سے استعارہ ہے

معنی حکیم کا مطلب تو صرف اس قدر ہے کہ مجھے شاہی ملازم مارتے ہیں ۔ اس کو وہ اسطرح ادا کرتا ہے ۔ کہ جو شاہی ملازم مجھے پہاڑ کی طرح خستہ بستہ کر رہے ہیں اس کی کوئی وجہ تو ہونی نہیں ۔ اس لئے کہ میں نے کوئی شاہی جرم کیا ہی نہیں ۔ اب جو کچھ جرم ہو سکتا ہے وہ یہ ہے کہ میں اپنی معدن سے جواہرات نکالا کرتا ہوں ۔ اس جواہرات کی وجہ سے مجھے تکلیف پہونچائی جا رہی ہے ۔ یعنی یہ سزا مجھے شاعری کی وجہ سے مل رہی ہے ۔ شاہ شروان نے ۔ اس کو باہر جانے سے روکا ۔ اور آخر میں جیل میں بھجوا دیا تھا ۔ اسی بنا پر خاقانی کہہ رہا ہے ۔ کہ میرا جرم شاعری ہے ۔

جناب فاضل بگرامی کا ترجمہ

جناب فاضل بگرامی نہ ربط اشعار سے بحث کرتے ہیں ۔ نہ فعل و فاعل سے محض شعر کا ترجمہ کر دیتے ہیں ۔ چنانچہ ملاحظہ ہو ۔

"پہاڑ کی طرح مجھے مجروح کرتے ہیں نہ معلوم کون ؟ شادماں ۱۲ ، اور باندھتے ہیں اس جرم میں کہ میں طبیعت سے جواہرات نکالتا ہوں" ۔

۱۳ **از جور ہفت پردہ ارزق باشک لعل + طوفان بہفت رقعہ ادکن درآرم**

ہفت پردہ ارزق سات نیلے پردے ۔ یعنی ساتواں آسمان ۔

اشک لعل ۔ اشک سرخ

ہفت رقعہ ادکن ۔ رقعہ ۔ پارہ جا پارہ کاغذ ۔ ادکن ۔ خاکستر رنگ ۔ ایسا رنگ جو سیاہی مائل ہو ۔ ہفت اقلیم سے کنایہ ہے ۔

معنی ان ساتوں آسمانوں نے میرے اوپر ظلم ڈھایا ہے کہ جس سے دل و جگر کو سخت تکلیف ہے ۔ اشک سرخ اُمڈے چلے آرہے ہیں ۔ اور ساتوں ولایتوں میں طوفان نوح قائم ہو گیا ہے ۔ اللھم احفظنا ۔

(۱۴)

از کشت زار چرخ وزمین کدیں دو گاورا + یک جو نیافتم کہ بخرمن درآورم

حل لغات

کشت زار چرخ وزمین میں اضافت تشبیہی ہے۔ جسے بیانی کہتے ہیں۔ عین چرخ وزمین یا ان دونوں کے نتائج مراد ہیں۔ اور وہ جمادات اور نباتات۔ حیوانات ہیں۔

کہ این دو گاورا است:۔ کہ یہ کشت زار دو بیلوں کے ہیں۔ گاو اول سے مراد برج ثور ہے اور گاو دوم سے مطلوب وہ ہے کہ جس کی سینگوں پر زمین ہے۔ چونکہ کھیتی بیلوں کے ذریعہ سے تیار کی جاتی ہے۔ اس وجہ سے اسکو برج ثور اور زمین والگئے سے منسوب کیا ہے۔

فاضل بلگرامی کی دقت نظری

فاضل بلگرامی کی دقت نظر یہ بتاتی ہے کہ آسمان اور زمین نے ان دونوں بیلوں کو پیدا کیا ہے۔" بھلا کھیت بھی کہیں بیلوں کو پیدا کرتا ہے۔ گاو زا کی جگہ گاورا پڑھتے تو معنے غلط نہ ہوتے۔ حالاں کہ نسخہ نول کشوری میں یہ صحیح لکھا ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ اس آسمان وزمین کے کشت زار سے (نباتات وجمادات وحیوانات) جن کو گویا دو بیلوں نے طیار کیا ہے۔ ہم کو تو ایک جو بھی دستیاب نہیں ہوا جس کو ہم اپنی خرمن میں لاکر رکھتے۔

مطلب حکیم کا یہ ہے کہ یہ جو تم آسمان وزمین کی لہلہاتی کھیتی دیکھتے ہو جس میں تمام ستارے اور نباتات وجمادات وغیرہ شامل ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی ایسی چیز نہیں۔ کہ جس کو میں اپنی خرمن میں لاکر رکھتا اس لئے کہ سب کی سب فانی ہیں۔ اور یہ روحانی زندگی کے لئے کچھ کارآمد نہیں۔ نہ ہم ان کو سرمایۂ آخرت بنا سکتے ہیں۔

فاضل بلگرامی "آسمان وزمین کے کھیت سے کہ یہ آسمان وزمین گاو زا والے ہیں ایک دانہ بھی نہ ملا۔ جس کو کھلیان میں کر ڈالتا مفلسی و ناداری کی شکایت ہے۔"

فاضل بلگرامی کے معنی میں غلطی

محترم ناظرین! ملاحظہ فرمائیں کہ خاقانی کہاں مفلسی کی شکایت کر رہا ہے قصیدے بھر میں ایک شعر بھی نہیں مل سکتا۔

۱۵ از چنگ غم خلاص تمنا کنم ز دہر ۔ کافغان نمی حلق چو ارغن برآورم

حل لغات

چنگ ۔ دست
خلاص ۔ رہائی ۔
کہ مفاجات کا ہے یکایک ۔ فاضل بلگرامی اس کاف کو غلط بتاتے ہیں میرے نزدیک بالکل صحیح ہے

نالے حلق ۔ گلے کی نے
ارغن باجہ ہے ۔ ارگن ۔

معنی

حکیم کہتا ہے ۔ یہ جو تم میرے نالے سنتے ہو کہ یکایک رونے لگتا ہوں گویا اپنے گلے کی نے میں ارگن کی طرح نالے بھرنے لگتا ہوں ۔ اس کا سبب سوائے اس کے اور کچھ نہیں ۔ کہ زمانے سے رو رو کر غم کے ہاتوں سے رہائی کی تمنا کرتا ہوں ۔ کہ شاید اس کو رحم آجائے اور اس مصیبت سے مجھے نجات دے دے ۔ بہائیو قید خانے کے تکالیف برداشت سے باہر ہو رہے ہیں ۔

۱۶ چوں زال بستہ قفس نو زمان کنم ۔ تا رحمتی بخاطر بہمن درآورم

زال

بہمن

حل لغات

زال ۔ رستم کے باپ کا نام ہے اسکو بہمن نے آہنیں قفس میں بند کر دیا تھا ۔ (تفصیل اس قصہ کی لغات میں دیکھ سکتے ہو)

سے یہاں درپردہ شاہ شروان مقصود ہے ۔

معنی

حکیم کہتا ہے ۔ زال کی طرح میں بھی مقید ہوں ۔ آہ و فریاد اس لئے کر رہا ہوں کہ شاید بادشاہ کے دل میں رحم آجائے ۔ اور اس قید فرنگ سے نجات دے دے

۱۷ نی نی کہ باغمست مرا انس لاجرم ۔ مریم صفت بہار بہ بہمن درآورم

نے نے ۔ بدل الغلط ہے ۔
کہ علت کا بھی ہو سکتا ہے اور اضراب کا بھی
لاجرم ۔ "لا" حرف نافیہ ہے ۔ جرم

علاج و گزیر و چارہ "لاجرم" کے معنی ناگزیر ۔ بالضرور ۔
مریم صفت ۔ حضرت مریم پر

تہمت زنا کی تھی۔ اس وجہ سے آپ غمگین تھیں۔ دردِ زہ کے وقت درخت خشک کے نیچے آئیں۔ یہاں حضرت عیسیٰ پیدا ہوئے۔ وہ درخت حضرت مریم کی دعا سے ہرا بھرا ہو گیا

بہمن خزاں کا مہینہ ہے۔ اس وقت آفتاب برج دلو میں ہوتا ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں نے کہا۔ کہ میں غم سے نجات چاہتا ہوں۔ اور میں اس لئے روتا ہوں کہ شاید منوچہر شاہ کو رحم آجائے۔ یہ سب میں نے غلط کہا میں اسلئے نہیں روتا ہوں۔ بلکہ میرا اور غم کا تو چولی دامن کا ساتھ ہے اس سے مجھ کو سخت انس ہے۔ یہ میرا رونا۔ یہ میرا غم یاد الٰہی میں ہے۔ اس سے میں حضرت مریم کی طرح ماہ خزاں پر بہار لاؤں گا۔ یعنی جس طرح حضرت مریم کی برکت سے درختِ خرما ہرا بھرا ہو گیا اسی طرح میرے رونے اور غم کرنے سے خزاں بہار ہو جائے گی۔ اور تمام قید خانے کے تکالیف کچھ باقی نہیں رہیں گے۔

۱۸ نشگفت اگر چو آہوی چین بردہم مشک + چون سنبل و بہمن درآورم

سنبل ۔ ایک درخت ہے جو زلفوں کے مشابہ ہوتا ہے۔ اس میں خوشبو بھی ہوتی ہے۔ اس کو "سنبل الطیب" کہتے ہیں۔ اردو میں بالچھڑ۔

حل لغات

بہمن ۔ مشہور ہے اس کی جڑ سرخ اور سفید ہوتی ہے۔ اس کے سرخ و سفید پھول کھانوں میں چھڑکے جاتے ہیں۔ سنبل و بہمن میں تلخی ہوتی ہے اسوجہ سے یہاں اندوہ غم مراد ہیں

معنی

حکیم کہتا ہے جس طرح چین کا آہو سنبل و بہمن کھا کر مشک دیتا ہے۔ اسی طرح میں سنبل و بہمن (غم) کھا کر اگر مشک ظاہر کروں تو کوئی تعجب انگیز بات نہ ہوگی۔ یعنی اس عشقِ خداوندی اور غمِ ایزدی سے جو میں سوختہ ہو رہا ہوں۔ تو مجھ سے یقینی کلام عشقیہ نکلیگا اور اس کی خوش بو سے قوم فائدہ اٹھائے گی۔

۱۹ چون دم برآرم از سرِ انواعِ سنبل + از شاخ سدن مرغ نوا زن درآرم

حل لغات

باغ دل } دل لطیفہ ربانی ہے۔ اس پر باری تعالیٰ کیطرف سے فیضان ہوتا ہے بعض کے نزدیک روح حیوانی اور روح انسانی کے امتزاج سے متولد ہوتا ہے اور بعض کے نزدیک جسم و جان سے۔ مولانا نظامی کہتے ہیں ؎

دل کہ بدو خطبۂ سلطانی ست
اکدش روحانی و جسمانی ست

بہرحال دل کا مرتبہ صوفیہ کے نزدیک زیادہ ہے۔ اس موقعہ پر دل کے باغ سے مراد فیضان آلہی ہے۔

شارحین نے حضوری قلب مراد لی ہے۔

سرزانو ۔ مراقبہ۔ والمراقبۃ حضور القلب مع اللہ

سدرہ

بیری کا درخت فلک ہفتم پر ہے۔ اس کو "سدرہ المنتہیٰ" کہتے ہیں۔ انسانی اعمال۔ اور حضرت جبرئیل کی رسائی یہیں تک ہے۔

مرغ نوازن

چہچہانے والی چڑیا۔ حضرت جبرئیل سے کنایہ ہے اس لئے کہ وہ وحی آلہی لاتے تھے۔

معنی ۱۲

حکیم کہتا ہے۔ کہ جس وقت میں اپنا سر زانو پر رکھ کر مراقبہ میں جاؤں گا۔ اور اپنے قلب کو خداوند عالم کی طرف متوجہ کر کے یاد آلہی میں مصروف ہوں گا تو میرے دل کے اندر وہ فیضان آلہی کا باغ لگ جائے گا بلکہ وہ خود باغ ہو جائے گا۔ کہ حضرت جبرئیل سدرہ ایسے درخت کو چھوڑتے ہوئے میرے اس باغ میں آجائیں گے۔ اس لئے کہ فیضان آلہی میرے دل سے ان کو حاصل ہوگا۔ وہ سدرۃ المنتہیٰ سے نہیں ہو سکتا۔

جناب محشی کا لطیف مطلب ۱۲

جناب محشی } کسی شارح کا یوں مطلب لکھتے ہیں۔ ہرگاہ ارادہ کنم کہ سخن را از مراقبہ بیان کنم در باغ دل از شاخ سدرہ جبرئیل را فرود آرم با آں کہ او فصیح زبان ست تا مسموع سخن ما کند۔ و دیگر مرغ نوازن کنایہ از سخن فصیحست و سدرہ نزد عرش ست۔ و آن محل سخن ست۔ یعنی سخن آنجا ی در دل دارم۔ (ش)

فاضل بلگرامی کا مطلب

اور **فاضل بلگرامی** فرماتے ہیں کہ میں ایسی آہیں کروں گا کہ جبرئیل کو بھی وتا ہوا وتا رلوں گا۔

عجیب عجیب شرحیں اور عجیب عجیب حاشیے ہیں۔ جبرئیل روتے ہوئے آتو گئے۔ مگر خاقانی کے دل کے اندر کیوں آئے؟ حکیم تو کہہ رہا ہے کہ میں ان کو دل کے اندر لاؤنگا۔

زانو کنم رسدگہ و در بیع خان جان + صد کاروان درد معین اندر آورم (۲۰)

غم بختی ست توسن و من بارکاروان + در خان بپشت بختی توسن درآورم (۲۱)

زانو۔ مراقبہ

رسدگاہ۔ وہ مقام جہاں سوداگروں سے چنگی لی جائے۔ اس کا املا سین سے ہونا چاہیئے۔

بیع خان۔ خان۔ خانہ وسرائے۔ بیع خان۔ وہ مقام جہاں مال اتارا جائے۔ اور خرید وفروخت ہو۔

بختی۔ خراسانی اونٹ۔ بخت نصر سے منسوب ہے۔

توسن۔ شوخ بچھیڑا۔ یہاں مطلق صفت کو کام میں لایا گیا ہے۔

بارکاروان۔ وہی کاروان درد۔

خان۔ وہی بیع خان جان۔

فاضل شارح } دونوں شعروں کے یوں معنی تحریر کرتے ہیں:۔

فاضل شارح کے معنی پر تبصرہ

میں زانو کو (جو محل مراقبہ ہے) باج گاہ بناتا ہوں۔ اور جان کو کاروں سرا۔ اس سرا میں سیکڑوں درد کے قافلے اتارتا ہوں۔ مگر اس درد کو شتر قوی کی پشت پر باندھ کر اس بیع خانہ (جان) میں لاتا ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ جب میں مراقبہ میں جاتا ہوں تو درد کو غم کے ساتھ اپنی جان میں لاتا ہوں۔ اور بہ تنگ نہیں ہوتا ہوں اس لئے کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جان درد وغم کا بوجھ نہ اٹھا سکے۔

فاضل شارح نے معنے کہے۔ مگر کچھ چھوڑے کچھ پکڑے۔ حکیم نے زانو کو باج گاہ بنایا تھا۔ اس کا کیا نتیجہ نکلا! قافلہ کے قافلہ آئے مگر محصول ندارد؟

حکیم کہتا ہے کہ میرا مراقبہ بے سود نہیں۔ اس کو تم ایک باج گاہ سمجھو جہاں کسی قسم کا مال آئے اور محصول لیا جائے۔ اور میری روح ایک کاروں سرا ہے۔ میں اس

معین درد کے قافلے کے قافلے لالا کر اتار رہا ہوں۔ مگر اس حیثیت سے کہ اس قافلے کے بار کو غم (عشق) کے قوی اونٹ پر لاد کر لاتا ہوں۔

میں یہ سیکڑوں درد کے قافلے کیوں لا رہا ہوں۔ تاکہ محصول خوب ملے۔ محصول کیا ہے۔ تقرب باری تعالےٰ۔

شعر کا مغز

شعر کا مغز یہ ہے۔ کہ حکیم درد کے سیکڑوں قافلے عشق کے ساتھ دل میں لاتا ہے۔ جس قدر عشق قوی اور تیز ہوگا۔ اسی قدر درد زیادہ ہوگا۔ اور جتنا درد زیادہ ہوگا۔ اتنا ہی محصول یعنی تقرب ایزدی زیادہ ہوگا

نکتہ

عشق و درد لازم و ملزوم ہیں۔ اس وجہ سے حکیم نے کہا کہ میں درد کے قافلے کو عشق کی قوی اونٹ پر لاد کر لاتا ہوں۔

فاضل بلگرامی کا مطلب

اگر آپ فرمائیں تو جناب فاضل بلگرامی کا بھی ترجمہ لکھ دوں۔

"زانو کو چنگی گھر بناؤں! اور جان کی منڈی میں سوکار وان درد معین لاؤں۔ تاکہ ان سوداگران درد سے زانو کے چنگی گھر میں درد کی چنگی لے کر درد کا ڈھیر لگا دوں۔

غم ایک سرکش اونٹ ہے اور میں قافلہ سوداگراں کا مال یعنی رنج بازار جان میں اسی سرکش اونٹ پر لاد کر لاؤں گا۔

۲۲ دلتنگ ترز دیدۂ سوزن شدست و من + بختی غم بدیدۂ سوزن درآورم

سوئی کا ناکہ

معنی

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں عشق کے تیز اور قوی اونٹ پر درد کے گٹھر کو گٹھر لا لا کر اپنی جان میں اتار رہا ہوں۔ اس کو تم نے معمولی بات سمجھی۔ میرا دل اس قدر عشق کے مقابلہ میں تنگ ہے جیسے سوئی کا ناکہ۔ اس ناکے کے اندر سے اتنے بڑے اونٹ کو نکال رہا ہوں۔ حتی یلج الجمل فی سم الخیاط۔

مطلب حکیم کا یہ ہے کہ یہ عشق وہ عشق ہے کہ اتنی بڑی زمین اتنے بڑے آسمان اور سورج۔ چاند۔ ستارے۔ خاک۔ باد۔ آب۔ آتش۔ بلکہ کل دنیا و مافیہا

کے سامنے کیا گیا ۔ مگر سب نے اس بار کے اٹھانے سے انکار کیا اگر برداشت کیا ہے تو اس جاہل وظالم انسان نے ۔ کہ جو ان چیزوں کے مقابلہ میں کس قدر صغیر ہے ۔ لہذا عشق کی وسعت دیکھو ۔ اور دل کی تنگی ۔ میں اس تنگ چیز میں عشق آلہی ایسی وسیع شے کو داخل کر رہا ہوں ؎ سہ آسماں بار امانت نتوان ست کشید + قرعۂ فال بنامِ منِ دیوانہ زدند +

فاضل بلگرامی کا ترجمہ } دل سوئی کے ناکے سے بھی تنگ تر ہے ۔ میں غم کے اونٹ کو سوئی کے ناکے ۔ یعنی دل میں داخل کروں گا ۔ یعنی کار محال کو وقوع میں لاؤں گا ۔

۲۳ **غم تخم خرمی ست کہ در کلبۂ دل فگنم + در دیست جنس من کہ بیک دن در آورم**

حل لغات

یک ۔ کوئی شارح بحر العجائب کے حوالے سے لکھتا ہے ۔ کہ "یک" کے معنی زمین اور وسط کے ہیں ۔

میرے پاس بحر العجائب موجود نہیں موجودہ لغات میں یہ معنی نہیں ۔

دَن ۔ بڑا ۔ لمبا ٹکا ۔

معنی

حکیم کہتا ہے ۔ یہ عشق تو خرمی کا بیج ہے ۔ اس سے حقیقی راحت حقیقی خوشی حاصل ہوگی ۔ لہذا اس کو میں اپنے دل کی زمین میں بوتا ہوں ۔ اسی طرح یہ درد میری جنس ہے لہذا میں اس کو مٹکے میں رکھتا ہوں یعنی دل میں ۔

ایک شارح نے (در دے ست) کی جگہ (در مے ست) لکھکر کچھ معنی لکھے ہیں جو سمجھ میں نہیں آتے ۔

(۲۴) **عنقای مغرب بغریبی کہ بہر اوست + غم او چو ال زنشیمن در آورم**

حل لغات

عنقای مغرب ۔ بفتح اول وبضم میم ایک لمبی گردن والا بڑا مرغ ہے ۔ مغرب اس وجہ سے کہتے ہیں ۔ کہ بچوں کو نگل جاتا ہے ۔ بعض نے بفتح ا پڑھا ہے یعنی

عنقا جسکی صورت عجیب ہوتی ہے ۔ بعض نے بہ معنے مخفی لیا ہے ۔ کہتے ہیں کہ ایک نبی کی بد دعا سے مفقود ہوگیا ۔

غریبی ۔ مسافری

اِلف - بالکسر خوگر ہونا - دوستی -
زال زر - یہ شخص جب پیدا ہوا تو اس کے بال سفید تھے اور چہرہ سُرخ کہتے ہیں کہ اس کے باپ نے اس کو پہاڑ پر جا کر رکھ دیا - سیمرغ اٹھا لے گیا اور اس نے پرورش کی - زر ایسے بڈھے کو کہتے ہیں جسکے بال سفید اور چہرہ سرخ ہو - سیمرغ ایک حکیم کا بھی نام ہے کہا جاتا ہے کہ اس نے پرورش کی تھی -

معنی حکیم کہتا ہے - میں عنقائے مغرب ہوں - اس عالم مسافرت و بیگانگی میں (اس لئے کہ میں قدسی زادہ - علوی زادہ ہوں) عشق کو نشیمن (دل) میں زال زر کی طرح لے آیا ہوں - تاکہ یہ مونس مسافرت ہو - اور یہ کہ میں اس کی پرورش کروں -

اور ہو سکتا ہے کہ معنی شعر کے یوں کہے جائیں - کہ میں اس قید خانہ میں عالم مسافرت میں ہوں (قید خانہ شہر سے فاصلہ پر تھا) لہذا عشق کو اس لئے لایا ہوں کہ مونس تنہائی ہو -

۲۵ **در گلشن زمانہ نیامد ز نسیم انس + دود از سموم غصہ بگلشن در آورم**

معنی حکیم کہتا ہے - ہائے انس کا نام آگیا - اس کا تو اس عالم میں پتہ ہی نہیں - اس زمانہ کے باغ میں اس کی نسیم چلی ہی نہیں - یہ تو عالم مجردات ہی میں پایا جاتا ہے - لہذا اس اندوہ کی وجہ سے آہیں کر رہا ہوں جس کا دھواں گلشن زمانہ میں بھر گیا ہے -

جناب فاضل بلگرامی فرماتے ہیں - ہوائے گرم سے گلشن کے دھوئیں اڑا دوں گا -

۲۶ **فقرست پیر مائدہ افگن کہ نفس را + بر آستان فقر ممکن در آورم**

حل لغات

فقر وہ ہے جسکی نسبت فرمایا ہے الفقر فخری
پیر مائدہ افگن - وہ بوڑھا - جو دستر خوان بچھانے والا ہو - فقر کو صاف طعام کہا ہے -
نفس را کی جگہ "نزل روح" کا بھی نسخہ ہے مگر اچھا اول ہے
ممکن - بضم اول - فتحہ دوم - کاف مشدد مفتوح - قایم اور پابرجا کیا ہوا - فقر کی صفت ہے اور ہو سکتا ہے کہ صفت نہ قرار دی جائے -

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ انس کا ذکر چھوڑ کر اصل مطلب کی طرف آیا ہوں۔ عشق اختیار کرنے کے بعد میں نے نفس کو فقر کے آستانے پر لا کھڑا کر دیا ہے اس لئے کہ اسی کے پاس غذائے روحانی ہے۔ کچھ مل ہی جائے گا۔

۲۷

آب حیات ز آتش گلخن دچو باد + گر نقش خاک پاش بگلخن در آورم

حل لغات

گلخن } مرکب ہے۔ گل۔ افگر۔ خن مخفف خانہ۔ آگ کی بھٹی۔ آتشدان۔ کوڑے کرکٹ ڈالنے کی جگہ کو بھی کہتے ہیں یہاں گلخن سے استعارہ نفس ہے جس کا ذکر اوپر والے شعر میں ہے۔

نقش خاک پا = سے مراد ایک شارح ریاضت اور فقر دفاقہ لیتا ہے۔ ضمیر شین کی پیر مائدہ افگن کی طرف ہے۔

جناب فاضل بلگرامی نے تو اس شعر کا ترجمہ کر دیا۔ اور اس شعر کا کیا؟ انہوں نے تو ہر شعر کے ساتھ یہی سلوک کیا ہے۔ کچھ ربط کا خیال نہیں۔ فرماتے ہیں:۔

فاضل بلگرامی کا ترجمہ

ہوائی سرد کی طرح بھٹی سے آب حیات بھی پیدا ہو جائے۔ اگر پیر فقر کی خاک نشان قدم بھٹی میں ڈال دوں۔

بہر حال اس شعر کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں:۔

معنی اول

اوّل۔ یہ کہ گلخن سے مراد نفس امارہ لی جائے۔ اور آتش سے مقصود ہوا و ہوس۔ اس صورت میں یہ معنے ہوئے۔ کہ میں نے اپنے نفس امارہ کو پیر مائدہ افگن کے آستانے پر پہونچایا ہے۔ اب اگر میں نے یہ عملی صورت اختیار کر لی اور اس کے پاؤں کی خاک اس نفس امارہ کی بھٹی میں ڈال دی تو یہ تمام آتش ہوا و ہوس آب حیات ہو جائیگی اور میرے تمام جسمانی قوتیں درست۔

معنی دوم

دوم یہ کہ گلخن سے مراد روح لی جائے۔ یعنی میں نے اپنی روح کو فقر کے آستانے پر لا کر کھڑا کر دیا ہے۔ اس میں آتش عشق تو موجود ہے اب اگر میں نے فقر کے پاؤں کی ذرا سی خاک اس روح کی بھٹی میں (جس میں آتش عشق کے شعلے بھڑک رہے ہیں) ڈالدی یعنی میں نے فقر اختیار کر لیا تو اس سے آب حیات جاری ہو جائے گا۔ یعنی

حیات ابدی حاصل ہو جائے گی۔

(۲۸) آرے زہند عود قماری بروں رم + کز جملہ بہ ہند زرد ہن در آورم

(جسم ۱۲) (اعمال صالحہ ۱۲) (ریاضت شاقہ ۱۲)

حل لغات

ہند سے کنایہ جسم۔ یا قوائے جسمانی۔ ایک شارح (فقر) لکھتے ہیں۔ اور یہ صحیح نہیں۔

عود قماری۔ وہ عود جو منسوب بہ قمار ہو اور قمار "کُمار" بتایا جاتا ہے جو ہندوستان کے جنوب میں ہے یہاں اعمال صالحہ۔ اخلاق حسنہ مقصود ہیں۔

زرد ہن + زر دہنا۔ زر دہینا۔ زر دہنی زر دہینی جوہر دار فولاد کو کہتے ہیں۔ یہاں مراد سختی و محنت فقر و فاقہ و ریاضت ہے

شارح تحریر فرماتے "کنایہ از اشک" سبحان اللہ! اگر اشک ہی کی خصوصیت تھی تو روین کا نسخہ اختیار کر لیا۔ کیونکہ اس سے سرخ رنگ حاصل ہوتا ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ میں نے نفس کو فقر کے دروازے پر تولا کر کھڑا کر دیا ہے اب اگر میں نے ریاضت شاقہ کے بوجھ اور فاقہ و محنت کے گٹھر کے گٹھر اپنے قوائے جسمانیہ کے ہندوستان میں اُتار دئیے تو میری تجارت چل پڑی۔ پھر اُسی ہندوستان (جسم) سے عود قماری کے بوجھ کے بوجھ باہر لے جا سکتا ہوں۔ یعنی اگر میں نے ریاضت شاقہ کر کے اپنے قوای جسمانیہ کو درست کر لیا تو پھر اُس کفرستان سے اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ عالم آخرت میں لے جا سکتا ہوں۔

شارحین نے کنائے صحیح نہیں قائم کئے اس لئے وہ شعر بھی نہیں سمجھے۔

فاضل بلگرامی نے محض ترجمہ کر دیا ہے۔ اس لئے اس کا لکھنا بے کار ہے

(۲۹) چندیں نفس بصفہ اہل صفا زدم + یک چند پی بدیر برہمن در آورم

حل لغات

صُفہ۔ ایوان خانہ۔ اہل صُفہ مشہور ہیں کہ چند غریبان اسلام۔ جن کا گھر بار کچھ نہ تھا مسجد کے ایک گوشہ میں بسر کرتے تھے۔

صفا۔ پاک۔ بنیش۔ مکہ معظمہ میں پہاڑی ہے۔

پی بہ دیر آوردن۔ بتخانہ میں

میں جانا۔

معنی صاف ہیں۔ حکیم کہتا ہے۔ عرصہ تک میں اہل صفا کے ایوان میں بہت کچھ عبادت کرتا رہا۔ بہت کچھ اللہ اللہ کی۔ مگر اب تو میں نے بت خانہ میں قدم رکھ ہی دیا ہے۔ یعنی اپنے نفس کو آستانۂ فقر پر لاکر کھڑا کر دیا ہے۔ اہل صفا کے ایوان میں نفس زنی سے تو کچھ فائدہ نہ ہوا۔ اس لئے۔ کہ وہ بہ ظاہر اہل صفا تھے۔ مگر بباطن ریاکار۔

معنی

فاضل بلگرامی نے ترجمے کے بعد یہ نتیجہ تحریر فرمایا۔

فاضل بلگرامی کا مطلب ۱۲

"صفہ اہل صفا میں رہنے سے زمانہ ناموافق ہی رہا۔ شاید اس تنوع سے کوئی فائدہ ہو"

یہاں زمانہ کی ناموافقت سے کیا بحث ہے!

چوں کارِ عالمست شتر گربہ من کنم + گہ سبحہ گاہ ساغر روشن در آورم (۳۰)

شتر گربہ۔ ہر چیز جو نامناسب و مخالف۔ اور نامشابہ ہو۔ اٹل بے جوڑ۔ شاعری میں ایک عیب ہے اور وہ مشہور ہے۔

معنی

تم کہو گے۔ خاقانی نے یہ کیا رنگ بدلا۔ ابھی اہل صفہ کے ایوان میں تسبیح کھٹکھٹا رہا تھا۔ اور اب اس کے ہاتھ میں ساغر شراب ہے۔ تو بات یہ ہے کہ دنیا کے کام چوں کہ بے ڈھنگے ہوتے ہیں۔ اور پھر تغیر پذیر آج کچھ ہے کل کچھ۔ لہذا میں نے بھی رنگ بدلا۔ کل وہاں تھا۔ آج بت خانے میں ہوں۔ اور شراب سرخ کا بھرا ہوا جام بلوری میرے ہاتھ میں ہے۔

نازک وجہ

تم کہیں یہ نہ سمجھ لینا کہ فی الواقع وہ مے خانہ میں پہونچکر شراب پی رہا ہے۔ اور بے ڈھنگا کام کر رہا ہے۔

یہاں ایک باریک بات ہے۔ جب کوئی شخص ایسا کام کرتا ہے جس کو ظاہر بیں نظریں نہیں سمجھتیں تو وہ نافہموں کے ٹالنے کے لئے کوئی نہ کوئی بات کہہ دیتا ہے۔

کہ ہاں یہ ہے۔ وہ ہے۔ کیونکہ استدلال سے کام نہیں چل سکتا ہے۔ اس لئے حکیم نے نافہموں کے ٹالنے کے لئے ایسا کہا ہے۔ کہ دنیا کے کام تو بے ڈھنگے اور تغیر پذیر ہیں۔ میں بھی ایسی ہی اٹکل بے جوڑ باتیں کرتا رہتا ہوں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اہل صفا کے صفہ پر تو خدا نہ ملا۔ اس لئے کہ وہاں عشق و فخر تھا ہی نہیں۔ البتہ بت خانے میں کفر عشق اور شراب معرفت موجود ہے۔ لہذا میں تجربے کے بعد اب یہاں آگیا ہوں۔

فاضل بلگرامی کا ترجمہ ۱۲

فاضل بلگرامی کا ترجمہ ملاحظہ کیجئے۔ "دنیا کے کام اٹکل بے جوڑ ہیں۔ اس لئے میں بھی کبھی ہاتھ میں تسبیح کبھی جام بلوریں لوں۔

(۳۱) **از ہزل و جد چو طفل نگزیردم کہ دست + گاہی بلوح گہ بفلاخن در آورم**

حل لغات

ہزل ۔ سخن بے ہودہ ۔ مسخرگی
جد ۔ ضد ہزل
نگزیر دم ۔ مجھے چارہ نہیں۔ میم مفعولی

لوح ۔ تختی ۔
فلاخن ۔ مخفف فلاخان ۔ گوپھن ۔ سنگ اندازی کا آلہ

معنی

جب تمہیں معلوم ہوگیا کہ کارعالم بے ڈھنگے ہیں۔ تو مجھے بھی یہی کرنا چاہیئے۔ لہذا مجھے بھی لڑکوں کی طرح چارہ نہیں۔ کبھی میرے ہاتھ میں تختی ہے۔ بیٹھا ہوا مکتب میں لکھ رہا ہوں۔ کبھی ہاتھ میں گوپھن ہے۔ لونڈوں کے ساتھ ساتھ مارا پھر رہا ہوں۔ جانوروں پر ڈھیلے مار رہا ہوں۔ چلو چھٹی ہوئی۔ یہ ہے نافہموں کے اس سوال کا جواب! کہ ابھی تم وہاں تھے۔ مے خانے میں کیوں آگئے۔

(۳۲) **جنسی نما ندیس من و رندان کہ بہر راہ + چون رخش نیست پاکی دن و آرم**

(۳۳) **آہوئے مشک نیست چہ چارہ زگاو و بز + کز ہر دو برگ عنبر و لادن در آورم**

حل لغات

رندان ۔ شراب خواراں۔ کوچہ گرداں
نول کشوری نسخہ میں زندان غلط لکھا ہوا ہے۔

رخش ۔ رستم کے گھوڑے کا نام ہے
کودن ۔ ٹٹو۔ جس پر بوجھ لادا جاتا ہو

کند طبع انسان کو بھی کہتے ہیں۔

بُز - بکری۔ برہان میں ہے کہ عربی میں اس کا ترجمہ (تیس) ہے۔ شارح کے نزدیک وہ گوسپند جو آہو اور گوسپند سے متولد ہو

برگ - سامان۔

عنبر - اگلے لوگوں کو اس کا حال معلوم نہ تھا کوئی کہتا ہے۔ بحری گائے کا گوبر ہے۔ کوئی کہتا ہے۔ شہد کی مکھی کا خوشبودار موم ہے بہرحال "ہویل مچھلی" سے برآمد ہوتا ہے

لادن

ایک قسم کی خوشبو ہے۔ اس کو عنبر عسلی بھی کہتے ہیں۔ ریگستانی زمین سے حاصل ہوتا ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ ایک قسم کی گھاس ہے اس میں لادن کا مادہ ملا ہوتا ہے۔ بز اسکو دوست رکھتی ہے چرنے کیوقت اسکی داڑھی اور بال اس سے آلودہ ہو جاتے ہیں اس کے بعد اس کو جدا کیا جاتا ہے۔ ڈاڑھی والا لادن عمدہ سمجھا جاتا ہے

معنی

حکیم کہتا ہے کہ بھائیو! تمہارے ذہن میں جو اعتراضات آتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ میرا کوئی ہم جنس تو رہا نہیں تو اب چارہ کار کیا ہے۔ ان ہی کو چہ گردوں شرابیوں کا میں نے ساتھ کر لیا ہے۔ تم خود سمجھو کہ جب تیز گھوڑا نہ ہو گا تو بہ مجبوری ٹٹو سے کام لینا ہی پڑے گا۔ مشکی آہو نہیں ہے۔ انہیں گائے۔ بکری سے میں عنبر و لادن کا سامان مہیا کرتا ہوں۔ اس لئے کہ چارہ کار نہیں۔

۳۴ **چون چرخ سرفگنم زیم گرچہ سرورم + اکدش زان بخاک فروتن درورم**

حل لغات

اکدش - اصل میں دو تخمہ کو کہتے ہیں مثلاً ماں ہندی ہو۔ اور باپ ترکی۔ اسی طرح حیوان محبوب کے بھی معنی ہیں۔ اور محققین کے اعتقاد میں نفس حاسہ انسانی ہے کہ وہ مرکب لاہوتی و ناسوتی ہے مولانا نظامی کہتے ہیں ؎

دل کہ بہ دو خطبہ سلطانی است
اکدش روحانی و جسمانی است

بہرحال اکدش سے مراد دل ہے۔ شارحین اور فاضل بلگرامی نے آگوش مبدل بہ آغوش پڑھا ہے۔ مگر بہتر اکدش ہی ہے

فروتن - متواضع۔ منکسر۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ یہ صحیح ہے۔ میں سردار ہوں۔ اشرف ہوں مگر فقر کے آستانے پر آجانے کے بعد اب تو میں مثل آسمان کے سر جھکائے زندگی بسر کرتا ہوں۔ اس لئے میں اپنے محبوب دل کو (جو لاہوتی بھی ہے اور ناسوتی بھی) نہایت انکسار کے ساتھ خاک پر لاتا ہوں۔ شاید اس عاجزی و انکسار سے حذامل جائے۔

فاضل بلگرامی وغیرہ نے مطلب غلط لکھا

شارحین اور فاضل بلگرامی نے آغوش پڑھ کر یہ معنی لکھے:۔

"اس وجہ سے خاک متواضع و منکسر کو گود میں لوں گا۔ کیوں کہ تواضع و فروتنی میں وہ میری ہم جنس ہے۔

خاک بھی کہیں گود میں لی جاتی ہے۔ غرض کہ اس شعر کا مطلب سب نے غلط کر دیا۔

(۳۵) دشمن مرا شکستہ کند دوست دارمش + حاشا کہ من شکست بہ دشمن در آورم

معنی

دیکھو ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ اپنے دشمن سے دشمنی کرے۔ اور اس سے عوض لے مگر میں فقر کے آستانے پر آجانے کی وجہ سے اس قدر منکسر ہو گیا ہوں۔ کہ دشمن رات دن مجھے شکستہ کر رہا ہے۔ اور میں اس کو دوست رکھتا ہوں حاشا کہ میں اس پر شکست لانا چاہتا ہوں۔

کوئی شارح اس شعر کا ربط اوپر سے نہ دے سکا۔ بلکہ بے ربط بنایا ہے!

(۳۶) تہدید تیغ میکند آوخ کجاست تیغ + تا چون علیش دست بگردن در آورم

حل لغات

تہدید۔ ڈرانا۔ دھمکانا۔ "تہدید تیغ می کند" بادشاہ مجھے تلوار مارنے کی دھمکی دیتا ہے۔

آوخ۔ افسوس۔

علی۔ پہلے کو پیش۔ دوسرے کو زیر۔ اور تیسرے پر تشدید ہے۔ بمعنی زیور۔

معنی

دیکھو بادشاہ بارہا مجھے تلوار مارنے کی دھمکی دے چکا ہے۔ ہائے افسوس تلوار ہے کہاں۔ میں تو اس کی تلاش میں ہوں اگر مل جائے تو میں دونوں ہاتھ اس کی گردن میں ڈال کر لپٹ جاؤں گا۔ مجھے تو خود شوق شہادت ہے۔

(۳۷) کانِ لہ تیشہ رخنہ کند فضل کانِ نہم + رخنہ چرا بہ تیشۂ کانکن در آورم
(بادشاہ)

معنی حکیم کہتا ہے۔ وہ کان جس میں جواہرات ہوتے ہیں۔ اور تیشہ اس میں سوراخ کرتا ہے۔ میں اس کان کو وہی فضل دیتا ہوں جو اس کے لئے ہونا چاہیئے۔ باوجود اس کے کہ وہ شکستہ کی جاتی ہے اندریں صورت میں کان کن کی تیشہ میں کیوں رخنہ پیدا کروں اور کیوں کان کنی سے باز رکھوں۔ اسی طرح میں بادشاہ کے فعل سے مانع نہیں۔ وہ شوق سے میری گردن اڑائے۔ میری جو بزرگی ہے اور جو فضل حاصل ہے وہ جا نہیں سکتے۔

(۳۸) دیو لاخ آزمر اسکنست و من + خط فسون عقل مسکن در آورم

حل لغات
دیو لاخ۔ وہ مقام جہاں دیو رہتے ہوں۔ "دیو لاخ آز" جہاں حرص کا دیو رہتا ہو۔ اور وہ قوت شہوی ہے۔
خطِ فسون۔ افسوں اور جادو کے لئے جو خطوط کھینچے جائیں۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اب میں پھر اصل مطلب کی طرف آتا ہوں۔ اصل یہ ہے کہ خداوند عالم کی حکمت عملی سے میرا مسکن ایسی جگہ واقع ہوا ہے جہاں حرص کا ایک بڑا خوفناک دیو رہتا ہے۔ یعنی میرا تعلق قوت شہوی سے واقع ہوا ہے جس سے حرص پیدا ہوتا ہے۔ ضرورت ہے کہ میں اس خوفناک دیو کو دفع کروں۔ لہذا میں یہ تدبیر کرتا ہوں۔ کہ عقل کے افسوں کے خطوط اپنے مسکن میں کھینچ دیتا ہوں تاکہ اس بھتنے کا قلع وقمع ہو جائے۔ یعنی میں حرص کو قوت عقلی سے زیر کرتا ہوں۔

۳۹ ہمت شود حجاب میان من و نظر + گر من نظر بعالم زیریں در آورم

معنی اب میں اس عالم مکار کی طرف نظر بھی نہیں ڈال سکتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ فقر کے آستانے پر آگیا ہوں۔ لیکن اگر بالفرض اس مکار عالم کی طرف نظر ڈالوں۔ تو میرے اور نظر کے درمیان میری ہمت حجاب بن جائے گی۔

مقصد حکیم کا یہ ہے کہ اگر مجھ میں حرص پیدا ہوا اور پھر میں نے نظر اس عالم کی طرف ڈالی تو میری بلند ہمت میرے سامنے آکر مجھے روک دے گی اور عالم کی طرف متوجہ نہ ہونے دے گی۔

فاضل بلگرامی کا ترجمہ

فاضل بلگرامی کا ترجمہ } میری ہمت بلند میری اور میری نظر کے درمیان حائل ہو جائے اگر میں اس عالم مکار پر نظر ڈالوں۔

بھلا اس ترجمہ سے طالب علم کیا سمجھ سکتا ہے۔

(۴۰) **آسیمہ سر چو گاو خراسم کہ چشم بند + نہ گذارد م کہ چشم بہ روغن در آورم**

اصل مقصد ۱۲

حل لغات

آسیمہ سر - سر آسیمہ دونوں طرح ہے پریشان۔

گاو خراس - چکی کا بیل۔ مگر یہاں خراس کو لہو کے لئے استعمال کیا گیا ہے اس لئے کہ دوسرے مصرعے میں روغن ہے۔ نول کشوری نسخہ میں (خراشم) غلط لکھا ہے۔

چشم بند - خواب بندی کے افسوں کو کہتے ہیں۔ یہاں وہ اندھیری مراد ہے۔

پے نوشتی

جو لہو کے بیل کی آنکھوں پر ڈالی جاتی ہے

نہ گذارد م - مجھے نہیں چھوڑتی۔ میم مفعولی ہے۔ اور گذارد کا فاعل چشم بند۔

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں:

"نہ گذارم" نہیں اتاروں گا۔ کیوں کہ "گذاردن" کے معنی اتارنے کے ہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ یہ جو میں نفس کو فقر کے آستانے پر لایا ہوں۔ اور حرص کے دیو کا جو انتظام کر رہا ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ میں کولہو کی بیل کی طرح نہایت ہی پریشان ہوں۔ اس لئے کہ میری آنکھوں پر وہ غفلت کے پردے پڑے ہیں۔ جو مجھے کسی طرح نہیں چھوڑتے۔ کہ میں روغن (اصل مقصد) کی نظر ڈالوں۔

جناب محشی } "چشم بند" کنایہ از فلک۔ یا شیطان۔ یا نفس امارہ۔ و روغن۔ اصل مقصد۔

فاضل بلگرامی کے غلط معنی ۱۲

فاضل بلگرامی } میں چکی کے بیل کی طرح ہوں۔ اندھیاری کو نہ اتاروں گا۔ کہ میری نگاہ روغن پر پڑے۔ یعنی میں مرغوبات دنیوی سے اپنی آنکھیں بند رکھتا ہوں۔

یہ سب کچھ سہی۔ مگر آسیمہ سر کو تو ملاحظہ فرمایا جائے۔ وہ کب یہ معنے پیدا کرنے دے گا

پروانہ ام کہ سوزم و دم برنیاورم + قمری نیم کہ طوق بگردن درآورم (۴۱)

پروانہ ام۔ نول کشوری نسخے میں صرف "پروانہ" لکھا ہے۔

معنی

بہرحال اب تو میں "پروانہ" ہوں۔ کہ عشق آتشی میں جل جاؤں گا۔ اور اُف بھی نہ کروں گا۔ قمری نہیں ہوں۔ کہ جو بہت کچھ "کو کو" کرتی رہتی ہے۔ اور جان نہیں دیتی بلکہ بجائے اس کے طوق سے اپنی زینت کرتی ہے۔ سچا عاشق بھی کہیں اپنی آرائش کرتا ہے لہذا میں اس سے بچوں گا۔

بوی و رنگ و نہ پیچم کہ رہ زنم + ارقم نیم کہ بال بچندن درآورم (۴۲)

حل لغات

بوی و رنگ دھر سے مراد لذات دنیوی ہیں۔

ارقم۔ کالا سانپ۔ جس پر سفید نقطے ہو۔

ارقم چندن نول کشوری نسخہ میں لکھا ہوا ہے۔ اس جگہ "بال بچندن" بنا لیا جائے۔

بال۔ بازو۔ اور قد و قامت

چندن۔ صندل کو کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ صندل کی لکڑی پر سانپ لپٹا رہتا ہے۔

معنی

دنیوی لذات پر دنیا ریجھی ہوئی ہے جسے دیکھو وہ ان کے حصول کے پیچھے مرا جاتا ہے۔ مگر میں ہرگز دنیوی خواہشات پر مائل نہ ہوں گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ میں تو سالک طریقت ہو گیا ہوں۔ سانپ نہیں ہوں کہ صندل کی لکڑی کو خوشبودار سمجھتا ہوا اس پر لپٹ کر رہ جاؤں اور لذات دنیوی میں پھنس کر اصل مقصد کو ترک کر بیٹھوں۔

فاضل بلگرامی کے سخنے

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں } زمانے کے رنگ و بو میں مبتلا نہ ہوں گا کیونکہ میں تو مسافر ہوں۔ مسافر کو ان باتوں سے کیا تعلق ہے۔ میرے نزدیک "مسافر" کی بجائے "سالک" ہی لکھتے تو اچھا تھا۔ یا مسافر راہ طریقت کر دیتے۔

(۴۳) **من نامہ برکبوتر راہم زہمرہان + بازا وفتم کہ طبع بہ ارزن در آرم**

حل لغات

بازا وفتم ۔ میں اپنے ساتھیوں کے مرتبے سے گر جاؤں گا۔

ارزن } چینا۔ سانواں۔ ایک اناج ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں تو راہ حقیقت کا نامہ برکتوبر ہوں۔ دنیا میں ایزدی معرفت کا پیغام پہنچانے آیا ہوں۔ اب اگر کہیں میری طبیعت دانہ کو دیکھ کر بے قابو ہو گئی اور اس پر لوٹ پڑی تو اصل مقصد فوت ہو جائے گا۔ اور دوسرے اہل اللہ کا ساتھ چھوٹ جائے گا۔ نتیجہ یہ نکلے گا۔ کہ میں اپنے مرتبے سے گر جاؤں گا

(۴۴) **گر خاص قربِ حق نشوم وثقم بدل + کہ رختِ امان بخلدِ مزین در آرم**

معنی

مرتبہ تو میرا وہ ہے۔ جو میں نے اوپر بیان کیا۔ یعنی راہ طریقت کا نامہ برکتوبر + اب اگر بالفرض مجھے قرب حق کا خاص مرتبہ نہ بھی حاصل ہوا تو اس پر مجھے یقین واثق ہے۔ کہ امان کا سامان تو میں بہشت میں ضروری لے آؤں گا۔ یعنی بہشت میں پہونچ کر امن وامان کے ساتھ زندگی بسر کروں گا

(۴۵) **جان و دل وخرد برسانم باغ خلد + آخر مثلثی بہ مثمن در آرم**

حل لغات

مثلث ۔ سہ کردہ شدہ۔ اور ایک قسم کی خوشبو جس کی ٹکیا تکونی بنائی جاتی ہے یا تین چیزوں سے مرکب ہوتی ہے۔ اس مقام پر جان و دل وخرد سے مراد ہے۔

مثمن ہشت کردہ شدہ۔ یہاں آٹھ بہشتوں سے مراد ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں اپنی جان۔ عقل۔ اور دل کو بہشت میں پہونچاؤں گا ضرور یعنی دنیا میں اس قدر اعمال صالحہ و اخلاق حسنہ کروں گا جس سے یہ تینوں چیزیں مثل مثلث کے خوش بو دار ہو جائیں گی۔ پھر نتیجہ یہ نکالوں گا۔ کہ اس مثلث کو بہشت میں لے آؤں گا۔

(۴۶)

چوں خرمگس زجیفہ وخس طعمہ کنم + نحلم کہ روزی از گل و سوسن آورم

حل لغات

خرمگس - بڑی مکھی ہے۔ زخم پر بیٹھی اور کیڑے پڑے۔ اہل دنیا مراد ہے

جیفہ - مردار۔ دنیا سے بھی مراد ہوتی ہے۔ "الدنیا جیفۃ وطالبہا کلاب"

نحل - شہد کی مکھی۔ یہاں سالک راہ خدا مراد ہے۔

گل و سوسن سے معرفت و طریقت مطلوب ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں مکھی کی طرح مردار اور خس سے کیوں غذا حاصل کروں۔ میں شہد کی مکھی ہوں میری تو روزی گل و سوسن سے ہے۔ یعنی میں اہل دنیا کی طرح حریص نہیں۔ کہ لذائذ دنیوی پر مکھی کی طرح ٹوٹ پڑوں۔ میں سالک کامل ہوں مگر گل معرفت و سوسن طریقت سے فائدہ اٹھاؤں گا۔ اور شہد وصل و تقرب باری تعالےٰ سے حاصل کرونگا جس کی لذت سوائے عاشقان حقیقی اور کسی کو نہیں۔

شارح اور فاضل بلگرامی کے عجیب و غریب معنی

ایک شارح شاید سلمانی ہوں۔ اور دوسرے **فاضل بلگرامی** نے جو معنی تحریر فرمائے ہیں۔ وہ عجائبات روزگار سے ہیں۔ شارح فرماتے ہیں۔ "خرمگس۔ مراد شعرا۔ جیفہ وخس۔ مراد کلام اور مدح پادشاہ ہے۔ میں دوسرے شعرا کی مدح پادشاہ کیوں کروں۔ ذکر خدا میں کیوں نہ مشغول ہوں"

محترم ناظرین! ملاحظہ فرمائیں کہ وہ کیا سلسلہ باندھتا چلا آتا ہے۔ ابھی اوپر والے شعروں میں کہہ آیا ہے۔ کہ اگر مجھے تقرب نہ حاصل ہوا تو کم از کم بہشت تو لے لوں گا پھر اس نے کہا کہ میں ضرور جان و عقل کو بہشت میں لے جاؤں گا۔ یہاں مدح پادشاہ کہاں ہے؟ اور شعرا کہاں؟ خود کلام بے ربط کرتے ہیں اور پیغمبر سخن کے بیربطی

کے قائل۔

۴۷ چون قوتم آرزو کند از گرم سرچرخ + بر خوان جان دو نان ملون درآورم

حل لغات

چون قوتم آرزو کند۔ جبکہ مجھسے غذا کی خواہش کرے گی۔ "کند" کا فاعل "جان" ہے۔

دو نان ملون } دو رنگیں روٹیاں۔ یعنی آفتاب۔ ماہتاب ایک گرم ہے۔ دوسرا سرد۔

معنی

میں بتا چکا۔ کہ دنیا والوں کی طرح مرار کی طرف التفات نہیں کروں گا۔ اب اگر میری حیوانی جان نے مجھ سے غذا کی خواہش کی۔ تو میں اس کے دسترخوان پر یہ آسمان کی ٹھنڈی۔ اور گرم دونوں روٹیاں لاکر رکھ دوں گا۔ کہ لے کھا! یعنی اس سے کوئی نفع اٹھا سکتی ہے تو اٹھا۔

۴۸ با آنکہ قانعم چو سلیمان ز مہر و ماہ + نان ریزہا چو مور بہ مسکن درآورم

معنی

باوجودے کہ میں حضرت سلیمان کی طرح قانع ہوں۔ لیکن اگر نفس حیوانی نے خواہش کی تو یہ مہر و ماہ کے روٹی کے ٹکڑے مسکن میں لاکر رکھ دوں گا۔ جس طرح چیونٹی لاکر رکھتی ہے۔ اور کہدوں گا کہ اگر اس میں کوئی نفع ہے تو اٹھا۔

۴۹ نسرین ابخوشہ پروین پرورند + تا من بخوان دو مرغ مسمن درآورم

حل لغات

نسرین۔ ایک کو نسر طاہر۔ دوسرے کو نسر واقع کہتے ہیں۔ یہ دونوں شکلیں ہیں شمال اور جنوب کی طرف۔

دو مرغ مسمن دو موٹے پرند۔ دونوں آسمانی گدھوں کو کہا ہے۔

معنی

یہ جو میں نے کہا کہ آفتاب و ماہتاب کی روٹیاں لے آؤں گا۔ اس میں تمہیں تعجب کیوں ہوا! میری وہ ذات ہے۔ کہ جس کے لئے قضا و قدر ان دونوں گرگوں کو خوشہ پرویں کھلا کھلا کے اس لئے پرورش کر رہے ہیں تاکہ وہ موٹے ہو جائیں۔ اور پھر میں ان کو اپنے

دسترخوان پرے آؤں۔ اور ان سے فائدہ اٹھاؤں۔

شارح فرماتے ہیں "تفاخر سخن ہے"

"تفاخر سخن" سے یہاں کیا علاقہ۔ مطلب خاقانی کا یہ ہے کہ تمام ثوابت و سیار و اشکال جنوبی و شمالی کی تخلیق انسان ہی کے لئے ہے کہ ان سے نفع اٹھائے سخر لکم ما فی السماء وما فی الارض مگر میں ایزدی عشق میں ان کی طرف التفات نہیں کرتا۔ ورنہ ہیں یہ اس لئے کہ میرے دسترخوان کی زینت ہوں۔

۵۰ مرد توکلم نزنم در گہ ملوک + حاشا کہ شک بخشش ذوالمن آورم

حل لغات

توکل } اسباب دنیا سے دل ہٹا لینا اور مسبب الاسباب کی طرف توجہ کرنا۔

ذوالمن۔ صاحب احسان۔ خداوند عالم مراد ہے

جناب محشی

تحریر فرماتے ہیں۔ کنایہ از ملوک۔ یہاں ملوک سے کیا علاقہ! اوپر نیچے کے شعر نے تو اور واضح کر دیا ہے کہ بادشاہ نہیں مراد ہو سکتا ہے

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں تو مرد توکل ہوں اور اس ذات پر کہ جو ضامن رزق ہے۔ پورا بھروسا رکھنے والا۔ میں دو روٹیوں کے پیچھے بادشاہوں کے دروازوں کو نہیں کھٹکھٹاؤں گا مجھ سے یہ بعید ہے کہ میں خداوند عالم کی اس بخشش پر جو عام ہے شک کروں۔ جس نے بادشاہ کو دے رکھا ہے۔ وہ مجھ گدا کو بھی دے گا۔

۵۱ آنکس کہ داد جان ندہد نان بی دہد + بس کفر باشد ار بدل این ظن آورم

معنی

وہ ذات جس نے مجھے جان دی ہے اور مجھے کیا؟ ہر ذی حیات کو دی ہے۔ کیا وہ روٹی نہ دیگی۔ دے گی۔ اور ضرور دے گی۔ میں اگر اس معاملہ میں ذرا بھی گمان اپنے دل میں لاؤں۔ تو نہایت ہی کفر ہوگا۔

نول کشوری نسخہ کی غلطیاں

نول کشوری نسخہ میں "پس" "از" غلط ہیں۔ بس۔ ار ہونا چاہئے۔

(۵۲) چوں موسیم شجر دید آتش چہ حاجت + کاتش زتیہ وادی ایمن آورم

شجر۔ وہ درخت جس پر حضرت موسیٰ کیلئے تجلی انوار حق ظاہر ہوئی تھی۔

تیہ۔ بیابان۔ اور وہ خوفناک بیابان۔ جس میں حضرت موسیٰ چالیس برس تک سرگرداں رہے۔

وادی ایمن۔ حضرت موسیٰ اپنی بی بی صفورا کے ساتھ جا رہے تھے۔ اس وادی میں صفورا کو دردزہ لاحق ہوا آپ آگ کی تلاش میں چلے۔ دور سے روشنی نمودار ہوئی۔ جب وہاں گئے تو وہ اور آگے بڑھ گئی۔ آپ اور بڑھے وہ درخت پر ظاہر ہوئی۔ حضرت وہاں پہنچے۔ آواز آئی:۔

فاخلع لغلیك انك

چوں کہ یہ وادی داہنے ہاتھ کی طرف تھا۔ اس لئے اس کا یہ نام ہوا۔

معنی

حکیم کہتا ہے کہ جب حضرت موسیٰ کی طرح مجھے شجر طور آگ دیتا ہے۔ تو پھر مجھے کیا ضرورت ہے۔ کہ میں وادی ایمن سے تلاش آتش کروں۔ یعنی جب مجھے خداوند عالم دیتا ہے۔ تو پھر بادشاہوں کے دروازے کھٹکھٹانے کی کیا ضرورت ہے۔

تنبیہ

"وادیِ ایمن" کے پہلے "تیہ" کا لفظ ہے۔ "تیہ" بھی بیابان ہے۔ اور وادی بھی۔ اس لئے تیہ کا لفظ بے ضرورت ہے۔ مگر پیغمبر سخن کو کون کہہ سکتا ہے

(۵۳) گر دور ناقصان نخرد فضل من رواست + نقصی چرا بفضل مبرہن (ظاہر) آورم

معنی

اگر ان نالائقوں ناقصوں کا زمانہ میرے فضل کا خریدار نہیں تو بالکل درست ہے۔ مجھے اس کی کوئی شکایت نہیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ ناقص ہیں۔ مگر مجھے تو یہ لازم نہیں کہ میں اپنے ظاہر بظاہر ہر فضل پر نقص وارد کروں۔ یعنی بادشاہوں کے یہاں جاکر بھیک

مانگتا پھروں۔

(۵۴)

بہرام ارگر بہ من آرند و کداں + غارت چرا بہ تیغ و بجوشن در آورم

حل لغات

بہرام کا ایک قصہ پر لطف ہے۔ یہ شخص ہرمز بن نوشیرواں کا سپہ سالار تھا۔ ہرمز نے خاقان چین سے لڑنے بھیجا۔ یہ گیا اور فتح پائی۔ بہت کچھ مال غنیمت حاصل ہوا۔ وہ سب بادشاہ کو دیدیا۔ مگر ایک قیمتی انگوٹھی۔ ایک تازیانہ اور ایک جوڑ موزہ رکھ لیا۔ اس امر کو کسی نے بادشاہ سے کہدیا۔ وہ برہم ہوا۔ اور ایک چرخہ اور روئی بہرام کے پاس بھیجا۔ اور خط لکھا کہ "تو سمجھتا ہے کہ میں نے اپنی شجاعت سے خاقان پر فتح پائی ہے۔ یہ تیرا گھمنڈ بالکل غلط ہے۔ وہاں میرا اقبال کام کر رہا تھا۔ تو تو اس قابل ہے کہ بڑھیوں کی طرح چرخہ کاتے"۔

بہرام بہت خفیف ہوا اور مارے غصہ کے اپنے تمام ہتیار لٹوا دیئے اور کہا کہ مجھے بیوہ کی طرح چرخہ ہی کاتنا چاہئے۔

فاضل شارح کے معنی ۱۲

جناب شارح فاضل اس شعر کے معنی یوں لکھتے ہیں کہ:-

"خاقانی کہتا ہے۔ میں نے طریقت میں اپنے نفس کی وہ ریاضت کی ہے کہ اگر میرے لئے روئی اور چرخہ بھیجا جائے۔ تو مجھے بہرام کی طرح نہ غصہ آئے گا نہ رنج پیدا ہوگا۔ اور نہ میں اپنے آلات لٹواؤں گا۔ یعنی اگر یہ ناقص میرے اوپر طعن کریں گے۔ تو میں اپنے فضل کو لٹوا نہ دوں گا۔

ہمارے معنی ۱۲

میں عرض کرتا ہوں کہ حکیم کا مطلب یہ ہے۔ کہ بہرام نے تو فی الواقع مال غنیمت میں سے چند چیزیں رکھ لی تھیں۔ اس شرمناک کام کرنے سے اس نے اپنے آلات لٹوا دئے۔ مگر میں کیوں ایسا کروں۔ میں جس الزام میں مبتلا ہوں۔ اس کا مرتکب نہیں۔ اندریں صورت اگر میرے لئے روئی اور چرخہ لائیں گے۔ تو میں ہرگز اپنے آلات (فضائل) نہیں لٹواؤں گا۔ اور خود کو چرخہ کاتنے والے بڑھیا نہیں سمجھوں گا۔ میں تو مردِ میدانِ اخلاق حسنہ ہوں۔

(۵۵) زان غم کہ آفتاب کرم برق وار شب + زہرہ را چو رعد بشیون درآورم

حل لغات

برق وار - برق کی طرح۔

شب - ای وقت شب۔

زہرہ - پتہ - یہاں جگر مطلوب ہے

شارح سے اختلاف

محشی اور فاضل بلگرامی لکھتے ہیں۔ کہ برق وار صفت افتاب ہے اور یہ اچھا نہیں۔

محشی لکھتے ہیں کہ شب زہرہ - سیاہ جگر یہ بھی صحیح نہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے - کہ اس غم سے (کہ آفتاب کرم برق کی طرح چمکا۔ اور مرگیا۔ یعنی کرم نہ رہا۔ جاتا رہا) میں وقت شب اپنے جگر سے رعد کی طرح فریاد اور نالہ نکالو کہ ہائے یہ کیا غضب ہوگیا۔ کہ دنیا میں کرم نہیں۔

(۵۶) این پیرزن ہنوز عروس کرم نزاد + پس سرچرا بخطبہ این زن درآورم

حل لغات

پیرہ زن (دنیا) سے مراد دنیا ہے۔ | **خطبہ** زن خواستن۔

معنی

اور اصل تو یہ ہے - کہ اس دنیا نے اس وقت تک کرم کی دلہن کو پیدا ہی نہیں کیا۔ یعنی اس میں کرم ہی نہیں۔ اندریں صورت میں کیوں اس کے ساتھ نکاح کروں۔

جناب محشی ایک شرح سے یہ حاشیہ چڑھاتے ہیں۔

"پیرہ زن - کنایہ از طبع خود - عروس کرم - مدح ممدوح - این زن - عبارت از درگاہ ست" حاصل یہ ہے - کہ جب تک مدح بادشاہ نہ کروں تو کیوں اسکی درگاہ میں آؤں۔

عجیب شارح اور عجیب شرح ہے؟

۵۷ گفتم ترک مدح سلاطین مبین درآنکہ + سحر مبین بہ شعر مبین درآورم

حل لغات

ترک گفتم - میں نے ترک کردی | **مبین درآن** اس امر میں غور نہ کر۔

سحر مبین - کھلا ہوا جادو۔ | **مُبیّن** - واضح و آشکار

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں نے بادشاہوں کی تعریف ترک کردی۔ اے مخاطب اب تو اس امر پر نظر ہی نہ ڈال کہ میں کھلا جادو (مدح بادشاہ) اپنے ان واضح اشعار میں لاؤں گا۔ یعنی میں اب مدح سلاطین نہیں کروں گا

۵۸

کوشہ طغان جودکہ من بہر نمکے + پیشش زبان بگفتن سنسن درآورم

حل لغات

طغان شاہ - افراسیاب کی اولاد سے ایک بادشاہ ہے

سنسن - سخن غیر فصیح۔ (برہان ۱۲) اور صاحب غیاث نے بمعنی توتی توتی لکھا ہے۔ یہاں یہی آخری معنی مطلوب ہیں۔

اَنمک - ترکی ہے۔ روٹی۔

معنی

طغان شاہ کریم کہاں ہے کہ میں روٹی کے لئے اس کی تعریف کروں۔ اور اس کی سخاوت کی وجہ سے "توتی توتی" کہنے میں اپنی زبان کھولوں۔ اب ایسے کریم و صاحب جود بادشاہ نہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی } یوں معنی تحریر کرتے ہیں:-

"طغان بے چارہ کیا چیز ہے۔ کہ ایک روٹی کے لئے میں اس کی بیہودہ خوشامد کروں۔

آپ نے (جود) کے لفظ پر غور نہیں کیا۔ اور نیز "سنسن" کے معنی بھی دوسرے لغت میں نہیں دیکھے۔ اس لئے اُلٹے معنی لکھ دیئے۔

۵۹

خاقانی مسیح دمم بس بتیغ نطق + ہمچوں کلیم خنہ بالکن درآورم

حل لغات

مسیح دم - حضرت عیسیٰ کا سا دم رکھنے والا۔ معجز نما۔ مسیح دم۔ صفت خاقانی ہے

کلیم - حضرت موسیٰ کا لقب ہے

آپ ہکلے تھے۔ وقت تبلیغ دعا کی وجہ سے لکنت جاتی رہی۔

الکن - ہکلا۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں تو حضرتِ عیسیٰ کا سا معجزہ رکھنے والا خاقانی ہوں۔ جسطرح

حضرت موسیٰ کی دعا سے اُن کی لکنت جاتی رہی۔ اسی طرح میں اپنی گویائی کی تیغ سے الکن میں رخنہ پیدا کردوں گا۔ یعنی اس قدر گویائی کی تیغ ہکلے پن پر ماروں گا۔ کہ بالکل دور ہو جائے گا۔ اور سخن فصیح ہو جائے گا۔

(۶۰) بھر دونان ستایش دونان کنم مبا + کآب گہر بسنگ خماہن درآورم

حل لغات: دونان دو رویّا ن۔ دُونان کمینے۔ سنگ۔ وزن۔ خماہن۔ ایک سخت پتھر ہے سُرخی مائل۔ نر و مادہ ہوتا ہے۔ نر سے سُرخ رنگ۔ اور مادہ کے گیہنے سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے

معنی: حکیم کہتا ہے۔ میں دو رویّوں کی وجہ سے ان کمینوں کی تعریف کرونگا۔ ہرگز نہیں کروں گا؟ خدا نہ کرے۔ کہ میں موتی کی آب کو ہم پلہ خماہن کروں۔

(۶۱) چون موی خوک در زن ترسا بود چرا + تار ردای روح بدوزن درآورم

حل لغات:

موی خوک۔ سور کے بال۔ اگلے زمانے میں عیسائی سور کے بال سے سوئی بنا کر سیتے تھے۔

ترسا۔ عیسائی

ردا۔ چادر

روح حضرت عیسیٰ ؑ

درزن۔ سوئی

معنی: حکیم کہتا ہے۔ چوں کہ عیسائیوں کی سوئی سور کے بال سے ہوتی ہے۔ تو کیا اس صورت میں مجھ پر لازم ہے۔ کہ میں حضرت کی چادر کے تار کو اس سوئی میں لاؤں۔ ہرگز نہیں۔ مقصود یہ ہے کہ یہ امر نہایت ہی نامناسب ہے کہ میں دو رویّوں کے پیچھے ان کمینوں کی تعریف شروع کروں۔

(۶۲) ہم نعت حضرت نبوی کان نکوترست + کیں لعل ہم بطوق و بکرزن درآورم

حل لغات:

لعل۔ مشہور ہے۔ یہاں کلام خاقانی سے مراد ہے۔

کرزن۔ تاج مرصع۔ یہاں طوق و کرزن نعت نبوی سے استعارہ ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ آنحضرت کی نعت مبارک کہ وہ بہتر ہے اس لئے میں اپنے کلام کو اسی نعت میں صرف کروں گا اور اس لعل کو اسی طوق و تاج میں جڑوں گا۔

۶۳ کحال دانشم کہ برند اختران بچشم + کحل الجواہری کہ بہاون درآورم

حل لغات

کحال۔ بالفتح وہائی حطی مشدد۔ سرمہ لگانے والا۔ معالج چشم۔

کحل الجواہر۔ وہ سرمہ جس میں جواہرات حل کئے ہوئے ہوں۔

ہاون سے طبیعت مراد ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ میں تو کحال دانش ہوں۔ میں جس وقت کحل الجواہر کو ہاون میں لاکر سرمہ تیار کرتا ہوں۔ تو اس کو فوراً عالم بالا کے ستارے اپنی آنکھوں کے لئے لے جاتے ہیں۔ یعنی میرا وہ کلام بلند و روشن ہے۔ جس سے عالم بالا کو نور حاصل ہوتا ہے۔

۶۴ گفتم روم بمکہ وجوئم دراں حرم + کنجی کہ سر بحصن محصن درآورم

معنی

میں نے اپنے دل میں کہا۔ کہ میں مکہ معظمہ جاؤں۔ اور حرم میں ایک ایسا گوشہ تلاش کروں۔ کہ جس سے میں گویا مضبوط قلعے میں آجاؤں۔ اور لوگوں کے لعن و طعن سے بچوں۔

۶۵ چون نیست وجہ زر بنکنم عزم مکہ باز + جلباب نیستی بسر و تن درآورم

معنی

مگر کیا کیا جائے کہ میرے پاس روپیہ ہی نہیں۔ اس لئے مکہ جانے کا ارادہ نہیں کروں گا۔ اور نیستی کی چادر اپنے جسم و سر پر اوڑھ لوں گا۔ یعنی فنا ہو جاؤنگا۔

۶۶ تبریز غم فزود دمرا آرزوم ہست + کین غم بار زروم و بار من درآورم

حل لغات

تبریز۔ آذربایجان کا پایۂ تخت ہے۔

آرزوم میری آرزو۔

ارزروم - رومی سرحد پر مشہور مقام ہے) **ارمن** - ایران کے شمال میں صوبہ ہے۔

معنی تبریز نے میرا غم زیادہ کر دیا۔ لہذا میری آرزو یہ ہے کہ میں اس غم کو ارزروم اور ارمن میں نکالوں۔ یعنی ان دونوں مقامات میں جاؤں۔

۶۷ **خوش مقصدیست ارمن و خوش مامن ارزروم + من بر خت دل مقصد و مامن آورم**

معنی ارمن عمدہ مقصد کا مقام ہے۔ اور ارزروم بھی اچھا مامن ہے لہذا میں ان دونوں کی طرف جاؤں گا۔

۶۸ **منت بر عراق و ری ارمن بدین دو جا + سحر نے نظم و نثر مدون درآورم**

۶۹ **بس شکر گزینہ و گیو م سد کہ من + شمعی بچاہ تیرہ بیزن درآورم**

حل لغات

عراق و رے دونوں مشہور مقام ہیں

منیزہ - افراسیاب کی لڑکی کا نام ہے۔ بیزن پر عاشق تھی۔ افراسیاب نے بیزن کو اندھے کنویں میں بند کر دیا تھا

گیو - نام پسر گودرز ہے۔ یہ گیو بیزن کا باپ ہے۔ رستم اور گیو بیزن کو چھڑانے کے لئے پہونچے اور شمع لیکر اندھے کنویں میں گئے اور اس کو رہا کیا۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ اگر میں اپنی نظم و نثر مرتب کا جادو عراق و رے میں لاؤں تو یقین جانو۔ کہ اہل عراق و رے اس کی بہت قدر کریں گے۔ اور میرے حد سے زیادہ شکر گذار ہوں گے۔ اس لئے کہ وہ لوگ کلام فصیح کے شائق۔ اور مدح نبوی کے عاشق ہیں ؛

اس کی مثال ٹھیک یہ ہے کہ اگر میں اس اندھے کنویں میں (جس میں بیزن قید ہے) شمع لیکر جاؤں۔ اور قید خانے کو روشن کر دوں تو یقینی منیزہ اور گیو میرے نہایت ہی شکر گزار ہوں گے۔ اسی طرح اہل عراق و رے میرے کلام سے۔

(۷۰) چوں مور سازخانہ با خلاط در کشم + چوں مرغ برگ خانہ بروزن در آورم

حل لغات

سازخانہ - ایسا محل جس میں سامان ہو - چونٹیاں اپنی غذا لاکر اپنے گھر میں رکھتی ہیں - پھر بہ ضرورت اس کو منتقل بھی کرتی ہیں -

اخلاط - عراق میں شہر ہے ؛

برگ خانہ - مثل سازخانہ ہے -

روزن بھی مقام کا نام ہے - کہا جاتا ہے کہ روزن اور اخلاط کے لوگ خاقانی کے کلام کے طالب تھے - ایک شارح لکھتے ہیں - کہ اخلاط میں چیونٹیاں - اور روزن میں چڑیاں زیادہ ہوتی ہیں -

معنی

حکیم کہتا ہے - کہ میں چیونٹیوں کی طرح اپنا سامان اخلاط میں اٹھا لاؤں گا - اور چڑیوں کی طرح اپنا برگ خانہ روزن میں لاؤں گا - یعنی اگر ان دونوں مقام کے رہنے والے میرے کلام کے طالب ہیں تو میں یہاں بھی جاؤں گا - اور اپنے کلام سے ان کو فائدہ پہونچاؤں گا -

چونہا قصیدہ ختم ہوا

قصیدہ تخمیسیہ

(۱) جوشنِ صورت برون کن در صف مردان در آ + دل طلب کز وا رملک دل تو شد اں پادشا

(اس قصیدہ کے تین شارح ہیں)

(۱) شارح فاضل (۲) جناب محشی۔ آپ کئی شرحوں سے حاشیہ چڑھاتے ہیں جیسا کہ میں اوپر لکھ چکا ہوں (۳) جناب شاداں بلگرامی۔

حل لغات

جوشن۔ ایک قسم کی زرہ ہے جو کڑیوں سے بناتے ہیں۔

جوشنِ صورت میں اضافت بیانی ہے۔ خودی نفسانیت۔ انانیت سے مراد ہے۔

مردان۔ عاشقان الٰہی

دل سے مطلوب روح ہے

دار ملک

پایہ تخت۔ جہاں بادشاہ رہتا ہو۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ اے شخص یہ صورت کی مادی زرہ۔ جو بظاہر تجھے مضبوط معلوم ہو رہی ہے (حالانکہ یہ فانی ہے) اس کو علیحدہ کر۔ یعنی خودی و نفسانیت کا قلع و قمع کر کے اور نفس امارہ کو مار کے مردوں کی صف میں آ۔ اور عشق الٰہی اختیار کر۔ اور اپنی روح کی طرف متوجہ ہو۔ اس لئے کہ اسی روح کے پایہ تخت سے تو بادشاہ ہو سکتا ہے۔

مطلب یہ ہے کہ اپنے مادی قوی کو بے جا خواہشات سے روکتا ہوا اور "**موتوا قبل ان تموتوا**" پر عمل کرتا ہوا۔ روحانیت کی طرف آجا۔ اس روحانیت سے

شاہی مل جائے گی۔ اس کے سوا اور کوئی راستہ نہیں۔ ورنہ مادی قوی کا غلام رہیگا۔ اور ہمیشہ ان کے بوٹوں کی ٹھوکریں کھائے گا۔

(۲) تا تو خود را پای بستی باد داری در دست + خاک خود پاش کز خود ہیچ نکشاید ترا

حل لغات

پابست ۔ مقید۔ گرفتار۔ پابستی تو مقید و گرفتار رہے۔

با در دست داشتن ۔ خالی ہاتھ ہونا ہاتھ میں کچھ نہ رکھنا۔

معنی

ای مخاطب! یہ یاد رکھ۔ کہ جب تک تو خودی کا پابند ہے۔ اس وقت تک تیرے ہاتھ میں سوائے ہوا کے اور کچھ نہ ہوگا۔ اور کبھی اصل مقصد تجھے حاصل نہ ہوگا۔ جس کے لئے تو اس دنیا میں بھیجا گیا ہے۔ جب ایسا معاملہ ہے تو اس خودی کے سر پر خاک ڈال۔ اس کا قلع و قمع کر اس لئے کہ اس سے تو کچھ حاصل ہی نہیں ہو سکتا۔

(۳) با تو قرب قاب قوسین آنگہ افتد عشق را + از صفات خود بعد المشرقین مانی جدا

حل لغات

قرب قاب قوسین سے مقصود نہایت نزدیکی و اتصال ہے۔

عشق را ۔ یہ "را" اضافی ہے۔ یعنی "قرب قاب قوسین عشق"

صفات خود سے مقصود۔ صفات ذمیمہ خواہشات نفسانی ہیں

بعد المشرقین ۔ مشرق و مغرب کا فاصلہ۔ "مشرقین" تثنیہ تغلیبی ہے۔

معنی

اور اے مخاطب! خداوند عالم کے عشق سے اس وقت تجھ کو قرب حاصل ہو سکتا ہے۔ بلکہ نہایت اتصال پر پہنچ سکتا ہے۔ کہ تو صفات رذیلہ اور ملکات رویہ سے بالکل بُعد اختیار کرلے۔

مطلب حکیم کا یہ ہے۔ کہ مادے اور روح میں اتنا ہی فاصلہ ہے کہ جتنا مشرق اور مغرب میں۔ اب اگر تو روحانیت کی طرف آکر عشق الٰہی اختیار کرنا چاہتا ہے۔ اور پھر یہ چاہتا ہے کہ عشق الٰہی سے تیرا اتصال ہو جائے تو یکلخت مادی قوی کے اخلاق رذیلہ سے دوری اختیار کر۔

(۴) آن خویشی چند گوی کآں اویم آن او + باش تا او گوید از خود کآن مائی آن ما

حل لغات

آن خویشی۔ اے ملک خویش ہستی اُردو میں اس کا ترجمہ یہ ہوا۔ کہ تو اپنی مادی قوتوں کا غلام ہے۔

کآن اویم۔ آن او۔ یہ کاف بیانیہ ہے نہ علت کا جیسا کہ فاضل بلگرامی نے خیال فرمایا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس چیز کا بیان ہے؟ جواب اس کا یہ ہے کہ جملہ مطوی محذوفہ کا اور وہ (ایں امر) ہے یعنی چند

کاف علت کا نہیں فاضل بلگرامی کا تسامح ۱۲

گوئی ایں امر کہ آن اویم۔ آں او فتد بر۔

کآں مائی۔ آن ما۔ یہ کاف بھی بیان جملہ مطویہ محذوفہ کا ہے اور وہ "ایں امر" ہے۔ نثر اس کی یوں ہوئی "باش تا خداوند عالم از خود ایں امر گوید کہ آں مائی۔ آں ما

اس قسم کے کاف میں جہاں کوئی جملہ محذوف ہوتا ہے اکثر حضرات دھوکا کھا جاتے ہیں۔

معنی

مطلب شعر کا یہ ہوا۔ کہ اے مخاطب اصل یہ ہے کہ تو اپنی ملک ہے۔ یعنی تو قوائی شہوانی کا بندہ اور اس کا غلام ہے۔ اور بہ ظاہر تو یہ کہہ رہا ہے کہ ہم خداوند عالم کی ملک یعنی غلام ہیں۔ اور پھر تاکید کے ساتھ کہتا رہتا ہے ذرا اک ٹھہر۔ اپنے قوا کو زیر کر۔ اور اس کی ملکیت سے نکل اور روحانیت کی طرف متوجہ ہو کر اللہ کے اخلاق اختیار کر۔ تاکہ وہ خود کہے۔ کہ یہ تو ہماری ملک ہے ہماری ملک ہے! یعنی ہمارا بندہ ہے۔ قوائے شہوانی کا نہیں۔

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی } "اپنے آپ کو کب تک اپنی ملک سمجھتا رہے گا" "کیوں کہ ہم اللہ کے ملک ہیں"۔ اتنا انتظار کر کہ اللہ خود ہی کہے کہ تو میری ملک ہے"

خاقانی مخاطب سے کہہ رہا ہے۔ کہ تو کب تک یہ کہے گا کہ ہم اس کی ملک ہیں۔ حالانکہ تو اپنا بندہ ہو رہا ہے۔ مگر جناب فاضل بلگرامی نے کاف علت کا ٹھہرا کر (آں اویم۔ آن او) کو مقولہ خاقانی کا خیال فرمایا۔ اور یہ صحیح نہیں۔

باش کے متعلق یہ فرمایا کہ "انتظار کر" نہ معلوم کس بات کا انتظار کرے۔ میں نے تو اپنے مطلب میں "باش" کا مفہوم لکھ دیا ہے۔ یعنی ٹھہر اور اپنی قوائے جسمانی کو زیر کر۔

اس کی ملکیت سے نکل۔ پھر تجھے یہ کہنے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ کہ ہم اللہ کے ملک ہیں۔ بلکہ خود خداوند عالم کہے گا کہ یہ تو ہمارا بندہ ہے۔

(۵) چیست عاشق را جز آں کآتش دہد پروانہ را + اوش قرب و میانہ سوختن آخر فنا

حل لغات

آتش سے مقصود آتش شمع ہے

پروانہ وار۔ نول کشوری نسخے میں ہے۔ تمہیں پروانہ را اپنی کتاب میں بنا لینا چاہئے۔

معنی

اے مخاطب شاید تیرے ذہن میں عاشق کے متعلق کچھ سوالات آئے ہوں۔ تو میں بتاتا ہوں کہ عشقِ الٰہی میں عاشق کو اس کے سوا اور کچھ حاصل نہیں۔ جو پروانہ کو آتش شمع سے حاصل ہوتا ہے۔ اول پروانے کو شمع سے نزدیکی ہوتی ہے اس کے بعد وہ جلتا ہے۔ پھر فنا ہو جاتا ہے۔ یہی باتیں تجھے بھی حاصل ہوں گی۔ پہلے قرب ہوگا۔ پھر جلے گا۔ آخر میں فنا فی المحبوب ہو جائے گا۔

خاقانی نے مجاز سے کس طرح حقیقت کو سمجھایا ہے

(۶) لاف یکرنگی مزن تا در صفت چوں آئینہ + از درون سو تیرگی داری بیرون سو صفا

تا از صف چوں آئینہ نول کشوری نسخہ میں ہے ہم نے مصرعہ کو صحیح کر دیا ہے۔

معنی

ہاں! اے مخاطب۔ جب تک تو آئینہ کی طرح اپنے اندر صفات رذیلہ کی تیرگی رکھتا ہے۔ اور بظاہر صاف۔ اس وقت تک تجھے یک رنگی کا دعویٰ نہ کرنا چاہئے۔ بغض و حسد و نفاق سے اپنے سینہ کو صاف کر۔ اور اندر باہر یکساں ہو۔ اس وقت ایسا دعویٰ زیبا ہو سکتا ہے۔

(۷) آتشیں داری زبان زاں دل سیاہی چوں چراغ + گرد خود گردی ازاں تر دامنی چو آسیا

حل لغات

زبان آتشین داشتن۔ شیخی کرنا۔ لسانی کرنا۔ بے جا دعویٰ کرنا۔

سیاہ دل۔ عبارت ایسے دل کی ہے۔ جس کے اندر بغض۔ حسد۔ کینہ

نفاق اور اخلاق رذیلہ موجود ہوں۔
سیاہ دل کو چراغ سے اس وجہ سے نسبت دی ہے کہ اس کی زباں بھی آتشیں ہے اور اندر سیاہی بھری ہوئی ہے۔
تر دامن۔ گنہگار۔

نہر کے کنارے چکی نصب کرتے ہیں۔ اور اس کو پانی کی قوت سے چلاتے ہیں۔ تر دامن کو چکی سے نسبت اسی وجہ سے دی ہے۔ کہ اس کے کنارے پانی ہوتا ہے اور ہر وقت پھرتی رہتی ہے۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ اے مخاطب تو مثل چراغ کے آتشیں زباں واقع ہوا ہے۔ ہر وقت تیری آتش زباں سے جھوٹ۔ بے جا دعوی۔ اور شیخی کے شعلے نکلتے ہیں۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ تو سیاہ دل ہے۔

تیرے اندر تمام صفات رذیلہ موجود ہیں۔ اور چوں کہ تو اس وقت تک بندۂ طبیعت و خواہشات نفسانی ہے۔ اس وجہ سے ان کے احکام کی تعمیل کرتا ہے۔ اور مثل چکی کے اون کے گرد پھرا کرتا ہے۔ اس کا سبب ظاہر ہے۔ کہ تو بالکل تر دامن یعنی گنہگار ہے۔

(۸) رخت ازیں گنبد دوں گر بیاتی باید + زانکہ تا در گنبدی با مردگانی ہم وطا

حل لغات
گنبد۔ کنایہ از آسمان۔
مردگاں۔ اہل دنیا
ہم وطا۔ ہمبستر۔ یعنی شریک حال اہل دنیا۔

معنی اب اگر تو یہ چاہتا ہے کہ ہمیں حیات ابدی اور زندگی سرمدی حاصل ہو جائے۔ تو جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ اپنا ساز و سامان اس نیلے آسمان سے باہر نکال لے جا۔ اور ترک دنیا کر کے اپنی روح کا تعلق عالم لا مکان سے کر لے۔ اس لئے کہ جب تک تیرا قیام اس گنبد کے نیچے رہے گا اس وقت تک ان ہی مردوں (اہل دنیا) سے تیرا علاقہ رہے گا۔ ان کی روحیں مردہ ہیں۔ تمدنی اثر سے تیری روح بھی مردہ رہے گی۔

(۹) نفس عیسی حبست خواہی را کن سوی فلک۔ نقش عیسی در نگارستان اہب کن رہا

حل لغات

جست خواہی - خواہی جُست
نقش عیسیٰ - حضرت عیسیٰ کی تصویر

نگارستان راہب - وہ مقام جہاں پادری - حضرت عیسیٰ - اور حضرت مریم کی تصویریں لٹکا کر اس کی پرستش کریں - گرجا۔

معنی

اگر تو یہ چاہتا ہے - کہ حضرت عیسیٰ ایسے متبرک ہستی ملے - تو پھر آسمان کی طرف راستہ نکال - یعنی اگر تجھے یہ خیال ہے کہ ہم معنویت و روحانیت کی طرف آئیں تو پھر عالم امکان کی طرف متوجہ ہو - اور حضرت عیسیٰ کی تصویر گرجے میں چھوڑ - تصویر کی طرف التفات کرنا ظاہر پرستوں کا کام ہے - نہ حقیقت پرستوں کا۔

(۱۰) برگذر زین تنگنای غربت اینک روشنی + درگذر زین خشک سال آفت اینک منسقا

حل لغات

تنگنائے ظلمت - مادی عالم
خشک سال آفت - یہی مادی عالم

منسقا
پانی پینے کی جگہ۔

معنی

اب اگر یہ چاہتا ہے کہ تیری روح تاریکی سے نکل کر روشنی میں آجائے تو اس مادی عالم سے کہ جو تنگنائے ظلمت ہے - فوراً باہر نکل جا - اسی طرح اگر یہ چاہتا ہے کہ اس خشک سال آفت سے نجات مل جائے اور کسی سیراب چشمے پر پہونچ جائیں تو اس مادی عالم سے گزر جا - اُس سے ادھر نکلا - اور چشمۂ فیض الٰہی پر پہونچ جا۔

(۱۱) شرب عزلت ساختی از سر ببرد ہوس + باغ وحدت کاشتی زین بکن بیخ ہوا

(۱۲) باقطار خوک در بیت المقدس پا منہ + با سپاہ پیل بر درگاہ بیت اللہ میا

دوسرے شعر میں - دو قصوں کی طرف اشارہ ہے - قصہ اول یہ ہے - ترسا - بیت المقدس میں سور بند کیا کرتے تھے حضرت پیغامبر نے ان کو زجر و توبیخ کی اور ان کو اس فعل سے باز رکھا۔

دوسرا قصہ قرآنی ہے اور وہ بہت مشہور ہے - ابرہہ - بہت سے اصحاب فیل کے ساتھ خانہ کعبہ کے ڈھانے کے لئے آیا - بیچارے مکّے والے مقابلہ نہ کر سکے - خداوند عالم نے مدد کی -

ابابیلیں نمودار ہوئیں۔ جن کی چونچ میں کنکریاں تھیں۔ کنکریوں کو اصحاب فیل پر پھینکا سواروں اور ہاتھیوں کو توڑ توڑ کر نکل گئیں۔ ابرہہ یہ دیکھکر بھاگ کھڑا ہوا۔
"اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحٰبِ الْفِیْلِ الخ"

معنی اب اگر تو نے گوشہ نشینی کا لذیذ شربت تیار کرلیا ہے۔ تو آب ہوس کو سر سے باہر نکال کر پھینک دے۔ اسی طرح اگر تو نے وحدت و تجرد کا باغ لگا لیا ہے تو خواہشات نفسانی کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینک۔ اگر تو نے ایسا نہ کیا۔ بلکہ خیالات نفسانی کے ساتھ گوشہ عزلت میں آیا۔ تو اس کے یہ معنی ہوئے۔ کہ تو سوروں کا گلہ اپنے ساتھ لئے بیت المقدس میں گھس آیا۔ اور ہاتھیوں کی فوج لئے ہوئے خانہ کعبہ کے ڈھانے کے لئے پہنچ گیا۔ لہذا ہوا و ہوس کا قلع و قمع کرکے بیت المقدس اور خانہ کعبہ میں قدم رکھ کہ جو عزلت اور وحدت ہیں۔

(۱۳) بر در فقر آ تا پیش آیدت سرہنگ عشق + گویدای صاحب خراج ہر دو گیتی اندر آ

حل لغات سرہنگ۔ فوج کا سردار۔ چوب دار صاحب خراج۔ بادشاہ

معنی خواہشات نفسانی۔ ہوا و ہوس جسمانی کو ترک کرتے ہوئے۔ بلکہ ان کا قلع قمع کرتے ہوئے بلا کھٹکے اس فقر کے دروازے پر آجا جس کی نسبت تیرے رسول نے فرمایا ہے۔ الفقر فخری) ادہر تو پہنچا۔ اور اُدھر سرہنگِ عشق تیرے سامنے آکر کہے گا۔ اے دونوں عالم کے بادشاہ! آیئے۔ آیئے۔ اندر تشریف لائیے۔

(۱۴) سر بنہ کانجا سر صد سر بیابد عوض۔ بلکہ بر سر ہر سرے را صد کلاہ آید عطا

معنی فقر کے دروازے پر پہونچتے ہی اس کے آستانے پر سر رکھ دے۔ تیرے اس ایک سر کے عوض میں تجھے سیکڑوں سر مل جائیں گے۔ صرف سر ہی نہیں بلکہ ہر ہر سر پر سو تاج شاہی بھی رکھے جائیں گے۔

یعنی عالم فقر میں آنے کے بعد جس قدر مراتب تیری سمجھ میں آسکتے ہیں وہ سب تجھے عطا ہوں گے۔

(۱۵) هر چه جز نور السموات از خدائی عزل کن + گر ترا مشکات دل روشن شد از مصباح لا

حل لغات

نور السموات سے مراد خداوند عالم ہے خود فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ مشکوٰۃ فیہا مصباح۔ (اللہ زمین و آسمان کا نور ہے۔ اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے چراغ دان کہ اس میں چراغ ہو۔)

عزل۔ کسی کو کام سے ہٹا دینا۔

مشکات۔ چراغ دان۔

مصباح۔ چراغ

لا۔ سے کلمہ لا الہ الا اللہ مطلوب ہے۔

معنی

اور اے مخاطب! اگر فی الواقع تیرے دل کا چراغ دان کلمہ توحید سے روشن ہو گیا ہے۔ تو پھر (نور السموات) خداوند عالم کے سوا جو کچھ بھی ہے (اگرچہ بفرض محال وہ خدا ہی کیوں نہ ہو) اس کی نفی کر اور اس کو چھوڑ دے اس لئے کہ موجود حقیقی سوائے ذات ایزدی اور کچھ نہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ "از خدائی" پڑھا جائے۔ اسصورت میں اول معنی سے بہتر یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ نور السموات کے علاوہ جو دوسرے خدائی کے مدعی ہیں انکو خدائی سے معزول کر

دوسرے معنی ۱۲

(۱۶) چوں رسیدی بر در لا صدر الا جو از انکہ + کعبہ را ہم دید باید چوں رسیدی در منا

حل لغات

لا سے مطلوب لا الہ ہے۔
الا سے مراد الا اللہ ہے۔

منا۔ وہ مقام ہے جہاں حاجی قربانی کرتے ہیں۔

معنی

اور اے مخاطب! جب کہ تو "لا الہ" کے دروازے پر پہونچ گیا۔ اور نفی ماسوای اللہ کر چکا۔ تو پھر الا اللہ کے صدر پر بھی آجا۔ اس لئے کہ توحید تو یہیں سے ملتی ہے۔ کیونکہ جب کوئی شخص مقام منا میں پہنچ جاتے۔ تو خانہ کعبہ جانا اور اس کا طواف بھی کرنا چاہئے۔ ورنہ محض منا تک جانے کے کیا معنی ہوں گے۔

(۱۷) ور تو اعمی دین بروش احمد ار دست + کاندریں رہ قائد تو مصطفےٰ بہ مصطفا

حل لغات

اعمی۔ نابینا۔

قائد۔ کورکش۔

اور اگر تو نابینا ہے۔ اور فی الواقع نابینا ہے تو حضرت محمد مصطفےٰ کے کاندھے پر ہاتھ رکھ وہ تجھے پہلے فقر کے دروازے پر۔ پھر لا الہ۔ اور الا اللہ کے صدر پہنچا دیں گے۔ یعنی اے مخاطب یہ جو میں یہاں سے وہاں تک تعلیم دیتا ہوا آ رہا ہوں اور تجھے مرتبۂ توحید کا راستہ دکھا رہا ہوں۔ اس مقام تک تو خود نہیں آ سکتا۔ اس لئے کہ تجھ میں ابھی چشم باطن نہیں۔ آنحضرت کو اپنا راہنما بنا۔ وہ اپنی تعلیم سے تجھ میں بصیرت پیدا کر کے مرتبہ توحید تک پہنچا دیں گے۔ اس لئے کہ اس راستے کے قائد وہ ہی ہیں۔ ان سے کوئی بہتر نہیں۔

(۱۸) اوست مختار خدائی چرخ و ارواح و حواس + زاں گرفتند از وجودش منت بی منتہا

(۱۹) ہشت خلد و ہفت چرخ و شش جہت و پنج حس + چار ارکان و سہ ارواح و دو کون از یک خدا

حل لغات

ارواح۔ فرشتے
حواس۔ دس حواس ہیں۔ پانچ ظاہری اور پانچ باطنی
منت۔ احسان۔
بے منتہا۔ بے حد۔
ہشت خلد۔ آٹھ بہشت۔ ان کے نام ہم نے کہیں لکھ دیئے ہیں۔
شش جہت۔ مغرب۔ مشرق۔ شمال۔ جنوب۔ تحت۔ فوق۔
چار ارکان۔ اربعہ عناصر۔ یا چہار طبائع
سہ ارواح۔ روح انسانی۔ حیوانی۔ نباتی
دو کون۔ دنیا۔ آخرت۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ کہ آنحضرت خدا کے مختار ہیں۔ اور چرخ اور ارواح و انسان کے بھی مختار ہیں۔ اسی بنا پر آٹھوں بہشتوں۔ سات آسمانوں۔ اور شش جہت اور پانچوں حواسوں اور چاروں رکنوں اور تینوں روحوں اور دونوں عالموں نے آپ کے وجود ذیجود سے بے حد احسان اٹھایا۔ کیونکہ خدا کی طرف سے آپ کی شان میں آگیا ہے "لولاک لما خلقت الافلاک"

(۲۰) چوں مرا در نعت چوں او ہیرود چندیں سخن + از جہاں بر چوں منی تا کی رود چندیں جفا

در نعت چوں او۔ "او" کے مشار الیہ آنحضرت ہیں۔ جملہ کے یہ معنی ہوئے۔ آپ

"آپ ایسی ذات کی تعریف میں"۔ برچوں منی۔ مجھ ایسی ذات پر۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ جب کہ رسول ایسی مقدس و برگزیدہ ہستی کی ذات کی تعریف میں میں اسقدر کلام کہا کرتا ہوں۔ تو پھر مجھ ایسے شخص پر کیوں دنیا والے ظلم کیا کرتے ہیں۔ یعنی اگر میرا ان لوگوں کو کچھ خیال نہیں تو کاش آنحضرت کا ہی خیال کرتے اور یہ سمجھتے۔ کہ "خاقانی" اتنے بڑے پیغمبر الوالعزم کا مداح ہے۔ اس مقدس ہستی کی طرف منسوب ہونے کی وجہ سے ہم اس پر مظالم نہ توڑیں۔ مگر افسوس! نہ میرا خیال۔ نہ آں حضرت کا۔

(مطلع ثانی)

کارمن بالا نمیگیرد دریں شیب بلا + در مضیق حادثا تم بستہ بند عنا (۲۱)

حل لغات

کار بالا گرفتن۔ کام کا آگے بڑھنا۔ ترقی کرنا۔ — کرۂ ارض ہے۔

مضیق۔ بفتح میم۔ کسر ضاد۔ تنگ جگہہ۔

شیب۔ مخفف نشیب۔ شیب بلا سے مراد — بند عنا۔ قید رنج۔

معنی

یہ دنیا بھی عجیب مصیبت کی جگہ ہے۔ گویا بلا کا ایک گڑھا ہے۔ اسمیں میرا کام کبھی نہ چلا۔ میری ترقی رکی ہی رہی۔ وجہ اس کی یہ ہے۔ کہ میں ہمیشہ محل حوادث میں گرفتار قید رنج ہی رہا۔

می کنم جہدے کزیں خضرائے خذلاں بگذرم + حبّذا رزیکہ این توفیق یابم حبّذا (۲۲)

حل لغات

خضرائے خذلاں۔ کنایہ از آسمان — حبّذا۔ کلمہ مدح ہے۔ بمعنی خوب ہی بہتر ہے۔

معنی

اندریں صورت میری یہ کوشش جاری ہے۔ کہ جہاں تک ہوسکے میں اس نیلے آسمان سے آگے بڑھوں۔ اس لئے کہ جب تک میرا قیام اس میں رہیگا۔ ہرگز میرا کوئی کام نہ نکلے گا۔ کیوں کہ یہ تو محل خذلان ہے دیکھا چاہیے۔ یہ توفیق مجھے کب حاصل ہوتی ہے۔ کیا خوب وہ دن ہوگا جس روز میری روح کا تعلق اس عالم سے ہٹ کر

عالم لامکان سے ہو جائے گا۔

۲۳ صبح آخر دیدۂ بختم چناں شد پردہ در + صبح اول دیدۂ عمرم چناں شد کم بقا

حل لغات
صبح آخر۔ صبح صادق۔ اس وقت روشنی ہو جاتی ہے اور ہر شے خوب دکھائی دینے لگتی ہے۔
صبح اول۔ صبح کاذب۔ اس کا وقفہ بہت کم ہوتا ہے۔

معنی
تم نے صبح صادق تو دیکھی ہے۔ جس طرح اس کے نور میں ہر شے نظر آنے لگتی ہے۔ ٹھیک اس طرح میرا نصیبہ میرا پردہ در ہے۔
اور تم نے صبح کاذب بھی دیکھی ہے۔ کس قدر جلد ختم ہو جاتی ہے۔ ٹھیک اسی طرح میری عمر کم بقا ہے۔

۲۴ باکہ گیرم انس کز اہل وفا بوئے برم + روزی من نیست یا خود نیست در عالم وفا

۲۵ شروم را حاصل نیا مد بہ ز دوست + دوست خود نا ممکنست اے کاشنی دانا شنو

۲۶ من حسین وقت و نا اہلان یزید شہر من + روزگارم جملہ عار و شروان کربلا

خاقانی کو جو شکایت ہے یہی ہر شخص کو ہر زمانے میں ہوتی ہے۔ لیکن مجھے تجربے کے بعد یہ معلوم ہوا کہ جہاں ہمارا کوئی دوست نہیں۔ وہاں سچ یہ ہے۔ کہ ہم بھی کسی کے دوست نہیں۔

دوست کی تعریف مختصر الفاظ میں محقق طوسی نے خوب کی ہے "او تو باشد و تو او"

معنی
بہر حال۔ حکیم کہتا ہے۔ میں کس سے انس کروں۔ کس سے محبت کروں۔ اہل وفا کا تو پتہ ہی نہیں۔ یا تو یہ بات ہے کہ وفا شعار میری قسمت میں نہیں۔ اور یا یہ ہے کہ خود وفا ہی کا دنیا میں وجود نہیں۔ غضب خدا کا؟ اتنے بڑے شروان میں۔ جس میں ہزاروں

انسانی صورتیں دکھائی دیتی ہیں۔ مجھے دوست تو دوست! نیم دوست بھی نہ ملے؟ ارے میں نے غلطی کی دوست کیسا۔ دوست تو ناممکن ہے۔ بھلا یہ کہاں میسر آسکتا تھا۔ کاش کوئی آشنا ہی ملتا جو ناممکن نہیں۔ مگر ہائے قسمت وہ بھی نہ ملا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ یہ انسان صورت نااہل ہیں۔

یہ نالائق میرے ساتھ وہ سلوک کر رہے ہیں جو یزید و شمر نے امیرالمومنین امام حسینؓ کے ساتھ کیا تھا۔ اس لئے میں حسینِ وقت ہو رہا ہوں۔ میرا تمام زمانہ عاشورا ہو گیا ہے اور یہ شروان میرے لئے کربلا کا میدان +

۲۷ ای عراق اللہ جارک نیک مشغوفم تو + وی خراسان عمرک اللہ سخت مشتاقم ترا

۲۸ گرچہ جانان از درون چشم از شما بی روستی + از دریچہ گوش می بینید سعادتہا شما

حل لغات

عراق - دو ہیں۔ عراق عرب۔ عراق عجم۔ یہاں عراق عرب مقصود ہے۔ جہاں امام حسینؓ کا مزار مقدس ہے۔ عراق کے لغوی معنی دریا کے کنارے کے ہیں۔ چونکہ دونوں صوبے دریا کے کنارے واقع ہیں اس لئے یہ نام رکھا گیا۔

اللہ جارک۔ خدا تجھے نگاہ رکھے۔

مشغوف۔ ایسا شخص جس کے دل میں کچھ پہنچا ہوا اور یعین مہملہ بمعنی شیفتہ اور عاشق کے ہیں۔ اور یہاں یہی درست ہیں۔ نول کشوری نسخہ میں غلط لکھا ہوا ہے۔

خراسان۔ مشہور صوبہ ہے۔ یہاں حضرت امام رضا کا مشہد ہے جسے مشہد مقدس کہتے ہیں۔

عمرک اللہ۔ خدا تجھے آباد کرے۔

دریچہ گوش سے اضافت منقطع ہو گئی دریچۂ گوش ہے

معنی

چونکہ امام حسینؓ کا ذکر آگیا ہے۔ اس لئے نہایت انس کی وجہ سے عراق کو دعائیں دینے لگا۔ خاقانی کو حضرت امام رضا سے بھی سخت انس ہے یا رتکو بھی گیا ہے اس وجہ سے خراسان کے لئے بھی اسکے دل سے دعائیں نکلنے لگیں۔

کہتا ہے اے عراق (خدا تیری حفاظت کرے) میں تو تیرا عاشق ہوں اور اے خراسان (خدا تجھے آباد رکھے) میں تو تیرا سخت مشتاق ہوں اگرچہ میری جان یعنی میں ان ظاہری آنکھوں سے تمہیں نہیں دیکھتا ہوں اور نظاہر تمہاری ہی ہے

محروم ہوں۔ مگر میری جان کانوں سے تمہارے سعادات کا درک کرتی رہتی ہے۔ تمہارے برکات کا اُسے خوب پتہ ہے۔

تنبیہ

خاقانی نے اگرچہ عراق اور خراسان کہا ہے۔ مگر مقصود اس کا مشہد مقدس اور مزار پاک امام حسینؑ ہے۔

(۲۹) عذر من بنید کآخر پابست مادرم + ہدیہ جانم روان دارید دست صبا

(۳۰) تشنہ دل تفتہ ام از دجلہ آریدم شراب + دردمندم زارم از بغداد سازیدم دوا

حل لغات

پابست مادرم۔ اپنی والدہ کی قید میں ہوں یعنی وہ مجھے سفر کرنے نہیں دیتی۔
بعض نسخوں میں پابست نادرم ہے۔ اور یہ نسخہ بھی اچھا ہے۔ یعنی میں تو عجیب و غریب مصیبتوں میں پھنسا ہوا ہوں۔

دل تفتہ۔ سوختہ دل۔
دجلہ۔ مشہور دریا ہے اسی کے ساحل پر بغداد واقع ہے۔
بغداد صوبہ عراق کا پایہ تخت ہے۔

معنی

خراسان اور عراق دونوں کو مخاطب کر کے کہتا ہے۔ کہ میں تو تمہارا اس قدر مشتاق ہوں کہ فوراً یہاں سے روانہ ہو جاتا۔ مگر میرا عذر تو تمہیں معلوم ہی ہے۔ اپنی والدہ کی وجہ سے ایسا مجبور ہوں کہ وہ مامتا کے مارے مجھے سفر نہیں کرنے دیتی۔ یا یہ کہ میں تو ان مصائب میں پھنسا ہوں کہ یہاں سے نکل ہی نہیں سکتا۔ اس لئے تم اپنے فیوضات و برکات باد صبا کے ہاتھ ہی روانہ کر دو کہ میری جان اس سے مستفیض ہو میں سوختہ دل۔ سخت پیاسا ہوں۔ میرے لئے دجلہ کا پانی مہیا کر دو۔ میں نہایت دردمند۔ نحیف و زار ہوں۔ میرے لئے بغداد سے دوا تیار کر دو خلاصہ یہ کہ میں اس وقت نہیں آسکتا۔ میرے اوپر نظر عنایت و توجہ وہیں سے کرو۔

(۳۱) بوی راحت چون تواں برد از مزاجِ دیں بہ + نوشدارو چون تواں از دھا اژدھا

حل لغات

بوی امید
ایں دیار۔ شہر شروان
نوشدارو۔ تریاق۔ فادزہر۔ اور ایک معجون ہے جو زخموں اور املوں کے لئے مفید ہے

یہ کربلا کا میدان۔ یعنی شروان۔ وہ تکلیف دہ ہے۔ کہ جس کے مزاج سے راحت کی امید تو کی ہی نہیں جاسکتی۔ بھلا ایسا ممکن ہے کہ کوئی شخص اژدہے کے منہ سے نوشدارو حاصل کر سکے۔ لاواللہ! ہرگز نہیں۔

(۳۲) پیشِ ما مبنی کرمی کہ گاہ مائن + ماکیاں بردر کنند و گر بہ در زندان سرا

ذکر یمان

میں تمہیں شروان کی کیا حالت بتاؤں۔ تمہیں یقیں نہیں آئے گا۔ اے یہاں تو ایسے ایسے کریم ہیں کہ جو دستر خوان بچھا اور کھانا کھانے بیٹھے تو انہوں نے پہلے گھر کی مرغیوں کو باہر نکال دیا۔ اور بلیوں کو کہیں بند وند کر دیا۔ کہ ایسا نہ ہو کہ کچھ گرا پڑا یہ کھالیں۔ اتنے بخیل ہیں؟

۳۳ گر برای شوربا بر درِ اینہا شوی + اوسکبا دہند از چہرہ وانگہ شوربا

میں تمہیں ان شروانیوں کی کیا حالت بتاؤں۔ خدانہ خواستہ اگر تمہارے گھر میں سالن نہیں پکا۔ اور تمہارا یہ خیال ہوا کہ لاؤ بھئی۔ کہیں سے ذرا سا سالن مانگ لیں۔ پیالہ لے کر پہونچے۔ تو سب سے پہلے وہ تمہارے سامنے ترش روئی پیش کرے گا۔ پھر اس کے بعد ذرا سا شوربا دے دے گا۔

مطلب :۔ یہ ہے کہ یہ لوگ ایسے بخیل ہیں۔ کہ اول تو کچھ دیتے نہیں۔ اور اگر بمجبوری دیا بھی تو ترش رو ہو کر۔

سکبا کو ہم اوپر بتا آئے ہیں۔ کہ ایک سالن ہے جو سرکہ اور گوشت سے تیار کیا جاتا ہے۔

۳۴ | مرم ای خاقانی آہرمن شد نداز خشم و ظلم
در عدم نہ۔ روئی کانجا بینی انصاف و رضا

حل لغات | آہرمن / اہرمن / اہرمین] دیو
رضا۔ خوشنودی

معنی | خاقانی! چھوڑو اس قصہ کو یہاں تو وہ ظلم و خشم ہے کہ جس سے لوگ شیطان ہو کر رہ گئے ہیں۔ یہاں انصاف و رضا دونوں کی امید نہ رکھو۔ اگر انصاف و رضا چاہتے ہو تو۔ ملکِ عدم روانہ ہو جاؤ۔ وہاں یہ دونوں چیزیں البتہ حاصل ہو جائیں گی۔

پانچواں قصیدہ ختم ہوا



قصیدۂ ششم

(۱) قحط وفا در بنۂ اخر الزماں + ہاں ای حکیم پردۂ عزلت بساں ہاں

اس قصیدے کے تین شارح ہیں :-

اول - جناب محشی - جو کئی شرحوں سے حاشیہ چڑھاتے ہیں۔

دوم - جناب فاضل شارح

سوم - جناب پروفیسر شاداں بلگرامی

حل لغات

قحط - خشک سالی - کال۔ حکیم - دانشمند - جس میں فضائل اربعہ پائے جاتے ہوں - یعنی حکمت - عفت - عدالت - شجاعت

بُنہ - بضم اول و فتح نون۔ عزلت - گوشہ نشینی۔

ہاں - کلمۂ تنبیہ۔

معنی

خاقانی کہتا ہے۔ اے حکیم - دنیا اور دنیا والوں سے بھاگ - اس لئے کہ اب وہ زمانہ آگیا ہے کہ اس کے رخت گاہ میں سب کچھ ملیگا - مگر وفا کا بالکل پتہ نہیں - جس وفا کی قحط ہے - یہ دنیا والے بالکل بے وفا ہیں لہذا گوشہ نشینی کے پردے کی درستی کرا اور کسی سے نہ مل - ورنہ طرح طرح کے مصائب اٹھائے گا اور کچھ ہاتھ نہ آئیگا السلامۃ فی الوحدۃ۔

(۲) در دم سپید مُہرۂ وحدت بگوش دل + خیز از سیاہ خانۂ وحشت بپائی جاں

حل لغات

سپید مہرۂ وحدت - سپید مُہرہ ایک قسم کا مہرہ ہے - جس کو جنگ کے وقت

بجاتے ہیں۔ اس سے ایک مہیب آواز نکلتی ہے۔ ہم اس کا ترجمہ (سنکھ) کرتے ہیں۔

وحدت۔ یگانہ ہونا۔ تنہائی۔ اور ایک ہونا۔

پیدہ۔ مہرہ وحدت میں اضافت تشبیہی ہے۔

سیاہ خانۂ وحشت۔ سیاہ خانہ قیدخانہ کو کہتے ہیں۔ سیاہ خانہ کی اضافت وحشت کی طرف بادنی ملابست ہے۔ ایسا قیدخانہ جس میں وحشت ہو۔ سیاہ خانۂ وحشت دنیا کو کہا ہے "الدنیا سجن للمومن"۔

پائے جاں۔ "گوش دل" کی ترکیب وہی ہے۔ جو "قدم فکر" اور "پائے نظر" کی ہے۔

معنی

خاقانی کہتا ہے۔ اے حکیم۔ اپنے دل کے کانوں میں وحدت کا مہرہ پھونک اور بہت زور سے پھونک۔ یعنی وہ جو پہلے تیرے خیالات دنیا کے میل جول کے بسے ہوئے تھے۔ اس کو نکال۔ اور اب وحدت وتنہائی کا خیال دل میں نہایت مضبوطی سے بسا۔ اس لئے کہ دنیا اور اہل دنیا میں وفا ندارد ہے۔ اس سے تجھے کچھ حاصل نہیں ہوگا اور اس سیاہ خانہ وحشت (دنیا) سے کہ جو درحقیقت ایک مرد مومن اور اہل اللہ کے لئے قیدخانہ ہے۔ آ ہٹہ! اور یوں نہ اُٹھ کہ تو نے معمولی سے خیال کر لیا۔ بلکہ جان اور ارواح کے پاؤں سے اُٹھ!۔

حاصل شعر یہ ہے کہ وحدت کو اپنے دل میں جگہ دے۔ اور خدا سے ایک ہونے کا قیام کر اور عالم روحانیت کی طرف آ۔ اور دنیا سے کنارہ کشی کر۔ اس لئے کہ یہ سخت بے وفا ہے۔

ہم باعدم پیادہ فروکن بہشت نطع + ہم زقی قدم سوی ہفت آسمان بران

حل لغات

عدم۔ نیستی۔ درویشی۔ کم کرنا۔

پیادہ۔ معروف۔ یہاں جسم انسانی مراد ہے

ہشت نطع۔ نطع۔ بساط چرمین۔ اور وہ پوستین کہ جو فقرا کمر پر باندھتے ہیں۔ یہاں ہشت نطع آٹھوں بہشتوں سے مراد ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ خلد۔ دارالقرار دارالسلام۔ جنت عدن۔ جنت الماوی جنت النعیم۔ علیین۔ فردوس۔

زی ۔ طرف ۔
قِدم ۔ دیرینہ ہونا ۔ قدیم ہونا ۔
خداوندِ عالم کی ایک صفت ہے ۔
سوار ۔ شہوار ہے ۔ یہاں روحِ انسانی سے مراد ہے
ہفتخواں ۔ دو ہیں ۔ ایک رُستم، دوسرا اسفندیار کا ۔ تفصیل پہلے قصیدے میں لکھی جا چکی ہے ۔ یہاں ساتوں آسمان مطلوب ہیں

معنی

اور اے حکیم ۔ جب تو ترک دنیا کر کے گوشۂ عزلت میں آجائے ۔ اور اپنے دل میں "وحدت" کو جگہ دے لے ۔ اس کے بعد اپنے مادی جسم کو (کہ ایک پیادہ ہے) بہشت کی طرف بڑھا ۔ یعنی اپنے مادی قویٰ کو بہ مصداق "موتو قبل ان تموتوا" مار اور اُن کو ضبط کر، تاکہ بہشت میں جانے کی صلاحیت ہو ۔ اب رہی روح، اس سوار کو (قِدم) کی طرف لے جا ۔ ہاں! اس کے راستے میں ہفت خواں ملیں گے ۔ تو رُستم وقت ہے، اسفندیارِ زمانہ ہے ۔ اُن پر غالب آ ۔ اور اپنی روح کو اس سے باہر نکال کر لے جا ۔ اور "فنا فی اللہ" کا مرتبہ حاصل کر ۔

مقصد یہ ہے ۔ کہ ریاضت کر ۔ اس سے بہشت بھی حاصل ہو گا، اور تقرب باری تعالیٰ بھی ۔

سوائی ایں سوادِ دنیا مکن بیش در دماغ — تکلیف ایں کثیف دنیا منہ بیش بر روان

(۴)

معنی

حکیم ۔ جس قدر تو دنیا میں انہماک کر چکا ۔ بس کر چکا ۔ اس سواد کا اس سے زیادہ جنوں اپنے دماغ میں نہ لا ۔ اسی طرح اس کثیف (مادی دنیا) کی تکلیف اب اپنی روح پر نہ رکھ ۔

فلسی شمر ممالک ایں سبزہ کارگاہ صفری شمر فذلک ایں تیرہ خاکدان

۵

حل لغات

فلس ۔ کوڑی ۔ پیسہ
سبزہ کارگاہ ۔ آسماں
صفر ۔ خالی ۔ تہی ۔ اور وہ نقطہ جو عدد کو دس گنا کرتا ہے ۔
فذلک ۔ بروزن مسالک ۔ بقیہ چیزے ۔ باقی ۔ دفتر مدجمع حساب

بعد تفصیل

معنی اس سبزہ کار گاہ کے جس قدر ممالک ہیں۔ وہ جھنجھی کوڑی کی برابر نہیں۔ کیوں اس لئے کہ فانی ہیں۔ اسی طرح اس مادی دنیا کا جو کچھ حاصل ہے وہ ہیچ ہے

(۶) جیحونِ آفتست بروآبگینہ پُل × کہ پایہ بلاست بروغول دیدبان

حل لغات

جیحون ۔ مشہور دریا ہے۔ خراسان اور ماوراالنھر کے درمیان واقع ہے ارال جھیل میں گرتا ہے۔ "جیحونِ آفت" سے مراد دنیا ہے۔

برو "او" کا مرجع جیحون آفت ہے فاضل بلگرامی فرماتے ہیں :۔ "تیرہ خاکداں"

از آبگینہ پل ۔ شیشہ کا پل۔

آسمان سے مراد ہے۔

کہ پایہ ۔ مینار۔ ستون مستحکم۔ اور کوہستان ۔ (از برہان) یہاں آسمان سے مراد ہے

غول ۔ دیو۔ شیطان۔

دیدبان اُس شخص کو کہتے ہیں۔ جو کسی اونچے مقام سے دشمن کی فوج کی نگہبانی کرے۔ ناظر۔

معنی حکیم! "یہ دنیا کیا ہے؟" ایک آفت کا دریا ہے۔ اور طرّہ یہ ہے کہ اُس پر شیشہ کا پُل بندھا ہوا ہے۔ اور "یہ آسمان کیا ہے؟" بلا کا مینار ہے یا پہاڑ۔ اور لطف یہ ہے کہ اُس کی چوٹی پر شیطان بیٹھا ہوا دیدبانی کر رہا ہے۔ اب تمھیں بتاؤ یہ چیزیں دلبستگی کے قابل ہیں۔ یا نہیں؟

(۷) چشمِ بھی مدار کہ در چشمِ روزگار ٭ آن ناخنہ کہ بود بدل شد بہ استخوان

معنی اوعقلمند۔ اب اس زمانے سے وفا کی امید بالکل ہی نہ رکھ۔ وہ اس کی آنکھ کا مرض ناخنہ کب کا مبدل بہ استخواں ہو چکا۔ پہلے تو اسے کچھ سوجھتا بھی تھا۔ اب تو کچھ بھی دکھائی نہیں دیتا۔ یعنی اگلا زمانہ تو خیر کچھ اچھا بھی تھا۔ اب تو بد سے بدتر ہے۔

(۸) تو غافل و سپہر کشندہ رقیب تو × فرزانہ خفتہ و سگ دیوانہ پاسبان

معنی

حکیم! تُو تو غافل ہے اور یہ قاتل آسمان تیرا نگہبان ہو رہا ہے۔ سُبحان اللہ!! کیا تماشا ہے کہ عقلمند تو پڑا سو رہا ہے۔ اور دیوانہ کُتا اُس کی نگہبانی کر رہا ہے۔ اس کا جو نتیجہ ہوگا وہ ظاہر ہے۔

(۹) دہر سپید دست و سیہ کاسہ ایست صعب + منگر بخوش زبانی این ترش میزبان را

حل لغات

سپید دست۔ تو انگر۔ امیر مالا مال۔ جناب محشی نے بہ معنی مہجوب لکھا ہے

سیہ کاسہ۔ کنجوس۔ بخیل۔

صعب۔ سخت۔

ترش میزبان۔ یہی دہر ہے

معنی

اے حکیم! یہ سچ ہے کہ زمانہ تو انگر ہے۔ مگر ساتھ ہی اس کے سخت کنجوس بھی ہے۔ از برائے خدا اس بے مروت میزبان کی شیوا بیانی پر نہ جا۔ یہ لسانی کر کے مہمان کو دسترخوان پر لاتا ہے۔ اور کچھ نہیں کھلاتا۔ مار ڈالتا ہے۔

(۱۰) آں خوشتریں نوالہ کہ از دست او خوری + لوزینہ ایست خوردہ الماس در میان را

حل لغات

لوزینہ۔ بادام کا حلوا۔

خوردہ الماس۔ ہیرے کی کنی اس کے کھانے سے آدمی مرجاتا ہے۔ حضرت داغ کہتے ہیں۔

مصرع

ہیرے کی کنی جان کے کھائی نہیں جاتی

معنی

یہ جو ہم نے اوپر کہا ہے کہ زمانہ بخیل ہے۔ تم اس کا یہ جواب دوگے۔ کہ ہم تو روز اس کے ہاتھ سے تر حلوے اُڑاتے ہیں؟" بے شک! یہ سچ ہے۔ مگر یاد رکھو اسی بادام کے حلوے میں ہیرے کی کنی رکھی ہوئی ہے۔

یعنی یہی نعمات دنیوی، یہی لذات دنیوی، تمہیں ہلاک کریں گی۔ نجات صرف ترک لذات ہی میں ہے۔ اور بس۔

(۱۱) دل دستگاہِ تست بدہ جہاں مدہ × کین گنج خانہ راند ہد کس بایریماں

حل لغات

دل ۔ سے مطلوب روح ہے۔
دستگاہ ۔ سرمایہ ۔ اسباب۔ کارخانہ۔
گنج خانہ ۔ وہی دل ہے۔
ایرماں ۔ بروزن میہمان ۔ عاریت ۔ حسرت آرزو ۔ اور ایسے شخص کو کہتے ہیں ۔ جو بے بلائے کسی کے گھر ۔ یا ملک میں چلا جائے ۔ اور طفیلی ۔

معنی

حکیم صاحب ! آپ نے اس دل کے متعلق کیا رائے قائم کی ہے ؟ یہ تو ایک کارخانہ ہے جس کے اندر تمام ایزدی حکمتوں کا سرمایہ موجود ہے ۔ بھلا کوئی شخص بھی ایسا ہو سکتا ہے ۔ کہ ایسے خزانہ عامرہ کو عاریت دے دے ۔ لہذا آپ بھی ایسا نہ کریں ۔

(۱۲) ہر لحظہ ہاتفی بتو آوازمی دہد × کین دامگاہ نہ جائی امانست الاماں

حل لغات

ہاتف ۔ آواز دینے والا ۔ اور وہ فرشتہ جو عالمِ غیب سے آواز دے ۔
دامگاہ ۔ دنیا ۔ ظاہر ہے ۔ کہ دنیا میں حیوان ناطق و مطلق دونوں پھنسے ہوتے ہیں ۔

معنی

حکیم تم سے تو از غیبی فرشتہ ہر وقت پکار پکار کر کہتا رہتا ہے ۔ دیکھو دنیا اچھا خاصا دامگاہ ہے ۔ اس کے دانے پانی میں نہ پھنسو ۔ اس کو جائے امان نہ سمجھو ۔ اس سے بچو ۔ اور خدا کی طرف متوجہ ہو ۔

(۱۳) آواز ایں خطیب آمی تو نشنوی × کز جوش غفلتست ترا گوش دگران

معنی

مگر ہائے افسوس ! تم اس خطیب آسمی کی آواز نہیں سنتے ۔ وجہ اس کی یہ ہے ۔ کہ دنیا میں سخت منہمک ہونے کے سبب سے تمہارے دل کے کان پٹ ہو گئے ۔

اللہ رے غفلت کا جوش۔ اللہ ری بے ہوشی۔

(۱۴) اول بیار شیر بہائی عروس فقر × وانگہ ببر قبالۂ اقبال رائگان

(۱۵) خاتون دار ملک فریدونش خوانند × کابین این عروس کم از زرکاویان

حل لغات

شیر بہا لکھا جا چکا ہے۔ نکاح کے وقت داماد کی طرف سے جو دولہن کو دیا جائے مہر معجل کو بھی کہتے ہیں۔

قبالہ۔ دین و مہر کا کاغذ۔ ضمانت نامہ۔

رائگان۔ مفت

خاتون۔ ترکی زبان میں محترم عورتوں کو کہتے ہیں۔ بیگم۔

دار ملک۔ دار الملک۔ پایۂ تخت

فریدوں۔ جس نے "ضحاک" پر فتح پائی۔ ضمیر تثنیہ "عروس فقر" کیطرف راجع ہے۔

کابین۔ مہر

زرکاویان۔ کاوہ آہنگر نے اپنے پاؤں پر باندھنے والا چمڑا۔ علم میں باندھکر قوم کو ضحاک کے خلاف ابھارکر فریدوں سے ملا جنگ ہوئی۔ اور فریدوں نے فتح پائی۔ کامیابی کے بعد اس علم کو جواہرات سے آراستہ کیا گیا۔ یہی "زرکاویانی" ہے۔

معنی

خاقانی کہتا ہے۔ اے حکیم میں تیرے دل کے کانوں سے پنبۂ غفلت نکال کر یہ بتاتا ہوں۔ کہ تو پہلے عروسِ فقر کا مہر لا۔ یعنی اگر تو چاہتا ہے۔ کہ اس دولہن سے تیرا نکاح ہو جائے، تو ترکِ دنیا کر اور اپنے قویٰ کو مہذب بنا۔ پھر اس کے بعد قبالۂ اقبال (سعادت دارین) مفت حاصل کرلے۔

اور اس فقر کو معمولی دولہن نہ خیال کرلینا۔ یہ فریدوں ایسے زبردست بادشاہ کے پایۂ تخت کی بیگم ہے اس کا مہر "زرکاویاں" سے کم نہیں ہے۔ یعنی جس طرح فریدوں درفش کاویانی کی بدولت فتح پاگیا اور اس کی سلطنت اس علم سے مستحکم ہوگئی۔ اسی طرح اگر تو فلک سعادت پر فتح چاہتا ہے تو عروس فقر کے لئے زرکاویانی ایسا مہر لا۔ اور وہ

یہی ہے۔ کہ ترکِ دنیا کرتا ہوا۔ اپنا مال راہ خدا میں دے ڈال۔ اپنے قوائے حیوانیہ کو کشتہ کر۔ اپنے اخلاق درست کر۔ اندریں صورت تجھے یہ دو امن حاصل ہو جائے گی۔ اور ملک سعادت پر قبضہ، کیوں کہ یہ عروسِ فقر اسی ملک کی بیگم ہے۔

(۱۶) تا بر در تو مرکب فقر ست، ایمنی — کاحداث را سوی تو جنیبت شود روان

حل لغات

مرکب۔ گھوڑا۔

ایمن۔ بے خوف۔ بے کھٹکے۔ امن کا امالہ ہے۔

کاحداث۔ کاف بیانیہ جملہ مطویہ مخذوفہ ہے۔ اور وہ این امر ہے۔

احداث۔ حوادث۔

جنیبت۔ کوتل گھوڑا۔

معنی

اور اے حکیم۔ تجھے یہ معلوم رہنا چاہیئے کہ زمینی اور آسمانی حادثات کے کوتل گھوڑے تیری طرف روانہ ہوتے رہتے ہیں۔ مگر جس وقت تک کہ تیرے دروازے پر فقر کا گھوڑا موجود ہے۔ اس وقت تک اس امر سے بالکل بے خوف رہے گا کہ اس قسم کے حوادث کی گھوڑ دوڑ تیری طرف ہو۔

(۱۷) شمشاد و سرو از تموز و خزاں چہ باک — کز گرم و سرد لالہ و گل را رسد زیان

معنی

اس لئے کہ گرمی ہو یا سردی، خزاں ہو، یا بہار، اُن سے شمشاد و سرو کو کیا خوف ہے۔ ہاں اگر نقصان پہنچ سکتا ہے (اور پہنچتا ہی ہے) تو لالہ و گل کو پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے کہ یہ آزاد نہیں۔ تو اگر دنیوی علائق سے آزاد ہو کر فقر کی طرف مائل ہو جائے گا تو سرو اور شمشاد کی طرح، بالکل بے کھٹکے ہو جائے گا۔

(۱۸) از فقر ساز گلشکرِ عیشِ بدگوار — وز فاقہ خواہ مہرہ تابِ جانِ ناتوان

حل لغات

گلشکر۔ گلقند۔ "گل شکرِ عیش" میں اضافت بہ معنی "برائے" ہے

عیشِ بدگوار۔ موصوف صفت ہے۔ زندگانیِ تلخ۔

مہرہ تب ۔ سے اضافت منقطع ہوگئی ۔ یہاں یہی اضافت بہ معنی برائے ہے ۔ **مہرہ** ۔ یعنی زہر مہرہ ۔
جناب فاضل بلگرامی مہرہ تب پر حاشیہ لکھتے ہیں " بعض جانوروں کی گریاں بخار کے دفع کے لئے استعمال کرتے ہیں ۔ نول کشوری نسخے میں " مہرہ بت " غلط لکھا ہوا ہے ۔

جناب شاداں کی غلطی ۱۲

معنی

اور اے حکیم تو اس تلخ زندگانی کو ایک مرض سمجھ ۔ اس کے دفع کے لئے ، اسی فقر سے گل قند تیار کر ۔ یعنی یہ تلخ زندگانی اس وقت شیریں ہو سکتی ہے جس وقت کہ تو فقر کی طرف مائل ہوگا ۔ ورنہ یوں ہی دنیا کی زق زق ۔ بق بق میں پڑا رہے گا ۔ اسی طرح تیری جان ناتوان تب میں مبتلا ہے ۔ اس کا تریاق فاقہ ہے ۔ شکم پرستی ترک کر ۔ کم کھا ۔ بلکہ نہ کھا ۔ زیادہ خوری کے امراض بالکل دفع ہو جائیں گے ۔

از این و آن علاج مخواہ چوں مسیح ہست × زیرا اجل گیاست عقاقیر این و آن (۱۹)

حل لغات

این و آں سے مراد اہل دنیا یا جسمانی طبیب ۔
چوں مسیح ہست ۔ یعنی جب کہ فقر ایسا مسیح موجود ہے ۔
اجل گیا ۔ " بیش " کو کہتے ہیں اس کا ترجمہ " بچھناک " ہے ۔ زہریلی ہے
عقاقیر ۔ عقار کی جمع ۔ جڑی بوٹی ۔

معنی

اور اے حکیم ! جب کہ مسیح (فقر) موجود ہے ، تو ان دنیا والوں یا جسمانی طبیبوں سے تجھے علاج نہ کرانا چاہئے ۔ اس لئے کہ امراض تو روحانی ہیں جسمانی نہیں ۔ اسلئے کہ اُن کے معالجہ کی جو جڑی بوٹیاں وہ زہریلی ہیں ۔ سوائے اس کے کہ مریض ہلاک ہو جائے ۔ اور کچھ فائدہ نہ ہوگا ۔

مگذار شاہ دل بدر مات خانہ در × زیں در کہ ہست در دژ عزلت نشان در (۲۰)

حل لغات

مات خانہ ۔ وہ خانہ جس میں شاہ شطرنج کو مات ہو جائے ۔
یہاں دنیا سے مراد ہے ۔
دژ ۔ قلعہ ۔ " دژ عزلت " گوشہ نشینی

کا قلعہ۔

دیکھو شاہ دل کو اس مات خانہ (دُنیا) میں نہ چھوڑ رکھو۔ ورنہ شکست کہا جائیگا۔ جلد سے جلد یہاں سے اس کو ہٹا کر قلعہ عزلت میں بٹھاؤ، تاکہ دنیوی مہروں کی زد سے بچے۔

(۲۱) خُرسند شو بملکت خُرسندی از وجود × خاسر شناس خسرو طاغی ستمگر طغان

حل لغات

خرسند۔ صابر۔ قانع۔ شادماں۔ راضی برضائے الٰہی۔

ملکت۔ بادشاہی۔

از وجود میں (از) انتزاعیہ ہے

خاسر۔ جس کے مال میں نقصان واقع ہو۔ اور جو خود اپنا نقصان کرے۔

طغان۔ ایک تُرکی بادشاہ کا نام ہے۔

معنی

اور اے حکیم تو اپنے وجود سے علیحدگی اختیار کرتے ہوئے قناعت کی بادشاہت پر قانع ہو جا۔ اور راضی برضائے الٰہی۔ اور خسرو ایسے دنیوی بادشاہ کو تو بالکل خاسر اور طغان ایسے شاہ کو بالکل طاغی سمجھ۔

(۲۲) اسکندر و تنعم ملک و دو روزہ عمر × خضر و شعار مفلسی و عمر جاوداں

حل لغات

اسکندر۔ قیلقوس کا بیٹا۔ سولہ برس سلطنت کر کے تیئیس ۲۳ برس کی عمر میں راہی ملک بقا ہوا۔

تنعم۔ بہ ناز و نعمت پروردہ شدن۔

شعار۔ جو کپڑا بدن سے ملصق (چمٹا ہوا) ہو

معنی

دیکھو! سکندر نے کیسے کیسے فتوحات کئے۔ کیسی کیسی نعمتوں سے متلذذ ہوئے، مگر وہی دو روزہ عمر یعنی تیئیس برس جئے۔ آخر کار چل بسے۔ اُن کے مقابلے میں خضر کی زندگی پر نظر ڈالو۔ جن کا شعار مفلسی ہے۔ دنیا کی سلطنت پر لات مارے ہوئے ہیں۔ اس لئے اُن کو عمر جاوداں حاصل ہے۔ اے حکیم! تم بھی یہی شعار اختیار کرو۔

(۲۳) زنبور خانہ طمع آمودہ شد مشو × زنبور وار پیش مکن این و آن فغان

حل لغات

زنبور خانہ ۔ بھڑ کا چھتّا
آمودہ شد ۔ چھوپ دیا گیا ۔
بیش مکن فغان ۔ زیادہ فریاد نہ کر ۔
این و آن سے اہلِ دنیا مراد ہے ۔

معنی

طمع کا چھتّا تو چھوپ دیا گیا ۔ اُس کا تو قلع وقمع ہو گیا ۔ یعنی حرص کی مذمت کرنے والوں نے تو حرص کی جہاں تک مذمت کرنا چاہی تھی، کی ۔ لہٰذا اب تُو کیا شور و غوغا، اور مکھی کی طرح بھن بھن کر رہا ہے ۔ حکیم ۔ خدا کا واسطہ! اب تُو اس سے زیادہ دُنیا والوں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلا ۔ فریاد نہ کر ۔

(۲۴)

بی طعمۂ طمع بسر آور چو کرم بید × چون کرم پیلہ سر چہ کنی در سر دہان

حل لغات

طعمہ ۔ خورش ۔ غذا ۔
بسر آوردن ۔ زندگی بسر کرنا ۔
کرم بید ۔ کیڑا ہے جو کچھ نہیں کھاتا ۔ اپنے گرد پتوں سے گھر بناتا ہے اور اُسی میں مرجاتا ہے ۔
کرم پیلہ ۔ ریشم کا کیڑا ۔ توت کے پتے خوب کھاتا ہے ۔ اپنے گرد ریشم تنتا ہے ۔ اور آخر کار اسی میں مرجاتا ہے ۔
سر در سر دہاں کردن } دونوں
سر در سر دہاں کشیدن } طرح
ہے ۔ ہلاک ہو جانا ۔

معنی

بید کے کیڑے کی طرح بے کھائے زندگی بسر کر ۔ اور حرص بالکل نہ کر ۔ ریشم کے کیڑے کی طرح مادی چیزوں سے پیٹ بھر کر کیوں ہلاکی کی طرف دوڑ رہا ہے

(۲۵)

ہمجنس در عدم طلب اینجا مجوی زانکہ × نیلوفر از سراب ندارد نشان

حل لغات

نیلوفر ۔ مشہور ہے ۔ گُل نیلوفر دریا میں ہوتا ہے ۔
سراب ۔ ریگِ بیاباں جو دور سے پانی کی طرح معلوم ہوتی ہے ۔

اور اے حکیم میں تجھے یہ بھی بتائے دیتا ہوں ۔ کہ یہاں تجھے کوئی ہمجنس نہیں ملے گا ۔ ہاں ملکِ عدم میں البتہ مل جائے گا ۔ وہاں طلب کرنا ۔ اس دنیا میں

اُسکی تلاش بے کار ہے۔ اس لئے کہیں گلِ نیلوفر سراب سے مل سکتا ہے۔ یہ تو پانی ہی میں ملے گا۔

(۲۶) خود باش اندریں خود مطلب کس کہ پیلِ ما × ہم گوش بہتر از پرِ طاؤس پشہ ران

معنی اندریں صورت تو اپنا انیس آپ ہو۔ کسی دوسرے کا طالب نہ ہو۔ اُس سے کوئی نفع حاصل نہ ہوگا۔ دیکھ میں تجھے مثال سے سمجھاتا ہوں۔ ہاتھی کے لئے اُس کے کان ہی بہتر ہیں۔ طاؤس کے پر گو دیکھنے میں نہایت خوب صورت، زرق برق، مگر پشہ رانی کے کام میں نہیں آسکتے۔ اسی طرح یہ دنیا والے۔ گو زرق برق اور فوق الفہر ہیں، مگر تیرے اہم مطلب کے لئے کچھ مفید نہیں۔

(۲۷) دانی چہ کن ز ناخوش و خوش کم کن آرزو × سیمرغ وش ز ناکس و کس کم کن آشیان

معنی حکیم صاحب! کچھ تمہیں معلوم ہے۔ کہ تمہیں دنیا میں کیا کرنا چاہئے۔ ہم سے سنو۔ مرغوب، اور نامرغوب دونوں کی خواہش کم کرو۔ بلکہ کرو ہی نہیں۔ اور عنقا کی طرح اچھوں، اور بروں دونوں سے نہ ملو۔

(۲۸) خود را دہم خرید رضائی خدای کن × دامان ایں خدائی فروشان فرو نشان

حل لغات

رضا۔ بالکسر خوشنودی۔ اور تصوف کی اصطلاح میں جو کچھ قضای آلہی سے بندہ پر آئے، اس پر خوشنود ہونا اس سے کم مرتبہ صبر کا ہے اور زیادہ تسلیم کا۔

خدا فروش۔ وہ شخص، جو دنیا کے ہاتھوں دین بیچتا ہو۔
آلہی خوشنودی پر نہ چلنے والا۔
خدائی احکام کو پس پشت ڈالنے والا۔

معنی اے حکیم! تو خود کو رضائے آلہی پر چلنے والا بنا۔ قضای آلہی پر اسی طرح سر تسلیم خم کر، جیسے بندہ آقا کے ساتھ کرتا ہے یعنی تو دنیا کی غلامی سے نکل کر محض ایزدی رضا کا غلام ہو جا۔ اسی کی احکام کی پابندی کر۔ اور ان دین فروشوں دنیا والوں سے

اپنے دامن کو الگ رکھہ۔ اُن سے اپنا پیچھا چھوڑا۔ ان کی غلامی سے نکل۔ اس لئے کہ یہ تو خدائی احکام کو پس پشت ڈالتے ہوئے۔ بلکہ اوس کو مادی دنیا کے ہاتھہ فروخت کرنے والے ہیں۔

(۲۹) **پرواز در ہوائے ہُویّت کن از خرد — در پلۂ ہوا چہ کنی بر تلِ ہوان**

حل لغات

ہوا ۔ بالمد۔ جوف فلک۔ اور وہ فرق جو آسمان و زمین کے درمیان ہے۔ ساکن ہوا

ہُویّت ۔ بالضم۔ مرتبہ وحدت ذات باری تعالی۔ لاہوت۔

پلّہ ۔ درجہ۔ مرتبہ۔ سیڑہی کا پایہ

ہَوا ۔ خواہش نفسانی۔

تل ۔ پشتہ۔ زمین بلند۔

ہَوان ۔ بالفتح۔ خواری۔ بیعزتی۔

بعض نسخوں میں "در پلۂ ہوا" اور بعض میں "از پلۂ ہوا" لکھا ہوا ہے۔ دونوں سے معنی ہو سکتے ہیں۔

معنی

اے حکیم! خدا نے تجھے جانوروں سے ممتاز کر کے عقل دی ہے۔ اسی کے ذریعہ سے تو مرتبہ وحدت کی فضا میں پرواز کر کے عالم لامکاں پہونچ۔ اور تقرب ایزدی حاصل کر۔ یہ تو بے عزتی اور خواری کے ٹیلے پر نفسانی خواہشات کی سیڑہی کے ڈنڈے پر چڑہا ہوا کیا کر رہا ہے۔ عقلمند! یہ بلندی کوئی بلندی نہیں۔ یہ مرتبہ تو محض جانوروں اور قوت شہوی و غضبی رکھنے والوں کا ہے۔ لہذا جلد سے جلد اس سے ہٹ۔

(۳۰) **از لا رسی بصدر شہادت کہ عقل را × از لا وہوست مرکب لاہوت و زیر ران**

از لا آلہ ۱۲ — کلمہ شہادت ۱۲ — مضاف الیہ ۱۲ — نفی و اثبات ۱۲ — عالم ذات الٰہی ۱۲

حل لغات

لا ۔ حرف نفی ہے۔ یہاں کلمہ لا الٰہ سے مراد ہے۔ یعنی تمام بتوں، اور خدائی دعوے کرنے والوں سے نفی۔

صدر ۔ اول و بالائے ہر چیز۔ پیش گاہ خانہ۔

شہادت ۔ کلمہ شہادت مطلوب ہے۔ یعنی خدا کی وحدانیت۔ اور رسول مقبول کی رسالت پر گواہی۔

را قائم مقام اضافت ہے۔ عقل مضاف الیہ۔ زیر ران۔ مضاف

زیر ران عقل۔
لاوہو۔ "کلمۂ لا الٰہ الا ہو" کا اول و آخر نفی و اثبات۔ سنائی کہتا ہے
؎ لاوہو ہر دو زاں سرائے بہی

بازگشتند جیب وکیسہ تہی
لاہوت۔ عالم ذات الٰہی۔ یہاں سالک کو "فنا فی اللہ" کا مرتبہ حاصل ہوتا ہے۔

معنی اے حکیم! تو تمام بتوں، اور خدائی کا دعویٰ کرنے والوں کی نفی، یعنی لا آلہ سے کلمہ شہادت کے صدر پر پہنچ جائے گا۔ اور اس خدائی واحد تک رسائی ہو جائیگی جو یکتا اور بے مثل و نظیر ہے۔ اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ اور ساتھ ہی اسکے رسول مقبول کی رسالت کا بھی درک ہو جائے گا۔ اس لئے کہ عقل کے زیر ران جو لاہوت کا گھوڑا ہے۔ وہ اسی نفی و اثبات سے ہے۔ جہاں اس مرتبہ پر پہونچا، تقرب الی اللہ حاصل ہو گیا۔

(۳۱) لا ز ان شد اثر ہائے دوستا فروخورد ہر شرک و شک کہ در راہ لا شود عیان

حل لغات
لا سے مراد وہی لا آلہ ہے۔ لا کی صورت دیکھو۔ "اثر ہائے دوسر" معلوم ہوتا ہے۔
الا سے مراد "الا اللہ" ہے۔

معنی خاقانی کہتا ہے۔ اے حکیم! "لا" کی صورت جو اثر ہائے دوسر کی واقع ہوئی، وہ اس وجہ سے ہوئی۔ کہ "الا اللہ" کے راستے میں جو شرک و شک عیاں ہو، اس کو یہ دو منہ کا سانپ نگل لے۔

(۳۲) بنمود صبح صادق دین محمدی ہین در ثناش باش چو خورشید صد زبان

حل لغات
ہین۔ کلمہ تنبیہ ہے۔
خورشید صد زبان۔ یا "دہ زبان" باعتبار خطوط شعاعی

معنی اور دین محمدی کی صبح صادق بھی تو طلوع ہو گئی۔ ہاں حکیم صاحب! اس دین کی تعریف بھی ہر وقت کرتے رہئے۔ اور آفتاب کی طرح سو زبان والی ہو جائیے

اس وقت جاکر کہیں تقرب اللہ حاصل ہوگا۔

(۳۴) ضمان

دندانہائے تاج بقا شرع مصطفےٰ است × عقل آفرینش ازبن دندان کند بیان

حل لغات

دندانہائے تاج :- تاج کے کنگورے — "مصطفےٰ" کی طرف راجع ہے

عقل آفرین - عقل کا پیدا کرنے والا، یعنی خداوندِ عالم - ضمیر تین کی شرع سے - انتہائے شوق سے۔

ازبن دندان - نہایت رغبت

معنی

ضمان کی جگہ بیان کا نسخہ اچھا ہے

حضرت محمد مصطفیٰ ؐ کی وہ شریعت ہے - جس کو بقا (حیاتِ ابدی) کے تاج کے کنگورے سمجھنا چاہیئے - یعنی جس نے اس پر عمل کیا اس کو حیات ابدی حاصل ہوگئی - اور کسی کا کیا ذکر ؟ خود عقل آفرین (خداوندعالم) نہایت رغبت سے اس شریعت کو بیان کرتا ہے - اس لئے کہ اُس کا تو یہ دین ہے - اور ہوسکتا ہے کہ (کند) کا فاعل (عقل) کو ٹھہرایا جائے - اور (آفرین) بہ معنی تحسین لیا جائے - اس صورت میں یہ معنے ہوئے - کہ " اس شریعت کی تعریف عقل نہایت ادب اور عاجزی سے کرتی ہے یعنی یہ ایسی شریعت ہے - کہ جس کو عقلا کی عقلیں تسلیم کرتی ہیں " ازبن دنداں" نہایت عاجزی اور ادب سے

(۳۴)

ہر داستان کہ آن نہ ثنای محمدی است — دستان کاہنان شمر آن را نہ داستان

حل لغات

دستان - مکر و حیلہ - افسانہ سرود و نغمہ۔

کاہن - ساحر - غیب گو - فال گیر زن

داستان - قصہ - حکایت -

معنی

ہر وہ بیان - ہر وہ حکایت جس میں آں حضرت ؐ کی ثنا نہو - اوسے کاہنوں کی زئل سمجھو۔

(۳۵)

آن جا کہ دم کشاد سر افبل دعوتش — جان ہا بزیافت پیر ایند در زمان

حل لغات

اسرافیل - فرشتے کا نام ہے۔ قیامت میں دو مرتبہ صور پھونکینگے۔ پہلی مرتبہ میں سب مر جائیں گے۔ دوسری مرتبہ میں سب زندہ ہو جائینگے

دعوت - دین کی طرف بلانا۔ ضمیر شین۔ آں حضرت کی طرف راجع ہے۔

پیر سر اندیب سیلوں کے بڑے بوڑھے۔ یعنی حضرت آدم ع۔ آپ یہیں گرے۔ یہیں مرے، یہیں گڑے۔

در زمان - فوراً

معنی

خاقانی کہتا ہے۔ کہ آں حضرت کی دعوت کے اسرافیل نے جہاں کہیں صور پھونکا۔ وہاں اگرچہ حضرت آدم ع ہی ایسے مردہ کیوں نہوں، فوراً دوبارہ زندگی حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی آپ کی وہ دینی دعوت ہے۔ کہ مردہ صد ہزار سالہ (سخت جاہل) کی روح میں بھی وہ تعلیم سرایت کر جاتی ہے۔ اور ایسی حیات آجاتی ہے جو ابدی ہوتی ہے۔

(۳۶) **وانجا کہ کوفت دولت او کوس لا الٰہ — آواز قد صدقت برآمد ز لامکان**

حل لغات

لامکان۔ وہ عالم۔ جہاں مکان ہو نہ زماں یعنی عالم ذات الٰہی۔

قد صدقت - آپ نے بالکل سچ کہا۔

معنی

اور جہاں کہیں آپ نے (لا الٰہ) کا نقارہ بجایا، تو اور تو اور خود ذات ایزدی اس کی تصدیق کر دیتی ہے۔ اور لامکان سے یہ آواز آتی ہے۔ کہ آپ نے درست کہا۔

(۳۷) **آن شاہد لعمرک و شاگرد فاستقم — مخصوص قم فانذر و مقصود کنفکان**

حل لغات

لعمرک - اس آیت کی طرف اشارہ ہے لَعَمْرُكَ إِنَّهُمْ لَفِي سَكْرَتِهِمْ يَعْمَهُونَ - (ترجمہ) رسول! تمہاری جان کی قسم وہ یقیناً اپنے نشے میں لڑکھڑا رہے تھے۔ پارہ ۱۴۔ سورۃ الحجر۔ اور ایک تفسیر میں اسکا ترجمہ یوں ہے۔

رسول! تمہاری جان کی قسم۔ کہ تمہاری قوم کے کفار، قوم لوطؑ کی طرح اپنی گمراہی میں سرگردان اور حیراں ہیں۔

بہرحال قسم اُسی کی کھائی جاتی ہے، جو عزیز ہوتی ہے اس لئے شاہد لعمرک کہا ہے

فاستقم۔ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا جیسا تم کو حکم دیا گیا ہے اس پر تم خود اور جو تمہارے ساتھ تائب ہوئے ہیں

قائم رہو اور حد سے نہ بڑھو۔

پارہ (۱۲) سورہ (ہود) ۱۲

قم۔ فانذر۔ اُٹھ، اور ڈرا۔ قرآن شریف میں "وانذر عشیرتک الاقربین" آیا ہے۔ اور اپنے قریب کے کنبہ والوں کو ڈرا۔

کن فکان:۔ ہو پس ہو گیا۔ مقصود کن فکاں آں حضرت ہیں۔ اس لئے کہ

لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ آپ کی شان میں ہے

معنی

حضرت محمد مصطفےٰ لعمرک (الخ) کے شاہد فاستقم (الخ) کے شاگرد۔ فانذر سے مخصوص۔ اور کن فکان کے مقصود۔ یعنی باعثِ عالم ایجاد ہیں۔

(۳۸)

آدمؑ بہ گاہوارۂ او شیر خوارہ ادریسؑ ہم بمکتبِ او گشت درسخوان

ص لغت

ادریسؑ:۔ مشہور پیغمبر ہیں۔ یہ نام آپ کا بہت درس (سبق) دینے کی وجہ سے ہوا۔ آپ کو مثلث النعمۃ کہتے ہیں۔ اور تینوں نعمتیں نبوت۔ حکمت۔ اور حکومت ہیں۔ جاودانی زندگانی پائی۔ آپ بہشت میں ہیں۔

معنی

بمصداق کنت نبیا وآدم بین الماء والطین حضرت آدمؑ آپ کے گہوارے میں دودھ پیتے بچے تھے اور حضرت ادریسؑ ایسے نبی و حکیم آپ کے مکتب میں سبق پڑھا کرتے تھے۔

(۳۹) در دین شفائی علتِ عالم برائی حق × زی حق شفیع زلت آدم پئی جنان

حل لغات

علت - بیماری - علت عالم۔ بیماری اہل عالم اور وہ کفر و زندقہ ہے

زی - طرف

زلت - لغزش قدم - گناہ۔ حضرت آدم کی لغزش مشہور ہے۔ (لا تقربا ھذہ الشجرۃ فتکونا من الظالمین

برائے خلق لکھا ہوا ہے۔

برائے حق اچھا ہے۔

معنی تم آں حضرت کی حالت بہ اعتبار دین کے دیکھنا چاہتے ہو۔ تو وہ اہل عالم کے امراض کے لئے شفا ہیں۔ شفا یعنی دنیا والے کفر و زندقہ کے سخت مہلک امراض میں مبتلا تھے۔ آپ ان کے لئے عین شفا ہو گئے۔ ان کا کفر دور کر دیا۔ اور جو کچھ سعی کی ہے وہ سب اللہ واسطے کی ہے۔ اور خدا سے حضرت آدمؑ کی لغزش کی بھی آپ شفاعت کرنے والے ہیں۔ کہ پھر اُن کو جنت مل جائے۔

(۴۰) ہم عیب را بعالم اسرار پردہ پوش ھم غیب راز عالم اسرار ترجمان

معنی آپؐ۔ عالم آخرت میں لوگوں کے عیبوں کی پردہ پوشی کریں گے۔ اور یہاں دنیا میں عالم اسرار (راز آلہی) کے غیب کے ترجمان، اور مبین ہیں۔

(۴۱) او سرو جوئبار الٰہی و ذات او چون سرو در طریقت ہم پیر ہم جوان

معنی آپؐ، جوئبار آلہی کے سرو ہیں۔ اور سرو کی طرح خدا کی راہ میں پیر بھی ہیں۔ جوان بھی۔ سرو کو خزاں لاحق نہیں ہوتی۔

(۴۲) او آفتاب عصمت و از شرم و الجلال نفگند بر بیان قلم سایہ بنان

حل لغات

عصمت - پاکدامنی

بیان قلم - تحریر قلم۔

بنان۔ انگشتان۔ "بنانہ" کی جمع ہے۔

معنی

آپ تو عصمت کے آفتاب ہیں۔ اور خدا کی شرم کی وجہ سے آپ نے اپنی انگلیوں کا سایہ تحریر پر نہیں ڈالا۔ یعنی نہ ہاتھ میں قلم لیا۔ اور نہ لکھا۔ کہ خدا کے شاگرد رشید ہوتے ہوئے کسی دوسرے سے کیا سیکھیں۔

مہ را دو نیم کردہ بدست چو آفتاب × سایہ نہ بر زمینش و از ابر سایہ بان (۴۳)

معنی

آپ نے اپنے آفتاب ایسے ہاتھ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ اور خود آپ کے سر پر ابر سایہ فگن رہتا تھا۔ تینوں مشہور معجزے ہیں۔

گہ با چہار پیر زبان کردہ در دہن **گہ با دو طفل در دھن کرد یسمان** (۴۴)

حل لغات

چہار پیر۔ حضرت۔ ابوبکر رضؓ۔ عمر رضؓ عثمان رضؓ۔ علی رضؓ۔

زبان در دہن کردن:۔ کلام کرنے، اور اظہار خلوص کرنے سے مطلب ہوتا ہے۔

دو طفل سے مراد امام حسن رضؓ امام حسین رضؓ ہیں۔ دونوں جناب رسالت مآب کے نواسے ہیں۔

معنی

کہا جاتا ہے کہ کسی سفر میں حضرات خلفائے راشدین پر تشنگی طاری ہوئی۔ آپ نے اپنی زبانِ مبارک اُن کے منہ میں دے دی، پیاس جاتی رہی۔

آں حضرت کے نواسوں کا قصہ یہ ہے۔ کہ دونوں نے عرض کیا "نانا جان! آج تو عید ہے"۔ فرمایا "ہاں! بھئی ہے تو" "عرض کیا" لڑکے تو اونٹوں پر سوار ہو رہے ہیں، ہمارے پاس نہیں"۔ آپ نے فرمایا "تمہارا اونٹ میں ہوں، آؤ، سوار ہو"، یہ سنکر دونوں سوار ہو گئے، کہنے لگے۔ "حضور! اونٹ کے تو مہار ہوتی ہے"۔ آپ نے مہار کا سرا اُن کے ہاتھ میں دے دیا۔ لڑکے بولے "اونٹ تو بلبلاتا ہے"۔ آپ نے ویسی ہی آواز بھی نکالی۔ صحابہ کرام بولے۔ صاحبزادو کیا اچھا

تمہارا اونٹ ہے۔ آں حضرت نے فرمایا یہ تو کہو کیا اچھے سوار ہیں؟
اب رہا مطلبِ شعر۔ وہ تم خود سمجھ لو، کہ مدعا کیا ہے۔

(۴۵) مہر آزمای مہرہ بازو تن جان و عقل × حلقہ بگوش حلقہ گیسوش انس و جان

حل لغات

مہر آزما۔ عاشق۔
مہرہ بازو۔ یا تو تعویذ مقصود ہے، اور یا مہرہ نبوت۔
حلقہ بگوش۔ غلام۔ فرماں بردار
دونوں ضمیریں آں حضرت کی طرف راجع ہیں۔

معنی

آپ کی مہر نبوت کے چاہنے والے عاشق جان اور عقل ہیں۔ اور آپ کے گھونگر والے بالوں کے حلقہ بگوش جن و انس۔

(۴۶) جبل آمدست معتکفاں را دولف او × ہم روز عید و ہم شب قدر اندرونہاں

حل لغات

جبل۔ رسی۔
معتکف۔ مقام عبادت میں عبادت کے لئے بیٹھنے والے۔
روز عید۔ "رخسار" سے کنایہ ہے۔
شب قدر۔ خط و خال سے کنایہ ہے۔
جناب شاداں بلگرامی زلف سے بھی مراد لیتے ہیں۔

معنی

آپ کی زلفیں عابدوں کے لئے حبل اللہ ہیں۔ (واعتصموا بحبل اللہ جمیعا) کے مصداق سے وہ اس سے متمسک رہتے ہیں۔ اور ان کالی زلفوں میں روز عید (رخسارۂ مبارک) اور شب قدر (خط و خال) نہاں ہیں۔

(۴۷) قدرش مرقبیست بریں سقف لاجورد × فرشش فوگرلیست برین فرش پاستان

حل لغات

مرقبیست۔ بلند و مشدد۔
راوق بنانے والا۔ (معمار) اور چھت پر پردے لٹکانے والا۔
فر۔ دبدبہ۔ شان و شوکت
فرش پاستان۔ فرش کہنہ۔ زمین سے کنایہ ہے۔

معنی

آپ کا مرتبہ اس لاجوردی (چھت) پر پردے لٹکانے والا۔ یعنی آپ کے مرتبہ سے آسمانوں کی زینت ہے۔ اور آپ کی شان اس کہنہ فرش کی رفوگر ہے۔

مقصد یہ ہے کہ آسمان اور زمین دونوں کی آرائش اور درستی آپ ہی سے ہے۔ اور کیوں نہ ہو؟ "لولاک لما خلقت الافلاک" آپ ہی کے باب میں ہے۔

(۴۸) برام سدرہ تا در ادنی فگندہ رخت × روح القدس دلیلش و معراج نردبان

حل لغات

سدرہ۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ مسکن حضرت جبرئیل۔	دلیل۔ راہبر۔
ادنیٰ۔ یعنی "قاب قوسین او ادنیٰ"	معراج۔ وہ مخصوص عروج نبوی جو غایت شہرت کی وجہ سے محتاج بیان نہیں۔
روح القدس۔ حضرت جبرئیل۔	

معنی

آپ بام سدرہ سے گزر کر قاب قوسین او ادنیٰ تک جا پہنچے۔ اس سفر کے راہنما حضرت جبرئیل تھے۔ اور اس عروج کی نردبان معراج تھی۔

(۴۹) جبرئیل ہم بہ نیمہ از بیم سوختن × بگذاشتہ رکابش و برتافت عنان

معنی

اوپر کے شعر سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ جبرئیل نے پوری پوری راہ نمائی کی۔ اس لئے خاقانی اس شعر میں یہ دکھانا چاہتا ہے۔ کہ ایسا نہیں ہوا۔ بلکہ جبرئیل اپنے جلنے کے خوف سے رکابیں چھوڑ چھاڑ آدھے ہی راستہ سے یہ کہتے ہوئے چل دیئے

(خ) فروغِ تجلّی بہ سوزد پرم

(م) اگر یک سرِ موی برتر پرم

اس شعر کو جہاں میں نے چسپاں کیا ہے، کسی شارح نے نہیں کیا۔

(۵۰) آنجا شہ بیکدم و کز بہر باز گشت × زانجا ہزار سال رہش بود تا جہان

معنی

میں تمہیں کیا بتاؤں کہ آں حضرت ایک دم میں کہاں تک گئے۔ بس میں اتنا

کہہ سکتا ہوں کہ وہاں سے اس عالم میں پلٹنے کے لئے ایک ہزار برس کا راستہ تھا۔

(۵۱) جنت ز شرم طلعت او گشتہ خاربست × دوزخ ز گرد ابلق او گشتہ گلستان

حل لغات

خاربست۔ کانٹوں کی باڑہ۔ جو باغ کے چاروں طرف۔ حفاظت کے لئے لگاتے ہیں۔

ابلق۔ دورنگا گھوڑا۔ یہاں براق مقصود ہے۔

معنی جنت آپ کا نورانی چہرہ دیکھ کر مارے شرم کے خاربست ہو کر رہ گئی۔ اور آپ کے براق کی گرد پا سے دوزخ کی دہکتی آگ گلستاں ہو گئی۔

(۵۲) خورشید بر عمامۂ او برفگندہ تاج × بر چتر بر ردائش فدا کردہ طیلسان

معنی خسرو خاور نے اپنا تاج آپ کے عمامے پر ڈال دیا۔ اور قاضی فلک نے اپنی چادر آپ کی ردا پر نثار کر دی۔

(۵۳) خواہی کہ پنج نوبت الصابرین زنی × تعلیم کن ز چار خلیفہ طریق آن

(۵۴) از صادقین و فاطلب از قانتین او × وز منفقین حیا و ز مستغفرین بیان

حل لغات

نوبت۔ بادشاہوں کے دروازوں پر پہلے تین مرتبہ بجا کرتی تھی۔ مگر سلطان سنجر کے زمانے سے پانچ وقت بجنے لگی۔

الصابرین سے آیت مقصود ہے:۔ الصابرین، والصادقین والقانتین والمنفقین، والمستغفرین بالاسحار

چار خلیفہ۔ حضرت ابو بکر رضؓ۔ حضرت عمرؓ۔ حضرت عثمان رضؓ۔ حضرت علی رضؓ۔ یہ چاروں حضرات رسول مقبول محمد مصطفےٰ کے خلیفہ تھے۔

صادقین سے مراد حضرت ابو بکرؓ ہیں

قانتین فرمان برداری کرنے والے۔ دعا پڑھنے والے۔ اس سے مراد حضرت عمرؓ ہیں۔ منفقین (معاش دینے والے)

مراد خلیفہ سوم ۔ مستغفرین ۔ استغفر اللہ کہنے والے ۔ مراد خلیفہ چہارم ۔

معنی خاقانی آں حضرت کی نعت ختم کرنے کے بعد کہتا ہے کہ اے مخاطب اگر تو یہ چاہتا ہے ۔ کہ تیرا شمار صابرین میں ہو ۔ تو ۔ تو رسول مقبول ؐ کے چاروں خلفاء سے اس کا طریقہ حاصل کر ۔ یعنی حضرت ابو بکر رضؓ سے (وفا) حضرت عمر رضؓ سے (ادب) حضرت عثمان رضؓ سے (حیا) اور حضرت علی رضؓ سے (بیان) سیکھ ۔ پھر تو سن لیگا کہ پانچ وقت کی نوبت ، جو صابرین کی درگاہ پر بجتی ہے ، تیرے دروازے پر بھی بجنے لگے گی ۔

(۵۵) ہمچوں درخت گندم باش اے برادر فرض ۔ گہ راست گہ خمیدہ و جان بر میان بستہ

معنی اور اے مخاطب تجھے اپنی فرض ادا کرنا چاہیئے ۔ اس کے لئے تو درخت گندم کی طرح کبھی سیدھا ہو ، کبھی خمیدہ ، اور کبھی اپنی جان کو اپنی کمر پر باندھ ۔ یعنی نہایت مستعد اور آمادہ ہو ۔ " جان بر میاں بستن " نہایت مستعد ہونا ۔

۵۶ گہ در سجود باش چو در مغرب آفتاب ۔ گہ در رکوع باش چو بر مرکز آسمان

۵۷ از جسم بہترین حرکاتی صلوٰۃ دان ۔ وز نفس بہترین سکناتی صیام دان

معنی اور جس طرح مغرب میں آفتاب سجدہ کرتا ہے اسی طرح تو بھی سجدہ کر ۔ اور جس طرح آسمان مرکز پر بہ صورت راکع ہوتا ہے اسی طرح تو بھی رکوع کر ۔ اور اے مخاطب آخری بات تجھے میں اور بتائے دیتا ہوں ۔ جسم کے صدہا حرکات ہیں ۔ ان میں سے بہترین حرکت (نماز) ہے ۔ اسی طرح نفس کے ہزارہا سکنات ہیں ۔ ان میں سے بہترین (روزہ) ہے ۔ افضل الحرکات الصلوٰۃ وافضل السکنات الصوم ۔

(۵۸) یارب دل شکستہ و دین درستہ کانجا کہ این دو نیست بالی ست بیکران

معنی خدایا دل شکستہ اور صحیح و درست دین عنایت فرما ۔ اس لئے کہ جہاں یہ دونوں

چیزیں نہیں، پھر وہاں سوائے عذاب کے اور کیا ہو سکتا ہے

(۵۹) خاقانی از زمان بفضل تو در گریخت اورا امان دہ از خطر آخر الزمان

(۶۰) زان پیشتر کا جل ز جہاں وا رہاندش از ننگ نحس خانہ شروانش وارہان

(۶۱) گر خواندہ سعادت عقبیٰش رد مکن ور دادہ مونت دنیاش داستان

معنی خدایا! خاقانی تو زمانے سے بھاگ کر تیرے فضل و کرم کی طرف آیا ہے تو اسے آخر الزمان کے خطرات سے امان دے۔ اور اس سے پہلے کہ موت اس کو دنیا سے علٰحدہ کر دے تو شروان ایسے نحس خانہ کی ننگ و عار سے تو اس کا چھٹکارا کر دے اگر تو نے خاقانی کے لئے سعادتِ عقبیٰ مقرر کر رکھی ہے۔ تو تجھے اپنی خدائی کا واسطہ اُسے رد نہ کر۔ اور اگر تو نے اس کے لئے دنیا کی محنت و مصیبت قرار دی رکھی ہے۔ تو اس مصیبت سے اُسے نجات دے دے۔

چھٹا قصیدہ ختم ہو گیا۔

قصیدۂ فقر

(۱) سرِ فقر ترا کشد بہ تاجِ رضا — تو سر بجیب ہوس در کشی نہ ایں خطا

اس قصیدے کے تین شارح ہیں۔

اول :- فاضل شارح شادی آبادی

دوم :- جناب محشی جو کئی شرحوں سے حاشیہ چڑھاتے ہیں۔

سوم :- جناب شاداں۔ بلگرامی۔

حل لغات

فقر۔ مخلوق سے قطع تعلق کرتے ہوئے خالق کی طرف متوجہ ہونا۔ آں حضرتؐ نے فرمایا ہے (الفقر فخری۔ والفقر منی) ترا سر۔ اے سر ترا۔ "سر ترا بتاج کشد" ترے سر پر تاج پہنائے گا۔

سر بجیب کشیدن۔ کسی چیز میں منہمک ہونا۔ ہوس۔ عشق خام۔ جنون۔ شوق۔

معنی

تم۔ اگر دنیا (جس کی نسبت "الدنیا جیفۃ وطالبھا کلاب" آیا ہے) سے ترک تعلق کرتے ہوئے خدا کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ تو فقر تمہارے سر پر الٰہی خوشنودی کا تاج رکھ کر تم کو ملکِ درویشی کا بادشاہ بنا دے گا۔ مگر مشکل تو یہ ہے، کہ تم ہوا و ہوس کی جیب میں گھسے ہوئے خواہشات نفسانی کے پورا کرنے میں منہمک ہو۔ یہ عجیب تمہاری غلطی ہے۔

(۲) بران سریر، سر بے سراں تاج — تو تاج برنہی از فروتنی عمدا

حل لغات

سریر۔ اے سر یر فقر

بے سراں۔ عاشقان الٰہی۔ جن کو

اپنے سر کا ہوش ہی نہو۔	**از سر فرونی** ۔ کی بجائے
تاج ۔ اے تاج رضا ۔	"ار سر فرونہی" اچھا ہے ۔
تاج بر نہادن ۔ سر پر تاج رکھنا ۔	**سر فرو نہادن** ۔ مطیع ۔ اور فرماں بردار ہونا ۔

معنی اے مخاطب جس نے فقر کے تخت پر قدم رکھا ۔ اگرچہ وہ بے سر کی کیوں نہ ہو اس کے سر پر رضائے الٰہی کا تاج رکھ دیا جاتا ہے ۔ اب اگر تم بھی مطیع و فرماں بردار ہو جاؤ تو اپنے سر پر وہی تاج پہن لوگے ۔ مگر اطاعت عمداً ہو ۔

(۳) **سرست قیمت این تاج گر سرش داری × من بزید چنین تاج سر بیارھا**

حل لغات

گر سرش داری ۔ اگر اس کا خیال رکھتا ہے ۔	بولی زیادہ ہوتی ہے اسی کے نام مال چھوڑ دیا جاتا ہے ۔ اس لئے نیلام کنندہ "من یزید" کہتا رہتا ہے ۔
من یزید ۔ کون زیادہ کرتا ہے ۔ کون بڑھاتا ہے ۔ نیلام کے موقعہ پر بھی	مجازاً بازار کے معنی میں بھی مستعمل ہے

معنی ہاں ای مخاطب ! اس الٰہی رضا کے تاج کی قیمت سر ہے ۔ سر ۔ اب اگر تمہیں اسکی خریداری منظور ہے تو ایسے تاج کے بازار میں اپنا سر پیش کرو ۔ یعنی خدا کی راہ میں جب سر دوگے ۔ اُس وقت اس کی خوشنودی حاصل ہوگی ۔ ورنہ نہیں ۔

(۴) **تراجو شمع ز تن ہر زمان سر روید × سر یکہ درد سر آرد بریدنست دوا**

معنی تم نے شاید یہ خیال کیا کہ اگر ہم نے سر دے دیا تو پھر حیات کہاں رہے گی ۔ ایسا نہیں ۔ اگر تم سر کٹوا دوگے ، تو شمع کی طرح ہر وقت تمہارے تن سے سر ہی سر نکلا کریں گے ۔ اور ہر وقت حیات تازہ حاصل ہوتی رہے گی ۔ اور پھر یہ بھی سمجھو کہ ایسا مادی سر جس سے ہر وقت درد سر رہے اُس کا رکھنا بھی تو ٹھیک نہیں اس کا کاٹ ڈالنا ہی مفید علاج ہے ۔ شمع کا سر ۔ اُس کا گل ہے ۔ اس کے کاٹ

ڈالنے سے اس کو تازہ زندگی حاصل ہوتی ہے۔

(۵) نگر کہ نام سرے بر چنیں سرے نہی — کہ گنبد ہوس ست این و خمہ سودا

معنی

خبردار؟ ایسے سر کا نام کہیں (سر) نہ رکھ دینا۔ یہ تو ہوا و ہوس کا گنبد اور مجنونانہ خیالات کا گورستان ہے۔ جس سر کا نام (سر) رکھا جاتا ہے۔ وہ اور ہی ہے

جناب محشی "سری" بہ معنی "سرداری" لکھتے ہیں۔

(۶) سرے دگر بکف آور کہ در طریقت عشق — سرست این سر سگساسنگساری آ

حل لغات

سر دگر۔ سے وہ سر مراد ہے۔ جس میں آلہی عشق کے خیالات ہوں یعنی روحانی سر

سگسار۔ مثل سگ۔ مادی سر کی صفت ہے۔ یعنی ایسا سر جس میں خواہشات دنیوی کے خیالات بھرے ہوں۔

سنگساری۔ رجم۔ پتھر مارنا۔ (سا) برائے اضافت۔ یا بہ معنی برائے۔

معنی

تم تو ایک دوسرا سر حاصل کرو۔ جس میں عشق آلہی کے خیالات ہوں۔ اس لئے عشق کی راہ میں یہ نجس مادی سر، جس میں خیالاتِ مجنونانہ بھرے ہیں، رجم کے قابل ہے۔

(۷) چرا چو لالہ نشگفتہ سرفگندہ نۂ — کہ آسمان ز سرفگندگیست پابرجا

حل لغات

سرفگندگی۔ عاجزی۔

پابرجا۔ قائم۔ ثابت قدم۔

معنی

اور یہ تو بتاؤ! تم، نہ کھلے ہوئے لالہ کی طرح سرافگندہ۔ منکسر کیوں نہیں ہو۔ خود پسند۔ مغرور و متکبر کیوں ہو رہے ہو۔ جیسے لالہ شگفتہ۔

یاد رکھو یہ آسمان۔ جس کے مظالم چار دانگ عالم میں زباں زد ہیں۔ اس کا قیام محض اس امر کی سرافگندگی۔ عاجزی سے ہے۔ ورنہ نہ معلوم اس کا کیا دھاڑا ہوتا۔

(۸) ترا میان سران کی سد کلہ داری — زخون حلق تو خاکی نگشتہ لعل قبا

حل لغات
سران ۔ سرداران ۔ عاشقانِ الٰہی شہیدانِ راہ خدا ۔ جنہوں نے اُس کی راہ میں سر دے دیئے ۔
خاکی ۔ میں یائے تحقیر ہے ۔
لعل قبا } خونی لباس ۔

معنی
سچ تو یہ ہے ۔ کہ اس وقت تک ۔ راہ خدا میں تمہارے حلق سے ایک خون کا قطرہ بھی نہ گرا ۔ جس سے ذرا سی خاک ہی خونی لباس (سُرخ) ہو جاتی ۔ پھر تم کو ان شہیدانِ راہ خدا میں سرداری کب حاصل ہو سکتی ہے ؟ ۔ تم تو اب تک لہو لگا کے شہیدوں میں بھی داخل نہیں ہوئے ۔

(۹) یتیم وار درین یم ضائع است دلت — برو یتیم نوازی بور زچون عنقا

حل لغات
یتیم ۔ کارواں سرا ۔ "دنیا" سے مراد ہے ۔
عنقا ۔ سیمرغ ۔ جس نے زال کی پرورش کی تھی ۔

معنی
اُف ! تیری روح اس مادی دنیا میں اس طرح تباہ ہے ۔ جس طرح بن باپ کا بچہ ۔ کہ اُس کا کوئی پُرساں نہیں ۔
کم بخت ! جلدی جا ۔ اس کی خبر لے ۔ اور اس طرح یتیم نوازی کر ، جس طرح سیمرغ نے زال کی کی تھی ۔

(۱۰) دلی طلب کن بیمار کردہ وحدت — چو چشم دوست کہ بیماری ست عین شفا

زحاف ہے "

معنی
تم وہ روح ۔ وہ دل طلب کرو ۔ جسے وحدت نے بیمار کیا ہو ۔ جس کو عشق خدا کا مرض ہو ۔ کیوں ؟ اس لئے ۔ کہ یہی بیماری اس کے لئے عین شفا ہے ۔ جیسے معشوق کہ اُس کی چشم بیمار ، اُس کے لئے خوبی ہی خوبی ہے ۔

(۱۱) مگر شبی برای عیادت دل تو قدم نہد صفت ینزل اللہ بالا

حل لغات

عیادت ۔ بیمار پرسی ۔ | ینزل اللہ ۔ خداوند عالم نزول کرتا ہے

معنی

جب تمہاری روح کو عشق کی بیماری لاحق ہو جائے گی ۔ تو بالضرور کسی رات کو اُس کی عیادت کے لئے "ینزل اللہ" کی صفت عالم بالا سے قدم رکھے گی ۔ یعنی وہ معشوق ازلی بے وفا نہیں ۔ اپنے مریض کی عیادت کے لئے آئے گا ۔ اور بیمار کا سر زانو پر رکھے گا ۔

(۱۲) بر آستانۂ وحدت مقیم خوشتر دل ببال کانۂ جنت عقیم بہ حورا

حل لغات

وحدت ۔ یکتائی ۔ یگانگی ۔ | دکھائی دیں ۔ مگر باہر سے اندر کی چیزیں نہ دکھائی دیں ۔

مقیم ۔ بیمار

بال کانہ ۔ ایسی جالی دار کھڑکی جس سے اندر کی طرف سے باہر کی چیزیں | عقیم ۔ بانجھ

معنی

روح کے لئے تو یہی بہتر ہے کہ اُس معشوق یکتا کے آستانے پر ہو ۔ اور بیمار ہو یعنی روح کی تخلیق ہی اس وجہ سے ہوئی ہے کہ وہ ذاتِ باری تعالیٰ کے آستانے پر ہو ۔ اُس کی معرفت حاصل کرے ۔ اُس کی ذات و صفات کی عاشق ہو ۔ نہ یہ کہ وہ دُنیوی خواہشات ، مادی لذات میں مستغرق ہو کر قوتِ شہوی کا بندہ ہو جائے ۔ صورت اول میں اس کے لئے حیاتِ ابدی ، اور صورتِ ثانی میں ہلاکتِ سرمدی ہے دوسرا مصرعہ مثال میں ہے ۔ جس طرح حور کے لئے یہ بہتر ہے ۔ کہ وہ جنت کی کھڑکی میں بس بانجھ ہی رہیں ۔ ورنہ صورتِ ثانی میں بیگم جنت کے لئے ہلاکی ہے

(۱۳) مقامرے صفتے کن طلب کہ نفس خیال × دو یک شمار اگرچہ دو شش زند عذرا

حل لغات

مقامر ۔ جواری ۔ مقامری میں یاے مصدری ہے ۔ "مقامری صفت کن طلب" یعنی

صفتِ مقامری طلب کن۔

جناب شاہان بلگرامی مقامری کی یائے تحتانی بہ معنی ہستی تسلیم کرتے ہیں یعنی تو جواری ہے۔

صفتے کن طلب۔ وہ بات پیدا کر۔

دو یک۔ دو اِکے۔ تختہ نرد کے دو پانسے ہوتے ہیں۔ شش پہلو۔ پہلے

میں ایک۔ دوسرے میں دو۔ اسی طرح چھٹے میں چھ۔ گول گول نقش ہوتے ہیں تم نے چوسر کی نرد میں دیکھا ہوگا۔

سب سے بڑا وہ داؤں ہے۔ جس میں دوشش (دو چھکے) آجائیں۔

اور چھوٹا وہ جس میں دو یک (دو اکے) ہوں۔

عذرا۔ ظاہر۔ آشکارا۔

معنی حکیم خاقانی کہتا ہے۔ دیکھو یہ دنیا بازی گاہ ہے۔ ہر شخص کی یہاں بازی لگی ہوئی ہے۔ اور وہ یہ چاہتا ہے کہ میرا داؤ سب سے بڑا نکلے۔ یعنی ہر شخص کثرت مال و متاع اور دولت و حکومت کی خواہش رکھتا ہے۔ مگر تم ایسے جواری کی صفت حاصل کرو۔ کہ جو دو چھکوں کو دو اِکے خیال کرتا ہو۔ یعنی تمہاری اس دنیوی بازی میں اگر دو چھکوں والا سب سے بڑا داؤں کھلم کھلا نکلے تو تم اس کو سب سے چھوٹا دو اکے والا داؤں خیال کرو۔

مطلب۔ حکیم کا یہ ہے۔ کہ دُنیا کی بڑی سے بڑی دولت بھی تمہاری نظر میں ہیچ ہو۔ حقیر ہو۔ اس لئے کہ وہ فانی ہے۔ جب تو تمہاری بازی جیتی ہوئی ہے۔ ورنہ ہر طرح ہار ہی ہار ہے۔

(۱۴۱) **ترا مقامر صورت کجا دہد انصاف**

ترا ہلیلۂ زرین کجا برد صفرا

مقامر صورت۔ ایسا شخص جو اپنی تمام قوتوں کو تحصیل دنیا میں صرف کر دیتا ہو۔ اور آخرت کا کچھ خیال نہ ہو۔ اہل دُنیا۔

حل لغات

ہلیلۂ زرین۔ ہلیلہ۔ ہڑ کو کہتے ہیں۔ مسہل صفرا ہے۔ ہلیلہ زریں۔ سونے کی ہڑ۔ یعنی مال و زر۔

صفرا

ایک خلط ہے۔ یہاں روحانی بیماریوں سے مراد ہے۔

معنی

بھائی! تم جوان دنیا والوں سے بازی لگائے ہوئے ہو۔ اور اپنی تمام قوتوں کو تحصیل دُنیا میں صرف کر رہے ہو۔ کہ خوب مال ملے گا۔ خوب بازی جیتوں گا۔ اول تو تمہاری بازی ہر ہی جائے گی۔ اور بالفرض داؤ نکلا بھی تو یہ جواری۔ بے ایمانی کرلیں گے۔ کیوں کہ ان میں انصاف نہیں۔ اور چلو یوں بھی سہی! تمہاری بازی جیتی، اور خوب جیتی۔ اور تمھیں مال ملا۔ اور خوب ملا۔ تو کیا اس سونے کی ہڑ (مال وزر) سے تمہارا صفرا (روحانی بیماری) دور ہو جائے گا۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ اور زیادہ ہو جائے گا اس لئے کہ حرص اور بڑھ جائے گا، جو اُم الامراض ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی } "دُنیا کے جواری تمہارے ساتھ انصاف کب کر سکتے ہیں۔ جس طرح سونے کی ہڑ سے صفرا دور نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح ان سے انصاف ممکن نہیں"

(۱۵)

تبرک جاہ مقام حریف درویش × بخوان شاہ مزعفر لطیف تر سکبا

حل لغات

مزعفر۔ ایسا کھانا جس میں زعفران ہو۔

سکبا۔ گوشت۔ سرکہ۔ زعفران۔ اور میوے سے تیار کیا جاتا ہے۔

معنی

جب یہ امر متحقق ہے کہ سونے کی ہڑ سے (صفرا) مال وزر سے عیوب نفسانی دفع نہیں ہو سکتے۔ تو دنیوی جاہ کو فوراً ترک کرنا چاہیئے۔

اس کے ترک کے لئے ایک جواری کی ضرورت ہے۔ وہ حریف درویش ہو سکتا ہے۔ اس سے جوا کھیلو۔ اور اپنے عیوب کو دور کراؤ۔ یہ مقابل تو تمہارے لئے ایسا بہتر ہے جیسے شاہ کے دسترخوان پر زعفران پڑا ہو اسکبا مناسب تر ہے

(۱۶)

میان خاک چہ بازی سفال کودکوار (ٹھیکری ۱۲)

سرائے خاک بخاکے ببازمر اسا (دنیا ۱۲)

حل لغات

سفال۔ ٹھیکری۔ بچے مٹی کے ڈھیر میں ٹھیکری چھپا کر پوچھتے ہیں بتاؤ کس ڈھیر

میں ہے۔ اس میں ہے، یا اس میں۔

سرائے خاک۔ دُنیا۔

مرد - جو عشق آشنا رکھتا ہو - نامرد - جو عشق و نیاز رکھتا ہو -

معنی یہ تم بچوں کی طرح خاک کے ڈھیر میں ٹھیکریوں سے کیا کھیل رہے ہو؟ میاں! وہ کھیل کھیلو، جو مردوں کا ہو - وہ ہم تمہیں بتائیں - کل مادی دُنیا کو مردوں (اہل اللہ) کی طرح ایک ذرا سی خاک کی چٹکی کے عوض ہار دو - اور ہاتھ جھاڑ کر کھڑے ہو جاؤ یہ ہے مردوں کا کھیل - نہ وہ -

زر نہادی تو چون پاک شد ہوتۂ خاک × نہ طوق و تاج شود، چون شود زبوتہ جدا

نہاد - ذات

بوتہ - گہوارہ - بوتہ خاک میں اضافت تشبیہی ہے

نہ طوق و تاج شود - یہ استفہام انکاری بہ منزلۂ اقرار ہے -

تم اپنی ذات کو سونا سمجھو - جب اس خاک کی گہوارہ میں پاک و خالص ہو جائیگی - اور کندن سے نکل آئے گی - یعنی تمہارے روحانی امراض، نفسانی عیوب دفع ہو جائینگے تو میں تم سے، اور صرف تم سے پوچھتا ہوں - کہ اس کندن سے طوق و تاج نہ بنایا جاسکیگا میں کہتا ہوں - بنایا جائے گا - اور ضرور بنایا جائے گا - اور یہ تاج و طوق (تمہاری فی ذات) باعث زینتِ عالم و عالمیاں ہوگی - اور ہر شخص اسے سر پر رکھنے کا خواہشمند ہوگا -

زریکہ گوی گریبان جبرئیل ہنرد × رکاب پائی شیاطین مکن کہ نیست سزا

تو - میاں وہ سونا جس سے مقرب فرشتوں کے گریبان کی گھنڈی بنائی جاسکے، اوس کو تو شیطانوں (دنیا والوں) کے پاؤں کی رکاب نہ بنا -

ہان - اے مخاطب! ہوشیار - یہ تیری ذات ہے - جس کے متعلق (لقد کرمنا بنی آدم) آیا ہے - یہ تیری ہی اشرف ہستی ہے - جو مسجود ملائکہ ہے" - وفضلناہم علی کثیر ممن خلقنا" تیری ہی شان میں ہے - "نفخت فیہ من روحی" تیرے ہی باب میں ہے - تو یہاں معرفتِ ایزدی کے لئے پیدا کیا گیا ہے، نہ کافروں کی غلامی کے لئے -

(۱۹) سوادِ اعظم اینک ببین مقامِ خرد × جہادِ اکبر آنکہ بدُ مصاف ہوا

حل لغات

سوادِ اعظم ۔ سے یہاں عالمِ معقولات و عالمِ معرفت ایزدی مراد ہے

اینک / آنک } دونوں کاف بیانیہ ہیں

جہادِ اکبر
وہ جنگ جو نفس امارہ سے کی جاتی ہے۔

ہوا
خواہشات نفسانی۔

معنی

تم نے بہت کچھ سوادِ اصغر (دُنیا) کو دیکھا، اور جہادِ اصغر (تحصیل لذات) کیا۔ اب ہم تمہیں "سوادِ اعظم" اور "جہادِ اکبر" بتاتے ہیں۔

سُنو! سُنو! سوادِ اعظم یہ ہے کہ مقامِ عقل (عالمِ معقولات) کو دیکھو۔

اور جہادِ اکبر یہ ہے۔ کہ مادی لذات کی صفیں چیر پھاڑ دو۔

یعنی اس وقت تک تم طبیعت کی غلامی میں رہ کر اس کے خواہشات پورے کرتے رہے۔ اس لئے نہ تم کو سوادِ اعظم نظر آیا۔ اور نہ جہادِ اکبر۔

اب عقل کی طرف رجوع کرو۔ تو تمہیں عالمِ معقولات نظر آئے۔ اور نفس امارہ سے جنگ چھڑے۔

دونوں مصرعوں میں زحافِ تسکین اوسط ہے۔

(۲۰) چو گل مباش کہ ہم پوست را کفن سازے × چو لالہ باری اول ز پوست بیرون آ

حل لغات

گل ۔ گلاب کی پنکھڑیاں ایک سبز پوست میں ہوتی ہیں۔ پنکھڑیاں مرجھانے کے بعد بھی وہ پوست باقی رہتا ہے۔

لالہ کے پھول میں اس قدر سبز پوست نہیں ہوتا۔

ز پوست بیرون آ ۔ کا مطلب یہ ہے۔ کہ دُنیا کی گرفتاری سے باہر نکل۔

معنی

تم گل کی طرح گرفتارِ تعلقات نہ رہو۔ ورنہ کہیں ایسا نہ ہو کہ مرنے کے بعد بھی

تمھیں اس سے نجات نہ ملے۔ بہتر یہی ہے کہ لالے کی طرح پہلے ہی سے الگ تھلگ ہو کر اس قید سے آزادی حاصل کرو۔ اور ترک تعلقات کر کے (موتوا قبل ان تموتوا) پر عمل پیرا ہو۔

(۲۱) بدست ہمت طغرائے بی نیازی دار × کہ ہر دو کون تو داری چو داری این طغرا

حل لغات

ہمت ۔ ارادہ بلند۔ خالق کے لئے مخلوق کا ترک کرنا۔

طغرا۔ ایک قسم کا پیچیدہ خط ہے جس سے شاہی القاب وغیرہ لکھا جاتا ہے۔ یہاں فرامین ایزدی مطلوب ہیں۔

بے نیاز :۔ خداوند عالم

دو کون :۔ دنیا ۔ آخرت

این طغرا :۔ وہی احکام خداوندی

فاضل بلگرامی نے بے نیازی پڑھکر "این طغرا" سے بے نیازی مراد لی ہے۔

معنی

تم بندۂ طبیعت۔ بندۂ زر ہونے کی وجہ سے پہلے دُنیوی فرامین اپنے ہاتھ پر رکھتے تھے۔ اور اُن کی بجاآوری میں اچھے خاصے غلام تھے۔ اب میں تمھیں بتاتا ہوں۔

سُنو سنو! اُن فرمانوں کو پھینکو ۔ اور اُس بے نیاز (خداوند عالم) کے احکام اپنی ہمت بلند کے ہاتھوں میں لے کر اوس کے عامل بنو۔ پھر دیکھو۔ دونوں عالموں کی حکومت دونو کی دولت تمھیں حاصل ہوتی ہے یا نہیں۔ شیطانوں کی غلامی سے نکلتے ہو یا نہیں۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو "خسر الدنیا والآخرہ" ہو جاؤ گے۔

(۲۲) ہوان نتوان رفت دل رہین امل × رفوگری نتوان کرد چشم بینا

حل لغات

ہوان ۔ (با لفتح) آہستگی ۔ وقار احترام ۔ سبکی ۔ یہی معنی (ہون) کے بھی ہیں۔ صاحب "غیاث" ہوان کے معنی بے عزتی ۔ خواری کے لکھکر منتخب کا حوالہ دیتے ہیں ۔ اُس میں تو یہ معنی موجود نہیں۔

رہین ۔ با لفتح ۔ گرو کیا ہوا۔

امل ۔ اُمید۔

معنی

مخاطب! تمہارا دل دنیوی امیدوں کا رہین ہے۔ اس لئے ممکن نہیں کہ تم آرام وسکون کے راستہ پر قدم رکھ سکو۔ تمہاری زندگی یوں ہی اضطراب میں رہے گی۔ تم خود سمجھ سکتے ہو۔ کہ اندھے سے رفوگری ممکن ہے؟ ہرگز نہیں۔

اگر اپنی زندگی باوقار بنانا چاہتے ہو، دنیا میں سکوں کے ساتھ رہنا چاہتے ہو تو دل سے خواہشات نفسانی نکالو۔ حرص کا قلع قمع کرو

(۲۳) ترا کہ رشتہ ایمان ز سست امروز × سحا ر خط امان ارچہ می کنی فردا

حل لغات

اِمروز۔ آج کا دن۔ اِم۔ بالکسر یعنی این مستعمل ہے۔ مگر نہیں مقام پر۔ اِمشب اِمروز۔ اِمسال۔

فردا۔ کل۔ مراد روز قیامت سے ہے۔

سَحا۔ بفتح اول۔ ہندنامہ۔ بڑے آدمیوں کا خط ایک خریطہ میں جایا کرتا تھا اس میں ایک خوب صورت ڈوری لگی ہوتی تھی۔ اس سے خریطہ کو باندھا کرتے تھے۔ اب بھی والیان ملک کے خطوط اس شان سے جاتے ہیں

خط امان۔ خط مغفرت۔

معنی

تمہارے ایمان کا تاگا اس قدر پھس پھسا تھا۔ کہ وہ آج ہی یہیں ٹوٹ گیا۔ اب بتاؤ کل قیامت میں مغفرت نامہ کس ڈوری سے باندھو گے۔ اس لئے کہ بغیر ایمان مغفرت ناممکن۔

(۲۴) ترا امان ز امل بہ کہ اسپ تازی را × بروز معرکہ برگستوان بہ از مہرا

حل لغات

امان۔ وہی خط امان۔

برگستوان۔ مرکب لفظ ہے۔ برگست کے معنے پناہ کے ہیں۔ "وان" نسبت کا ہے۔ پاکھر کو کہتے ہیں۔ جو گھوڑے کی حفاظت کے لئے ہوتا ہے

مہرا۔ بہ فتحہ اول۔ وتشدید دوم۔ سونے۔ چاندی کے گول گول لٹو جو زین میں لگائے جاتے ہیں۔ زیور وحمائل واسپ۔

معنی

تم۔ دنیوی امیدوں۔ مادی خواہشوں کو منجملہ اسباب زینت سمجھ رہے ہو

اور حق یہ ہے۔ کہ یہ تمہارے لئے کسی طرح مناسب نہیں۔ تمہارے واسطے تو (خطِ امان) بہتر ہے۔ جس طرح گھوڑے کے لئے میدان جنگ میں پاکھر مناسب ہوتا ہے۔ نہ یہ کہ اوسے زیور پہنایا جائے۔ حمائل ڈالی جائے۔ یہ چیزیں عرصۂ کارزار میں کیا کام دے سکتی ہیں۔ اسی طرح دنیوی اُمیدیں عقبیٰ میں کس مرض کی دوا ہوں گی۔

(۲۵) ترا زیبندۂ ہمت بکف دُنیا و مُلکت × بلی از پہلوئے آدمؑ پدید شد حوّا

حل لغات

مُلکت۔ بالضم۔ بادشاہی

آدمؑ۔ حوّا۔ ابوالبشر۔ اُم البشر ہیں

کہا جاتا ہے۔ کہ حوّا حضرت آدمؑ کے بائیں پہلو سے پیدا ہوئیں۔

معنی

تم کو اگر دنیوی شاہی کی عروس حاصل ہوگی۔ تو پست ارادے کی بہ دولت۔ ہاں! ٹھیک ہے حضرت آدم کے بائیں پہلو ہی سے اُن کی بی بی پیدا ہوئی تھیں۔ میاں! کیسی شاہی؟ اور کیسی حکومت؟ اہل اللہ کو اس سے کیا علاقہ ہوتا ہے۔ اُن کی رغبت صرف معشوقِ حقیقی کی طرف ہوتی ہے۔ اور بس۔ وہ عروسِ مملکت کو ٹھکرا دیتے ہیں۔

(۲۶) چو ہمت آمد ہر ہشت دادہ بہ جنت × چو وامق آمد ہر ہفت کردہ بہ عذرا

حل لغات

ہمت۔ ارادہ بلند۔ ترک مخلوق برائے خالق۔

ہر ہشت دادہ بہ جنت۔ ای ہر ہشت جنت۔ دادہ بہ۔ یعنی آٹھوں بہشت اصحاب شکم کو دے دینا بہتر ہیں۔

وامق۔ عذرا۔ مشہور عاشق معشوق ہیں۔

ہر ہفت = سات آرائش کی چیزیں ہیں۔

(۱) حنا ✲ (۲) وسمہ

(۳) گلگونہ ✲ (۴) سپیداب

(۵) زرک ✲ (۶) غالیہ

(۷) سرمہ ✲

ان کے علاوہ اور بھی ہیں۔

معنی

بھائی۔ جس وقت دل میں بلند ارادہ آیا۔ اور مضبوطی سے یہ قصد کیا گیا۔ کہ سوائے معشوق حقیقی کے زوالِ دُنیا کی طرف ہرگز رغبت نہیں کی جائے گی، تو اس وقت

یہ دنیا تو دنیا، جو مرد (اہل اللہ) ہیں وہ تو آٹھوں بہشتوں کو بھی اصحاب شکم کو دے دیتے ہیں اس لئے کہ طالب مولےٰ سوائے تقرب باری تعالےٰ اور کچھ نہیں چاہتا۔ دنیا اور اس کی شاہی میں کوشش کرنا پست ہمتی ہے۔

دوسرا مصرعہ بہ طور تمثیل بالعکس ہے۔ یعنی جس وقت وامق آجائے تو اُس کی معشوقہ عذرا کے لئے آرائش بہتر ہے۔ اسی طرح جب ہمت بلند آجائے۔ تو ترک بہشت اولےٰ ہے۔ لہٰذا تم دُنیا کی شاہی اور جنت دونوں کو ٹھکرا کر معشوق حقیقی کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

خروش و جوش تو از بہر بود نابود است × کہ از سر دو کروہ ہست شورش و غوغا

بہ بود و دُون چرا شوی بدو رنگ × کہ بدو حال محالست و مُہر کار فنا

بود و نابود - ہست و نیست - بقا و فنا۔	تمہارا خیال یکسو کیوں نہیں ہوتا۔
دو کروہ - دو منزل - مراد بود و نابود سے ہے	**بد و حال** - ابتدائے حال
بہ بوئے بود دو روزہ - اس دو روزہ زندگی کی امید پر۔	**محال** کے معنی سلمانی کے حوالے سے (خانہ عدم) کے محشی نے لکھے ہیں۔ ممکن ہے۔ کہ ہوں۔ مگر اس محل پر (عدم) کا نسخہ اچھا ہے۔
بد و رنگ - یعنی ہستی اور نیستی کے خیال میں تم دو رنگ کیسے ہو رہے ہو	**مُہر کار** - یعنی آخر کار۔ اسلئے کہ مُہر خاتمے پر ہوتی ہے۔

حل لغات

معنی

حکیم خاقانی کہتا ہے۔ کہ یہ جو تمہارا جوش و خروش ہے ہست و نیست کی بنا پر ہے۔ اس لئے کہ تمام شورش ان ہی دو مقام سے ہوتی ہے۔

سُنو سُنو۔ تم اس دو روزہ قلیل زندگی کی امید پر کیوں دو رنگ ہو رہے ہو۔ اس لئے کہ ابتدا میں تو تم معدوم ہی تھے اب رہا آخر۔ اس میں بھی فنا ہے۔ تو جب اول فنا، آخر فنا

تو پھر یہ شور و غوغا کیسا؟ اور یہ دنیا میں انہماک کیا معنی رکھتا ہے۔

(۲۹) به بند دهر همه ماندی بمیر تا برهی * که طوطی از پی این مرگ شد به بند رها

معنی

دیکھو۔ اس وقت تک تو تم ہمہ تن زمانے کی قید میں رہے۔ اب اس گرفتاری سے نجات حاصل کرو۔ وہ اس طرح کہ۔ مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ اور (موتوا قبل ان تموتوا) کا مصداق بن جاؤ۔ بس تم اس قید سے چھوٹ جاؤ گے۔ اس لئے کہ طوطی قفس سے مرنے کے بعد ہی نجات حاصل کرتی ہے۔

(۳۰) چو باد و پشمی به سوزن نقد * چو لاشه بسته گلوئی بریسمان قضا

حل لغات

باشه۔ شکاری پرندہ ہے۔ اس قسم کے وحشی پرندوں کی وحشت دور کرنے کے لئے آنکھیں سی دیتے ہیں۔

لاشه۔ دبلا گھوڑا۔ یا گدھا۔ ناتوان۔ اور ضعیف۔

معنی

تم کو دنیا کا نشیب و فراز کچھ دکھائی نہیں دیتا۔ انجام پر کچھ نظر نہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شکرے کی طرح تمہاری آنکھیں تقدیر کی سوئی سے سی دی گئی ہیں۔ کہیں ایسا نہ کہیں (ختم اللہ علی قلوبھم و علی سمعھم و علی ابصارھم غشاوۃ) کے مصداق ہو گئے ہو۔ تمہارا گلا قضا کی رسی سے، دبلے گھوڑے کی طرح بندھا ہوا ہے۔ ذرا آنکھیں کھولو۔ دیکھو۔ یہ مادی دنیا۔ اس کے لذات۔ اس کی دولت اس قابل نہیں۔ کہ اشرف موجودات ان میں یوں پھنس کر خدا کی معرفت سے غافل اور بے حس ہو جائے

فاضل بلگرامی } تقدیر کی سوئی سے تیری آنکھیں سی ہوئی ہیں۔ یعنی تو نے اپنے آپ کو یہ کہہ کر (کہ ہماری قسمت میں یوں ہی لکھا ہوا تھا) غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ اور اس قضا سے بستہ گلو ہے۔ (یعنی خود کو کاہل بنا رکھا ہے) نفسکشی اور ترکِ دنیا نہیں کرتا۔

فاضل بلگرامی کے مینے ۱۲

(۳۱) چہ خوش حیات چہ ناخوش چو آخرست زوال × چہ جعد ساچہ رخم چو خارج است نوا

حل لغات

جعد - بالفتح - موے مرغول۔ جُعد - بالضم وغین منتوطہ بھی ہوسکتا ہے۔ جوڑے کے معنے ہیں۔

نول کشوری نسخے میں "چو جعد زخمہ" لکھا ہوا ہے۔ اور یہ غلط ہے۔ "چہ جعد سادہ چہ پُرخم" درست ہے۔

جعد سادہ سے مطلب یہاں سیدھا سیدھا گانا ہے۔ جس میں رنگینی اور تان وغیرہ نہ ہو۔

جعد پُرخم سے مراد ایسا گانا، جس میں تان وغیرہ ہو۔

خارج - بے سُرا۔ بے تالا گانا۔

نوا - مطلق آواز۔ نغمہ۔ موسیقی کا ایک مقام ہے۔

معنی

حیات۔ زوال پذیر ہے۔ آخری نتیجہ اس کا یہ ہے۔ کہ مادی زندگی ختم ہوجاتی ہی۔ اندریں صورت، اگر یہ اچھی کٹی تو کیا۔ اور بُری طرح بسر ہوئی تو کیا۔ جس طرح وہ گیت جو خارج از آہنگ ہے سادہ ہو تو کیا۔ اور تان والا ہو تو کیا سب برابر ہے

(۳۲) بجستہ فقر سلامت کجا کنی حاصل × بگفتہ بسم بالحمد چون کنی مبدا

آغاز سورہ حمد

معنی

فقر کو تم نے تلاش نہیں کیا۔ پھر سلامتی کیونکر حاصل ہوگی۔ اے بسم اللہ تو پڑھی نہیں سورہ حمد کیوں کر شروع کروگے؟ (بھلا یہ کوئی عقل کی بات ہے؟)

(۳۳) دمیں در شب آخر زمان سپیدہ صبح × پس از چو خفتن اصحاب کہف نیست روا

حل لغات

شب آخر زمان - آخر زمان کو شب اس وجہ سے کہا ہے کہ یہ زمانہ نہایت تاریک ہوگا۔ گناہوں کی زیادتی ہوگی۔

سپیدۂ صبح - صبح کی روشنی۔ سپیدۂ سحر کا بھی نسخہ ہے۔ اور اچھا ہے۔ روشنیِ صبح قیامت۔ اہل اللہ کے نزدیک دُنیا چند روزہ ہے اس لئے وہ خدا کی طرف متوجہ ہونے کے لئے یہ نصیحت کرتے ہیں کہ قیامت قریب ہے جو کچھ کرنا ہے وہ کرلو۔ "تحفۃ العراقین" میں بھی اس

مقصد کو ادا کیا گیا ہے۔ شروع میں اس مضمون کے اشعار ہیں۔

معنی حکیم کہتا ہے۔ اس آخری تاریک زمانے میں صبح قیامت گویا طلوع ہو چکی، خواب غفلت سے بیدار ہو۔ اُٹھو۔ جو کچھ کرنا ہے، وہ کر لو۔ گو زمانہ بہت ہی کم ہے، مگر پھر بھی کچھ ساعات باقی ہیں۔ اس کے بعد اصحاب کہف کی طرح سونا جائز نہیں۔ اس لئے کہ قیامت میں تو وہ بھی بیدار ہوں گے۔ اور تم بھی۔

(۲۴) مسافران سحرگاہ راہ پیش کنند × تو خواب پیش کنی اینست خفتہ رعنا

حل لغات

راہ پیش کنند۔ راستے کو آگے دھر لیتے ہیں۔ یعنی چل کھڑے ہوتے ہیں	خواب پیش کنی۔ تم خواب کو آگے دھر لیتے ہو۔ یعنی سوتے ہو۔

معنی میاں بُرا نہ ماننا! مسافر بڑے تڑکے سے راستہ آگے رکھ کر چل کھڑے ہوتے ہیں۔ مگر تم اتنے بڑے سفر کے لئے "نیند" کو آگے رکھ لیتے ہو۔ اور خوب سو جاتے ہو اُف ری غفلت! وکاہلی۔ ہائے رے بے ہمتی و نادانی؟

۲۵ میان بادیہ ہان و ہان مخسب از انکہ × عرابیان زتو ہم سر برند و ہم کالا

حل لغات

بادیہ ہان و ہان۔ جناب محشی نے بہ حوالۂ سلمانی لکھا ہے کہ یہ مرکب بہ معنی دنیا ہے اور کعبہ کے درمیان ایک بادیہ ہے۔ جس کا "ہان وہاں" نام ہے۔ بادیہ سے مراد دُنیا۔ اور ہان وہان کلمۂ تنبیہ اور تکرار مفید تاکید۔	اعرابی۔ بدو عرب۔ یہ لوگ مسافروں کا مال لوٹ لیتے ہیں۔ یہاں قوتِ غضبی اور شہوی سے مراد ہے۔ یا وہ لوگ جو نیکوں کو تباہ کرتے ہیں۔ کالا۔ اسباب۔ یہاں اعمال مراد ہیں۔

معنی سُنو۔ سُنو۔ دُنیا جنگل ہے۔ یہاں نہ سوؤ۔ ورنہ ڈاکو (یعنی قوتِ شہوی و غضبی) تمہارا سر بھی کاٹ لیں گے۔ اور مال بھی لوٹ کر لے جائیں گے۔ یعنی دنیا والے۔

یا تمہاری قوتیں تمہارے سب اعمال غارت کرکے لے جائیں گے۔ اور تمہیں الگ مار ڈالیں گے۔

(۳۶) بخواب دائم جز سیم و زر نمی بینی × ببین کہ زر ہمہ نجست و سیم جملہ عنا

(۳۷) ترا کہ از مُل و مال ست مستی و ہستی × خمار خواب ترا صور بشکند بصدا

(۳۸) بکار آبی و دین با دل و تنت گویان × کہ کار آب شما بر و آب کار شما

حل لغات

مل۔ شراب۔ مے۔

بہ کار آبی۔ تم تو شراب پینے میں مشغول ہو

کار آب :۔ شراب خواری۔

آب کار :۔ رونق کار۔

معنی

تمہیں تو خواب میں بھی چاندی سونے کے سوا اور کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ بیداری میں اسی کے تحصیل میں پڑے رہتے ہو۔ ذرا آنکھیں کھول کر دیکھو۔ کہ ہمہ تن رنج ہی رنج ہے۔ اور چاندی غم ہی غم۔ سچ یہ ہے کہ تمہاری مستی، مادی شراب اور تمہاری ہستی دنیوی مال پر منحصر ہو گئی ہے۔ اب تو تمہاری اس غفلت کے خمار کو اسرافیل کا صور ہی توڑے تو توڑے، ورنہ یہ مدہوشی اس وقت تو دور ہوتی معلوم نہیں ہوتی۔

غضب خدا کا، تم ہر وقت شراب خواری میں مشغول ہو۔ اور (دین) تمہارے دل و تن سے زور سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔ کہ دیکھو تمہاری شراب خواری اور ہر وقت نشے میں غیں رہنا، تمہارے تمام کاموں کی رونق کو تباہ کئے ڈالتا ہے۔ اور پانی پھیرے دیتا ہے۔ ہائے رے مدہوشی! یہ آواز تمہارے کانوں میں نہیں پہونچتی۔

(۳۹) غلام آب زانی، نداری آب از ان × رفیق صاف حقیقی نہ بصف صفا

(۴۰) بھینہ چیز کہ آن کیمیای دولت ست × زہم نشینی صہبا ہمیا شد ست بیا

(۴۱) خرد بماتم و تن در نشاط خوش نبود × کہ دیو جلوہ کند بر تو و پری رسوا

حل لغات

آب رزان - انگور کی شراب
رحیق - شراب خالص۔
یہاں شراب عشق آلہی مطلوب ہے۔
صف - قطار۔
بھینہ - عمدہ چیز۔
یہاں عقل سے مراد ہے۔
کیمیا - مشہور ہے۔ قلعی اور مس سے چاندی سونا بنانا۔
صہبا - شراب سُرخ۔
ہبا - وہ چمکتے ہوئے ذرّے جو روشندان سے منتشر اور حرکت کرتے ہوئے معلوم ہوتے ہیں۔ مجازاً تباہ و برباد۔
دیو - مشہور ہے۔ یہاں شراب۔ اور نشۂ شراب مطلوب ہے۔ جناب شاداں نے تن ہی مراد لی ہے۔
پری - جن۔ جن کی بیبی۔ عقل سے مراد ہے

معنی

تم تو بندۂ شراب مادی ہوگئے۔ پھر تمہارے کاموں میں رونق کہاں سے ہو۔ ترقی کیونکر ہو۔ سچ یہ ہے کہ تم تو صفا کی صف میں عشق آلہی کی صاف و خالص شراب کے رفیق ہی نہیں۔ اس لئے وہ بہتر چیز (یعنی عقل) جو تمہاری دولت کے لئے کیمیا ہے۔ اسی مادی شراب کی ہمنشینی کی وجہ سے تباہ و برباد ہوگئی۔ (شراب سے زوال عقل ہو جاتا ہے)

(۲۴) **برو نخست طہارت کن از جماع الاثم × کہ کس جنب نگزارند در جناب خدا**

حل لغات

جماع الاثم - جماع - بالکسر۔ بہ معنی جمع کنندہ۔
اثم - بالکسر۔ گناہ۔ خبر میں ہے۔
الخمر جماع الاثم - یعنی شراب جامع گناہ ہے۔ دوسری خبر میں ہے
حدثنی تکون جماعا - مجھ سے ایسی بات کہو جو جامع ہو۔
خاقانی نے الخمر کو ترک کرتے کرتے صرف جماع الاثم نظم کیا ہے اس سے مراد پوری خبر ہے۔ اور جماع الاثم سے مطلوب خمر (شراب) ہے۔

صاحب "منتخب" کی غلطی

صاحب "منتخب" تحریر کرتے ہیں "جماع الاثم" خوردن شراب۔ زیرا کہ اثم بہ معنی شراب بہم آمن۔ پس جماع الاثم بہ معنی تناول کردن شراب باشد۔" اور خاقانی کے اسی شعر کو سند میں پیش کیا ہے

صاحب "منتخب" کی یہ غلطی فاش ہے
یہ صحیح ہے کہ "اِثم" کے معنی شراب کے ہیں۔
لیکن "جماع" کے معنی "خوردن"۔ وتناول
کردن" کے کس لغت میں آئے ہیں؟۔

جہاں جاتی رہتی ہے۔ اسیطرح گناہ سے
(خواہ وہ شراب ہی کیوں نہ ہو) طہارتِ
نفس دور ہو جاتی ہے۔ یا "جماع الاِثم"
باضافت تشبیہی۔ یعنی گناہ جو بہ منزلۂ
جماع ہے"۔

فاضل بلگرامی کی عجیب ذہانت ۱۲

فاضل بلگرامی نے اس مقام
پر عجیب ذہانت صرف کی ہے۔ فرماتے ہیں
"جماع الاِثم۔ کہتے ہیں۔" الخمر جماع الاِثم"
شراب گناہوں میں بمنزلۂ جماع ہے (یعنی
مباشرت) جس طرح مباشرت سے طہارت

بہر حال۔ میں اوپر اس خبر کے
معنی لکھ چکا ہوں۔

جُنب ؛ مرد بے غسل۔
جناب ؛ درگاہ۔ آستانہ۔

معنی

او شرابی! جلدی جا۔ اور سب سے پہلے اس "اُم الخبائث" سے طہارت حاصل کر۔ اِس لئے۔ کہ یہ صدہا گناہوں کی جامع ہے۔ اگر تو اس سے بچ گیا۔ تو بہت سے گناہوں سے تجھے نجات حاصل ہو جائے گی۔

یہ یاد رکھ۔ کہ بارگاہِ ایزدی میں غیر طاہر کو گھسنے نہیں دیتے۔ اُس کی جگہ دوزخ ہے دوزخ!۔

فاضل بلگرامی کے معنے ۱۲

فاضل بلگرامی "جا! پہلے جماعِ گناہ سے طہارت حاصل کر۔ یعنی گناہ ترک کر"۔
آپ نے چوں کہ بنیاد ہی غلط قائم کی۔ لہٰذا دیوار کا ٹیڑھا
ہونا لازمی ہے۔

مجرد آئی دیرنہ تا زحق شنوی × الّی عبدی این جا نزول کن این جا (۴۳)

معنی

اگر آنا ہے تو گناہوں سے منزہ و مبرا ہو کر اس راستہ میں قدم رکھو۔ تو پھر خدا کی طرف سے بھی یہ آواز آئے گی "میرے بندے۔ میرے طرف آؤ۔ یہاں میرے پاس بیٹھو

زچار ارکان برگرد و پنج ارکان جوی کہ ہست قائم این پنج پنج نوبت لا (۴۴)

حل لغات

چار ارکان ۔ عناصر اربعہ ۔ چار طبائع ۔ یہاں دنیا سے کنایہ ہے ۔

پنج ارکان ۔ یا پانچ وقت کی نماز یا دین کے پانچ رُکن :۔

(۱) نماز (۲) روزہ (۳) زکوٰۃ ۔ (۴) کلمہ (۵) حج

شیعوں کے پانچ رکن یہ ہیں :۔ (۱) توحید (۲) عدل (۳) نبوت، (۴) امامت (۵) معاد ۔ اور نماز، روزہ ان کے نزدیک فروغ دین ہیں ۔

قائد ۔ کورکش ۔ راہبر ۔

پنج نوبت لا ۔ "لا" سے پورا کلمہ مقصود ہے ۔ اور یہ پانچوں وقت کی نماز میں پڑھا جاتا ہے ۔

معنی

دُنیا سے الگ ہو جاؤ ۔ ترکِ دنیا کردو ۔ اور دین کے پانچوں رُکنوں کی تلاش کرو یا پانچوں وقت کی نماز کو اپنا شعار بناؤ ۔ کہ ان پانچ کا قائد "کلمۂ توحید" ہے ۔ جو ہر نماز سے مقدم ہوتا ہے ۔ اور نیز مسلمان ہونا بھی اس کلمہ کی تصدیق پر ہے

نول کشوری نسخے میں قائد کی بجائے (قاعد) عین سے غلط لکھا ہوا ہے ۔

(۴۵) **زنہ خراس بُرون شو بکوی ہشت صفات کہ ہست حاصلِ این ہشت ہشت باغ بقا**

حل لغات

نہ خراس ۔ نہ فلک ۔ بعض میں "دہ حواس" لکھا ہے ۔ پہلا نسخہ بہتر ہے ۔ جناب محشی نے حل لغات میں دَہ حواس لکھے ہیں ۔ مگر شرح میں "نہ فلک" تحریر کر کیا بے سلیقگی ہے ۔

ہشت صفات ۔ سے مطلوب خداوند عالم کی آٹھ صفتیں ہیں (۱) سمع (۲) بصر (۳) کلام (۴) ارادہ (۵) علم (۶) حیات (۷) قدرت (۸) ادراک ۔

ہشت باغ بقا ۔ آٹھ جنت ۔ نام ہم نے کہیں لکھدیئے ہیں ۔

ہم نے اوپر کہا تھا ۔ کہ چار ارکان سے الگ ہو جاؤ ۔ اب ہم کہتے ہیں ۔ چار ارکان کا کیا ذکر ۔ تم تو نو آسمانوں سے بھی باہر ہو جاؤ ۔ اور خداوند عالم کی آٹھ صفتوں کی سڑک پر راستہ چلنے لگو ۔ اس لئے کہ انہیں آٹھوں صفتوں کا حاصل آٹھ جنت ہیں ۔ یعنی خدا کے صفات کا ادراک کرنے سے تمہیں حیاتِ ابدی اور بقائے سرمدی حاصل ہو جائے گی ۔

(۴۶) وگر بعارضہ معصیت شکستہ دلی × ترا شفاعت احمد ضمان کند بشفا

معنی

اگر تم گناہوں کی بیماری کی وجہ سے شکستہ دل ہو رہے ہو۔ اور دوزخ سے نجات مشکل معلوم ہوتی ہے۔ تو اس بیماری سے شفا پا جانے کے ضامن آں حضرت ؐ کی شفاعت ہے۔ لہذا تصدیق رسالت کرو۔ تو بیڑا پار ہے۔

(۴۷) بہ یک شہادت سربستہ مرد باش × کہ پائے مردان اوست در سرائے جزا

حل لغات

شہادت ۔ کلمۂ شہادت ۔ سربستہ ۔ پوشیدہ ۔ یا سربستہ جس میں راز ہوں ۔

مرد ۔ سزاوار ۔ لائق ۔

جناب محسنی نے "سربستہ مرد" مرکب پڑھ کر معنی لکھے ہیں ۔ ایسا خادم جو خدمت کرنے میں چست ہو ۔ اور "بحر العجائب"

سے یہ معنے لکھے ۔ ایسا شخص جو طالب شفاعت ہو ۔ مگر شادی آبادی شارح نے یہ کچھ نہیں لکھا ۔

پائے مرد ۔ مددگار ۔ یاری دینے والا ۔ دستگیر ۔ شفیع ۔

سران ۔ بزرگاں ۔

سرائے جزا ۔ عالم آخرت ۔

معنی

تم صرف ایک کلمۂ شہادت کی تصدیق کر لو ۔ اس سے سزاوار حضرت محمد مصطفےٰ ؐ ہو جاؤ گے ۔ اس لئے کہ وہ جناب قیامت میں تمام مسلمانوں کے شفیع و دستگیر ہوں گے بے کار اپنے گناہوں سے شکستہ دل ہو رہے ہو ۔

(۴۸) پی ثنائے محمد برآر تیغ ضمیر × کہ چیست بر قدر او بافتند درع ثنا

حل لغات

تیغ ضمیر ۔ سے مطلوب مضامین دلی اور خیالات قلبی ہیں ۔

بافتند کے فاعل قضا و قدر ۔

درع ۔ زرہ ۔

معنی

توحید و رسالت کی بعد محمد مصطفےٰ کی تعریف کے لئے اپنے دل کی تلوار یعنی مضمون آبدار نکال لو ۔ کیونکہ ثنا کی زرہ تو قضا و قدر نے آپ کے قد پر بالکل ٹھیک بن دی ہے

اس لئے آپ ہی سزاوار نعت ہیں۔

۴۹ زبان بستہ بمدح محمد آرد نطق × کہ نخل خشک پی مریم آورد خرما

حل لغات

زبان بستہ ۔ خاموش زبان ۔ گونگا

جناب محسنی سلمانی کے حوالے سے تحریر کرتے ہیں کہ "بہ معنی خادم" اگر یہ معنے ہوں بھی تو یہاں مناسب نہیں۔

ہاں! "زبان بستہ" سنگریزے سے کنایہ ہو سکتا ہے۔ کہ جو گویا ہو گیا تھا۔

نخل خشک ۔ کا ذکر آچکا ہے۔ کہ حضرت مریم کی برکت سے ہرا بھرا ہو گیا تھا۔

معنی

حضرت کی مدح میں وہ تاثیر ہے ۔ کہ اگر کوئی گونگا آپ کی مدح کا ارادہ کرے تو اُسے نطق حاصل ہو جاتا ہے۔ یا کوئی غیر طیبق ۔ تو وہ طلیق ہو جاتا ہے۔

اور ہو سکتا ہے۔ کہ یوں معنی کیے جائیں :۔

معنی دوم

انسان تو انسان ۔ اگر کوئی زبان بستہ ہو (یعنی سنگ ریزہ جسے زبان عطا ہوئی) اُسے بھی آں حضرتؐ کی مدح سے گویائی حاصل ہو جاتی ہے۔ جس طرح حضرت مریم کے لئے سوکھے درختِ خرمانے خرمے پیدا کر دیئے۔

۵۰ بہینہ صورت او بود انبیا ابجد × مہینہ معنی او بود و اصفیا اسما

حل لغات

بھینہ ۔ عمدہ چیز۔

صورت ۔ معلوم۔ یہاں (لفظ) سے مراد ہے۔ جناب شاداں بلگرامی نے بجائے صورت کے "سوں" کا نسخہ تجویز فرمایا ہے۔ مگر میرے نزدیک وہ بہتر ہے۔ جو مَیں نے تجویز کیا ہے۔

ابجد ۔ یہی "ابجد ہوز حطی الخ"

مہینہ ۔ عمدہ شے۔

اصفیا ۔ "صفی" کی جمع ہے۔ برگزیدہ۔

اسما ۔ اسم کی جمع ہے۔ نام۔

صورت اور معنی پر زحاف ہے

معنی

بہترین لفظ آں حضرتؐ ہیں۔ اور انبیا بہ منزلہ حروف ہیں۔ یعنی یہ حروف

مل کر جو لفظ بنی ہے، وہ آں حضرت ہیں۔ اسی طرح اصنیا بمنزلہ اسما ہیں۔ اس کے معنی جناب محمد مصطفےٰ ہیں۔

شاداں بلگرامی کے معنی ۱۲

شاداں بلگرامی تحریر فرماتے ہیں :-

"نبی" بہترین سورتیں قرآنی ہیں۔ اور دوسرے نبی بہ منزلہ ابجد"

میرے معنی میں۔ حروف۔ اور لفظ۔ کا تقابل خوب ہے۔ اور دوسرے معنی میں سورہ اور حروف کا مقابلہ اچھا نہیں۔

(۵۱) نہ صورت از پئے ابجد ہمے شود مرقوم × نہ معنی از پس اسما ہمی شود پیدا

(۵۲) نہ روح پس ترکیب صورتست نزول × نہ شمس را پس صبح صادقست ضیا

(۵۳) نہ سبزہ بر مد از خاک و انگہی سوسن × نہ غوزہ رسد از تاک و انگہی صہبا

(۵۴) اگرچہ بعد ہمہ روجودشان آوردند × قدوم آخر او بر کمال اوست گوا

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ ایسا نہیں۔ کہ حروف کے بعد الفاظ بنتے ہیں۔ اور اسما کے بعد معنے ظاہر ہوتے ہیں۔ اسی طرح ترکیب صورت کے بعد روح کا نزول۔ اور صبح صادق کے بعد آفتاب کا ظہور ہوتا ہے۔ پہلے خاک سے سبزہ اُگتا ہے پھر سوسن۔ اول تاک میں کچا انگور آتا ہے، پھر شراب تیار کی جاتی ہے۔ تو جس طرح یہ مذکورہ بالا آخری چیزیں پہلی والی سے بہتر ہیں۔ اسی طرح اگرچہ آنحضرت بعد میں بھیجے گئے، مگر اول والوں سے کہیں بہتر ہیں۔ اور یہ اُن کا آخری آنا۔ اُن کے کمال کی دلیل ہے۔

ناصر علی سرہندی کی رباعی ۱۲

اس مطلب کو ناصر علی سرہندی نے خوب ادا کیا ہے۔ مرباعی ؎

پیش از ہمہ شاہاں غیور آمدہ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ

ای ختم رسل قرب تو معلوم شد دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

(۵۵) گہ ولادتش روح خواند سور × ستارہ بست سماع کرد سما

مراد زہرہ ۱۲

حل لغات

ارواح :- روح کی جمع۔ ملک
سور :- خوشی کا سورہ۔
ستارہ - رباب جس میں تار ہوتے ہیں۔
سماع - رقص و سرود۔

معنی

آپ کی ولادت کے وقت فرشتوں نے خوشی کے سورے پڑھے۔ اور زہرہ نے رباب بجانا، اور آسمان نے ناچنا شروع کیا۔

مقصد یہ ہے۔ کہ آپ کی ولادت کی خوشی ملائکہ، اور عالم بالا کی تمام چیزوں نے کی۔ کہ خلیفۂ ارض و سما پیدا ہوا۔

(۵۶) بکوفت موکب اقبال موکب اجرام × بہبت کلۂ زربفت قبۂ مینا

فوج ۱۲

حل لغات

موکب :- بحر العجائب سے موکب کے معنے (میخ) کے لکھے گئے ہیں۔ موجودہ لغات میں نہیں۔ اور نیز وہ کے بھی معنے لکھے ہیں۔ اس لئے جناب شادان نے "بکوفت" کی جگہ "بتاخت" کا نسخہ تجویز کر کے "موکب" کے معنے "بادی گارڈ" کے لکھے۔ میرے نزدیک "مرکب اقبال" اچھا ہے۔ دوسرے موکب کے معنی فوج کے ہیں۔

شادان بلگرامی کی اصلاح ۱۲

کلۂ زربفت = زربفت کی جھالر باعتبار ستاروں، یا آفتاب کی شعاع کے کہا ہے۔

قبۂ مینا
آسمان

معنی

آپ کی ولادت کی خوشی میں فوج احرام نے اقبال کے گھوڑوں کو آگے بڑھایا اور قبۂ مینا (آسمان) نے زربفتی جھالر، یا زربفتی پردے لٹکائے۔

(۵۷) چو نقل کرد روانش مسافر ملکوت × برای عرسش برعرش کرد خرقہ وطا

حل لغات

روانش - روان - بمعنی جان ضمیر شین کی آں حضرت کی طرف راجع ہے

مسافر ملکوت - فرشتہ۔
عرس - طعام عروسی - مجازاً بمعنی

مجلسِ طعام فاتحۂ بزرگاں۔ اس لئے کہ دُنیا سے رحلت اور خدا سے وصال بہ منزلۂ شادی ہے۔ یہاں غم و ماتم مقصود ہے۔

خرقہ کردن وطا۔ لباس کا پھاڑ ڈالنا۔

معنی آپ کا انتقال وہ پُر ملال ہے۔ کہ عالمِ ملکوت کے مسافروں (یعنی فرشتوں) نے اس ماتم میں لباس پھاڑ ڈالے۔

(۵۸) **دریدہ زاجبہ و برید پروین عقد × گزاشت مہر دواج و فگند صبح لوا**

حل لغات

جبہہ۔ پیشانی۔ اور چاند کی ایک منزل ہے۔ اور وہ چار ستارے ہیں۔ جو بُرجِ اسد کی پیشانی پر واقع ہیں۔ جوزا۔ اور جبہہ میں کوئی مناسبت نہیں اس لئے کہ یہ ستارے بُرج اسد میں ہیں اس لئے یہاں جیب کا نسخہ بہتر ہے۔

عقد۔ موتیوں کی لڑی۔ گلوبند۔

دواج۔ بالا پوش۔ لباس قبا۔

لوا۔ عَلمِ فوج۔ نشانِ لشکر۔

معنی آپ کے انتقال کے غم میں، جوزا نے اپنا گریبان پھاڑ ڈالا۔ پروین نے اپنے موتیوں کی لڑی توڑ ڈالی۔ آفتاب نے اپنی نورانی قبا۔ اُتار ڈالی (گھن لگ گیا) صبح نے اپنا جھنڈا پھینک دیا۔ یعنی آپ کے انتقال سے عالم بالا میں ایک ہل چل مچ گئی۔ ہر شے المناک تھی۔

۵۹ **بوقتِ مکرمہ بحرِ کفش چو موج زدے × حباب وار بدے ہفت گنبد خضرا**

سخاوت

اللہ رے جوشِ سخاوت! آپ کے دستِ فیاض کا سمندر جس وقت لہریں مارتا ہے تو اُس میں یہ سات آسمان جس کو تم بہت بڑا خیال کرتے ہو) ایسے معلوم ہوتے ہیں، جیسے بلبلے۔

(۶۰) **زبوی خلقش حبل الوفت ریدیا زبان × زفر نطقش حبل المتین گرفت بہا**

حل لغات

حبل الورید ۔ رگِ گردن جس کے کٹنے سے آدمی مر جاتا ہے ۔ جناب محشی نے یہاں شریعت سے مراد لی ہے ۔ میرے نزدیک جز ہے ارادہ کل ہے ۔ یعنی انسان مراد ہے ۔

حبل المتین ۔ مضبوط رسی ۔ اس سے مراد قرآن شریف ہے ۔

بہا ۔ خوبی ۔

آپ کے اخلاق حمیدہ سے (جو خدائی) ہیں انسان کو حیات ابدی مل گئی ۔ اور آپ کی گویائی سے خود قرآن شریف کو خوبیِ واثق حاصل ہوگی ۔ اس لئے کہ آپ "افصح عرب تھے ۔

(۶۱) **ہنرلہ چون کف او نشر کرد نشرہ جود ۔ روان حاتم طی کی کند بساط سخا**

حل لغات

نشر کردن ۔ پراگندہ کرنا ۔

نشرہ ۔ تعویذ ۔ افسون ۔ اور بچوں کی رنگین تختی ۔ یہ سب معنی یہاں موزوں نہیں اس لئے جناب **شادال** نے یہاں "نشوہ" بہ معنی "بُو" پڑھا ہے خود نشر کے معنی بھی بو کے ہیں

حاتم طے ۔ طے برزن مے ۔ یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے ۔ حاتم طائی اسی سے منسوب ہے

معنی

جس وقت کہ آپ کا ہاتھ بخشش کی خوشبو پھیلائے ، اُس وقت حاتم کو اپنی سخاوت کی بساط لپیٹ لینا ہی زیبا ہے ۔ اس لئے کہ کہاں روحانی نعمتوں کی بخشش ، اور کہاں مادی یہ دونوں کب برابر ہو سکتی ہیں ۔

(۶۲) **زبارگاہِ محمدؐ ندائی ہاتفِ غیبت بمن رسید ۔ کہ خاقانیا بیا رتنا**

معنی

لو ۔ محمد مصطفےٰ کی بارگاہ سے مجھے ہاتفِ غیب کی یہ آواز پہنچ گئی :۔

"خاقانی ! بیٹھا کیا کرتا ہے ؟ ہماری تعریف لا ۔

(۶۳) **زخشک آخور خذلان ست بر خاقانی ۔ کہ در ریاضِ محمدؐ چرید کشت رضا**

حل لغات

خشک آخور ۔ آخور اصطبل ۔ اور گھوڑوں کے چرنے کی جگہ ۔ خشک آخور ۔

جہاں گھاس واس کچھ بھی نہ ہو۔ } **خذلان** ۔ بے بھرگی۔

معنی

لو۔ خاقانی ۔ بے بھرگی ۔ بے نصیبی کے مقام خشک سے چھوٹ گیا ۔ اس لئے کہ اُس نے تو آں حضرتؐ کے مرغزار سے خوشنودی کا کھیت چرلیا ۔

یعنی آں حضرتؐ کی خوشنودی حاصل کرلی ۔ اور وہ یہ کہ اُن کی تعریف وثنا کی ۔

(۶۴) **مرادبخشا! درتو گریزم از اخلاص × کزین خسِ اس حسیسان دہی خلاص مرا**

(۶۵) **مرا تو باش کہ از ما و من دلم بگرفت × برآر تیغِ عنایت بہ من گذار نہ ما**

حل لغات

اخلاص ۔ خالص دوستی ۔

خسِ اس حسیسان ۔ کمینوں کی چکی دُنیا سے مراد ہے

مرا تو باش ۔ بس تم میرے لئے ہو ۔

ما ۔ و من ۔ ہم ۔ میں ۔ اس سے مطلب خودی ۔ اور خودبینی ہے ۔

معنی

مراد دینے والے ؟ میں تو تمہاری طرف نہایت خلوص سے بھاگ رہا ہوں یہ اس لئے ہے ۔ کہ خدا کا واسطہ ! اس دُنیا ، اور اہلِ دُنیا سے میری رہائی کرادو مجھے ان کی کچھ ضرورت نہیں ۔ میرے لئے تم ہو ، اور بس ۔ کیونکہ اصل یہ ہے میرا ۔ دل " ما و من " یعنی خودی و خودبینی سے بالکل گرفتہ ہوگیا ہے ۔ تم اپنی عنایت کی تیغ کھینچ کر اس کے دو ٹکڑے کردو ۔ یعنی اتنی عنایت ، اتنی مہربانی میرے حال پر کرو ، کہ خودبینی دفع ہوکر مجھ میں رسولؐ بینی پیدا ہو جائے ۔ اور میں " فنا فی الرسول " ہو جاؤں ۔

(۶۶) **کلیدِ رحمتِ آخر عطا فرشتہ چناں × کہ گنجِ معرفتِ اوّل ہم از تو بود عطا**

معنی

جس طرح حضور نے اول معرفت کا خزانہ عطا فرمایا تھا ۔ اسی طرح آخری رحمت کی کنجی بھی عنایت فرما دیجئے ۔ یعنی آپ ہی نے پہلے توحید کی تعلیم دی تھی ۔ اب آپ ہی

مغفرت کی کنجی بھی عطا کر دیجئے۔ کہ میری نجات ہو جائے۔

(۶۷) گواہ توئی کہ ندارم بکاہ برگی برگ × باہلِ بیت من چون رسد نوال و نوا

معنی آپ شاہد ہیں۔ کہ میرے پاس تو گھاس کے تنکے برابر بھی سامان نہیں۔ اور جب میرے پاس خود نہیں تو میں اپنے اہل و عیال کو کیا دوں۔

(۶۸) چو قرصہ جو و سرکہ نمی رسد بہ مسیح × کجا رسد بحواری خوان و حلوا

معنی ای۔ جب خود حضرتِ عیسیٰ کے پاس جو کی روٹی، اور سرکہ تک نہیں۔ تو پھر اُن کے حواری کو کھانا۔ حلوا کہاں سے مل سکتا ہے۔ "خوارہ" کے معنے کھانے کے ہیں۔

(۶۹) مرا ز خطۂ شروان برون فگن ملکا؟ × کہ فرضہ ایست در و صد ہزار بحر بلا

فرضہ۔ دہانہ۔ گودی۔

معنی اچھا تو مجھے آپ شروان سے تو باہر کر دیجئے۔ یہ تو کمبخت ایسا دہانہ ہے جس میں ہزاروں بلا کے سمندر ہیں۔

(۷۰) مرا کنف کنف ست الغیاث ازین موطن × مرا مقر سقر ست الامان ازین منشا

کَنَف۔ کرانہ۔ جانب۔ پناہ } منشا :- جائے نشو و نما۔

حل لغات

معنی حضور! یہ شروان، جو جائے پناہ ہونا چاہیئے۔ یہ تو میرے لئے کفن ہو گیا خدا اس موطن سے بچائے۔ اور یہ میرا جائے قرار میرے لئے دوزخ ہو گیا۔ اس مولد و منشا سے خدا کی پناہ۔

سید ہا سا شعر ہے۔ مگر شارحین نے عجیب و غریب معنے لکھے ہیں۔ جناب محشی۔ کنف کے نیچے لکھتے ہیں۔ "شاید، شراب مراد باشد" پھر سلمانی سے حاشیہ ہے۔ کہ بمعنی

پوست آہوے؟ الامان - الحفیظ؟

(۷۱) برمہان نشوم ورشوم چو خاکِ مہین × غم کیا نخورم ورخورم بکوہ گیا

حل لغات

مہان - بڑے لوگ۔ | کیا - بادشاہ - حاکم

مہین - خوار۔ ذلیل۔ | گیا - گھاس۔

معنی

ہاں حضور! مَیں نے عرض کیا تھا۔ کہ مجھے شروان سے کہیں اور بھیج دیجئے۔ وہ اس لئے خواہش کی تھی۔ کہ اب میں بڑے بڑے لوگوں (دُنیا داروں) کے پاس ہرگز ہرگز نہیں جاؤں گا۔ اگرچہ میں بہ ظاہر خاک کی طرح خوار و ذلیل ہی کیوں نہ ہو جاؤں اور اب میں بادشاہ کی کچھ پروا نہیں کروں گا۔ اور اُس کے دسترخوان کی مگس نہ بنوں گا اگرچہ مجھے پہاڑوں پر گھاس ہی کیوں نہ کھانا پڑے۔

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی | بڑے آدمیوں کے پاس نہ جاؤں گا۔ اگر جاؤں تو خوار سمجھنا۔ حکام کی پروا نہ کروں گا، اگر کروں گا تو اتنی جیسے پہاڑ کے مقابلے میں پرِ کاہ۔ اس سے بھی مقصود یہ ہے۔ کہ مطلق پروا نہ کروں گا۔

فاضل موصوف کے یہ معنی صحیح نہیں۔ (شادماں ۱۲)

سلمانی میں "غم" کے معنے روٹی کے بھی ہیں۔

(۷۲) ازین کروہ کہ پرکار دورا ماند × دلم چو نقطہ نون ست درخط دنیا

حل لغات

کروہ (بالضم) منزل۔ مقام و کوس مراد دُنیا سے ہے۔ گروہ بھی پڑھا جا سکتا ہے۔ اور یہ اچھا ہے۔ | نقطۂ نون - دل کی تنگی سے کنایہ ہے۔

درخطِ دنیا - اے در دائرۂ دنیا

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ اس گروہ سے، کہ جو پرکار دور کی طرح ہے۔ میرا دل نقطۂ نون کی طرح اس دائرۂ دنیا میں بہت تنگ ہو گیا ہے۔

(۷۳) گرفتہ سرشان سرسام جسم شان ابرص × ز سام ابرص جانکاہ تر بود ہر جفا

حل لغات

سرسام - ورم دماغ - مشہور بیماری ہے -

سام ابرص - کرفش - زہریلا جانور ہے - بسکھپڑا -

ابرص - جس کے جسم پر سفید داغ ہوں -

معنی

اُن کو سرسام ہو گیا ہے - ان کے جسم میں سفید داغ پڑ گئے ہیں - مَیں سچ کہتا ہوں - یہ لوگ زہرِ جفا ہیں - بسکھپڑے سے زیادہ جاں کاہ ہیں - ان کے کاٹے کا منتر ہی نہیں -

(۷۴) مرا با باطل محتاج جاہ خود شمرند × بحق حق کہ جز از حق مرا ست استغنا

معنی

حضور! یہ تو ملاحظہ فرمائیے - کہ یہ لوگ اپنے خیالِ باطل سے مجھے اپنے جاہ کا محتاج سمجھے ہوئے ہیں - خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں - کہ میں تو خدا کے سوا کسی کی بھی پروا نہیں رکھتا -

ساتوان قصیدہ ختم ہو گیا

قصیدہ ہشتم

(۱) ای پنج نوبہ کوفتہ در دار ملک لا × لابر چہار بالش وحدت کشدترا

اس قصیدے کے تین شارح ہیں:-

(۱) اول جناب محشی

(۲) دوم جناب مولوی صادق علی

(۳) سوم جناب شادان بلگرامی

حل لغات

پنج نوبت سے مقصود پانچ وقت کی نماز ہے۔ نوبت پہلے تین وقت بجتی تھی سکندر کے وقت سے پانچ وقت بجنے لگی۔

دار ملکِ لا - "لا الہ الا اللہ" کا پایہ تخت - لا سے مقصود پورا کلمہ توحید ہے۔

چہار بالش - مسند - تکیہ -

وحدت - یگانگی - یکتائی -

معنی

حکیم کہتا ہے جس طرح دنیوی بادشاہوں کے پایہ تخت میں پانچ وقت نوبت بجتی ہے۔ اسی طرح کلمۂ توحید کے دار الملک میں پانچوں وقت نقارہ پر چوب پڑ رہی ہے وہ تمھیں بتادوں کیا ہے؟ پانچوں وقت کی نماز ہے۔ جس میں "اشہدان لا الہ الا اللہ" کہا جاتا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے۔ کہ اگر تم اس کی تصدیق کرلو، تو یہ تم کو مسند وحدت کی طرف پہونچا دے گا۔ اور موحد بنا دے گا۔

(۲) جولانگہ تو زاں سوی الا ست گر کنی × ہر دو ہزار عالم ازین سوی لا رہا

حل لغات

زان سوی الا ۔ الا کے اس طرف اور الا کے اُس طرف "اللہ" ہے کیون کہ "لا الہ الا اللہ" ہے ۔ فاضل بلگرامی تحریر فرماتے ہیں "آن سوی لا الہ ۔ وحدت و لامکان کہ بھی اس پار ۔ یعنی وصال حق" آپ کی عجیب تقریر ہے ۔ لامکان جو عالم ذات الٰہی ہے یہاں تو وصال حق ہوتا ہی ہے اسکے اس پار کیا ہے جہاں وصال حق ہوگا ۔

ہژدہ ہزار عالم ۔ اٹھارہ ہزار عالم ۔ کثرت مطلوب ہے ۔

ایں سوے لا ۔ یعنی لا الہ الا اللہ کے اسطرف ۔ اور وہ کل عالم مخلوقات ہیں ۔

معنی

حکیم کہتا ہے ۔ میں سچ کہتا ہوں ۔ کہ اگر کہیں تم لا الہ الا اللہ کے اس طرف ، جو اٹھارہ ہزار عالم ہیں ۔ ان کو رہا کر دو ، اور تمامی مخلوقات کو ترک تو پھر تمہاری جولان گہ (الا) کے اس طرف یعنی اللہ کی طرف ہو جائے گی ۔

(۳) **از عشق سائ بدرقہ پس ہم بنو عشق × از تیہ لا بمنزل الا اللہ اندر آ**

حل لغات

بدرقہ ۔ وہ سپاہی جو قافلہ کی حفاظت اور راہبری کرتے ہیں ۔

تیہ ۔ ایسا جنگل جس میں مسافر ہلاک ہو جائے

اور وہ جنگل جس میں حضرت موسیٰ ، چالیس سال سرگرداں رہے ۔

لا ۔ سے (لا الہ) مقصود ہے

معنی

مخاطب ! یہ جو تم سے کہا ۔ کہ ترک دنیا کرکے اللہ کی طرف ہو جاؤ ۔ اس کیلئے تمہیں بدرقہ کی ضرورت پڑے گی ۔

سنو ۔ وہ راہبر ، وہ محافظ عشق ہے عشق ۔ لہذا اسکو اختیار کرو ۔ اور اس کی نور کی راہنمائی سے لا الہ (نفی خدایان باطلہ) کے مہلک جنگل سے نکل کر الا اللہ کی منزل میں آ جاؤ ۔

یعنی تم کو اس وقت تک تقرب باری تعالےٰ حاصل نہیں ہو سکتا ۔ جس وقت تک تم اس کا عشق نہ اختیار کرو ۔ اسی عشق سے تم نفی خدا کے ہولناک جنگل سے نکل کر خدا تک پہونچ سکتے ہو ۔ اور بس ۔

(۴) دروازۂ سہ حرف ازل دان حرف عشق × دندانہ کلید ابد دان وحرف "لا"

معنی

سچ بتاؤ۔ تم نے "عشق" اور "لا" کو کیا سمجھا ہے؟ خیر تم نے جو کچھ سمجھا ہو۔ میں بتاتا ہوں۔ یہ عشق کے تین حروف ازل کے مکان کے پھاٹک ہیں۔ اسی سے ذات ازلی تک رسائی ہوتی ہے۔ اور یہ لا (یعنی لا الٰہ الا اللہ) دیکھنے میں تو دو حرف ہیں۔ یہ ابد کے دروازے کی کنجی کے دندانے ہیں۔ دندانے = اسی سے ذاتِ ابدی تک پہنچ ہوتی ہے۔ عشق اختیار کرو۔ لا الٰہ کہو۔ الا اللہ تک پہنچ جاؤ گے

(۵) لا حاجب ست بر در الاشل مقیم × کو اللہان باطلہ رامی زند قفا

حل لغات

حاجب ۔ دربان۔ چوب دار

اللہان باطلہ۔ دوسرے جھوٹے خدا۔ "نول کشوری" نسخے میں ابلہاں

غلط لکھا ہوا ہے۔

قفا زدن۔ گدا رسید کرنا۔

معنی

اور تمھیں بتاؤں کہ یہ لا کیا ہے۔ یہ ایک چوبدار ہے، جو اللہ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ اور اُن جھوٹے خداؤں کو گدے مار مار کر نکال دیتا ہے۔ چناں چہ وہ ایسا کر رہا ہے غور کرو۔

(۶) بی حاجبی لا بدر دین مرو کہ ہست × دین گنج خانہ حق و لا شکل اژدہا

معنی

اندریں صورت۔ لا کی حاجبی بغیر دین کے دروازے پر نہ جانا۔ اس لئے کہ دین خداوندی خزانہ ہے۔ اور یہ لا اُس پر اژدہا ہے۔ اگر تم اس کے بغیر اندر چلے تو یہ تمھیں نگل لے گا۔ یعنی نفی خدایان بغیر خدا کی وحدانیت کا اقرار ٹھیک نہیں۔ باعثِ ہلاکت ہے۔

جناب فاضل بلگرامی اس معنی سے غافل ہو کر تحریر کرتے ہیں۔

جنابِ شاہ دان کے معنی میں غلطی ۱۲

"لا کو بغیر حاجب بنائے ہوئے دروازۂ دین پر نہ جا۔ کیونکہ دین بمنزلہ خزانہ خدا اور لا بہ صورت اژدہا ہے۔ خدایانِ باطلہ کو نگل جاتا ہے۔

خاقانی۔ مخاطب کو خوف دلا رہا ہے۔ نہ باطل خداؤں کو۔ (شاد ماں ۱۲)

(۷) حدِ قدم مپرس کہ ہرگز نیامدست × در کوچۂ حدوث عماری کبریا

حل لغات

قدم - بکسر اول - دیرینہ ہونا۔ قدیم ہونا۔ باری تعالےٰ کی ایک صفت ہے

حدوث - کسی چیز کا نیا پیدا ہونا۔ مخلوقات کی صفت ہے۔

عماری محمل

کبریا - بزرگی - یہاں ذاتِ ایزدی مقصود ہے۔

معنی

تم قدم کی حد نہ پوچھو - نہ میں بتا سکتا ہوں، نہ تم سمجھ سکتے ہو - ہاں اتنا میں جانتا ہوں - اور یہی بتائے دیتا ہوں - کہ ازلی معشوق کی محمل کبھی حدوث کے کوچہ میں نہیں آئی - اور نہ آ سکتی ہے - یعنی معشوق حقیقی سے وصال عالم حدوث میں ممکن نہیں - تم تزکیہ نفس کرکے عالمِ قدم میں پہنچو، اور وصل حاصل کرو۔

(۸) از حلّۂ حدوث برون شود و منزلی × ناگہ بدت قریشیِ وحدت کہ مرحبا

حل لغات

حلّہ - مکّہ معظمہ کے راستہ میں مقام ہے وہاں سے مکّہ دو منزل ہے

قریشی وحدت - قریشی - منسوب بہ قریش - نام قبیلہ - جس کے باپ کا نام "نظر" بن کنانہ ہے - ہمارے پیغمبرؐ کے اجداد سے ہیں۔

قریش - دراصل قرش کی تصغیر ہے یہ ایک بحری جانور ہے، جو کل بحری جانوروں پر تفوق رکھتا ہے - غلبہ کی وجہ سے یہ لقب ہوا۔

قریشیِ وحدت میں اضافت تشبیہی ہے۔ مگر جناب محشی نے ذات رسول مراد لی ہے

مرحبا - مہمان کی تعظیم کے لئے بولا جاتا ہے

معنی

تم ابھی تک حدوث کے مقام میں پڑے ہوئے ہو - یہاں سے ذرا دو منزل آگے بڑھو تو قدم کے مکّہ میں پہنچ جاؤ گے - اِدھر تم پہنچے، اُدھر آہی آواز آئی - "خوش آمدید" "خوش آمدید"، یعنی عالمِ مادی ترک کرو - اُس وقت عالم وحدت میں پہنچو گے -

(۹) پیوند دین طلب کہ ہمین دایۂ تواست × روزیکہ از مشیمۂ عالم شوی جدا

حل لغات

مشیمۂ عالم ۔ مشیمہ اُس جھلی کو کہتے ہیں جس میں، پیٹ کے اندر بچہ ہوتا ہے ۔ مشیمۂ عالم سے مراد یہی مادی عالم ہے ۔ جناب محشی " شرف نامہ " کے حوالہ سے لکھتے ہیں۔ کہ " آفتاب " ۔ یہاں آفتاب سے کیا مطلب ؟

معنی

تم دین سے توصل و تعلق حاصل کرو ۔ اور یہ یاد رکھو کہ جس دن تم اس مادی عالم کے مشیمے سے علیحدہ ہوے ، تو تمہاری بہترین دایہ ، یہی دین ہوگا ۔ اور بس ۔ یعنی مادی عالم ترک کرکے روحانی عالم میں آؤ ۔ یہاں یہی دین تمہارے کام آئے گا ۔

جناب محشی فرماتے ہیں ۔ کہ " آ " کی ضمیر آں حضرت کی طرف بھی راجع ہوسکتی ہے ۔ اور " دُنیا کی طرف بھی " ۔ آپ نے قریشی وحدت ہے آں حضرت مراد لی تھی اس لئے ضمیر کو آپ آنحضرت کی طرف راجع کر رہے ہیں ۔ اس صورت میں خیر کچھ بے ربط معنی ہوسکتے ہیں ۔ لیکن دنیا کی طرف راجع کرنے سے کیا معنی ہوں گے ۔

(۱۰) حاجت شود روا چو تقاضا کند کرم × رحمت روان شود چو اجابت شود دعا

(۱۱) این دم طلب کہ راحت ازین دم شود پدید × اینجا طلب کہ حاجت ازین جا شود روا

(۱۲) کسریٰ زین ممالک و صد کسری و قباد × خطوی ازین مسالک و صد خطہ خطا

(۱۳) فیض ہزار کوثر و زین بریک سشک × برگ ہزار طوبیٰ و زین باغ یک گیا

حل لغات

این دم اسی وقت

این جا یہیں دنیا میں ۔

کسریٰ پارہ

ازین ممالک سے مراد دین و عشق ہیں ۔ اسی طرح مسالک ۔ ابر ۔ باغ سے بھی یہی دونوں چیزیں مطلوب ہیں ۔

خطوی مسافت یک قدم

خطہ ۔ پارۂ زمین ۔ شہر ۔ ولایت ۔

خطا ۔ ترکستان میں ایک شہر ہے ۔

فیض ۔ ایک نسخہ میں قبض ۔ ایک میں ابر ہے، فیض اچھا ہے ۔

طوطی ۔ نول کشوری نسخے میں غلط لکھا ہوا ہے ۔ **طوبیٰ** ہونا چاہیئے ۔

معنی

سُنو! سُنو ۔ جس وقت الٰہی کرم کا تقاضہ ہوتا ہے ۔ اُسی وقت حاجت روا ہو جاتی ہے ۔ جس وقت دعا درجۂ اجابت پر فائز ہوتی ہے ۔ اُسی وقت رحمت ہوتی ہے ۔ اندریں صورت میں نہایت زور سے کہوں گا ۔ کہ تم اِسی وقت دین اور عشق کو طلب کرو ۔ کہ تمھیں اسی وقت سے راحت حاصل ہو ۔ اور یہیں دنیا میں طلب کرو ۔ کہ اِسی جگہ تمہاری حاجت روائی ہو جائے ، ورنہ آخرت میں طلب کوئی چیز نہ ہوگی ۔ سنو سنو ان ممالک (عشق و دین) کا ذرا سا قطعہ ، صدہا نوشیرواں اور قباد کے ملکوں کے برابر ہے ۔ اور ان مسالک کی قدم بھر زمین سیکڑوں خطا کے مساوی ، پھر کیا طلب ملک میں پڑے ہوئے ہو ۔

ہزاروں کوثروں کا فیض ، اور اس ابر (دین و عشق) کے چند قطرے ، اور سیکڑوں طوبیٰ کے پتے ، اور اس باغ (عشق) کی ذرا سی گھاس برابر ہیں ۔ اور سچ یہ ہے کہ برابر نہیں ہو سکتیں ۔

جناب محشی تحریر کرتے ہیں ۔ "ایں جا کنایت از درگاہ رسول ست" پھر تیسرے شعر میں یہ تحریر کرتے ہیں "یعنی شکست از ممالک دنیا مقابل صد کسریٰ و قباد گویا گرد سہ صد کسری و قباد حاصل مے شود ۔ مصرعۂ ثانی ہمبریں نسق ست"

(۱۴) **فتراک عشق گیر نہ دنبال عقل از انکہ عیسات دوست بہ کہ حواریت آشنا**

حل لغات

فتراک :۔ شکار بند

دنبال :۔ عقب

عیسات :۔ نول کشوری نسخے میں ہے ۔ عیسات چاہیئے ۔

حواری ۔ حضرت عیسیٰؑ کے اصحاب ۔

معنی

تم شکار عشق ہو کر ، اس کے شکار بند میں آؤ ۔ عقل کے پیچھے پیچھے نہ چلو ۔ خدا کی معرفت میں اس کچھ دخل نہیں ۔ اب تم خود اس کا فیصلہ کرو ۔ کہ تمہارے دوست

حضرت عیسیٰ (عشق) ہوں تو بہتر، یا اُن کے حواری (عقل)

(۱۵) مدان کہ دل ز روے شناسان آن سرا ست × مشمارش از غریبان ایں سرا

حل لغات

دل سے یہاں روح مطلوب ہے
روی شناس ۔ معروف۔ جسے لوگ جانتے ہوں ۔
از ۔ دونوں جگہ تبعیضیہ ہے ۔
آن سرا ۔ عالم مجردات ۔

غریب شمار ۔ ایسا شخص، جس کا شمار مسافروں میں ہو، غیر معروف۔
ایں سرا
عالم مادی ۔

معنی

تم روح کو عالم مجردات کے مشہورین میں سے سمجھو۔ کمینہ رائے نہ قائم کرلینا۔ کہ وہ اس مادی عالم کے مجہولین میں سے ہے ۔

(۱۶) دل تا بخانہ ایست کہ ہر ساعتی در و × شمع خزائن ملکوت افگند ضیا

اسرار الہیہ ۱۲

معنی

روح اور صرف یہی روح، وہ تا بخانہ ہے، جس میں الٰہی اسرار کی شمعیں ہر وقت اپنی روشنی ڈالا کرتی ہیں۔ اور الٰہی فیضان کی ضیا باری ہوتی ہے ۔

(۱۷) بینی جمال حضرت عین اللہ آن زمان × کآئینۂ دل تو شود صادق الصفا

معنی

مگر تم اس وقت حضرت عین اللہ کا جمال دیکھو گے ۔ جس وقت کہ تمہاری روح کا آئینہ بالکل مجلّا و مصفّا ہو جائے گا ۔ لہٰذا از نگِ کفر دور کرو اور تزکیۂ باطن، اور تصفیۂ دل میں مصروف ہو ۔

(۱۸) در دل مدار نقش امانی کہ شرط نیست × بتخانہ ساختن بہ نظرگاہِ پادشا

حل لغات

امانی ۔ امینہ کی جمع ہے ۔ آرزوئیں
نظرگاہ ۔ مقامِ نظر ۔ مومن کا قلب نظرگاہ خداوند عالم ہے۔

معنی — سنو۔ سنو! مادی خواہشات کے فوٹو سے دل کو بالکل خالی کرو۔ ایزدی معشوق کی نظرگاہ کے سامنے بت خانہ بنانا۔ اور اس قسم کی تصاویر سے اُس کو سجانا کہاں تک درست ہو سکتا ہے۔

(۱۹) دنیا بعرض فقر بوقت متاع × کو گوئی تمام عیار ارزد این بہا

معنی — دیکھو! جس وقت۔ کہ فقر نیلام کے بازار میں لایا جائے، اور اُس پر بولی، بولی جائے ہو۔ تم فوراً کُل دُنیا دے کر اُسے خرید لو۔ اس لئے کہ "موتی ہی ایسا کھرا ہے، جس کی قیمت ہی یہی ہے۔ کوئی تم نے زیادہ بولی نہیں بولی۔ ٹھگ نہیں گئے۔

(۲۰) در چار سوی فقر در آ تا زراہ ذوق × دل را ز پنج نوش سلامت کنی دوا

حل لغات — **پنج نوش**۔ شراب۔ جس میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ جناب محشی "پنج نوش سلامت" پانچ باطنی حواس سے کنایہ بتاتے ہیں۔ **غیاث** میں ہے۔ کہ ایک معجون ہے جو مقوی دل ہے اس میں پانچ چیزیں ہوتی ہیں۔ مس۔ فولاد۔ سیماب۔ لوہے کا میل ابرک۔ اس کا معرب "فنجنوش" ہے ہندی میں اس کو پنج امرت کہتے ہیں۔ "پنج نوش سلامت" میں اضافتِ تشبیہی ہے۔ **دل را**۔ یہ (را) اضافی ہے۔ "دل" مضاف الیہ۔ اور "دوا" مضاف ہے۔

معنی — ہاں! تم دنیا، اور اہل دُنیا کو ترک کرکے، فقر کے چوپڑ کے بازار میں آجاؤ۔ ادھر تم۔ اس میں آئے۔ اُدھر ایک ذوق پیدا ہوا۔ اس سے تم اپنے دل کی دوا، سلامتی کے مقوی معجون سے کر سکو گے۔ اس لئے کہ السلامۃ فی الوحدۃ آ گیا ہے۔

(۲۱) ہمت ز آستانۂ فقر است ملک جوے × آرے ہوا ز کیسۂ دریا بود سقا

حل لغات — **ملک** سے مراد۔ عالمِ آخرت ہے۔ **سقا**۔ بھشتی۔ غیر مشہور نظم ہوا ہے۔

اور یہ ایک قسم کا تصرف ہے۔

معنی

اگر ہمت بلند کو۔ عالم عقبیٰ ایسا وسیع ملک دستیاب ہو سکتا ہے تو، اسی فقر کے آستانے سے۔ اس لئے تم اپنی بلند ہمتی کو کام میں لاؤ۔ سچ یہ ہے کہ ہوا جو سقائی کرتی پھرتی ہے۔ وہ سمندر ہی کی بدولت ہے۔ اس سے بخار اُٹھتے ہیں، اوپر جاکر ابر بنتے ہیں۔ ہوا ادھر اُدھر لے جاکر عالم کو سیراب کرتی ہے۔

(۲۲) غزلت گزین کز عزلت شناختند × آدم در خلافت و عیسیٰ رہ سما

معنی

یہ جو حضرت آدم ؑ کو خلافت، اور حضرت عیسیٰ کو آسمان پر جلوہ افروزی میسر ہوئی۔ یہ محض عزلت نشینی کے نتائج میں سے ہے۔ تم بھی یہی شیوہ اختیار کرکے، عالم عقبیٰ، ایسا وسیع ملک حاصل کرو۔ چلو۔ چلو تفرد و تجرد کی طرف قدم اٹھاؤ۔

(۲۳) شاخ امل بزن کہ چراغ غنیمت است × بیخ ہوس بکن کہ دریں خلعت است کم بقا

معنی

میاں کہڑے دیکھتے کیا ہو۔ امید کی شاخ کو کیوں نہیں کاٹ کر پھینک دیتے، یہ تو خود جلدی بجھنے والا چراغ ہے۔ اور ہوس کی بیخ بھی اُکھیڑ پھینکو۔ یہ تو درحقیقت ہی کم عمر والا ہے۔ پھر ایسی بے بقا چیزوں کے رکھنے کا فائدہ۔

(۲۴) گر سر یوم یحمیٰ بر عقل خوانمت × پس پائمال مال مباش ار سر ہوا

حل لغات

یَوْمَ یُحْمٰی عَلَیْهَا فِیْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰی بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَ ظُهُوْرُهُمْ، وَ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ

(ترجمہ) اور جو لوگ سونا چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اُس کو راہ خدا میں خرچ نہیں کرتے تو تم ان کو دردناک عذاب کی بشارت دے دو۔)

اس دن کے متعلق، جس دن وہی نا چاندی جہنم کی آگ۔ میں تپایا جائے گا۔ پھر اُس کے ذریعے سے اُن کی پیشانیاں اُن کی پیٹھیں، اُن کے پہلو داغے جائینگے

(اور اُن سے یہ کہا جائے گا، یہ وہی ہے جو تم اپنی ذات کے لئے جمع کیا کرتے تھے۔ پس جس طرح تم جمع کیا کرتے تھے۔ اب اس کا مزا چکھو۔ دسویں پارے، سورہ توبہ میں یہ آیت واقع ہے۔

اگر تم نے "یَوْمَ یُحْمٰی" والی آیت کا مفہوم، مطلب عقل کو بتا دیا ہے۔ پھر از روئے ہوا و ہوس پائمالِ مال نہ ہو۔ ورنہ قیامت میں اسی مال سے تمہاری پیشانی اور پہلو داغے جائیں گے۔

(۲۵) تنگ آمد است زلزلۃ الارض ہین بخون برآمد۔ وقال الانسان مالھا

حل لغات

تنگ آمد است۔ یعنی بہت قریب ہے۔

اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا (ترجمہ)

جس وقت زمین بہت زور سے زلزلہ میں آئے گی۔ اور زمین اپنے دفینے نکالے گی۔ اور انسان یہ کہے گا اسے کیا ہو گیا ہے۔ (تو اس روز زمین تمام واقعات بیان کر دے گی۔

یہ مذکورۂ بالا آیتہ تیسویں پارے میں ہے۔

معنی دیکھو۔ قیامت قریب آ گئی ہے۔ اس دن زمین اس قدر ہلے گی۔ اس قدر جنبش میں آئے گی۔ کہ اُس کے دفینے باہر نکل پڑیں گے۔ ہاں۔ اور ہاں تم مال پر "وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا" پڑھ دو۔ یعنی مال بالکل بے حقیقت چیز ہے۔ قیامت میں یہ کچھ کام نہ آئے گا۔ زمین بھی اسے نکال پھینکے گی۔ وہاں تو جو کام آنے والی چیز ہے، وہ عمل ہے عمل۔ اٹھو۔ اٹھو۔ کار نیک کرو۔ اور بس۔

(۲۶) حق می کند ندا کہ بمارہ ور از نیست × از "مال" لام بفگن و باقی شناس "ما"

معنی بھائی خدا تو۔ نہایت زور زور سے پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ ہم میں تم میں زیادہ

زیادہ فاصلہ نہیں۔ اے لو۔ مال سے (دل) گرا دو۔ اب کیا باقی رہا، ما، ہم رہے یا نہیں ہم میں، تم میں محض مال کی محبت کی وجہ سے دوری ہے۔ اسے نکالو۔ پھر تمہارے دل میں ہم ہی ہم ہوں گے۔

(۲۷) خس طبع را چہ مال دہی و معرفت × بینی دین را چہ میل کشی و چہ توتیا

خس طبع - دنی الطبع۔
میل کشیدن - آنکھوں میں اندھا کرنے کے لئے گرم کرکے سلائی پھیرنا۔

حل لغات

معنی

یہ جو ہم تعلیم دیتے آرہے ہیں۔ یہ شریف النفس کے لئے ہے۔ نہ دنی الطبع کے لئے۔ اس کو مال دو تو، اور خدا کی شناخت کراؤ تو، دونوں برابر ہیں۔ اس کی مثال یوں ہے کہ اندھے کی آنکھ میں سلائی پھیر دو تو۔ سرمہ لگا دو تو، دونوں برابر ہیں۔ اس لئے کہ وہ تو اندھا ہے، نہ اس سے نفع نہ اس سے نقصان۔

(۲۸) از عافیت مپرس کہ کس را ندادہ اند × در عاریت سرای جہاں عافیت عطا

(۲۹) خود مادر زمان ز وفا حاملہ نشد × ور شد بقہرش از شکم افگند ہم قضا

معنی

عافیت کے متعلق تو تم کچھ سوال ہی نہ کرو۔ کیونکہ اس عاریتی مقام میں قضا وقدر نے آرام دیا ہی نہیں "الدنیا سجن للمومن" یہ تو محل جد وجہد وتکلیف ہے۔ تزکیہ نفس کرو۔ اخلاقِ ذمیمہ دور کرو۔ خدا کی معرفت حاصل کرو۔ حادثاتِ ارضی وسماوی کی برداشت کرو۔

میاں! تم تو عافیت کے متعلق پوچھتے ہو۔ یہاں سرے سے زمانے کی اماجان وفا سے کبھی حاملہ ہی نہیں ہوئیں۔ اور اگر کبھی اتفاقی حمل رہ گیا۔ تو جھٹ آسمان نے جبراً ساقط کر دیا۔

نولکشوری نسخہ میں (مادر قضا) اچھا نہیں۔ "مادر زمان" عمدہ ہے۔ "قضا" سے مراد میں نے آسمان لی ہے۔ نہ قضا وقدر۔ اور متتبع کلام فرس واقف ہے۔ کہ میں غلطی نہیں کر رہا ہوں۔

فاضل بلگرامی کے معنے ۱۲

فاضل بلگرامی } مادر قضا وفا کی حاملہ ہی نہیں ہوئی اور اگر ہوئی، تو قضا نے بجبر اس حمل کو گرا دیا۔

اس معنی میں جو خرابی ہے، اس سے ہر شخص واقف ہو سکتا ہے

(۳۰) **از کوی رہزنان طبیعت بیرقدم × وز خوی رہروان طریقت طلب وفا**

حل لغات

رہزنان طبیعت بمقتضیات طبیعت۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ دنیا داروں سے مراد لی جائے۔ تاکہ رہروان طریقت سے مقابلہ ہو جائے۔

رہروان طریقت × سالکان راہ خدا۔

معنی

تم اس بے وقوف طبیعت کی خواہشات سے الگ ہو جاؤ۔ اور حرص کا بالکل قلع قمع کر دو۔ اس کے بعد سالکان راہ خدا کے ساتھ ہو کر ان کے اخلاق حسنہ سے طلب وفا کرو۔ ورنہ زمانے، اور اہل زمانہ میں وفا کہاں۔ از کوچہ ما طلب وفا را

نول کشوری نسخے میں (در وزناں) غلط لکھا ہوا ہے۔

(۳۱) **بر پنج فرض عمر برافشان از انکہ ہست × شش روز آفرینش ازیں پنج بانوا**

حل لغات

پنج فرض ۔ (۱) نماز (۲) روزہ (۳) حج (۴) زکات (۵) جہاد۔ یا پانچوں وقت کی نماز۔

وانگہ ہست ۔ نول کشوری نسخے میں غلط لکھا ہوا ہے۔ "از انکہ ہست" صحیح ہے۔

شش روز آفرینش :۔ خدا نے تمامی موجودات کو چھ دن میں پیدا کیا۔ "ولقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام۔

بانوا باسامان

معنی

تم ان پانچ فرائض پر اپنی قیمتی عمر نثار کر دو۔ نماز پڑھو۔ روزہ رکھو۔ حج کرو۔ زکوٰۃ دو۔ وقت پر جہاد کرو۔ اس لئے۔ کہ یہی وہ فرائض ہیں۔ جن کی بدولت تمامی موجودات خلق کئے گئے ہیں اور ان ہی سے وہ باسامان ہیں۔ ورنہ عدم میں ہوتے

وما خلقت الجن ، والانس الا لیعبدون ۔

۳۲ تو سن دلی ورائض تو قول لا الٰہ × اعمی وشی وقائد تو شرع مصطفیٰ

حل لغات

تو سن دلی ۔ توسن ہے ۔
"توسن سرکش" گھوڑے کو کہتے ہیں
رائض ۔ شہسوار ۔ جو گھوڑے کو درست کرتا ہے ۔

اعمی وشی ۔ تو اندھے کی طرح ہے ۔
قائد ۔ راہبر ۔ کورکش ۔ اندھے کی لکڑی پکڑ کر آگے آگے چلنے والا ۔

معنی

برا نہ ماننا ۔ تم متمرد ، اور سرکش ہو ۔ کیوں اس لئے ۔ کہ تم میں ایسی قوتیں موجود ہیں ۔ اس سرکشی کو دور کرنے کے لئے ایک رائض کی ضرورت ہے ۔ اور وہ کلمہ لا الٰہ ہے اور سچ یہ ہے ۔ کہ تم اندھے ہو ۔ تمہارا قائد ، شریعت نبوی ہو سکتی ہے ۔ لہذا کلمہ پڑھو ۔ اور شریعت کے پیچھے پیچھے چلو ۔

۳۳ باسایہ رکاب محمد عنان درآر × تا طرقوا ، زنان تو گردند اصفیا

حل لغات

سایہ رکاب محمد ۔ یعنی آنحضرتؐ کی پناہ
عنان درآر ۔ چل ۔
طرقوا ۔ بفتح اول ۔ راے مہملہ مشدد مکسور ۔ صیغہ امر ہے ۔ ہٹو ۔ بچو ۔

پادشاہوں کی سواری کے آگے آگے نقیب کہتا ہے ۔
اصفیا
صفی کی جمع ہے ۔

معنی

تم آں حضرت کی رکاب کے زیر سایہ ہو کر چلو ۔ اس سے تمہارا وہ مرتبہ ہو جائے گا ۔ کہ بڑے بڑے برگزیدہ تمہاری سواری کے آگے "ہٹو ۔ بچو" کہتے چلینگے ۔ یعنی تم بادشاہ ہو جاؤ گے ۔

۳۴ آں باد و تاشکن کہ تعریف او گرفت × ہم قاف و لام و نون و ہم کاف و نون بہا

بت ۱۲ قل ۱۲ کن ۱۲

معنی تم سمجھے بھی، کون محمدؐ! وہ جو بت شکن ہیں۔ اُن ہی کی تعریف سے سورہ قُل نے رونق۔ اور کلمہ کُن۔ یعنی تمام موجودات نے خوبی حاصل کی۔ یعنی آپ نے وہ بت شکنی کی، اور جھوٹے خداؤں کی تذلیل جس سے وحدانیت بارونق ہوگئی۔ اور موجودات باقیمت۔

۴۵ آن مالک الرقاب دوگیتی و بردرش × در کھتری مشجرہ آوردہ انبیا

حل لغات

مالک الرقاب دوگیتی	درخت و شاخ و گل بنے ہوں۔
دونوں عالموں کے لوگوں کے مالک۔	اور شجرہ جس میں اباؤ اجداد کے نام
کھتری۔ خوردی۔	لکھے ہوں۔ نسب نامہ۔
مشجرہ۔ ایک قسم کا کپڑا۔ جس میں	انبیا۔ نبی کی جمع ہے۔

معنی وہ محمدؐ۔ صرف اس عالم کے نہیں۔ دونوں عالموں کے ساکنین کی گردنوں کے مالک ہیں۔ وہ اور صرف وہ ایسے مہتر ہیں کہ کل نبیوں نے اپنی کھتری کا شجرہ تیار کرکے آپ کے آستانے پر لاکر رکھدیا۔ یعنی کل نبیوں اور پیغمبروں کے سردار رہیں۔

(۴۶) ہم موسیٰ از صناعت او گشتہ مستطیع × ہم آدم از شفاعت او بودہ مجتبیٰ
بیکوی ۱۲ صاحب قدرت ۱۲ برگزیدہ ۱۲

معنی اُمت تو امت آپ کی صناعت سے، بڑے بڑے جلیل القدر پیغامبر صاحب قدرت ہوگئے۔ چنانچہ حضرت موسیٰؑ۔ اور آپؐ کی شفاعت سے بڑے بڑے انبیا برگزیں ہوگئے جیسے حضرت آدمؑ۔

(۴۷) نطقش معلمی کہ کند عقل را ادب × خلقش مفرحے کہ دہد روح را شفا

معنی آپ ہی کا نطق وہ معلم ہے جو عقل کو ادب سکھاتا ہے۔ آپ ہی کا خلق وہ مفرح ہے کہ روح کو شفا دیتا ہے۔

(۳۸) دل گرسنہ در آمن خوان کائنات × چون شبہتی بدید برون رفت ناشتا

حل لغات

دل گرسنہ ۔ دل سے مراد روح گرسنہ ۔ مشتاق ۔

ناشتا ۔ بھوکا ۔

معنی

آپ کی روح مبارک دنیا کے دسترخوان پر بھوکی (مشتاق) آئی تھی ۔ کہ اس سے لذائذ حاصل کرے گی ۔ مگر یہاں کے کھانوں میں شبہ پیدا ہوگیا ۔ کیوں کہ معنویت و مادیت ملی جلی تھی ۔ اس وجہ سے آپ بھوکے چلے گئے ۔

(۳۹) مریم کشادہ روزہ و عیسیٰ بہ بست نطق × کو در سخن کشادہ سر سفرہ سخا

حل لغات

کشادہ روزہ ۔ روزہ توڑ ڈالا

بہ بست نطق ۔ چپ ہوگئے ۔

کو ۔ کہ او کا مخفف ۔ کاف علت کا ہے ۔ یا مفاجات کا ۔

سفرہ دسترخوان

معنی

جونہی آپ نے اپنے کلام میں سخاوت کا دسترخوان کھولا ۔ وہیں حضرت مریم نے روزہ توڑ ڈالا ۔ اور حضرت عیسیٰ خاموش ہوگئے ۔ یعنی آں حضرت کا کلام سن کر حضرت مریم تعریف کر بیٹھیں ۔ لہٰذا ان کا روزہ ٹوٹ گیا (اس وقت میں یہ شرط تھی کہ روزے میں بات نہ کرے) ۔

حضرت عیسیٰ ؑ چپ یوں ہوئے ۔ کہ اُن کے دم سے جو مُردے زندہ ہوجاتے تھے ۔ وہ زیادہ سے زیادہ دس بیس برس جیتے ، پھر مرگئے ۔ اور آپ کے کلام (تعلیم) سے حیاتِ ابدی حاصل ہوتی ہے ۔ اس وجہ سے "قم باذن اللہ" کہنا بیکار سا سمجھے ۔

(۴۰) برنا مس سپید صبح ازل ہنوز × کو بر سپید ابد بود پیشوا

معنی

سُنو سنو ! ۔ آں حضرت کے مرتبہ کا حال ۔ سُنو ! ابھی صبحِ ازل کی پُو بھی نہ پھوٹنے پائی تھی ۔ کہ وہ ابد تک کے اچھے بُرے ۔ سیاہ ۔ سپید سب کے سردار تھے ۔

کُنتُ نبیا و آدمُ بین الماء و الطین۔

۴۱ آدم از و ببرقع خدمت سپید روے × شیطان از او بسیلی حرمان سیہ قفا

معنی یہ جو حضرت آدم ع کو خدمتِ اللہ و خلق اللہ سے سُرخروئی حاصل ہوئی۔ تُم جانتے ہو کس کی وجہ سے ہوئی۔ آپ ہی کی بدولت ہوئی۔ اور شیطان کی جو گدی پر کالا کالا داغ بے نصیبی کے گدے سے پڑ گیا۔ اس میں بھی آپ ہی کا ہاتھ تھا۔

۴۲ ذاتش مراد عالم و، او عالم کرم × شرعش مدار قبلہ و او قبلہ ثنا

معنی آپ کی ذات اہل عالم کی مراد ہے۔ اور خود آپ کرم کے ایک عالم ہیں آپ کی شرع قبلہ کی دار و مدار، اور خود آپ قبلہ ثنا ہیں۔

۴۳ از آسمان نجیب برون تاخت قدر او × ہم عرش نطعش آمن ہم سدن متکّا

۴۴ پس آن سما بگوش خرد گفت کہ شک مکن × کان قدر مصطفےٰ ست علے العرش استوا

حل لغات

نجیب۔ وہ اونٹ۔ جس کی رفتار عمدہ ہو۔

قدر۔ بہ سکون دال۔ عزت۔ بزرگی۔

نطع بفتح اول۔ بساط و فرش چرمین

سدن۔ بیری کا درخت۔ سدرۃ المنتہیٰ مقصود ہے۔ حضرت جبرئیل یہاں سے آگے نہ جا سکتے تھے۔

متکّا۔ تکیہ گاہ۔

دوسرے مصرعہ کی شین کی ضمیر قدر کی طرف راجع ہے۔ دوسرے شعر میں دونوں کاف بیان جملہ مطویہ محذوفہ ہیں۔ اور ہو سکتا ہے کہ پہلا بیانیہ دوسرا علت کا ہو۔

جناب محشّی نے (کان) کے نیچے لکھا ہے "مختصر" کانک"۔

معنی آپ کی قدر و منزلت نے، آسمان کے اس پار سے تیز رفتار سانڈنی دوڑائی دوڑاتے، دوڑاتے سدرۃ المنتہیٰ پہنچی۔ سدرہ اس کا تکیہ گاہ ہو گیا۔ یہاں سے

جو چلی تو عرش پر پہنچی ۔ عرش فرش ہو گیا

عقل نے جو یہ دیکھا ۔ تو اُسے شک پیدا ہوا ۔ اس لئے کہ قرآن میں تو آیا ہے ۔ کہ ۔

" الرحمٰنُ علی العرش استوی " (رحمن عرش پر سیدھا بیٹھا) اور یہاں معاملہ برعکس ۔ قدر مصطفوی تنی سیدھی بیٹھی ہوئی ہے ۔

یہ شبہ اُس کو گذرا ہی تھا ۔ کہ آسمان نے چپکے سے عقل کے کان میں کہا ۔ کہ " تو کچھ شک نہ کر ، اس لئے کہ یہ قدر آنحضرت ہی ہے ۔ جو عرش پر سیدھی بیٹھی ہوئی ہے ۔ اور کوئی نہیں " گویا خاقانی نے " الرحمٰن " کی تاویل کی کہ اس سے قدر آنحضرت مراد ہے ۔

(۴۵) آنشب کہ سوی کعبۂ خلوت بنہاے رو × این غول دار بادیہ را کرد زیر پا

(۴۶) آمد پی مشایعتش کوہ در روش × رفت از پی متابعتش سنگ در ہوا

حل لغات

کعبۂ خلوت سے مراد قاب قوسین اَو ادنیٰ ہے ۔	ساتھہ چند قدم چلنا ۔
غول دار بادیہ ۔ یہی مادی دنیا	اس مقام پر " متابعت " غلط لکھا ہوا ہے ۔
مشایعت ۔ رخصت کے لئے کسی کے	متابعت ۔ پیروی کرنا ۔

معنی

معراج کا ذکر ہے ۔ حکیم کہتا ہے کہ اس مبارک رات میں حضور کعبہ خلوت کی طرف متوجہ ہو کر اس مادی دنیا (جو مقام شیاطین ہے) کو اپنے قدموں کے نیچے کیا ۔ تو اس وقت آپ کی مشایعت کے لئے پہاڑ دوڑتے چلے آ رہے تھے ۔ اور پتھر آپ کی پیروی کے لئے فضا میں پہنچ گئے تھے ۔

(۴۷) برداشت فرّ او دو کروہی ز خاک و آب × آمیخت با سموم اثیری دم صبا

اس شعر کے جناب فاضل بلگرامی نے یوں معنی لکھے ہیں ۔

فاضل بلگرامی کے معنی

برداشت ، بلند شد ، بمعنی لازم ۔ یا دو کروہ کی جگہ دو سہ گامے پڑھا جائے ۔ سموم ۔ باد گرم اثیر کرۂ نار ۔ دم صبا ۔ ہوائے سرد کا جھونکا ۔ کروہ منزل ۔ فرسنگ ۔

معنی عالم خاک و آب سے ان کی قدر وشان دو فرسنگ بلند ہوئی۔ کہ اُس نے باد گرم کرۂ نار میں صبا کے جھونکے ملا دیئے یعنی موذی کو مفرح کر دیا۔

فاضل بلگرامی کے معنی ان کی قدر وشان نے باد صبا کو کرۂ اثیر کے باد گرم میں ملا دیا۔ اور موذی کو مفرح کر دیا۔

یہ مطلب ذرا اچھا نہیں معلوم ہوتا ہے۔ اگر یوں معنی کئے جائیں تو کیسے۔

صبا سے استعارہ براق سے کیا جائے

میرے معنے اس صورت میں معنی یوں کرسی بیان پر رونق ہوتے ہیں۔ کہ آپ کے دبدبے نے براق کو کرۂ آب وخاک سے اٹھایا۔ اور دو منزل لے جانے کے بعد بہت جلد صبا (براق) کے دم کو کرۂ نار کی باد سموم سے ملا دیا۔ یعنی آناً فاناً میں براق کرۂ نار میں پہونچ گیا۔ وہ کیا پہونچا گویا باد صبا کا جھونکا پہونچا۔

(۴۸) گردونِ پیر گشت مرید کمال او × پوشید بر دراتش این نیلگون قبا

معنی یہ بوڑھا آسمان جو اُس وقت تک کسی کا مرید نہ ہوا تھا۔ آپ کے کمالات۔ اور بلندی مراتب دیکھتے ہوئے اُسی وقت مرید ہو گیا۔ اور خوش عقیدگی ظاہر کرتے ہوئے نیلا لباس بھی پہن لیا۔ فقرا کا لباس نیلا ہوتا ہے۔

(۴۹) روحانیان مثلث عطری بوختند × وز عطرہا تمدش عالم شد ملا

مشک۔ عنبر۔ عود سے مرکب ۱۲

معنی آسمان پر آپ پہنچے ہی تھے۔ کہ فرشتوں نے وہ خوشبوئیں سلگائیں۔ جن سے شش جہات عالم پُر ہو گئے۔

(۵۰) یا سید البشر زدہ خورشید بر نگین × یا احسن الصور زدہ نامید بر نوا

نغمہ ۱۲ زہرہ ۱۲

معنی آفتاب نے اپنے نگینہ پر "یا سید البشر" کندہ کیا۔ اور "بی زہرہ" نے "یا احسن الصور" کا گیت گانا شروع کیا۔ چونکہ آپ کل کے سردار ہیں۔ اور سب سے زیادہ جمیل ہیں،

اس لئے، اول نے ایسا، اور ثانی نے ایسا کیا۔

(۵۱) از شیب تازیانہ او عرش را نہیب × وز شیہہ تگاور او چرخ را صدا

حل لغات

شیب۔ کوڑے میں چمڑے کا پھندنا سا لگا دیتے ہیں۔ جس سے آواز خوب نکلتی ہے۔

نہیب۔ پہلے کے دونوں حرفوں کو زیر ہے۔ نہاب کا امالہ ہے۔ ہیبت۔ ترس۔ بیم۔ خوف۔

شیہہ (اسپ ۱۲)۔ گھوڑے کی ہنہناہٹ۔

تگاور۔ گھوڑا۔

صدا۔ وہ آواز۔ جو کنویں پہاڑ۔ یا گنبد سے نکلے۔ اور مطلق آواز۔

معنی

آپکے کوڑے سے عرش تھرتھر کانپتا ہے کہ کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ میرے اوپر پھٹکار دیں۔ اور آپ کے گھوڑے کی ہنہناہٹ سے آسمان چیخ رہا ہے کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ اس کی ٹاپوں سے میں روندا جاؤں۔

فاضل بلگرامی کے معنے

فاضل بلگرامی نے تحریر فرمایا ہے کہ گھوڑے کی ہنہناہٹ سے آسمان گونج رہا ہے معنی تو یہ بھی ہیں۔ مگر اس میں تقابل نہیں۔

(۵۲) لا تعجلوا اشارت کردہ بمرسلین × لا تقنطوا بشارت دادہ بہ اتقیا

جلدی نہ کرو ۱۲ — ناامید نہ ہو ۱۲ — پرہیزگاران

معنی

انبیائے مرسلین سے فرمایا۔ "جلدی نہ کرو"، اور پرہیزگاروں سے یہ ارشاد ہوا۔ کہ "تم خدا کی رحمت سے ناامید نہ ہو"۔ لا تقنطوا من رحمۃ اللہ

نول کشوری نسخہ میں اشارت دوسرے مصرعے میں غلط ہے۔

(۵۳) روح القدس خریطہ کش او ان طریق × روح الامین جنیبہ بر او دران فضا

حل لغات

روح القدس۔ حضرت جبرئیل

خریطہ کش۔ تھیلا اٹھانے والا

اگلے زمانے میں خطوط اور کاغذات عمدہ تھیلوں میں رکھکر روانہ ہوتے تھے۔

اب بھی والیانِ ملک کے خطوط عمدہ خریطوں میں جاتے ہیں۔

روح الامین - حضرت جبرئیل کو کہتے ہیں۔

جناب محشی نے لکھا ہے کہ "حضرت عیسیٰ" اور یہ صحیح نہیں۔ آپ "روح اللہ" ہیں۔ حضرت جبرئیل کو روح الامین اس وجہ سے کہتے ہیں کہ آپ کلام خدا بجنسہٖ آں حضرت کے پاس پہونچاتے تھے۔

جنیبت بر - کوتل گھوڑا لیجانے والا۔

معنی معراج کے راستے میں روح القدس ایسی زبردست ہستی آپ کا خریطہ اٹھانیوالی (خادم) تھی۔ اور اس فضا میں حضرت جبرئیل ایسے مقرب خدا کوتل گھوڑا لے جانے والے تھے۔

"روح القدس" اور جبرئیل "امین" ایک ہی ہیں۔ اور شعر چاہتا ہے کہ دو ذاتیں علیحدہ ہوں اسی وجہ سے محشی نے "روح الامین" سے حضرتِ عیسیٰ مراد لی۔ ہوسکتا ہے کہ روح القدس سے کوئی اور مقرب فرشتہ مراد لی جائے۔

۵۴ **زو بازماند غاشیہ دارش میاں رہ × سلطان دہر گفت کہ ای خواجہ تا کجا**

حل لغات **غاشیہ بردار** سے مراد جناب جبرئیل ہیں۔ **خواجہ** - حضرت جبرئیل۔

سلطان دہر - آنحضرت **تا کجا** بس یہیں تک

معنی میاں غاشیہ دار تو درمیان راہ ہی میں رہ گئے۔ آپ نے یہ دیکھکر فرمایا۔ کیوں کیوں! خواجہ کیا یہیں تک (آپ کی حد پرواز یہ ہے؟) حضرت جبرئیل نے عرض کیا

اگر یک سر موی برتر پرم — فروغ تجلی بہ سوزد پرم

(۵۵) **بنوشتہ ہفت چرخ رسیدہ مستقیم × بگذشتہ از مضائق و رفتہ بہ منتہا**

(۵۶) **رہ رفتہ تا خط رقم اول ز خط پی × بردہ تا سرادق اعلاش از علا**

(۵۷) زان سوی عرش رفتہ ہزاران ہزار میل × خود گفت این منزل حق گفت ایہنا

حل لغات

بنوشتہ ۔ طے کیا۔
مستقیم ۔ راست ۔ اور ہر وہ شئی جو سیدھی کھڑی ہو۔
جناب محشی نے مستقیم کے نیچے لکھا ہے۔ "نام منزل استقامت لامکان مرادست" میرے نزدیک "مستقر" کا نسخہ بہت اچھا ہے۔ اور اس سے مقصود جبرئیل کا مستقر ہے۔ اسی طرح "منتہا" سے "سدرۃ المنتہیٰ" مطلوب ہے۔ کیونکہ ذیل کے شعر میں آں حضرت کو عرش پر پہنچایا ہے۔ اس کے بعد لامکان میں۔
فاضل بلگرامی نے تحریر کیا ہے :۔
مستقر۔ قیام گاہ جبرئیل یعنی عرش ۔ یا محل اوادنیٰ۔ المنتہیٰ
جبرئیل کا قیام گاہ عرش نہیں ۔ بلکہ سدرۃ ہے ۔ اور اس لئے اس کو منتہا سے ملقب کیا ہے ۔ کیوں کہ اس کے آگے وہ جا نہیں سکتے ۔ اور اعمال خلائق کی بھی یہیں تک حد ہے ۔ یہ مقام فلک ہفتم پر واقع ہے۔
مضائقت ۔ تنگی ۔ عالم محدود مقصود ہے۔
منتہا ۔ سدرۃ المنتہیٰ ۔ فلکِ ہفتم پر ہے ۔ جبرئیل کی یہیں تک حد ہے۔
رقم اوّل ۔ عرش ۔
خطر ۔ عظمت ۔ بزرگی و قدر ۔
پے بردن ۔ سراغ لگانا۔ دریافت کرنا۔
سرادق اعلےٰ ۔ بارگاہِ رب العزت۔
علا ۔ بزرگی ۔ بلندی ۔
این انزل ۔ میں کہاں اتروں
ایہنا ۔ اسی جگہ ۔

فاضل بلگرامی کی غلطی

معنی

قصہ کوتاہ ۔ ساتوں افلاک طے کرکے آپ حضرت جبرئیل کے مستقر تک پہونچے ۔ یعنی اس عالم محدود سے گزر کر سدرۃ المنتہیٰ پر آئے ۔ کیا اچھا ہوتا ۔ کہ شعر ۵۴ "زو باز ماند" شعر ۵۵ کے بعد ہوتا ۔ بہرحال یہاں سے جبرئیل نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اور آپ اپنی عظمت و بزرگی کی وجہ سے عرش تک گئے ۔ اس مقام پر پہنچنے کے بعد آپ نے سراپردہ رب العزت

کا سراغ لگا ہی تو لیا۔ کہ جہاں فرشتوں کے پر جلتے تھے۔
تا ایں کہ عرش کے اوپر لاکھوں میل چلے گئے۔ بارگاہِ رب العزت کے قریب پہنچنے کے بعد آپ نے فرمایا "میں کہاں ٹھہروں"۔ آواز حق آئی "کیا خوب! کہاں ٹھہروں، کیا معنی؟ بھئی، یہیں ہمارے پاس ٹھہرو!"
اب یہاں تک ترتیب صحیح ہوگئی۔ جناب محشی و جناب شاداں نے ترتیب غلط کردی تھی۔

۵۸ درسورِ سرّ دیں بچشمِ سر × خلوتسرائی قدسی بی چون وبی چرا

حل لغات
سورِ سرّ۔ سور۔ دیوار قلعہ۔ سرّ راز۔ نول کشوری نسخے میں "سوئے سر" لکھا ہوا ہے۔
بہ چشمِ سر۔ اسی سر کی آنکھوں سے نہ چشمِ باطنی سے۔ "بچشم سر" کو فورس یوں دیا ہے۔ کہ فرقہ شیعہ اور معتزلہ اس بات کا قائل نہیں۔ کہ خدا کا دیدار ان ظاہری آنکھوں سے ہوگا۔
خلوت سرائے قدسی۔ قدسی کی بجائے، قدمت کا بھی نسخہ ہے۔ دونوں صحیح ہیں۔
بی چون و بی چرا۔ ذات ایزدی۔

معنی
لو۔ وہ آں حضرتؐ رازِ ایزدی کے مضبوط قلعہ تک پہونچ گئے۔ اے لو وہ ان ہی دونوں آنکھوں سے خدا کو بھی دیکھ لیا۔

۵۹ گفتہ نود ہزار اشارت بہ یک نفس × بشنود صد ہزار اجابت بیک دعا

۶۰ دیدہ کہ نقدہائے اولوالعزم دہ بکیست × آموختہ زمکتبِ حق علم کیمیا

حل لغات
گفتہ۔ کا فاعل خدا ہی ہو سکتا ہے۔ اور آں حضرت بھی۔
نقد۔ مراد علم و مرتبہ
اولوالعزم۔ چند پیغمبر ہیں۔ نوحؑ ابراہیمؑ۔ موسیٰؑ۔ عیسیٰؑ وغیرہ
دہ یک = دسواں حصہ۔
کیمیا = مشہور عمل ہے۔ قلعی وس کو چاندی سونا بنانا۔ یہاں اسرار ایزدی

مقصود ہیں۔ ... وہ علوم جو ناقص کو کامل بنائیں ۔ کافر کو مسلمان۔
خداوند عالم نے ایک آن میں لاکھوں اشارے کئے۔ یا لاکھوں راز ہزاروں نکات بتائے۔ یا خود حضور نے اپنی امت کے لئے ہزاروں باتیں عرض کیں۔ اور ایک ایک دعا پر ہزاروں اجابتیں سُنیں۔ کیونکہ رحمتِ الٰہی جوش زن تھی۔
آپ نے الٰہی مکتب سے علم کیمیا یعنی اسرار ایزدی حاصل کئے۔ اس کو بڑے بڑے اولوالعزم پیغمبروں کی تعلیم سے جو مقابلہ کرکے دیکھا تو وہ دسواں حصہ نکلے۔

(۶) بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

(۶۱) آوردہ روزنامہ دولت در آستین مُہرش نہادہ سورۂ والنجم اذا ہوا

حل لغات

روزنامہ دولت ۔ احکام الٰہی اور اسرار ایزدی و علوم الٰہی کا روزنامہ

ان ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوحٰی ۔ (ترجمہ) میں ڈوبتے ستاروں کی قسم کھاکر کہتا ہوں (کہ) تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا نہ بھٹکا۔ اور نہ وہ اپنی خواہش نفسانی سے کلام کرتا ہے ان کا کلام تو وحی ہوتا ہے جو اوپر بھیجی جاتی ہے۔

وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی ۝ وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ۝

معنی

المختصر آپ وہاں سے خوش خوش احکام الٰہی و اسرار ایزدی، علوم سرمدی کی کتاب لائے۔ اس پر سورۂ "والنجم" کی مُہر لگی ہوئی تھی۔ یعنی خداوند عالم نے قوم کو یہ بتا دیا۔ کہ ہمارا رسول جو کچھ تمہیں تعلیم دے گا۔ اور جن حکموں پر تمہیں چلائے گا۔ وہ اس کی خواہش نفسانی پر نہ ہوگا۔ بلکہ وہ ہی ہوگا۔ جو ہم نے اس کو بتایا ہے۔

(۶۲) دادہ قرار ہفت زمین را بباز گشت کردہ خبر چہار امین را از ما جدا

حل لغات

چہار امین سے حضرت ابو بکر رضؓ۔ حضرت عمر رضؓ۔ حضرت عثمان رضؓ حضرت علی رضؓ مراد ہیں۔

معراج میں تشریف لے جانے کی وجہ سے ساتوں کشور آپ کی جدائی کی وجہ سے بے قرار تھے۔ آپ کی واپسی پر اُن کی بے چینی رفع ہوئی۔ اور اُن کو قرار آیا۔ اور آپ نے اپنے چاروں خلفاء کو ان واقعات سے آگاہ کیا۔ جو یہاں سے وہاں تک گزرے

(۶۳) ہر چار چار حد بنای پیمبری ہر چار، چار عنصر ارواح اولیا

معنی یہ چاروں وہ ہیں جن کو پیغامبری کی بنیاد کی چار حدیں سمجھنا چاہیئے۔ یعنی اگر یہ نہوں تو پیغامبری کی عمارت ہی نہیں بن سکتی۔ اور کار تبلیغ ہو ہی نہیں سکتا۔ اور جس قدر اللہ کے ولی گزرے ہیں۔ اُن کی ارواح پاک کے یہ اربعہ عناصر واقع ہوئے ہیں۔

(۶۴) بی مہر چار یار درین پنجروزہ عمر نتوان خلاص یافت ازین شش در فنا

معنی اس پنج روزہ عمر میں اگر حضراتِ خلفاء سے کسی کو محبت نہ ہو، تو وہ اس شش در فنا (دُنیا) سے نجات نہیں پا سکتا۔ اسی میں پھنسا پڑا رہے گا۔ تا این کہ مات کہا جائیگا۔ مطلب یہ ہے۔ کہ ان خلفاء کی محبت کی وجہ سے دُنیا سے بچ کر آخرت کا سامان کر سکتا ہے۔ ورنہ (خسرالدُنیا والآخرہ) ہو جائے گا؟۔

(۶۵) ای فیض رحمت تو گنہ شوی عیان ریزی ز بر دل خاقانی از صفا

لغات و حل لغات
ریزے۔ ایک قطرہ۔ ایک ذرا سی تراوش۔
از صفا۔ یہ (از) قائم مقام اضافت ہے۔ ''صفا'' مضاف الیہ ہے۔ اور ''ریز'' مضاف۔ ریزِ صفا قطرۂ صفا۔

معنی حضور! آپ کا فیض رحمت تو عاصیوں کے گناہوں کو دھویا ہی کرتا ہے۔ اپنے صفائے باطن کا ایک ذرا سا قطرہ خاقانی کے دل سیاہ پر بھی ڈال دیجئے۔ کہ اس کی ساری سیاہی دُھل جائے۔ اور گناہوں سے پاک ہو جائے۔

(۶۶) با نفس مطمئنہ قرینش کن آن چنان کآواز ارجعی دہدش ہاتفِ رضا

حضور اس گناہگار خاقانی کو نفس مطمئنہ سے ایسا قریب کر دیجئے۔ کہ رضائے الٰہی کا ہاتف اس کو آواز "ارجعی" دے۔

قرآن شریف میں آیا ہے:۔ یَا اَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِیْ اِلٰی رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ۔ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبَادِیْ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ۔ (ترجمہ) ای نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف چل۔ تو اس سے خوش اور وہ تجھ سے راضی تو میرے خاص بندوں میں شامل، اور میری جنت میں داخل ہو۔

(۶۷) بر فضل تست تکیہ امید وازانکہ × پاشنہ عطائی و پوشندہ خطا

معنی میں سچ عرض کرتا ہوں، کہ خاقانی کی امید کا سارا بھروسا حضور کے فضل ہی پر ہے اور کیوں نہ ہو۔ حضور عطا پاش، اور خطا پوش ہیں۔

نول کشوری نسخے میں "باشندہ" لکھا ہوا ہے۔

(۶۸) ای فضلی مشاطہ بکر سخن توی × این شعر در محافل احرار کن ادا

معنی افضل۔ سچ یہ ہے۔ کہ تم بکر سخن کے مشاطہ ہو۔ واقعی اس دوشیزہ لڑکی کی خوب آرائش کرتے ہو۔ ذرا ان شعروں کو، آزادوں کی محفلوں میں جا کر پڑھو۔ پھر دیکھو تمہاری کیسی قدر ہوتی ہے۔

آٹھواں قصیدہ تمام ہوا

قصیدۂ ہشتم

(۱) طفلی ہنوز بستہ بگہوارۂ فنا مرد آن شوی کہ شوی از ہمہ جدا

(۲) جہدی بکن کہ زلزلۂ صور در رسد شاہِ دلِ تو کرد بود کاخ را رہا

حل لغات اس قصیدے کے جناب محشی وغیرہ۔ اور جناب شادان بلگرامی شارح ہیں۔

گہوارۂ فنا۔ یہی مادی دنیا

مرد وہ ہے، جو زالِ دنیا پر لات مار کر معشوق ازلی کا عشق اختیار کرے۔

ہمہ۔ کل موجودات۔

زلزلۂ صور۔ وہ زلزلہ جو صور پھونکنے کے وقت آئے گا۔

کاخ سے مراد دنیا ہے۔

معنی سنو۔ سنو! تم ابھی تک بچے ہو۔ دنیا کے گہوارے میں پڑے جھولا جھول رہے ہو، مرد اُس وقت ہوگے جب کہ دنیا اور اہل دنیا کو ترک کر دوگے۔

اُٹھو۔ اُٹھو۔ اور کوشش کرو۔ کہ قیامت آجائے، صور پھونکنے لگے۔ زلزلے سے زمین ہلنے لگے۔ اور جہاد نفس کرو۔ کہ تمہاری روح اس کاخ دنیا کی تارک ہوکر واصل بحق ہو جائے۔

(۳) جان از درون بفاقہ و طبع از برون بہ برگ دیو از خورش بہ بصیرہ و جمشید ناشتا

معنی اف ری نادانی۔ جان ایسی محترم چیز۔ تو اندرونی طور پر فاقہ سے ہو۔ اس کو بالکل غذائی و روحانی ملتی ہی نہ ہو اور بے وقوف طبیعت کھلکم کھلا خوب مزے

اُڑا رہی ہو۔ دیکھو! دیو انڈے پھراتے اوڑا رہا ہے۔ اور حضرت سلیمان (روح) بھوکے پڑے ہیں۔

(۴) آن بہ کہ پیش ہنوز جانان کنی نثار × آن جان کہ وقتِ صدمۂ ہجران شود فنا

معنی

جو جان کہ معشوق کی جدائی کے غم میں آخر کار ہلاک ہی ہو جائے گی۔ اس کے لئے تو یہی بہتر ہے کہ معشوق کی رخصت ہی کے وقت اوس کی عماری کے سامنے نثار کر دی جائے۔

(۵) رخشِ ترا برآخورِ سنگین روزگار × برگِ گیاہ و خرِ تو عنبرین چرا

حل لغات

رخش۔ اسپِ رستم۔ یہاں روح مراد ہے

آخورِ سنگین۔ ایسا آخور جہاں گھاس واس نہ ہو۔

خر۔ گدھا۔ یہاں طبیعت مراد ہے۔

عنبرین چرا۔ یعنی اس کے چرنے کے لئے خوشبودار گھاس ہے۔

معنی

زمانے کے اصطبل میں تمہاری روح کے گھوڑے کے لئے ذرا سی گھاس کے تنکے (غذائے روحانی) بھی نہیں۔ اور تمہاری طبیعت کا گدھا، یہ لہلہاتی ہری ہری خوشبودار گھاس (دنیوی لذائذ) کھا کر خوب فربہ ہو رہا ہے۔ اللہ ری غفلت!

(۶) بر پرۂ عدم زن زخمہ برای آنکہ × برداشتہ است بہر فرو داشت این نوا

حل لغات

زخمہ۔ مضراب۔

برداشتن نوا۔ راگ شروع کرنا

فرو داشتن۔ ختم کرنا۔

نوا۔ گیت۔

معنی

تم۔ مضراب سے معدومیت کے پردے کو چھیڑو۔ اور (موتو قبل ان تموتوا) کا مصداق بنو۔ اس لئے کہ یہ گیت جو شروع کیا گیا ہے، ختم ہونے ہی کے لئے ہے۔

(۷) در رکعت نخست گرت غفلتی برفت × اینجا بسجود سہو کن واز عدم قضا

قضا ۔ عبادت ما فات کی تلافی ۔

معنی اگر تم سے پہلے ہی رکعت میں بھول چوک ہو گئی ۔ یعنی ابتدائے عمر میں تم غافل ہو گئے ۔ تو خیر ۔ یہیں دنیا ہی میں سجدہ سہو کرو ۔ اور خود کو معدوم کرنے سے اس قضا کو ادا کرو ۔

(۸) گر حلۂ حیات مطرا نگردودت × آن بہ کہ در نماندت این کسوت از بہا

مطرا ۔ تر و تازہ ۔ مصفا ۔ آبدار ۔ منقش ۔ | در ماندن ۔ عاجز رہنا ۔

معنی اگر تمہاری زندگی کا لباس "موتوا قبل ان تموتو" کے مفہوم سے آب دار و مصفا نہ ہو ۔ تو پھر اتنا ہی بہتر ہے کہ لباس خوبیٔ اعمال سے تو عاجز نہ ہو ۔ یعنی اگر تم خود کو فنا نہ کر سکو ۔ تو کم از کم اعمال صالحہ تو کرو ۔

(۹) از پیل کم نہ کہ چو مرگش فرو رسد × در حال استخوانش بیرزد بدان بہا

معنی تم ہاتھی سے کم نہیں ۔ اس لئے کہ وہ جانور ، تم انسان ۔ دیکھو جس وقت اُس کی موت آتی ہے ۔ اُس کی ہڈیوں کی اسی وقت کیا قیمت ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح تم بھی خود کو مارو ۔ نفس کشی کرو ۔ تو بیش قیمت ہو جاؤ گے ۔

(۱۰) از استخوان پیل نہ دیدی کہ چہرہ × ہم پیل ساز از پی شطرنج و پادشا

معنی تم نے ہاتھی کی ہڈیوں کو نہیں دیکھا ۔ اس سے استادِ ماہر شطرنج کا ہاتھی بھی بناتا ہے ۔ اور بادشاہ بھی ۔ اسی طرح اگر تم بھی خود کو فنا کرو گے ۔ تو انسان بھی بن جاؤ گے اور بادشاہ بھی ۔

(۱۱) امروز سکہ ساز کہ دل دارضرب تست × چون دل روا نہ شد نشود نقد تو روا
(روح ۱۲)

حل لغات
سکہ ساختن ۔ کام کو درست کرنا | روا ۔ رائج ۔
دار ضرب ۔ ٹکسال ۔

معنی
سنو سنو ۔ تمہیں جو کچھ کرنا ہے ۔ وہ آج کرو ۔ اس لئے کہ اعمال نیک ڈھالنے کے لئے، روح ایسی ٹکسال موجود ہے ۔ اور جب روح نہ رہی ۔ انتقال کر گئی تو پھر کوئی تمہارا سکہ رائج نہیں ہو سکتا ۔
نول کشوری نسخے میں "نو" نیا کے معنی میں غلط لکھا ہوا ہے ۔

(۱۲) اکنون طلب دوا کہ مسیح تو زمین است × آنگہ کہ رفت سوی فلک فوت شد دوا

معنی
اگر تمہیں اپنی بیماریوں کا علاج کرنا ہے، تو دوا (اعمال صالحہ) طلب کرو ۔ کیونکہ مسیح (روح) ایسے معالج زمین پر موجود ہیں ۔ جب وہ آسمان پر چلے جائیں گے تو دوا دوا سب فوت ہو جائے گی ۔ یعنی انتقال روح کے بعد کوئی عمل نہیں ہو سکتا

(۱۳) بیمار بہ سوادِ دل اندر نیاز عشق × مجروح بہ قبای گل از جنبش صبا
(دانۂ دل ۱۲)

معنی
دل کا نیاز عشق میں بیمار ہونا ہی بہتر ہے ۔ جس طرح قبای گل کا صبا کی حرکت سے چاک ہونا ۔ اس لئے کہ اگر چاک نہ ہو تو پھول کیوں کر کھلے ۔ اسی طرح دل کو عشق کی بیماری لاحق نہ ہو ۔ تو معشوق کے کہنے پر نکر چلے ۔

(۱۴) عشق آتشی است کآتش دوزخ غذای وست × پس عشق وزہ را تو در دوزخ ہوا

معنی
یہ عشق، وہ عشق ہے ۔ جس کی آگ کی غذا دوزخ کی آگ ہے ۔ پھر یہ تمہارا ابھوکا عشق خواہشات کی دوزخ میں کیوں پڑا ہوا ہے ۔ یعنی چونکہ تم کو خواہشاتِ نفسانی سے عشق ہو گیا ہے ۔ لہذا اس عشق کی آگ دوزخ کو نہیں کماتی ۔ عشق خدا ہو تو کمائے ۔

(۱۵) در ایرمان سرائے عاریت جائے دیر از کجا و خلوت بیت اللہ از کجا

عاریت سرا میں روح کی جگہ نہیں۔ اس کی جگہ تو عالم بالا ہے۔ بھلا دیر کہاں۔ اور خلوتِ بیت اللہ کہاں۔

معنی

یعنی کہاں مادی دنیا اور کہاں عالم مجردات۔ دونوں مقام کی نشست برابر ہو سکتی ہے۔

(۱۶) بنگر چہ ناخلف پسری کز وجود تو × دار الخلافت پدر است ایرمان سرا

اُف اف! تم اور صرف تم۔ کس قدر ناخلف نکلے۔ کہ تمہارے وجود نامسعود سے تمہارے باپ کا دار الخلافہ سرائے رعایت بن گیا۔ اب اوس پر دوسرے قابض ہو گئے۔

معنی

(۱۷) در جستجوی حق شو و شبگیر کن از انکہ × ناجستہ خاک راہ بکف آید نہ کیمیا

شبگیر۔ پچھلی رات سے سفر کرنا۔

حل لغات

بابا! خدا کا واسطہ! اُٹھو اُٹھو!۔ اور خدا کی جستجو میں بڑے تڑکے سے چل کھڑے ہو اس لئے کہ بغیر تلاش کے تو خاک راستے کی ہتھے لگ جاتی ہے، نہ کیمیا۔

معنی

(اور تم تو اس غفلت میں پڑے ہو۔ کہ تمہارے ہاتھ میں خاک راہ بھی نہیں۔)

(۱۸) برلا برآر نفس چلیپا پرست از انکہ × عیسیٰ تست نفس و چلیپا ست نقش لا

برلا، برآر۔ یعنی نفس کو کلمہ (لا الہ الا اللہ) پر لا۔

چلیپا پرست۔ چلیپا۔ سولی۔ صلیب اس کا معرب ہے۔ عیسائیوں کے عقیدے کے موافق حضرت عیسیٰ کو سولی دی گئی۔ (قرآن شریف انکار کرتا ہے) لہٰذا یہ لوگ سولی کی یہ شکل (†) سونے چاندی

حل لغات

وغیرہ کی بنا کر اُس کی پرستش کرتے ہیں
چلیپا پرست " نفس کی صفت ہے ۔
یعنی ایسا نفس جو سولی کا پوجنے والا ہو
یعنی غلط عقیدہ رکھتا ہے ۔

شادان بلگرامی کا اختلاف

جناب شادان بلگرامی نے مرتاض کے معنے لئے ہیں اور یہ اچھا نہیں نقش لا ۔ یعنی لا کی صورت مثل سولی کے ہے ۔

معنی

حکیم کہتا ہے ، او کافر ۔ تیرا نفس صلیب پرست ۔ یعنی باطل پرست ہے ۔ اسکو کلمہ لا الہ الا اللہ کی سولی پر چڑھا ۔ اور خدائی واحد پر ایمان لا ۔ اس لئے کہ تیرا نفس تو بمنزلہ حضرت عیسیٰ ہے ، اور لا کی صورت صلیب کی سی ۔ مطلب یہ ہے کہ موحد بن ۔ نہ تثلیث پرست ۔

۹۱ گر در سموم بادیۂ لاتبہ شوی ۔ آرد نسیم کعبہ لا اللہت شفا

معنی

اگر تم " لا آلہ " کے جنگل کی لُوہ میں تباہ بھی ہو جاؤ گے ، تو " لا اللہ " کے کعبہ کی ہوا سے تم کو شفا حاصل ہو جائے گی ۔ یعنی اگر تم نفی الہ کے جنگل میں تباہ بھی ہونے لگو گے ۔ تو فوراً خدائے واحد کا اثبات تمہاری اصلاح کر دے گا ۔ اور باطل پرستی دفع ہو جائے گی

نول کشوری نسخے میں " الا اللہب سقا " غلط لکھا ہوا ہے ۔

۹۲ لارا زلای لات ندانی بکوی دین ۔ گر بچراغ عقل روی راہ انبیا

حل لغات

لا ۔ کلمہ لا الہ ہے ۔
لاے لات ۔ یعنی لفظ (لات) کا کلمہ (لا) مصدر ثانی شر ما ہے ۔ اور
لات ۔ بت کا نام مصدر عہ اولی جزا ۔

معنی

ہاں ایک بات تمہیں اور بتاتا ہوں ۔ اگر تم اندھے بگلوں کی طرح عقل کے چراغ بغیر ۔ انبیا کے راستے پر بھی چلو گے ۔ تو کلمہ " لا الہ الا اللہ " کے لا ۔ اور لفظ لات (بت) کے لا میں کچھ فرق نہ کر سکو گے ۔ تم دین کی راہ میں پہلے عقل سے دیکھو پھر چلو

(۲۱) اول پیشگاہِ قدم عقل را دو بس × آری کہ از یکی تمکے آید با بتدا

حل لغات
پیشگاہِ قدم - بارگاہِ ایزدی
عقل - حکمائے یونان کے نزدیک سب سے پہلے بلا واسطہ خدا سے عقل پیدا ہوئی۔ وہ کہتے ہیں لا یصدر من الواحد الا الواحد۔ ایک سے ایکی پیدا ہوتا ہے۔
اسی مسئلہ کو میاں خاقانی دوسرے مصرعے میں نظم کر گئے ہیں۔

معنی عقل کی تعریف میں حکیم خاقانی فرماتے ہیں۔ دیکھو یہ عقل وہ ہے جو بارگاہ ایزدی سے سب سے پہلے پیدا ہوئی۔ (اول ما خلق اللہ العقل) سچ ہے ابتدا میں ایک سے ایک ہی پیدا ہوتا ہے۔

(۲۲) عقل جہاں طلب در آگودگی زند × عقل خدا پرست زند در گہ صفا

معنی اور ہاں یہ بھی یاد رکھنے کی بات ہے۔ کہ عقلیں دو ہیں۔ ایک "جہاں طلب"۔ یہ ہمیشہ آلودگی کا دروازہ کھٹکھٹایا کرتی ہے۔ دوسری "خدا پرست" یہ البتہ صفا کا دق الباب کرتی ہے۔

(۲۳) کتف محمد از در مہر نبوت ست × آن کتف بیوا سپ کہ بد جائے اژدہا

معنی یہ آنحضرت ہی کا شانہ ہے، جو مہر نبوت کے قابل ہے۔ اور وہ ضحاک کا کہ جس پر دو اژدہے پھنکارے مارا کرتے تھے۔ دونوں کا فرق سمجھو۔ اور "عقلِ خدا پرست" سے سمجھو۔

(۲۴) با عقل پای کوب کہ بر بست زن پیش × بر فقر دست کش کہ عروسیست خوش لقا

حل لغات
بعض نسخوں میں "با عقل" اور بعض میں "بر عقل" لکھا ہوا ہے۔
بر بست - غلط لکھا ہوا ہے۔ "پیریست" چاہیئے۔

ژندہ پوش ۔ گدڑی پہننے والا۔

دست کش ۔ یعنی شفقت کا ہاتھ پھیر۔

پائے کوب ۔ رقص کر۔ یعنی چل۔

خوش لقا ۔ خوب صورت۔

معنی

ہاں ۔ عقل کے ساتھ ساتھ چلو ۔ اس لئے کہ بڑا پُرانا ژندہ پوش مرشد ہے۔ اور فقر کے سر پر دستِ شفقت پھیرو کہ یہ خوب صورت دلبن ہے ۔

جناب شاداں بلگرامی سے اختلاف ۱۲

جناب شاداں بلگرامی تحریر فرماتے ہیں :۔

"عقل کو روند ڈالو ۔ کیونکہ یہ گدڑی پہننے والی بڑھیا ہے"

میرے نزدیک یہ معنے اچھے نہیں ۔

(۲۵) جانِ الفقر باز خر از حادثات ۔ تا از انکہ خوش نیست این غریب نوا آئین دریں

بوسیدۂ فقر ہمکن ۱۲ زیبا ۱۲

معنی

دیکھو ۔ دیکھو ۔ تمہاری روح اس قید و گرفتاری میں پھنسی ہوئی ہے ۔ یہ کوئی عمدہ بات نہیں ۔ کہ یہ معزز مسافر اس طرح حادثات کے لکڈکوب میں آجائے ۔ تم اس کو فقر کے وسیلے سے رہا کرو ۔ اور اُس کو عالم مادیات سے بچاؤ ۔

(۲۶) اندر جزیرہ دو محیط است گرد تو ۔ زیں سو ت موج محنت و زاں سو شط بلا

حل لغات

جزیرہ ۔ وہ حصہ خشکی کا جس کے چاروں طرف پانی ہو ۔ یہاں دنیا کو جزیرہ کہا ہے ۔ اس لئے کہ اس کے چاروں طرف سمندر ہے ۔

دو محیط ۔ دو سمندر ۔ یہاں محنت و بلا سے مراد ہے ۔

شط ۔ رود ۔ کنار ۔

معنی

میاں تم تو ایک ٹاپو میں ہو ۔ اور تمہارے گرداگرد ایک چھوڑ دو سمندر ہیں ۔ اس طرف محنت کے سمندر کی لہریں ۔ اس طرف بلا کا دریا ۔

(۲۷) از رمز گر نہ زمین چون جزیرہ ایست ✻ گردون بگرد او چو محیطست از ہوا

معنی — پہلے تو مَیں نے رمز سے کہا تھا۔ لیکن اب اسکو چھوڑتا ہوا۔ کہتا ہوں۔ کیوں بھائی زمین۔ جزیرہ نہیں ہے۔ اور اس کے گرد اگرد یہ آسمان کا سمندر فضا میں محیط کی طرح نہیں بولو۔ جواب دو۔

(۲۸) از کشت روزگار سلامت مجوی ازانکہ ✻ ہرگز سراب پُر نکند قربہ مشک را

معنی — تو اس صورت میں زمانے کی لہلہاتی کھیتی سے سلامتی نہ ڈھونڈھ۔ کیونکہ یہ مادی ہے بھلا بہشتی کی مشک سراب پانی سے بھر سکتا ہے؟

(۲۹) در قمرہ زمانہ فتادی بدست خون ✻ وا مال کعبتین کہ حریفیست بس دغا

حل لغات

قمرہ	- بالفتح۔ قمار خانہ
خون	- مصیبت۔ اور قتل۔
وا مال	- یعنی آنکھوں کو مل۔
ہوشیار رہو۔	
کعبتین	- سے مراد، دونوں آنکھیں ہیں۔

معنی — بُرا نہ ماننا۔ تم تو مصیبت کے ہاتھوں دنیا کے قمار خانے میں اڑا اڑا دھڑم ہو گئے۔ بالکل گر گئے۔ یہاں سے تمہارا اٹھنا۔ دشوار ہو گیا۔ اک ذرا آنکھوں کو ملو۔ ہوشیار رہو۔ دیکھو تو حریف کیسا دغا باز ہے۔ تم اس سے کسی طرح بازی نہیں جیت سکتے۔

محشی سے اختلاف — "حریف" سے مراد زمانہ ہے۔ مگر جناب محشی موت بتاتے ہیں۔

(۳۰) فرسودہ ان مزاج جہان را بنا خوشی ✻ آلودہ ان دہان مقعد بگند نا

معنی — تم نے دنیا کے مزاج کو آج تک سمجھا ہی نہیں کہ اس کی ناخوشی کا پارہ کس نمبر پر ہے بھائی یہ تو ہر وقت ناخوشی سے فرسودہ رہتا ہے۔ کبھی خوشی اس کے پاس سے ہو کر

نہیں گزری۔ جیسے شعبدہ باز، جادوگر کا منہ کہ ہر وقت گندنے سے آلودہ رہتا ہے۔
کہتے ہیں۔ کہ جادوگر گندنا منہ میں لے کر منتر پڑھتا ہے۔

(۳۱) این جا مساز عیش کہ بس بینوا بود × در قحط سال کنعان دکان نانبائی نوا

(معنی) تم تو یہاں (یعنی دنیا میں) عیش کا ساز و سامان ہی نہ کرو۔ اس لئے کہ کنعان کی قحط سالی میں نانبائی کی دکان میں کیا خاک سامان ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جب دنیا میں عیش ہی نہیں۔ تو تم کو کہاں سے میسر آ سکتا ہے۔

(۳۲) زیں غرقہ گاہ دنیا کہ ہنگیست بر گذر × زیں سبزہ جائے خیز کہ زہرست در گیا

معنی بھاگ۔ بھاگ۔ غرقاب دنیا سے جلدی بھاگ۔ وہ دیکھ نا کا بیٹھا ہوا ہے۔ کہیں ایسا نہ ہو نگل لے۔ ارے کمبخت اس سبزہ زار پر بیٹھ گیا۔ اُٹھ اُٹھ اس میں تو سُم قاتل ملا ہوا ہے۔

(۳۳) گیتی سیاہ خانہ شد از ظلمت وجود × گردون کبود جامہ شد از ماتم وفا

حل لغات
طلعت وجود۔ کی جگہ "ظلمت وجود" کا نسخہ اچھا ہے۔
کبود جامہ۔ نیلی پوشش۔ علامت غم اور سوگ ہے۔

معنی اُف رے تمہاری وجود کی نحوست و تاریکی۔ جس نے دنیا کو سیاہ خانہ بنا دیا۔ کاش تمہارا وجود ہی نہ ہوتا۔ دیکھو آسمان ایسا بے وفا کی موت پر نیلا لباس پہننے والا ہو گیا

(۳۴) از خشک سال حادثہ در مصطفے گریز × کاینک بفتح باب ضمان کرد مصطفے

حل لغات
خشک سال۔ قحط۔ "خشک سال جادثہ" وہ قحط جو بہ وجہ حوادث ہو
فتح باب۔ نجوم کی اصطلاح میں عطارد مشتری کا بالمقابل ہونا۔ ایسے وقت میں بارش ہوتی ہے۔ اس لئے بمعنی بارش مستعمل ہوتا ہے۔

زمانے کے حادثات کی وجہ سے یہاں قحط ہو گیا ہے۔ تم اگر جان بچانا چاہتے ہو تو آنحضرت کے پاس بھاگ کر، جلدی پہنچو۔ اس لئے کہ آپ نے ابھی ابھی فتح الباب کی ضمانت کی ہے۔

(۳۵) ورد تو این بس ست کہ یا غیث الغیاث × ز فیض او بسنگ فسردہ رسد نما

حل لغات
یا غیث الغیاث۔ اے فریاد رس۔ فریاد رس ہے۔
سنگ فسردہ۔ پتھر جو غیر نامی ہے
نما۔ بالیدگی۔

معنی
بس تمہارے لئے یہ وظیفہ کافی ہے۔ کہ تم آنحضرت سے پکار پکار کر کہو۔ کہ اے فریاد رس۔ فریاد ہے۔ کیوں کہ ان کا فیض تو فسردہ پتھر میں نمو پیدا کر دیتا ہے
نول کشوری نسخے میں (بہ سنگ سردہ رسد بما) لکھا ہوا ہے۔ ہم نے اس کی تصحیح کر دی ہے۔

(۳۶) بوند تا بنوازد ش درین سرا × این چار مادر وسہ موالید بی نوا

حل لغات
این سرا۔ دنیا۔
چار مادر۔ اربعہ عناصر۔
موالید ثلاثہ۔ (۱) جمادات
(۲) نباتات (۳) حیوانات۔
بے نوا۔ بے سامان۔
مفلس۔

معنی
سنو۔ سنو۔ وہ جلیل القدر پیغمبر۔ کہ جب تک اس مادی دنیا میں نہ آیا۔ اس وقت تک۔ بے چارے اربعہ عناصر۔ اور جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ سب کے سب بے سروسامان تھے۔

(۳۷) شاہنشاہ است احمد مرسل کہ ساخت × تاج ازل کلاہش و درع ابد قبا

زر (۱۲۵)

معنی
وہ دین و دنیا کا شاہنشاہ احمد مرسل۔ جس کے لئے خود دست قدرت نے تاج ازل کی ٹوپی۔ اور ابد کی قبا تیار کر دی ہے۔

(۳۸) آن قابل امانت در قالب بشر — وان عامل ارادت در عالم جزا

حل لغات

امانت ۔ معروف ۔ یا تو امانت سے وہ امانت مراد ہے ۔ جو اس آیہ میں ہے ۔ "ان عرضنا الامانۃ" اور یا یہی جو معروف ہے ۔ اس لئے کہ کفار بھی آپ کو امین سمجھکر اپنا مال رکھواتے تھے ۔

عالم جزا ۔ عالم آخرت ۔

معنی

وہ رسول ۔ بشر کے قالب میں قابل امانت ، یا قابل خلافت ہیں ۔ اور آخرت میں عامل ارادہ ، یا شفاعت ۔

۳۹ چون نوبت نبوت او در عرب زدند — از جودی و احد صلوات آمدش صدا

حل لغات

جودی ۔ پہاڑ کا نام ہے

احد ۔ ایک پہاڑ ہے ۔

معنی

وہ رسول کہ جب اُن کی قضاء قدر نے نبوت کی نوبت عرب میں بجانا شروع کی تو انسان اور حیوان کا تو کیا ذکر ۔ جودی اور احد سے درود کی صدا آنے لگی ۔ (اللھم صل علے محمدٍ وعلیٰ آل محمدٍ) ہم نے درود پڑھا بھی ۔ اور لکھا بھی ۔ تم بھی پڑھو ۔

۴۰ برخوان این جہانیان انگشت در نمک — ناخوردہ دست شستہ ازین بے نمک ابا

حل لغات

انگشت در نمک زدن ۔ نمک چکھنا ۔

بے نمک ۔ بے مزہ ۔

ابا ۔ شوربا ۔ مراد لذائذ دنیوی ۔

دست از چیزی شستن ۔ کسی چیز سے ہاتھ اٹھا لینا ۔

معنی

اس دنیا کے دسترخوان پر کیسی کیسی چیزیں تھیں ۔ مگر آپ نے کھانا تو درکنار اُن کا نمک تک نہ چکھا ۔ کیوں ؟ اس لئے ، کہ مادی فانی نہیں ۔ لہذا آپ نے بغیر کھائے اس بے مزہ شوربے سے بالکل ہاتھ کھینچ لیا ۔

آزاد کردہ در او بود عقل و او چون عقل ہم شہنشہ و ہم پاسبان ما

معنی عقل اول تو آپ کے دروازے کی آزاد کردہ ہے۔ اور حضور تو عقل کی طرح ہمارے شاہنشاہ بھی ہیں۔ اور پاسبان بھی۔

او رحمت خدا است جہانیان خدائی را از رحمت خدائی تو خاصہ خدا

حل لغات رحمت خدا۔ ما ارسلناک الا رحمۃ العالمین۔ | خاصہ خدا۔ خداوند عالم کے مقبول مخصوص۔

معنی آپ تو خدا کے عالم، اور اہل عالم کے لئے خدا کی رحمت ہیں۔ سچ ہے خدا کی رحمت ہی کی وجہ سے مقبول بارگاہ ایزدی ہوتا ہے۔

ای ہستھا ز ہستی ذات تو عاریت خاقانی از عطای تو ہست آیت ثنا

مرغی چنین کہ دانہ و آبش ثنائیست پسند کز نشیمن عالم کشد خفا

از عالم و رنگ فراغت دہش چنانکہ دیگر ندارد این زن عناش در عنا

معنی حضور! آپ کی وہ ہستی ہے کہ تمام عارضی ہستیاں اسی کی بدولت ہیں۔ (لولاک لما خلقت الافلاک) لہذا خاقانی آپ ہی کی بدولت آپ کی تعریف کی ایک آیت ہوگیا ہے۔ تو ایسا مرغ جس کا دانہ پانی آپ ہی کی ثنا ہو۔ اس کے لئے یہ نہ پسند کیجئے۔ کہ وہ دنیا کی جفا میں مبتلا ہو۔ اس کو تو اس دورنگ عالم سے ایسی فراغت دیدیجئے۔ کہ اب یہ رعنا عورت اس کو کسی غم میں مبتلا ہی نہ کر سکے۔

نوان قصیدہ تمام ہوگیا

قصیدہ دہم

(۱) سنت عشاق چیست؟ برگ عدم ساختن — گوہر دل را ز تف مجمر غم ساختن

اس قصیدے کے چند شارح ہیں۔ سلمانی۔ جناب محشی۔ جناب پروفیسر نامی۔ جناب پروفیسر شادان بلگرامی۔ وغیرہ

معنی

کچھ تمھیں معلوم ہے کہ معشوق حقیقی کے عاشقوں کا طریقہ کیا ہے؟ سنو سنو ہر وقت اپنے فنا ہونے کا سامان کرنا۔ اور جو ہر دل (روح) کو عشق کی دہکتی آگ سے غم کی انگیٹھی بنا لینا۔

سلمانی و اختلاف

سلمانی۔ "غم" سے دنیا بھی مراد لیتے ہیں۔ اور یہ اچھا نہیں۔

(۲) بدرقہ چون عشق گشت از پس پس تاختن — تفرقہ چون جمع گشت با کم و کم ساختن

حل لغات

بدرقہ۔ وہ سپاہی جو قافلہ کی حفاظت اور راہبری کے لئے جاتے ہیں۔

از پس پس تاختن۔ بہت بہت دوڑنا۔ از پس پس تاختن بھی آیا ہے۔ پیچھے پیچھے دوڑنا۔ مگر پہلا اچھا ہے۔

تفرقہ۔ پریشانی (دنیا)

با کم و کم ساختن۔ بہت ہی تھوڑی سے موافقت کرنا۔

معنی

سنو سنو! اور عاشقان الٰہی کا یہ طریقہ ہے۔ کہ جس وقت اُن کا عشق راہبر ہوا۔ تو اسی وقت سے ان کو خدا کی طرف بہت بہت دوڑنا۔ اور جس وقت دنیا کی پریشانی سے ذرا سی دلجمعی حاصل ہوئی۔ اُسی وقت سے دنیا کی بہت تھوڑی چیز سے موافقت کر لینا اور ترکِ دنیا کر دینا۔

سلمانی اختلاف سے

سلمانی نے "بس از بس" کے متعلق لکھا ہے۔ کہ حرصِ دنیا عبارت ہے۔ اور بہت ہی لمبا، چوڑا حاشیہ چڑھایا ہے۔

(۳) گرچہ نوائے جہاں خارج پردہ بود چون تو درین مجلسی باہمہ دم ساختن

حل لغات

نوائے جہاں - دُنیا والوں کا راگ۔ نغمہ۔

خارج پردہ - یعنی پردہ عشق سے خارج ہے۔

درین مجلسی - جبکہ تم اس مجلس میں ہو۔ مجلس سے عاشقان الٰہی کی مجلس اور عاشقان دنیا کی مجلس۔ دونوں مراد ہو سکتی ہے۔

دم ساختن - دمساز ہونا۔ آس بہرنا۔

معنی

دُنیا والے، جو کچھ راگ گاتے ہیں۔ وہ تو محبت الٰہی کے پردے سے بالکل خارج ہے۔ اب اگر تم عاشقان الٰہی کی مجلس میں آگئے ہو۔ تو اُن کے ساتھ دمسازی کرنا شروع کردو۔ اگرچہ دنیا والے کتنا ہی خارج از پردہ چینچین چلائیں اون کی کچھ پروانہ کرو۔

اور ہو سکتا ہے کہ معنی اس شعر کے یوں کہے جائیں۔ کہ اگرچہ اہل دنیا کی نوا خارج از پردہ ہے اور وہ بے سُرا راگ گا رہے ہیں۔ مگر چوں کہ تم اسی دنیا میں ہو لہٰذا بظاہر ان سے موافقت کرو۔ اور اُن کے سر میں سر ملاؤ۔

پروفیسر نامی نے یہ معنی لکھے ہیں "باہمیں مردماں بباید ساخت" مگر مجھے تو پسند نہیں۔ طبیعت پر گراں ہیں۔ (شادماں)

(۴) پیش سریران آبدہ دست باش تا سلم شود پشت بخم ساختن

حل لغات

سراں - سرداراں۔ یعنی عاشقانِ الٰہی۔

آبدہ دست - ہاتھ دُھولانے والا خادم۔

پشت بہ خم ساختن - کمر کو خم کرنا۔ جھکنا۔ انکسار کرنا۔ عاجزی کرنا۔

تم عاشقان الٰہی کے تخت کے سامنے اس طرح منکسر رہو۔ جیسے ہاتھ دُھلانے والا خادم۔ کیوں؟ اس لئے کہ یہ تمہارا جُھکنا۔ یہ تمہارا انکسار مسلم ہو جائے۔

قابل نامی کا مطلب

پروفیسر نامی } تم بادشاہوں کے تخت کے سامنے خدمت گار بنے رہو۔ تاکہ تمہارا منکسر المزاج ہونا ثابت ہو۔

بہ بیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا؟ (شادؔ ماں)

(۴) **نزد فسردہ دلاں قاعدہ کم کن چو آب — با دلِ آتش فشاں چہرۂ غم ساختن**

حل لغات

فسردہ دلاں - ایسا شخص جس میں عشق الٰہی نہ ہو۔

قاعدہ کم کن - نہ بیٹھو۔

چو آب - اسوجہ سے کہا ہے کہ پانی رواں رہتا ہے

دل آتش فشاں - ایسا دل جس سے عشق الٰہی کے شعلے نکل رہے ہوں۔

غم - غمگین

معنی

دیکھو۔ دیکھو۔ تم ان مردہ دلوں کے پاس پانی کی طرح کم بیٹھو۔ بلکہ نہ بیٹھو۔ تمھیں تو اپنے اس دل کے ساتھ (جس سے آتش عشق کے شعلے نکل رہے ہوں) اپنے چہرے کو غمگین رکھنا۔ اور بس۔ تمھیں اس "ہا ہا ہو ہو" سے کیا مطلب؟۔

قابل نامی کا مطلب

قابل نامی } خلاصہ یہ کہ دل میں عشق الٰہی کی آگ بھری ہو۔ لیکن پھر بھی پانی کی طرح سر جھکائے رہنا چاہیئے۔ نہ آگ کی طرح سرکشی کرنا۔

(۵) **درنتوان درخط دہر وفا یافتن — درنتوان بر سطح آب نقش قلم ساختن**

معنی

میں تم سے سچ کہتا ہوں، خط دہر میں وفا کا پانا ناممکن ہے۔ جس طرح سطح آب پر قلم سے لکھنا محال ہے۔

(۶) **عمر نہ وفا عیش سر بہ ہمہ صبح از پئے یک لحظہ عمر خیر و علم ساختن**

معنی عمر تو نہ دارد، بیٹھے ہوئے عیش کی شیخی کر رہے ہو۔ یہ ساری لاف وگزاف کی گرما گرمی ایک دم میں صبح کی طرح سرد ہو جائے گی۔ بھلا یہ بھی کوئی بات ہے کہ گھڑی بھر کی عمر کے لئے چتر بنا رہے، علم درست کر رہے ہو۔ سارے سامان شاہی ہو رہے ہیں۔

تا کی در چشم وعقل خار غیلان زدن تا کی در راہ نفس باغ ارم ساختن

معنی کب تک عقل کی آنکھ میں ببول کے کانٹے چبھونا، اور کب تک اس نفس امارہ کے راستے میں شداد کی طرح بہشت بنانا۔

رخش بہرامی زر بر زن در پیش دیو پس خر افگندہ سم مرکب جم ساختن

حل لغات
- **ہرامی زر** ۔ سنہری ساز
- **دیو** ۔ شیطان ۔ مراد نفس امارہ ۔
- **خر افگندہ سم** ۔ لنگڑا گدھا ۔
- **جم** ۔ حضرت سلیمانؑ ۔ مراد روح ۔

معنی عمدہ گھوڑے کو سنہری ساز و سامان سے آراستہ کر کے دیو کے پاس لے جانا اس کے بعد لنگڑے گدھے کو حضرت سلیمانؑ کا مرکب بنانا، کون سی عقل کی بات ہو سکتی ہے۔

دل امل دور کن زانکہ نہ نیکو بود مصحف وافسانہ جلد بہم ساختن

حل لغات
- **امل** ۔ آرزو ۔ اُمید ۔
- **مصحف** ۔ قرآن مجید ۔ یہاں
- دل سے مراد ہے ۔
- **افسانہ** ۔ قصہ کہانی ۔

معنی تمہیں خدا کا واسطہ دے کر کہتا ہوں ۔ کہ جلد سے جلد اپنی روح کو دنیوی خواہشات سے علیحدہ کرو ۔ بابا! قرآن شریف کی جلد کو امیر حمزہ کی داستان کیساتھ باندھنا کسی طرح مناسب نہیں ۔ ع ہم نیک و بد حضور کو سمجھائے جاتے ہیں ۔

بر زشبہت مدار عقل کہ ناخوش بود بر زُندِ مغان بسم رقم ساختن

حل لغات

شبہ ۔ شک ۔ گمان ۔
زند ۔ آتش پرستوں کی آسمانی کتاب کا نام ہے ۔
بسم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

معنی

دیکھو، دیکھو، عقل کو شک و شبہ میں نہ ڈالو ۔ اس لئے کہ یہ بہت ہی بُری بات ہے کہ کتابِ زند پر بسم اللہ لکھی جائے ۔ عقل کو خدائے واحد کی باب میں شک و شبہ میں ڈالنا گویا زند پر بسم اللہ لکھنا ہے ۔

چند رصد گاہِ دیو بر درِ دل داشتن چند قدم گاہ پیل بہت حرم ساختن

(یہ مراد روح ہے)

حل لغت

رصد گاہ ۔ اگر سین سے ہے تو وہ چبوترہ جہاں سوداگروں سے مال کا محصول لیا جائے ۔ اور اگر صاد سے ہے تو وہ چبوترہ یا مینار جو پہاڑ پر، یا کسی اونچے مقام پر سیارگی کی دیکھ بھال کے لئے بنایا جاتا ہے ۔ یہاں دونوں ہو سکتے ہیں

معنی

تم کب تک اپنے روح کو نفس امارہ کا رصد گاہ بناتے رہو گے ۔ اور کب تک بیت اللہ (روح) کو ہاتھیوں کے پاؤں کی روندنے کی جگہ ۔ توبہ توبہ ! تم کو شرم نہیں آتی ۔ کیا ابرہہ ہو گئے ۔

بر سر خوان جہان چند چو بربط مقیم سینہ و دل را ز آز جملہ شکم ساختن

معنی

تم دنیا کے مادی دسترخوان پر کب تک بربط کی طرح مقیم رہو گے ۔ ہائیں ! تم نے تو اپنے سینہ اور دل کو بالکل پیٹ ہی پیٹ بنا لیا ۔ اللہ ری حرص ۔

بربط ۔ باجہ ہے ۔ بطّ کے سینہ کی طرح ہوتا ہے ۔ اس کا تونبہ پیٹ کی شکل کا ہوتا ہے اور مقام عیش میں موجود ۔

چند چو ما از نہاد و زبان لستن چند چو ماہی بشکل گنج دم ساختن

نہاد ۔ ذات ۔ طبیعت ۔ فطرت ۔ } دوزبان ۔ منافق ۔

معنی تم کب تک ۔ سانپ کی طرح دوزبان (موذی) اور منافق، ہو کر زندگی بسر کروگے اور کب تک مچھلی کی طرح درم کا خزانہ بناتے رہوگے ۔ یعنی مال جمع کرتے، اور اپنی آرائش میں رہوگے ۔

زرچہ بود جز صنم پس پسند خدا دل کہ نظرگاہ اوست جائے صنم ساختن

معنی مال و زر سوائے بت کے اور ہے کیا ۔ اسی لئے خداوند عالم اس کو ناپسند کرتا ہے ہائیں ! وہ دل، جو منظر خدا ہے ۔ اس کو تم نے اچھا خاصہ بت خانہ بنا دیا ۔ اُف رے حرص ۔

ہین کہ در دل شکست زلزلہ نفخ صور گوش خرد شرط نیست خذراصم ساختن

معنی ارے کمبخت قیامت آگئی ۔ دم صور کے زلزلے نے دل کا دروازہ توڑ پھوڑ کر رکھ دیا اور تجھے کچھ خبر نہیں ۔ ارے اس وقت عقل کے کانوں کو بالکل پٹ کر دینا ۔ کسی طرح مناسب نہیں ۔ ہوشیار رہو ہوشیار ۔

جذر اصم ۔ کر ما در زاد کو کہتے ہیں ۔

زین دم معجز نما مگذری خاقانیا کز سر این دم توان زاد عدم ساختن

معنی ہاں ۔ خاقانی ۔ ہاں تم اپنے اس معجز نما نصیحت سے ہرگز نہ ہٹنا ۔ یاد رکھو ۔ تم ان ہی وعظ و پند سے ملک عدم کے سفر کے لئے توشہ بنا سکتے ہو ۔ یہی آخرت میں تمہارے کام آئے گا ۔ اور بس ۔

گرچہ روی قضا بر تو ستمہا رود جز بہ رضا روی نیست دفع ستم ساختن

گرچہ روی لہا تو ی کایت تست پیش گر سنہ دلان خوان کرم ساختن

(۲۰) چوں بہ شماخی ترا کرد قضا شہر بند نام شماخی تواں مصر عجم ساختن

حل لغات

گرسنہ دلان۔ تشنا کان کلام۔ یا بے علم

شماخی۔ شروان کے قریب ایک مقام

بادشاہ نے خاقانی کو یہاں قید کیا تھا۔ اور مصر میں حضرت یوسفؑ بالزام عشق زلیخا قید ہوئے تھے۔

معنے

خاقانی۔ اگرچہ از روے قضاے آسمانی فی الواقع تم پر طرح طرح کے ظلم اور ستم ڈھاے جارہے ہیں۔ لیکن اس کا علاج اور اس کا دفع سوائے خوشنودی الٰہی۔ اور شکر الٰہی کچھ نہیں۔

تم تو تمام دلوں کے یوسفؑ ہو یوسف۔ کیونکہ تمہارا معجز نما کلام آیت ہے آیت۔ لہذا ان گرسنہ دلوں کے لئے تم اپنے کلام کا دسترخوان وسیع بچھاتے رہو۔

تم کو قضاے آسمانی نے شماخی میں نظر بند بلکہ شہر بند کیا، چلو اچھا ہوا۔ اب اس کا نام "مصر عجم" رکھا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ تم تو یوسف ہو۔

(۲۱) عم زجہان عبرہ کرد عبرت تو این بس است تواں بامرگِ عم برگِ نعم ساختن

(اے مُردہ ۱۲)

معنی

دیکھو۔ تمہارے چچا۔ جو تمہارے استاد بھی تھے۔ مرگئے۔ بس تمہاری عبرت کے لئے یہی واقعہ کافی ہے۔ چچا کی موت ہوتے ہوئے، نعمت و عیش کا سامان نہیں کیا جا سکتا۔

(۲۲) چوں تو طریق نجات از درِ عم یافتی شرط بود قبلہ گاہ مر قدِ عم ساختن

معنی

ہاں خاقانی۔ جبکہ تم نے نجات کا راستہ (تعلیم) اپنے مہربان چچا سے پایا۔ تو بس اُن کی قبر پر جاؤ، اور دھونی رما کر بیٹھو۔ اس لئے کہ وہ تو قبلہ گاہ ہے۔ قبلہ گاہ!

(۲۳) چوں بدرِ مصطفیٰ نائب حسان توئی فرض بود نعت او حرز ام ساختن

معنی

خاقانی۔ جب کہ آنحضرت کے دروازے پر حسان بن ثابت کے نائب مناب تم اور صرف تم ہو تو تم اپنا فرض سمجھو۔ اور یہ کہ آنحضرت کی تعریف کرو۔ اور اسکو امت کا حرزِ جان اور تعویذ بازو بناؤ۔

دسواں قصیدہ ختم ہوا

قصیدہ یازدہم

(۱) ناگذران دل ست نوبت غم داشتن جبہۂ اہال راداغ عدم داشتن

معنی سنو سنو۔ دل (روح) کے لئے غم (عشق) کی نوبت رکھنا ضروری ہے۔ اور خواہشات دنیوی کی پیشانی پر معدومیت کا داغ لگانا لازمی۔

(۲) صاحب حالت شدن خلعت خالی خلعت عادت شدن عدت غم داشتن

حل لغات
- حالت ۔ وجد۔ استغراق۔ واردات قلبی۔
- خلعت ۔ لباس۔
- خارج عادت ۔ خلاف عادت۔
- عدت ۔ سامان۔ تیاری وآمادگی۔

معنی عشق آلہی میں ترقی کرتے کرتے بالکل صاحب حال و وجد ہو جانا چاہیئے۔ اور خلاف عادت ہونا۔ اور سامان عشق کرنا چاہیئے۔

(۳) زین سوی جیحون غم کشتی پل ساختن ہر دو چو زان سو شدی از ہمہ کم داشتن

حل لغات
- غم سے مراد غم دنیوی۔
- ہر دو۔ سے مراد روح وجسم ہے
- از ہمہ کم داشتن ۔ سب سے تعلق نہ رکھنا۔

معنی دیکھو۔ تم دنیوی غموں کے دریا کے اس طرف سے پل بناؤ اور کشتی۔ اور اس پر روح وجسم دونوں کو بٹھا کر اُس پار اُتر و۔ اور جوہیں تم اس کنارے پر پہنچ جاؤ۔ بس ان سب دنیا والوں سے ترک تعلق کر دو۔

(۴)

سر بہ تمنائے تاج دادن و چون بگذری ہم سر و ہم تاج را نعل قدم داشتن

حل لغات

سر دادن ۔ یعنی اپنی جان دینا۔
چون بگذری ۔ جب کہ تم مرجاؤ گے
نعل قدم داشتن :۔ پامال کر دینا۔

معنی

کیوں بھئی ۔ یہ دنیوی حکومت کے تاج کے لئے اپنی جان کو ہلاک کرنا کیا مفت ۔ جب کہ دنیا سے گزر جانا یقینی ہے، تو سر اور تاج، دونوں کو قدموں سے روند ڈالنا چاہئے۔

(۵)

پیش بلا درشدن پس میان دو تیغ ہمچو نشان دو مہر خوی درم داشتن

حل لغات

پیش بلا درشدن ۔ بلا کے سامنے بے دھڑک جانا۔
میان دو تیغ :۔ دو تیغ کے درمیان۔ یعنی سخت مصیبت و تکلیف میں۔ جس طرح سکہ دو طرف سے دبایا جاتا ہے۔
نشانِ دو مہر :۔ اشرفی یا کسی سکہ کے دونوں طرف کے نشان ۔ نقوش۔
خوے :۔ عادت۔

معنی

بھلا یہ کوئی عقل کی بات ہو سکتی ہے۔ کہ تم بلا کے سامنے بے دھڑک جاتے ہو۔ اور خود کو دو تیغوں کے درمیان رکھتے ہو گویا تمہاری عادت درم کیسی ہے جس طرح اس کے دو تیغوں کے نشان دو تیغوں کے درمیان آجاتے ہیں ۔ دونوں طرف سے خوب پستا ہے ۔ اور سخت مصیبت میں مبتلا ہوتا ہے ۔

سلمانی نے نہ معلوم اس شعر کے کیا معنی لکھے ہیں ۔

جناب بلگرامی کی معنی ۱۲

جناب شاداں بلگرامی لکھتے ہیں " اشرفی کے نقوش کی طرح خواہشِ زر رکھتا ہے " (سخت تعجب کی بات ہے !)

خاقانی یہ تو نہیں کہتا ۔ وہ تو یہ کہہ رہا ہے ۔ کہ نشان دو مہر کی طرح دو تیغوں کے درمیان درم کی عادت رکھنا ۔ یعنی درم کی عادت یہ ہے کہ وہ سکہ میں دونوں طرف سے مصیبت میں آتا ہے ۔ اسی طرح تم بھی دو تیغوں کے درمیان خود کو دیتے ہو۔ یعنی " دنیوی تحصیل میں سخت مصائب برداشت کرتے ہو ۔

(۶) چون بصافِ سراں لافِ شہادت زنی × زشت بود پیشِ زخم بانگِ الم داشتن

(۷) نقشِ بت و نامِ شاہ برخود بستن چو زر × وانگہے از بیم گاز رنگ بقم داشتن

حل لغات

سراں - سرداران - عاشقانِ الٰہی	حاصل کیا جاتا ہے۔
گاز - کترنی - مقراض - قینچی۔	سقم کا بھی نسخہ ہے۔ بیمار - رنگ بیمار
بقم - مجیٹھ - اس سے سرخ رنگ	زرد ہوتا ہے۔

معنی جب کہ تم الٰہی عاشقوں کے مصاف میں لاف زنی شہادت کر رہے ہو۔ تو پھر حقیقی معشوق کے ہاتھ سے ذرا سا چرکا لگ جانے پر یہ چیخ پکار! اور توبہ تلا کیسی؟

چاہتے تو یہ ہو کہ اشرفی کی طرح نام شاہی اور نقش تصویر دونوں تم کو حاصل ہوں مگر کترنی کے خوف سے تمہاری رنگت زرد ہوئی جاتی ہے۔

اگلے زمانے میں اشرفی کے اِدھر اُدھر جو کچھ سونا نکلا رہتا تھا۔ اوس کو کترنے سے کاٹ کر برابر کرتے تھے۔

(۸) تا تو زمستی کنی با تو بود کفر و دیں × بنکند اشرطِ نیست بیت حرم داشتن

معنی دیکھو جب تک تم دُنیوی خیالات سے مست ہو۔ اُس وقت تک دین بھی کفر ہو جائے گا۔ لہذا ان خیالات سے علیحدہ ہو، کیوں کہ بت کدے کو کعبہ بنانا شرط نہیں ہے۔

یعنی دُنیوی خیالات ہوتے ہوئے عشق کا خواہاں ہونا ٹھیک نہیں۔

(۹) تا کہ تو از نیک و بد ہمچو شب آبستنی × روکہ نہ ہمچو صبح مرد علم داشتن

حل لغات

نیک و بد - اچھا بُرا - مراد عشقِ خدا و عشقِ دنیا	مرد علم داشتن :-
آبستنی - تو حاملہ ہے۔	یعنی "علم سرداری رکھنے کے
مرد - لائق۔	لائق نہیں۔

معنی جب کہ تم رات کی طرح اچھے بُرے خیالات دل میں لیتے ہو یعنی عشقِ خدا و دُنیا دونوں کی

تحصیل کے خواہاں ہو، تو جاؤ، ہمارے سامنے سے دور ہو، تم علم سرداری رکھنے کے قابل نہیں ہے

ہم خدا خواہی ہم دنیائے دوں ایں خیال ست و محالست و جنوں

(۱۰) بے دمِ مرداں خطاست در پئے مرداں شدن × بی کفِ جم احمقی ست خاتمِ جم داشتن (حضرت سلیمانؑ)

معنی

بابا! آلہی عاشقوں کا دم نہ رکھنا، اور ان کے پیچھے پیچھے چلنا ایک بہاری غلطی ہے اس کی ٹھیک مثال یہ ہے کہ۔ حضرت سلیمانؑ کا ساتھ نہ دار د، اور انگوٹھی پہنے پھر رہے ہیں۔ اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ کیا تمام دُنیا کی حکومت مل جائے گی۔ ہرگز نہیں۔ اسی طرح جب تک عشق خدا نہ ہوگا۔ اس وقت تک عاشقان آلہی کے ساتھ چلنا کچھ فائدہ نہ دے گا۔

(۱۱) شاہد دل در حواس رخصت انصاف نیست × برو و باش طبع قصر ارم داشتن

حل لغات

حواس۔ جمع حاسہ۔ اس مقام پر حواس سے کچھ اچھے معنے حاصل نہیں ہوتے۔ اس لئے "خواس" کا نسخہ اچھا ہے۔ بہ معنے خوف۔

او باش۔ بوش کی جمع۔ فرو مایہ۔ رند

قصر ارم۔ بہشت شداد۔ یہاں لذائذ دنیوی سے مراد ہے۔

معنی

شاہد دل تو خوف و خطر میں ہو۔ اندریں صورت یہ انصاف کے خلاف ہے۔ کہ اس بدمعاش طبیعت کے راستہ میں بہشت ارم بنایا جائے۔ اور اُس کے خواہشات پورے کئے جائیں۔

(۱۲) تشنہ بماند مسیح شرط حواری بود لاشۂ از آب خضر سیر شکم داشتن

حل لغات

مسیح سے مطلوب (دل) ہے

حواری۔ اصحاب حضرت عیسیٰ

لاشہ۔ خر ضعیف۔ مراد طبع۔

آب خضر۔ آب حیات۔

معنی حضرت عیسیٰ پیاسے ہوں۔ کیا ان کے اصحاب کے لئے یہ جائز ہوگا۔ کہ ان کے گدھے کو آبِ حیات سے خوب سیراب کردیں۔ اور پیغمبر کو ایک قطرہ بھی نہ دیں۔ شعر بالا کی تمثیل ہے

(۱۳) در گذر از آب و چاہ و یا بہ عزلت گزیں × کز سر عزلت تواں ملک قدم داشتن

معنی لہذا۔ تم دُنیا سے الگ ہو جاؤ۔ اور گوشہ نشینی اختیار کرو۔ اسی گوشہ نشینی سے تمہیں ملک قدم حاصل ہو جائے گا۔ اور بس۔

(۱۴) چوں یکی پاپوست شہر تواں گرفت × غبن بود در دکان کونج و دمن داشتن

جب ایک چمڑے کے ٹکڑے سے ملک کا ملک فتح کیا جا سکتا ہے۔ تو بھلا یہ کونسی عقل کی بات ہے۔ کہ دکان بھی ہو۔ بھٹی بھی بنائے جائے۔ دھونکنی بھی رکھی جائے۔ میاں! عزلت کافی ہے۔ کافی۔ صرف اسی سے ملک قدم فتح ہو سکتا ہے۔ اور انگڑ کھنگڑ کی ضرورت نہیں۔

"پوست پارہ" کا ذکر آچکا ہے۔ وہ چمڑے کا ٹکڑا جو کاوہ اپنے پاؤں میں باندھ لیتا تھا۔ اُسی کو اُس نے علم پر باندھا۔ اور ضحاک پر فتح پائی۔

(۱۵) عادت خورشید گیر فرد و مجرد شدن × چند بکردار ماہ خیل و حشم داشتن

معنی تم تو آفتاب کا سا طریقہ اختیار کرو، یعنی فرد، اور مجرد رہو۔ چاند کی طرح کب تک لاؤ لشکر رکھو گے۔ اس سے فائدہ نہ تھا ہے نہ ہوگا۔

(۱۶) دیگ امانی مپز تات نیاید طمع × پیش خساں کفچہ وار دست بخم داشتن

(معنی) دنیوی امیدوں کی دیگ نہ پکاؤ۔ نہ پکاؤ! کیوں؟ اس لئے کہ تمہیں طمع سے ذلیلوں کے سامنے دست سوال نہ دراز کرنا پڑے۔

(۱۷) از درِ کم کاسگاں لاف فزونی زدن × بر درِ لایفلخاں گوشِ نعم داشتن

حل لغات

کم کاسگاں :- بخیلاں - کم ہمتاں۔
لایفلخاں :- نارستگاراں - گرفتاراں
گوشِ نعم داشتن - حصولِ نعمت کے لئے کان لگانا "گوشِ نعم" میں اضافتِ باد نی ملابست ہے۔

معنی

بخیلوں - اور کم ہمتوں کے دروازے سے زیادتی کی ڈینگیں مارنا - اور ان گرفتارانِ دنیا کے دروازے پر حصولِ نعمت کے لئے کان لگانا کس قدر لغو اور عبث ہے - نہ ان سے کچھ نفع ہوگا، نہ اُن سے کچھ فائدہ - (ناقابل فہم)

(۱۸) ہمتِ وانگہ زغیر برگ و نوا ساختن عیسیٰ وانگہ بوام نیل و قلم داشتن

ہمت بلند ہوتے ہوئے - غیروں سے سامان کی خواہش! - سبحان اللہ! کس قدر پست ہمتی ہے - اس کی ٹھیک مثال یہ ہوئی - کہ حضرت عیسیٰ بازار میں نیل اور سُرخ رنگ قرض لیتے پھرتے ہیں -

حضرت عیسیٰ ؑ ایک رنگ سے مختلف رنگ بنا دیتے تھے -

(۱۹) لاف فریدون زدن وانگہ ضحاک وار × سلطنت و شیطنت ہر دو بہم داشتن

معنی

ہائیں! غضب خدا کا - ڈینگ تو یہ مار رہے ہو کہ "ہم فریدوں ہیں، ہم فریدوں ہیں" اور ضحاک کی طرح سلطنت و شیطنت دونوں موجود - "لا حول ولا قوۃ الا باللہ"

کہا جاتا ہے کہ شیطان نے ضحاک کے دونوں شانوں کو چوم لیا تھا - اس وجہ سے دو سانپ پیدا ہوگئے - جن کی غذا مغزِ انسان قرار پائی -

(۲۰) صحبتِ مارالعنب مایۂ نارِ اللہیب × ترکِ چنیں آب ہمت آبِ کرم داشتن

حل لغات

مارالعنب - شراب - نارِ اللہیب - دوزخ سے مراد ہے -

آب ؛ آبرو　　کرم ؛ بزرگی۔

معنی　بابا! یہ کباب و شراب کی محبت، سراپا جہنم ہے جہنم! ایسے پانی کو ترک کرو۔ تاکہ انسانی بزرگی کی آبرو رہ جائے۔ ورنہ اس قسم کے افعال سے انسان کی عزت و شرافت گئی۔ کیونکہ اس سے اول عقل ہوتا ہے۔

(۲۱) چند پئی کار آب بر در زردشتیاں　　عقل کہ کسریٰ وشش ست بر وقف ستم داشتن

شراب خواری ۱۲　سفان: گبران ۱۲

معنی　اس شراب کے پیچھے کب تک گبروں کے دروازوں پر عقل کو وقف ستم رکھو گے بولو! بتاؤ!!۔

اسلامی حکومتوں میں غیر مسلم۔ یہودی۔ گبر۔ نصاریٰ وغیرہ شراب فروخت کرتے ہیں۔ وہ بھی خفیہ۔

(۲۲) سینہ بغوغائی حرص بیش میالا از انکہ × نیست بفتوائی عقل گرگ برم داشتن

حل لغات　غوغا = مشہور ہے۔ بہ معنی انجمن و جمعیت بھی آیا ہے　رم۔ یہی "رمہ" کہ بہ معنے گلۂ گوسپندان ہے۔

معنی　میں اب نصیحت ختم کر چکا۔ بس آخری بات یہ ہے۔ کہ اپنے سینہ کو اس سے زیادہ حرص و طمع سے آلودہ نہ کرو۔ کیوں؟ اس لئے عقل کبھی یہ فتوی نہیں دے سکتی۔ کہ بھیڑیئے کو بکریوں کے گلے میں چھوڑ دیا جائے۔ تم حرص کو بھیڑیا سمجھو۔ بھیڑیا اگر یہ سینہ میں رہے گا تو سارے اعمال صالحہ کو کھالے گا۔

(۲۳) بہر چنین خشکسال مذہب خاقانی ست × از پی کشت رضا چشم بہم داشتن

(۲۴) از سر تسلیم دل پیش عزیزان فقر × حلقہ بگوش آمدن غاشیہ ہم داشتن

(۲۵) بھر دل و دین غیر تبۂ شروان شدن × پیش در اہل بیت ماتم غم داشتن

حل لغات　خشک سال۔ قحط۔ یہاں قحط اعمال صالحہ مقصود ہے۔

رضا - خوشنودی آلہی

تسلیم - تمامی امور کو خدا کے سامنے کر دینا - اور اس کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا۔

دل - توجہ۔

عزیزان فقر - درویشان کامل

حلقہ بگوش - مطیع۔

غاشیہ دا شتن - خدمتگار رہونا۔

بہر دل و دین غیر ؛ اور بعض نسخوں میں " بھر دل و دین خود " ہے دونوں صورتوں سے معنی ہو سکتے ہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ اس اعمال صالحہ کے زمانے میں غاقانی کا تو یہ مذہب ہے کہ رضا و تسلیم کی کھیتی کے لئے وہ آنکھیں اپنی پرنم کرتا ہے اور اس بارش سے اس کھیتی کو سینچا کرتا ہے۔ اور از راہ تسلیم و توجہ دلی فقیران کامل و درویشان عامل کے سامنے حلقہ بگوش آنا اور اُن کی خدمتگزاری کرنا اس کا شکار ہے۔ اور غیروں کے دین و دل کے لئے بستہ شروان ہونا اور اپنے اہل البیت کے دروازے کے سامنے بوجہ ناداری ماتم و غم کرنا۔ اور بس۔

مولوی صادق علی کے معنی

آخری شعر کے معنی **مولوی صادق علی** نے یہ لکھے۔ کہ :-

" میرے باپ اور ماں نہ رہے لہذا غیروں کے دین کے لئے میں کیوں شروان میں رہوں اور ماتم و غم گروں۔

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

اور **جناب فاضل بلگرامی** نے غیر کے بجائے (خود) کا نسخہ اختیار کر کے یہ معنی لکھے۔ " مگر کیا کروں اپنے دل و دین کی وجہ سے پابند شروان ہوں اور اہل خانہ کے سامنے بوجہ ناداری ماتم و غم کرتا ہوں۔

گیارھواں قصیدہ ختم ہوا

قصیدۂ دوازدہم

(۱) شب روان چوں رخ صبح آئینہ سیما بینند — کعبہ را چہرہ دران آئینہ پیدا بینند

موصوف ۱۲ صفت ۱۲ — برائے اضافت — صبح ۱۲

حل لغات

شب روان :- رات کے سفر کرنیوالے جاجیاں۔ سالکان مقصود ہیں۔ گرمی کی وجہ سے عرب میں رات کو سفر کرتے ہیں۔

آئینہ سیما۔ صبح کی صفت ہے۔ آئینہ پیشانی

کعبہ را چہرہ ۔ "را" برائے اضافت ہے۔ کعبہ مضاف الیہ۔ چہرہ، مضاف چہرۂ کعبہ۔

آں آئینہ — وہی صبح

معنی

حکیم کہتا ہے۔ کہ وہ اندھیری رات میں سفر کرنے والے حاجی یعنی راہ خدا کے سالک، جس وقت صبح کا چہرہ آئینہ سیما دیکھتے ہیں۔ تو صرف صبح ہی نہیں دیکھتے، بلکہ ان کو اس آئینہ میں کعبہ کی صورت بھی دکھائی دیتی ہے۔ یعنی جس وقت صبح طلوع ہوتی ہے، تو اس کی روشنی میں عمارت کعبہ نظر آتی ہے۔

جناب فاضل بلگرامی کے معنے

جناب فاضل بلگرامی تحریر فرماتے ہیں کہ :-

"سالکان مراحل عشق رات بھر جب "مراقبہ" میں گزارتے ہیں۔ اور انہیں صبح دکھائی دیتی ہے تو اس آئینے میں چہرۂ کعبہ بہت نمایاں دیکھتے ہیں"

یہاں "مراقبہ" کا کوئی ذکر نہیں (دشادماں ۱۲)

(۲) گرچہ ز آں آئینہ خاتون عرب رانگرند × در پس آئینہ رومی زن عنا بینند

صبح ۱۲ — کعبہ ۱۲ — صبح ۱۲ — آفتاب ۱۲

حل لغات

آن آئینہ ۔ وہی صبح۔

خاتون عرب ۔ خانۂ کعبہ سے کنایہ ہے

در پس آئینہ ۔ یعنی صبح کے عقب میں۔

رومی زنِ رعنا۔ آفتاب سے کنایہ ہے۔ عرب رومیوں کو بنوالاصفر کہتے ہیں۔ آفتاب کو بوجہ زردی "رومی زن" کہا۔ شمس مونث سماعی ہے۔ اس لئے اُسے زن قرار دیا

معنی حاجی۔ اگرچہ اس آئینہ صبح سے خاتون عرب (کعبہ) کو دیکھتے ہیں۔ مگر اسی آئینہ کے عقب میں ایک سُرخ وسپید رومی عورت (آفتاب) کو بھی دیکھتے ہیں۔ کہ جو اٹھلاتی ناز و انداز سے چلی آرہی ہے۔

جنابِ محشی فرماتے ہیں۔ کہ "آفتاب" رسول مقبول سے کنایہ ہے۔ اور مقصود یہ ہے کہ کعبہ کے دیکھنے کے بعد مدینہ منورہ کی زیارت کرتے ہیں"۔ خاقانی رومی زن کہکر آنحضرت سے کنایہ نہیں لے سکتا یہ گستاخی ہے۔ میرے نزدیک یہ معنی صحیح نہیں۔

اختران عودِ شب آرند و باتش فگنند خوش بسوزند و صبا خوش دم از آنجا بینند (۳)

حل لغات

عودِ شب میں اضافتِ تشبیہی ہے۔ — میں چلتی ہے

خوش بسوزند۔ خوب جلاتے ہیں — **خوش دم**

صبا۔ مشرقی ہوا۔ جو موسم بہار — معطر۔ خوشبودار

معنی یہ آسمان کے جھلملاتے تارے عودِ شب کو لاکر آفتاب کی آگ میں ڈال کر خوب جلاتے ہیں۔ اسکی خوشبو فضا میں خوب پھیل جاتی ہے۔ اسی وجہ سے ان کو ہوا معنبر و معطر محسوس ہوتی ہے۔

مطلب حکیم کا یہ ہے کہ رات ختم ہوئی صبح طلوع ہوئی نسیم سحر چلنے لگی رات کے ختم ہونے کو اس طرح ادا کیا کہ ستاروں نے عودِ شب کو آتش آفتاب میں ڈال کر جلا ڈالا۔

صبح دندان چو مطرا کند از سوختہ عود عودیِ خاک زدندانش مطرا بینند (۴)

حل لغات

مطرا:۔ مصفا۔ آبدار — **عودیِ خاک**:۔ میں اضافتِ تشبیہی ہے:۔

سوختہ عود:۔ ایران میں عود کو جلا کر اُسکے کوئلے سے دانت مانجتے ہیں۔ — **عودی**:۔ لباسِ سیاہ۔ رنگِ خاک بھی تیرہ مانا جاتا ہے:

معنی یہ جو ستاروں نے عودِ شب کو آفتاب کی دہکتی آگ میں ڈال کر جلایا تھا اُسکی وجہ یہ تھی۔ کہ اُس کے

کوئیلے سے صبح اپنے دانت صاف کرے، چنانچہ اُس نے ایسا کیا، اور اب اُس کے دانتوں کی صفائی سے عودی خاک کو بھی مصفا دیکھتے ہیں یعنی صبح کے نور سے روئے زمین بھی منور ہے۔

(۵) صبح را دیدی سیاہ احرام کشند ✻ تا فلک را سلب کعبہ مہیا بینند

حل لغات

ردائے سادہ احرام :۔ احرام باندھنے والوں کی چادر سپید، سادہ اور بے سی ہوئی ہوتی ہے۔

یہاں نورِ صبح سے مراد ہے۔

ترکیب

سلب :۔ ایک قسم کا لباس ہے جو جنگ میں پہنتے ہیں۔ سلبِ کعبہ مضاف ہے۔ اور فلک مضاف الیہ۔ را، برائے اضافت۔ سلبِ کعبہ فلک۔

خاقانی پر اعتراض اور اسکا جواب

جناب فضل بکرامی فرماتے ہیں "لفظ ردا کو نئی وزن پر نظم کیا ہے" کوئی نیا وزن نہیں "ردا" کے الف کو جھکا کر ایا کر لیا ہے جیسے کتاب سے کتیب، رکاب سے رکیب۔

سلب :۔ ایک قسم کا لباس ہے جو جنگ میں پہنتے ہیں۔ سلبِ کعبہ مضاف ہے۔ اور فلک مضاف الیہ۔ را، برائے اضافت۔ سلبِ کعبہ فلک۔

خانہ کعبہ کی پوشش سیاہ ہے اور آسمان کا بھی لباس سیاہ ہے۔

معنی

حکیم کہتا ہے :۔ چونکہ کعبہ فلک کا لباس سیاہ مہیا دیکھتے ہیں اس لئے قضا و قدر صبح کو سادہ احرامی اُڑھا دیتے ہیں۔

یعنی صبح طلوع نہیں ہو رہی ہے، بلکہ ایک حاجی ہے جو سادہ احرامی باندھے ہوئے کعبہ آسمان کے طواف کے لئے جا رہا ہے۔

(۶) محرمان چون روی صبح درآرند کتف ✻ کعبہ را سبز لباسِ فلک آسا بینند

حل لغات

محرم :۔ احرام باندھنے والے حاجی۔

کتف :۔ شانہ

کعبہ را :۔ یہ "را" برائے اضافت ہے "کعبہ"

مضاف الیہ "سبز لباس فلک آسا" مضاف "فلک آسا" لباس کی صفت ہے۔

معنی

احرام باندھنے والے حاجی جس وقت کہ صبح کی داکاندھے پر ڈالتے ہیں یعنی جس وقت کہ صبح طلوع ہوتی ہے اور اس کا نور حاجیوں پر پڑتا ہے، تو اُن کو کعبہ کا سیاہ لباس (جو فلک کی طرح ہے) بھی نظر آتا ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنے

جناب فاضل بلگرامی تحریر فرماتے ہیں:-
"یعنی جب ان کو صبح ہوتی ہے تو کعبہ کا لباس مثل آسمان سیاہ دیکھتے ہیں"۔

(۷)

خود فلک شقہ دیبای تن کعبہ شود — ہم ز صبحش علم شقہ دیبا بینند

حل لغات فاضل بلگرامی کی غلطی

شقہ:- پارچہ جامہ
دیبا:- ریشمی کپڑا ہے
علم:- نقش جامہ علم شقہ دیبا:- پارچہ دیبا کے نقوش۔

یہاں مقصود دیبا کپڑوں کی لہروں سے ہے۔
جناب فاضل بلگرامی نے اس موقع پر (علم) کو جھنڈا خیال کیا۔ اور یہ صحیح نہیں۔

معنی

حکیم کہتا ہے یہ جو میں نے کہا کہ کعبہ کا لباس سیاہ فلک کی طرح کا ہے، نہیں بلکہ خود فلک ہی جسم کعبہ کا لباس دیبای ہوتا ہے! اور آسمان پر یہ جو صبح طلوع ہوئی ہے اور اس کا نور پھیلتا چلا آرہا ہے یہ شقہ دیبا کے نقوش، اور لہریں ہیں؛ گویا آسمان دیبا ہے اور صبح کا بڑھتا ہوا نور اس کپڑے کی لہریں۔

جناب فاضل بلگرامی کے معنے

جناب فاضل بلگرامی:- بلکہ خود فلک ہی لباس دیبای جسم کعبہ بن جاتا ہے نیز نور ساطع اس کی صبح کا ایسا جھنڈا ہے جن کا پھریرا دیبا کا ہو۔
اس مقام پر نہ علم کی ضرورت ہے۔ نہ پھریرے کی! اور نہ خاقانی یہ کہہ رہا ہے (ارشاد ماں)

(۸)

دم صبح از جگر آرند و نم از ژالہ چشم — تا دل زنگ پذیر آئینہ سیما بینند

(۹)

دم و نم تیرہ کنند آئینہ این آئینہ بین — کز نم گرم و دم سرد مصفا بینند

حل لغات

دم از جگر آوردن:- آہیں کرنا
نم:- تری
ژالہ چشم:- آنسو

دل زنگ پذیر:- ایسا دل جو گنا ہوں سے آلودہ ہو۔

معنی

صبح کا سہانا وقت ہے، نسیم سحری چل رہی ہے مگر حاجی یاد الٰہی میں جگر سے آہیں اور آنکھوں سے آنسو نکال رہے ہیں کیوں؟ اس لئے کہ اپنے دل زنگ آلود کو مصفا دیکھیں تمہیں معلوم ہے کہ منہ کی بھاپ

ہُویا تری دونوں آئینہ کو دُھندلا کرتی ہیں مگر طرفہ تماشہ ہے کہ راہِ عشق کے یہ سالک ہم گرم اور دمِ سرد سے اپنے آئینۂ دل کو مجلّا دیکھ رہے ہیں ؛

(۱۰) راہِ صبوح زناں، راہ صبوحی بزنند — دیو را راہ زدن روح چہ یارا بینند

حل لغات

راہ کے بہت سے معنی ہیں طرز، طریقہ، راستہ مقام، آہنگ، نغمہ، یہاں بمعنی نغمہ ہیں ؛

صبوح کا اس قدر عبارت مقصود ہے :-

"صبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح"

راہ صبوح زناں : نغمہ گانیوالے ؛

صبوحی : شراب صبح گاہی یعنی مئی عشق الٰہی "راہ صبوحی بزنند" شراب عشق الٰہی کا گیت گانے والے ؛

دیو : شیطان، نفس امّارہ

راہ زدن : لوٹنا

معنی

یہ حاجی "صبوح قدوس" کا گیت گانے والے، شراب عشقِ الٰہی کا نغمہ گا رہے ہیں اس حالت میں شیطان ہو یا نفس امّارہ ان کی کیا طاقت اور کیا قدرت ہے کہ ان سالکوں کی روحوں کی ڈاکہ زنی کر سکیں۔

"فاضل بلگرامی" نے "بزنند" کی جگہ "بزنید" پڑھا ہے، اور قطعی اچھا نہیں ہے اور مصرعہ بطا نہیں کہا ئیگا۔

(۱۱) بشکنند آن قدح مہ تن و گردون زنار — کہ بدست ہمہ تسبیح ثریا بینند

حل لغات

قدح مہ تن۔ موصوف صفت ہے ایسا پیالہ جس کا جسم چاند کا سا ہو یعنی پیالہ بلوریں یا سیمیں۔

گردوں زنار۔ قدح کی دوسری صفت ہے۔ پیالہ آسمان کی طرح ہوتا ہے۔ "جام" کے خطّ مشہور ہیں اور وہ سات ہیں (۱) خط جور (۲) خط بغداد (۳) خط فرودینہ (۴) خط بصرہ (۵) خط ارزق (۶) خط کاسہ گر (۷) خط در شکر

خط گردوں زنار ایسا پیالہ ہے جو آسمان کی طرح خطوط رکھنے والا ہے۔ آسمان کے خطوط خطِ استوا وغیرہ

شراب پینے والے اوس پیالے کو جو مہ تن اور گردوں زنار ہے، توڑ کر پھینک دیتے ہیں، اور شراب خواری سے توبہ کر لیتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ ان عاشقان آتشی کے ہاتھ میں تسبیح ثریا دیکھتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حاجی صبح کے وقت اس شان سے تسبیح کھٹکھٹاتے ہیں کہ شرابی اس سے متاثر ہو کر اپنے جام ظاہری کو توڑ کر پھینک دیتے ہیں

جناب شاداں کے معنی

اور جناب شاداں نے یوں معنی تحریر کئے ہیں:-

"یہ لوگ مئی وحدت کے پینے والے ہیں شراب ظاہری کے جام بلوریں و مخطط کو توڑ ڈالتے ہیں۔ کیونکہ ان سبکے ہاتھ میں تسبیح ثریا ہے

(۱۲) خوش دمان آں رندے صبح بشوئند چو شیر کان روی جامہ احرام مسیحا بینند

معنی

حاجی، جو بسوخ قدوس کہتے چلے آرہے ہیں، اس رند نے صبح کو دھو کر دودھ کی طرح اور سفید کر دیتے ہیں، یعنی ان کے عشقیہ کلمات اور تسبیح خوانی سے وہ نور ساطع ہوتا ہے کہ جس سے سپیدۂ سحری کے نور میں اور اضافہ ہو جاتا ہے۔

حاجی اس رند کو کیوں دھوتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ اس کو جامہ احرام مسیحا خیال کرتے ہیں صبح نور آفتاب ہے اور آفتاب اور حضرت عیسیٰ دونوں فلک چہارم پر۔ لہٰذا حاجی صبح کو حضرت عیسیٰ کا جامہ احرام خیال کرتے ہوئے کارگاہ ذری کر دیتے ہیں۔

(۱۳) شائقان تو نہ اصبح نہ شام آزادند کہ دل از ہر چہ دو رنگیست شکیبا بینند

حل لغات

تو، کا خطاب یا خدا سے یا خانہ کعبہ سے ہے
کہ۔ بلکہ۔ اضراب کا ہے

معنی

خدایا تیرے شائق کچھ بھی نہیں کہ صبح و شام سے آزاد ہیں، بلکہ وہ تو ہر اوس چیز سے جو دو رنگی ہو، قانع اور صابر ہیں یعنی آزاد ہیں تیرے مقابلہ میں اس کی کچھ پروا نہیں کرتے۔

(۱۴) صبح و شام آں گلگونہ و شب غالیہ فام رو کہ مردانہ بدیں رنگ زنان دو بینند

معنی

یہ صبح و شام ہیں کیا چیز؟ اے ایک کو گلگونہ، دوسرے کو غالیہ سمجھو، جاؤ بھی! کہیں

عاشقان آلہی جو اللہ کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں وہ ان عورتوں کے رنگ پر التفات کرتے ہیں،

(۱۸۵) صبح صادق پس کاذب چہ کند بر تن ما چادر سبز دو تا زن سوا بینند
کنایہ از آفتاب ۱۲ شب

معنی یہ صبح صادق بعد کاذب کرتی کیا ہے؟ یہی تو کرتی ہے کہ زمانے کے تن پر جو سیاہ چادر (سیاہی شب) پڑی ہوتی ہے اور اس میں ایک عورت چھپی ہوتی ہے جھٹ اس کو بہا دے، بیچاری عورت کو (آفتاب) کو دن دھاڑے نکال دیتی ہے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اس زن سوا کو تمام زمانہ دیکھتا ہے، جب صبح کا کام سوا کرنا ٹھہرا تو عاشقان الہی اس کی طرف کیوں التفات کرنے لگے نور خدا کے ہوتے ہوئے نور صبح کیا چیز ہے؟
شمس مونث سماعی ہے اس لئے اس کو زن کہا

زآبنوس شب و روز آمد برقعہ دہر
دو سپہ کاکلت شطرنجی سوا بینند

حل لغات آبنوس شب و روز میں اضافت تشبیہی ہے، آبنوس ایک سیاہ لکڑی ہے جس سے شطرنج کے مہرے تیار کئے جاتے ہیں۔
رقعہ کپڑے کا ٹکڑا، یہاں بساط شطرنج مقصود ہے۔
دو سپہ:۔ بازی شطرنج میں دو فریق ہوتے ہیں ایک کی سپاہ کالے مہروں کی دوسرے کی سفید مہروں کی، ان میں شاہ وزیر، اسپ فیل، پیادے ہوتے ہیں، یہاں آبنوس شب کے کالے مہرے، اور آبنوس روز کے سفید مہرے ہیں۔

فاضل بلگرامی نے اعتراض کیا ہے کہ "آبنوس کالا ہوتا ہے، لہذا آبنوس روز کے بجائے زیتون روز ہوتا تو درست ہوتا" شعر و شاعری میں اس قسم کے اعتراض مقبول نہیں اس مقام پر آبنوس سے مطلق لکڑی مقصود ہے۔
آلہ۔ اوزار، وسیلہ، سبب، آلہ شطرنجی مہرے، شطرنجی کی (ی) نسبتی ہے یعنی وہ آلے جو منسوب بہ شطرنج ہیں۔
سوا۔ خیالات مجنونانہ
بینند کے فاعل حاجیان نہ طالب دنیا جیسا کہ فاضل بلگرامی نے خیال فرمایا ہے۔

معنی حکیم کہتا ہے میں تمہیں بتا آیا کہ یہ ہر صبح و شام دونوں عورتوں کے رنگ ہیں جن پر اہل اللہ توجہ نہیں کرتے اب دوسری بات بتاتا ہوں یہ صبح و شام کیا ہیں؟ ایک لکڑی ہیں ان کو کاٹ کر

جو بساط دہر پر موجود ہیں، ان کو جا بجا عاشقان الٰہی خیالاتِ مجنونانہ کے آلہ شطرنجی یعنی مہرے خیال کرتے ہیں وہ سوائے خدا کے اور کی طرف متوجہ نہیں ہوتے، خواہ شام و صبح ہوں، خواہ شب و روز

۱۷ لعبت دہر ست چو تضعیف حساب شطرنج — گرچہ پایان طلبندش نہ ہمانا بلبند

حل لغات

تضعیف حساب شطرنج۔ اس کا مفصل بیان غیاث میں تضعیف بیوت شطرنج میں لکھا ہوا ہے، بساط شطرنج میں ۶۴ خانے ہوتے ہیں۔ کسی چیز کو ہر خانہ میں دوچند کرتے جانا مثلاً۔ پہلے خانے میں ایک چاول، دوسرے میں دو، تیسرے میں چار، چوتھے میں آٹھ۔ پانچویں میں سولہ، چھٹے میں بتیس، ساتویں میں چونسٹھ، آٹھویں میں ایک سو اٹھائیس۔ اسی طرح آخر تک کہتے ہیں۔ ایک بادشاہ سے کسی نے اس حساب سے چاول مانگے تھے، وہ دے نہ سکا۔ کیونکہ اس کی سلطنت میں اتنے چاول نہ نکلے۔

پایاں۔ انتہا۔

ضمیر شین۔ ضمیر شین۔ لعب دہر کی طرف ہے

معنی

زمانے کے کھیلوں کے متعلق کیا بتاؤں اس کا حساب تضعیف بیوت شطرنج کا سا ہے یہ تو بے انتہا کھیل کھیلا کرتا ہے۔ اب لوگ اگر اس کی انتہا معلوم کرنا چاہیں تو نہیں معلوم کر سکتے جب یہ حال ہے تو اس سے احتراز واجب۔

۱۸ کہ کند خاک درین کاسۂ مینای فلک — کہ از و آتش و زہر آبخورا بینند

۱۹ غلط م خاک چہ حاجت کہ چو بہ رنگ رند — ہمہ خاکیست کہ در کاسہ ہمی بینند

حل لغات

کاسۂ مینای فلک اضافت بیانی ہے۔ "پیالہ سبز رنگ آسمان" اس سے خود آسمان مقصود ہے۔

آبخور۔ پیالہ۔ مشربہ

پہلا کاف کد امیہ ہے

دوسرا کاف علت کا ہے

معنی

ہائے کوئی ایسا نہیں کہ اس فلک کے منہ میں خاک جھونک دے اس لئے کہ اس کمبخت سے ہمیشہ ہمارے پیالے میں یا تو دیکھنے والوں نے آگ دیکھی، یا زہر، شب و روز تکالیف ہی

پہونچایا کرتا ہی، مگر افسوس کوئی ایسا نہیں، بلکہ باوجودیکہ یہ مصائب نازل کرتا ہی، پھر بھی دُنیا اس کی طرف راغب!

نہیں میں نے غلطی کی اس کے منہ میں خاک ڈالنے کی کیا ضرورت، لوگ اگر غور سے دیکھیں تو انہیں اس کے کاسے میں خاک ہی خاک بھری نظر آئیگی؛

آسمان کی قطع اُو نہے پیالے کی سی ہی، یہ کرۂ زمین گویا اس پیالے میں بھری ہوئی معلوم ہوتی ہی؛

(۲۰) خاک خواران زفلک خواری بینند چو خاک — خاک بر سر ہمہ ہیچ گلوتا بینند

(۲۱) بگذریم از فلک و دہر در کعبہ زنیم — کین دو را ہم بدر کعبہ تولا بینند

حل لغات

"این دو را، را برائے اضافت این او" مضاف الیہ اور "تولا" مضاف ہے،

"این دو" سے مراد فلک و دہر ہیں۔

تولا، ضدِ تبرا۔ محبت رکھنا۔

معنی

مخاطب! یہ دُنیا والے حریص، ہمیشہ اس آسمان سے ذلت ہی دیکھا کرتے ہیں، اور خاک کی طرح پائمالِ حوادثِ فلکی ہیں، پھر بھی ان کی طبع کا میلان نہیں جاتا! اس لئے ان سب کے سر پر خاک! انہیں کچھ نہ کہو، جہان تک ان سے ذلت اٹھائی جائے اٹھائیں۔

ہم اب آسمان و دہر کے قصہ کو ترک کرتے ہیں اور پھر کعبہ کا ذکر چھیڑتے ہیں اس لئے کہ یہ دونوں کچھ کہیں مگر کعبہ سے تو لو لگائے رکھتے ہیں لہٰذا ان کی خدمت ٹھیک نہیں۔

(۲۲) ما و خاک پے وادی سپاران کز تف و نم — آہ شان مشعلہ دارد مژہ شان بینند

حل لغات

پے۔ قدم۔ نشان قدم۔

وادی سپاراں۔ جنگل کے طے کرنیوالے حاجی۔

تف۔ حرارت عشق۔

نم۔ سے مراد اشک۔

معنی

ہاں۔ تو ہم ہیں اور ان سالکانِ مراحلِ عشق (حاجیاں) کے پاؤں کی خاک اور ہم ہیں، اور ان کے نشانِ قدم کی زمین حرارت عشق کی وجہ سے اُن کی آہیں "مشعلہ داری" اور گریہ کی وجہ سے

آنسو جو پلکوں پر آکر ٹپ ٹپ گر رہے ہیں وہ سقائی کر رہے ہیں۔ یعنی ہم ان کی مشعلِ آہ کی روشنی میں اس زمین پر چل رہے ہیں جس پر ان کے آنسوؤں نے چھڑکاؤ کیا ہے۔

(۲۳) ہاں واقصہ و واقص آن راہ شویم — کہ زبرکش برکہ برکہ سینا بینند

حل لغات

ہا ؛ کلمۂ تنبیہ
واقصہ ؛ کعبہ کے راستے میں ایک منزل ہے۔
واقص۔ کوبندہ، "واقص آن راہ شویم" اس راستہ کے چلنے والے طے کرنیوالے ہوں۔

برکہ، بکسر اول، حوض
برکہ۔ یہی برکت
کوہ سینا ؛ مشہور پہاڑ، جس پر حضرت موسیٰ کو تجلی ہوئی۔

معنی

ہاں وہاں یہ منزلِ واقصہ ہے، ہم اس راستہ کے طے کرنے والے ہوں، ارے یہ تو وہ منزل ہے جس کے حوض کے برکات دیکھنے والوں نے کوہِ سینا پر بھی دیکھے ہیں یعنی اس منزل کا پانی، وہ نورانی ہے جس کی برقِ تجلی بھی کسبِ ضیا کرتی ہے۔

(۲۴) بادیہ بحر و بران بحر زباران چو حبابا — قبہ سیم زن حلہ و احیا بینند

بادیہ ؛ مشہور، اور مکہ معظمہ کے راستے میں منزل بھی ہے
قبہ سیم ؛ یہاں سفید سفید خیموں سے مراد ہے۔

حلہ۔ منزل بھی ہے اور نام قبیلہ بھی
احیا۔ منزل ہے اور نام قبیلہ۔

آہا ہا! بادیہ کیا ہے؟ سمندر ہے سمندر، جس طرح سمندر میں بارش کے حباب ہوتے ہیں اسی طرح یہاں قبائل کے سفید سفید خیمے معلوم ہو رہے ہیں بادیہ میں بالو ہی جو دور سے پانی نظر آتی ہے۔ اس لئے بادیہ کی تشبیہ بحر سے خوب ہے

جناب فاضل بلگرامی فرماتے ہیں "یا تو بادیہ کو وسعت میں بحر سے تشبیہ دی ہے یا خوش اعتقادی سے شاعر کو بیابان بھی بحر معلوم ہو رہا ہے"۔

جناب شاہ صاحب سے اختلاف

خوش اعتقادی کا یہاں ذکر نہیں، وہ سین دکھا رہا ہے، وجہ ہم نے اوپر لکھ دی (شادمان)

۲۵ از خجا جہ بسرہ معونۃ یابند — و زعرینہ بلب چاہ مورسا بینند

قوم ۱۲ — قوم ۱۲

معنی حاجی قوم خفا چھے سراہ بہت کچھ امداد پاتے ہیں، اور کنویں پر قوم عرینہ سے یاری و غمخواری یعنی یہ لوگ پانی پلاتے اور مہمان نوازی کرتے ہیں۔

۲۶ گرم گاہی کہ چو دوزخ دمد از بادِ سموم — تف باحورا چون نکہت حور ا بینند

حل لغات
گرم گاہ۔ مقامِ گرم، یا وقت گرم
بادِ سموم، گرم ہوا۔
باحورا۔ وہ آٹھ یا بیس دن جس میں
نہایت گرمی پڑتی ہے،
نکہت۔
خوشبو

معنی اُف اُف! وہ گرم مقام، جو دوزخ کی طرح لوہ سی پھک رہی، مگر واہ رے عاشقان اس گرمی کی کچھ پروا نہیں کرتے ہیں شوق طواف میں منہ اٹھائے چلے جاتے ہیں اور اس گرمی کو زلفِ حور کی خوشبو سمجھ رہے ہیں۔

۲۷ قرصۂ شمس شود قرصۂ یوند نلطف — بہر تفتہ جگران کافت گرما بینند

حل لغات
قرصۂ یوند۔ ریوند کی ٹکیا مسہل ہے اور جگر کی حرارت کی دافع۔
لطف۔ یعنی لطف ایزدی۔
تفتہ جگراں۔ حاجیاں۔
جن کے جگر میں اس گرمی اور لوہ سے حرارت پیدا ہو گئی۔

معنی تفتہ جگر، حاجی جو بیچارے بادِ سموم کے جھونکے برداشت کر رہے ہیں جن کے جگر کو آفتاب کی گرمی بھونے ڈالتی ہے، ان کے لئے کچھ ایسا لطف الٰہی شامل حال ہے کہ یہی قرص آفتاب ان کے لئے قرص ریوند ہیضہ کا کام دے رہا ہے، یعنی شوق طواف کعبہ میں ان کو آفتاب کی گرمی محسوس نہیں ہوتی۔

۲۸ چرخ نارنج صفت شیشہ کافور شود — کہ ز انفاس مریداں دمِ سرما بینند

معنی پھر کہ یا دالٰہی میں حاجیوں کے انفاس سے آہ سرد نکل نکل کر آسمان پر پہونچ رہی ہے، اس لئے یہ کوئی تعجب خیز بات نہ ہوگی کہ یہ گول آسمان شیشۂ کافور ہو جائے۔

۲۹ علمِ خاص خلیفہ زدہ در لشکرِ حاج — چترِ شاہی ست کز و ماہ شب آرا بینند

حل لغات
خلیفہ سے مراد خلیفہ عباسی مقتفی باللہ مراد ہے
حاج۔ حاجی کی جمع ہے۔
چتر کے اوپر ماہیچہ لگا ہوتا ہے۔ اسیکو "ماہِ شب آرا" کہتے ہیں۔

معنی
ان حاجیوں کے لشکر میں خلیفہ کا خاص علم نصب ہے اور شاہی چتر بھی ہے کہ لوگ اُس سے ماہ شب آرا دیکھ رہے ہیں۔

۳۰ بازِ زرین بر آں دستارچہ زیر — آفتابے بشب آراستہ عمدا بینند

حل لغات
بازِ زرین۔ جھنڈے پر سونے کا باز نصب ہوتا ہے۔
دستارچہ سے سیاہ کپڑا مقصود ہے

معنی
خلیفہ کا وہ جھنڈا جس پر سونے کا باز نصب ہے اور اُسکے نیچے سیاہ کپڑا ہے وہ ایک ایسا آفتاب ہے جس کی آرائش کی عمداً شب تاریں کی گئی ہے۔

۳۱ تاجِ زرین بسرِ دخترِ شاہنشہِ زنگ — بازِ پشمیں بگیسوش سراپا بینند

حل لغات
دخترِ شاہنشاہِ زنگ۔ بادشاہِ زنگ کی لڑکی۔ لوہے کی اوس گرہ کو کہتا ہے جس کے اوپر ایک نوک نکلی ہوتی ہے اس نوک پر باز یا چاند وغیرہ نصب کر دیتے ہیں اس کے نیچے پھریرا ہوتا ہے۔
گیسو سے مراد سیاہ پھریرا ہے۔

معنی
حکیم جھنڈے کا سین کھینچتا ہے اور خوب کھینچتا ہے کہتا ہے کہ یہ جو علم پر سونے کا باز ہے اسی کو تم تاج سمجھو۔ جو حبش کے بادشاہ کی لڑکی کے سر پر رکھا ہوا ہے اور اگر تمھیں یہ بھی پسند نہیں تو یہ سہی کہ حبش کی شاہزادی کی زلفوں میں باز گھس کر چھپ گیا ہے۔
لوہے کو شاہنشاہ زنگ اور اُس کی گرہ کو اُس کی لڑکی کیا خوب کہا ہے۔

۳۲ زمی از خیمہ بر افلاک و زبس فلکہ زر — بر سرِ ہر فلکی کوکبِ رخشا بینند

زمی - زم - سردی - یاے نسبت ہے مٹی کا مزاج سرد ہے اس وجہ سے یہ نام ہوگیا۔

فلکہ زر - فلکہ بضم اول ہے ستونِ خیمہ میں ایک لکڑی لگا دیتے ہیں تاکہ ستون کپڑے کو نہ پھاڑ سکے۔ یہ فلکہ سونے سے منڈھ دیا جاتا ہے۔

فلک سے خیمہ مقصود ہے

کوکبِ خشا - چمکتا ستان۔

معنی حکیم اس مقام کا منظر دکھا رہا ہے جہاں خیمے نصب ہیں۔ کہتا ہے ذرا نظر اٹھا کر دیکھنا وہ بڑے بڑے خیمے نصب ہیں جس سے زمین پر از افلاک ہوگئی۔ اور چونکہ ان پر فلکہ زر بھی ہیں اس لئے ہر آسمان (خیمہ) پر ستارے بھی جگمگا رہے ہیں۔

(۳۳) **سالکانِ راستہ بادیہ ہیں خطر — لیکن ایوانِ مان کعبہ علیا بینند**

معنی بہر حال۔ حاجیوں کے لئے اس بادیہ کا راستہ محل خطر ہے، مگر وہ کچھ پروا نہیں کرتے اس لئے کہ وہ کعبہ مکرمہ کو قصرِ امان سمجھ رہے ہیں۔

(۳۴) **ہمہ شبہائے غم آبستنِ روزِ طرب ست — یوسفِ روز بہ چاہ شب یلدا بینند**

(۳۵) **خوشیِ عافیت از تلخیِ دارو یابند — تابشِ معنی در ظلمتِ اسما بینند**

(۳۶) **برشوند از پلِ آتش کہ اثیرش خوانند — پس بصحرائے فلکمت جائے تماشا بینند**

(۳۷) **بگزرند از سرِ موی کہ صراطش دانند — پس سوی مائے جنت ماوی بینند**

حل لغات

آبستن : حاملہ

یوسفِ روز : آفتاب سے کنایہ ہے۔

شب یلدا : سخت سیاہ رات۔

پل آتش - کرۂ نار کو کہا ہے اور یہی اثیر ہے

جنت الماوی - ایک بہشت ہے۔

معنی سنو سنو! تمام غم کی راتیں، روزِ طرب سے حاملہ ہیں، سخت سیاہ رات کے کنوئیں سے یوسفِ روز (آفتاب) نکلتا ہے۔ جب کڑوی کڑوی دوا استعمال کی جاتی ہے، اُس وقت کہیں عافیت حاصل ہوتی ہے، نورِ معنی اسما کی تاریکی میں دیکھا جاتا ہے، جس وقت سخت تکلیفیں جھیل کر آگ کے پل (کرۂ نار) سے

گذرتے ہیں اس وقت کہیں جاکر صحرائے آسمان میں تماشا کی جگہ نظر آتی ہے۔ بال سے باریک اور تلوار کی دھار سے زیادہ تیز پل جس کو صراط کہتے ہیں گزر جاتے ہیں تو اُس وقت نعمات بہشتی میسر آتی ہیں یعنی بعد تکالیف راحت پاتے ہیں۔

(۳۸) حفت الجنۃ ہمہ راہ بہشت آمد خار — پس خارستان گلزار تمنا بینند

حل لغات
حفت الجنۃ بالمکاہ۔ کروہاتِ دنیوی برداشت کرنے کے بعد بہشت ملتا ہے۔
خارستان میں زحاف ہے۔

معنی
سنو سنو حدیثِ نبوی ہے کہ جنت اس وقت ملتی ہے جس وقت مکاہ دنیوی برداشت کر لئے جاتے ہیں اس لئے بہشت تک کے جانے کے راستے میں خار ہی خار ہیں، اس خارستان طے کرنے کے بعد کہیں باغِ تمنا کی صورت دکھائی دیتی ہے۔

(۳۹) حفت النار ہمہ راہ سقر گلزار است — بعد گلزار سراسر ہمہ صحرا بینند

حل لغات
حفت النار بالشہوات:۔ خواہشات نفسانی سے دوزخ حاصل ہوتی ہے۔
سقر۔ ایک طبقہ دوزخ ہے
سراسر:۔ اس سرے سے اُس سرے تک۔

معنی
اور دوزخ اس وقت ملتی ہے، جب کہ خواہشات نفسانی، اور شہوت جسمانی دل کھول کر پورے کئے جائیں اس اعتبار سے سقر تک جانے کا تمام راستہ گلزار ہی گلزار ہے، اس کے بعد تو یہاں سے وہاں تک صحرائی دوزخ ہے ذوزخ ہے۔

(۴۰) شوں بیند پرہ پس بہ شر چشمہ رسند — غوص یابند بزر بس مئی حمرا بینند

(۴۱) آب برست کز و شوں فرات انگارند — تاب مہرست کز و غوص منقا بینند

(۴۲) فرکبہ ست کہ در باغ دل و راہ امید — شوں و غوص یا چشمہ صہبا بینند

(۴۳) تخم کاینجا فگنی کشتِ تو آنجا درو ند — جوئے امروز کنی، آب تو فردا بینند

حل لغات
شوں۔ زمین شورزار یا سمندر جس کا پانی کھاری ہوتا ہے۔

غوج کچا انگور
فرات۔ آب شیریں۔ اور عراق کا مشہور دریا۔
منقےٰ۔ خشک انگور

معنی پہلے زمین شور، یا سمندر شور سے واسطہ پڑتا ہے، اس وقت جاکر کہیں شیریں چشمہ پر پہونچتے ہیں اسی طرح سے پہلے کچا انگور ہے۔ اس کے بعد کہیں خون کبوتر کی سی سرخ شراب پینے میں آتی ہے تو یہ شور جو شیریں پانی ہو جاتا ہے، ابر کی بارش سے ہے، اور یہ کچے انگور جو منقےٰ ہوتا ہے آفتاب کی حرارت سے۔

اسی طرح یہ کعبہ کا دبدبہ اور شان ہے کہ دل کے باغ، اور امید کے راستہ میں شور ہو تو، اور غورہ ہو تو چشمہ اور سرخ شراب ہو جاتا ہے، یعنی خانہ کعبہ کی بدولت تمام تکالیف مبدل بہ راحت ہو جاتی ہے۔

تم اگر یہاں تخم پاشی کروگے، تو تمھاری کھیتی وہاں کاٹی جائے گی۔ اور وہیں تم کو اس کا حاصل ملے گا۔ اسی طرح اگر تم آج نہر کھود دوگے، تو کل قیامت میں اس کا پانی ملیگا۔

اعمال صالحہ دنیا میں کرو۔ تو اس کا نتیجہ آخرت میں ملے گا۔ "الدنیا مزرعۃ الآخرہ"

۴۴ بدلی دَرِ نیکی چہ کنی کاہلِ نیاز — نیک آید ہم نظر نیک مکافا بینند

حل لغات
بدلی۔ کاہلی۔ بزدلی۔ نفسہ۔
اہل نیاز۔ اہل اللہ
ہم نظر۔ برابر
مکافا۔ دراصل "مکافات" ہے بدی کی سزا۔ جزا کے لئے بھی مستعمل ہے

معنی تم نیکی کرنے میں بزدلی کیوں کرتے ہو۔ کیوں تمھیں نفرت سی ہوگئی ہے بھائی جو عاشقانِ الٰہی ہیں، وہ تو نیکی کا بدلا نیکی ہی سمجھتے ہیں اور یہی انکا طرز عمل ہے، تم دنیا میں اگر اچھائی کروگے تو اسکے عوض میں تمھارے ساتھ بھلائی ہی کی جائیگی نیکی نکرنے کے یہ معنی ہوئے کہ تم نے یہ چاہا کہ تمھارے کوئی بھلائی کرے۔

۴۵ تشنگانی کہ زخون سیر شوند ازمی عشق — دل دریاکش سرمست چو دریا بینند

کسی نسخے میں "زخوں سیر شوند" اور کسی میں "زجاں"۔ آخری اچھا ہے۔

دل کی صفت دریاکش ہو، اور مست صفت بعد صفت ہو۔

معنی

وہ پیا سے (عاشقان الٰہی) جو شراب عشق پینے کی وجہ سے اپنی جان سے سیر ہیں اور اس کی کچھ پروا نہیں کرتے، وہ اپنے دل کو (جو سمندر کا سمندر پی گیا اور مست ہو) مثل دریا کے دیکھتے ہیں یعنی ایسے عاشقان الٰہی جو شراب عشق سے مست ہیں، وہ دریا دل ہوتے ہیں نیکی اور ایثار کرنے میں کاہل اور بزدل نہیں ہوتے، تم بھی ایسا ہی کرو۔

فاضل بلگرامی

فاضل بلگرامی کے معنی ۱۲

فاضل بلگرامی: وہ مشتاقانِ خدا جو بوجہ عشق اپنی جان سے بیزار ہیں، اپنے دلِ دریا کش کو مثلِ دریا سرمست پاتے ہیں۔

سبب اور فاضل بلگرامی کے معنے میں فرق ہو۔

دیو کز وادیٔ محرم شنود نالۂ کوس — چوں حریر علمش لرزہ بر آوا بیند

۴۶

حل لغات

دیو: شیطان — حریر: ریشمی کپڑا۔

وادیٔ محرم: مقام ہو۔ — یہاں پھریرا مقصود ہے۔

معنی

نصیحت ختم کر چکا، اب اصل مطلب کی طرف آتا ہو، یعنی پھر حاجیوں کا ذکر چھیڑتا ہو۔

حاجیوں کا قافلہ روانہ ہو، وادیٔ محرم میں جو ڈنکے پر چوٹ پڑی اور نقارا گڑگڑ آیا، تو شیاطین اُسکی آواز سے اس طرح تھر تھر کانپے جس طرح تم نے ہوا سے علم کا پھریرا پھر پھراتے دیکھا ہوگا

گو سفند فلک و گاو زمیں را بمنا — حاضر آرند دو فرماں مہیا بینند

۴۷

حل لغات

گو سفند فلک: برج حمل۔

گاو زمین: کہا جاتا ہو زمین گائے پر اور گائے مچھلی پر، اور مچھلی اللہ کی قدرت پر قائم ہے۔

میں نے غالباً "ناسخ التواریخ" میں دیکھا ہے کہ کسی شخص نے ایک

حکیم سے پوچھا "زمین کس چیز پر قائم ہو"

حکیم نے جواب دیا۔ "گائے پر"

پھر پوچھا "اور گائے؟" کہا "مچھلی پر"

اُس نے سوال کیا "اور مچھلی؟"

کہا "اللہ کی قدرت پر"

پوچھنے والا چلا گیا۔

ایک اور شخص نے حکیم سے کہا کہ "میں تو یہ کچھ بھی نہ سمجھا کہ آپ نے یہ کیا فرمایا!" حکیم نے کہا کہ "بات یہ ہے کہ گائے سے میری مراد برج ثور ہے، اور مچھلی سے برجِ حوت ان بروج کی کشش سے زمین قائم ہے۔ یہ مسئلہ اس کی سمجھ میں نہیں آتا اس وجہ سے میں نے اس طرح ادا کیا، جب وہ سوال کرتا ہی چلا گیا تو میں نے خاتمہ پر بتا دیا کہ اللہ کی قدرت پر قائم ہے (مصرعہ)

"جہاں را بلندی و پستی توئی"

منیٰ

مکہ معظمہ کا مشہور بازار ہے۔ یہاں حاجی قربانی کرتے ہیں۔

معنی حاجی، کعبہ مکرمہ کو ایسا باعظمت سمجھتے ہیں کہ وہ ان معمولی دنبوں اور گائے کی قربانی نہیں کرتے بلکہ فلک کے دنبے اور گاؤ زمین کو لاتے اور قربانی کرتے ہیں۔

(۴۸) پی غلط کردہ چو خرگوش ہمہ شیر دلاں — راہ تنہاش تا کعبہ بہ تن ہا بینند

معنی یہ سب شیر دل (حاجی) خرگوش کی طرح راستہ بھٹک گئے، بہرحال اکیلے راستہ طے کیا تا اینکہ کعبہ کی جماعت کیساتھ دیکھا۔

دوسرا "تنہا"، تن کی جمع ہے۔

۴۹ آسمان در حرم کعبہ کبوتر وارست — کہ بہ امنش بہ در کعبہ معلق بینند

کیا تم آسمان کو لمبا چوڑا دیکھکر خانہ کعبہ کے مقابلہ میں کوئی عظیم شئے خیال کرتے ہو! اسکی مثال حرم میں ایسی ہے جیسے کبوتر، جس کو امن کے ساتھ لوگ کعبے کے دروازے پر منسوب اور نامیدہ دیکھتے ہیں۔

۵۰ آسمان کوز کبودی بہ کبوتر ماند — بہ در کعبہ معلق زن و در وا بینند

معلق زن - قلابازی کھانیوالا | در وا - سرنگوں۔

معنی میں نے آسمان کو کبوتر کہا، وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ بھی نیلا اور یہ بھی نیلا، پھر اس کو کعبے کے دروازے پر قلابازی کھانیوالا اور سرنگوں بھی دیکھتے ہیں۔

(۵۱) این کبوتر کہ نیارد زبر کعبہ پرید — طیرانش نہ بالا کہ بہ پہنا بینند

دوسرے مصرعے کا کہ اضراب کا ہی، | پہنا - چوڑائی -

معنی اور ہاں یہ سمجھ لینا کہ یہ کبوتر خانہ کعبہ کے اوپر قلابازیاں کھا رہا ہی، خانہ کعبہ کی وہ عظمت ہی کہ اس کے اوپر نہ یہ اور کوئی جانور اڑ سکتا ہی بلکہ چوڑائی میں ادھر اودھر تا دے کرتا ہی،

کہا جاتا ہی کہ کعبہ مکرمہ کے اوپر کبوتر نہیں اڑتے، اگر کوئی کبوتروں کی ٹکڑی خانہ کعبہ کی طرف اڑتی ہوئی آتی ہی تو قریب پہنچ کر پھٹ جاتی ہی، اور ادھر اُدھر سے گذر جاتی ہی؛

(۵۲) شقہ کز بر کعبہ فلکش خوانند — سایہ جامہ کعبہ ست کہ بالا بینند

یہ نیلے کپڑے کا ٹکڑا جو کعبہ کے اوپر ہی اور جسکو لوگ غلطی سے آسمان کہتے ہیں ہم سے پوچھو کیا ہی؟ یہ تو کعبہ کی پوشش کا سایہ ہی سایہ؛

(۵۳) روز و شب را کہ باصل از حبش و روم آرند — پیش خاتون عرب جوہر و لالا بینند

حل لغت کعبہ کو خاتون عرب کہا ہی۔ جوہر × لالا × غلاموں کے نام ہوتے ہیں؛

معنی آسمان کا حال تو تمھیں معلوم ہوا، اب روز و شب کا سنو! قضا و قدر ان دونوں کو حبش و روم سے پکڑ لاتے ہیں اور ملکہ عرب (کعبہ) کے سامنے پیش کر دیتے ہیں، یہاں ایک کا نام جوہر دوسرے کا نام لالا رکھ دیا جاتا ہی اور رات دن ان کا غلامی لیا جاتا ہی؛

(۵۴) حبشی زلف و یمانی رخ زنگی خال است — کہ چو ترکانش تتق دوی و خضرا بینند

معنی کون ملکہ عرب (کعبہ) جو کالی لٹوں، گورے گالوں، کالے تل والی ہی، اور ترکوں کی طرح سرا پردہ سرخ و سبز میں تخت حکومت پر بیٹھی ہوئی دنیا سے سج کر رہی ہی؛

حبشی زلف - کعبہ کو پوشش سیاہ کی لحاظ سے کہا ہی اور زنگی خال بلحاظ حجر اسود، گویا یہ کالا پتھر عرب کے چہرے کا تل ہی، تتق، سرا پردہ، روی ایک قسم کا سرخ و زرد کپڑا؛

(۵۵) جان فشانند بر آن خال و بر آن حلقۂ زلف × عاشقان کان رخ زیبا بینند

معنی حاجی جو ہیں اُس ملکۂ عرب کا روشن چہرہ دیکھتے ہیں تو بے اختیار اپنی جان اُس خال اور گھونگر والے بالوں پر نثار کر دیتے ہیں ؛

(۵۶) کعبہ بینند ز سر حلقۂ در حلقۂ زلف × نقطۂ خالش ازان صخرۂ صمّا بینند

حل لغات
حلقہ در حلقۂ زلف ۔ سے مراد زنجیر خانہ کعبہ ہے ؛
صخرۂ صمّا ۔ سنگِ سخت حجرِ اسود مقصود ہے ۔

معنی حاجی عرب کی ملکہ کو دیکھتے ہیں کہ اُس کے سر پر گھونگر والی بال ہیں، اور تلِ اسی حجرِ اسود کو خیال کرتے ہیں ؛

(۵۷) مشتری عاشق آن زلف و رخ و خال شدہ است × کہ چو گردونش سراسیمہ و شیدا بینند

معنی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "مشتری" بھی اس زلف و رخ و خال کی عاشق ہو گئی ہے اس لئے کہ اُسکو آسمان کی طرح نہایت ہی سراسیمہ و پریشان دیکھتے ہیں ؛

(۵۸) گفتی آن حلقۂ زلف از چہ سپید است چو شیر × کہ ز خالش سیہی عنبر سارا بینند

(۵۹) کعبہ بر سینہ عروسیست عجب نے کہ برو × زلف پیرانہ و خال رخ برنا بینند

حل لغات
آن حلقۂ زلف ؛ خانہ کعبہ کی زنجیر کو کہا ہے اور چونکہ وہ چاندی کے پانی سے ملمع کی ہوئی ہے اس لئے اس کو سفید باندھا ہے
سیہی ۔ سیاہی ۔

فاضل بلگرامی کی غلطی
فاضل بلگرامی فرماتے ہیں کہ خاقانی ہائے ہوز کی طرح یائے تحتانی پر سے بھی اضافت اڑا دیتے ہیں ۔
اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے سیاہی کو عنبر سارا کا مضاف قرار دیا ہے اور یہ غلط ہے "ز خالش سیہی" کے معنے ہوئے کہ "اس کے خال کی سیاہی کو" سیاہی مفعول ہے نہ مضاف عنبر سارا ۔ اصل یہ ہے

کہ "زخالش" کا از اضافی ہے۔ "یعنی سیاہیِ خالش را عنبر سارا مینند" (دفتر)

پیرانہ۔ بڑھاپے کی طرح یعنی سفید
برنا۔ جوان

معنی

تم نے سوال کیا ہے کہ اس عرب کی ملکہ (کعبہ) کی زلفیں کیوں سفید ہیں! اور پھر سفید بھی ایسی جیسی دودھ، حال آں کہ اُس کے خال کی سیاہی کو عنبر سارا کی طرح دیکھا جا رہا ہے!

اس کا جواب ہم سے سنو! بات یہ ہے کہ یہ ملکہ بڑی پرانی دُلھن ہے (جس کو حضرت ابراہیم نے آراستہ کیا تھا) اندریں صورت کیا محل تعجب ہے، اس کی زلفیں بوڑھی ہونیکی وجہ سے سفید ہیں! اور چوں کہ خال کا رنگ کبھی بدلتا ہی نہیں گویا ہی بوڑھا ہو جائے اس لیے خال رخ برنا ہے، اور عنبر سارا کی طرح کالا؛

"خال" سے مقصود حجر اسود ہے؛

۶۰ حلقۂ زلف کہن رنگ بہ گردانند لیک خال را رنگ ہماں خالیہ گو نہ بینند

معنی

بوڑھے کی زلفوں کا رنگ بدل جاتا ہے، مگر تل کا رنگ (خواہ کتنا ہی بوڑھا ہو جائے) اُسی طرح سیاہ رہتا ہے؛ کیوں تمھارے سوال کا مکمل جواب ہو گیا!

۶۱ عشق بازاں کہ بدست آرند آں حلقۂ زلف دست در سلسلۂ مسجد اقصیٰ بینند

معنی

ہاں، تو جب حاجی اس ملکہ عرب کی زلفوں کو چھوتے ہیں، تو کچھ ہی نہیں کہ یہی زلفیں ان کے ہاتھ میں ہوتی ہیں، بلکہ ان کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیت المقدس کی بھی زنجیر ہماری ہاتھ میں ہے

۶۲ خاکساراں کہ بر آں سنگ سیہ بوسہ زنند نور در جوہر آں سنگ معیّنی بینند

۶۳ از پس سنگ سیہ بوسہ زدن گاہ وداع چشمۂ خضر ز ظلمات مفاجا بینند

حل لغا

خاکساراں۔ حاجیان
سنگ سیہ۔ حجر اسود
معیّنی۔ تعیینہ کردہ شدہ

چشمۂ خضر۔ آبحیات۔ جو ظلمات میں ہے
مفاجا۔ مفاجات × یکایک۔ ناگہان

معنی

یہ حاجی جس وقت کہ ملکہ عرب کے تل (حجر اسود) کا چٹ سے بوسہ لیتے ہیں تو تمھیں کیا

بتاؤں کہ انہیں اس سیاہی میں کیا نظر آتا ہے، بس نور ہی نور دکھلائی دیتا ہے (مصرعہ)

اب اور کہیں کیا کہ ہمیں کیا نظر آیا

اور حاجی جب بوسہ دے کر رخصت ہوتے ہیں، تو یکایک انہیں ظلمات سے آبِ حیات نظر آنے لگتا ہے،

شاید مطلب خاقانی کا یہ بھی ہو، کہ حاجیوں کو نورِ ایمان، اور زندگی جاوید نظر آتی ہے؛

(۶۴) گر بمکہ فلک و نور مجزّا دیدند — در مدینہ ملکِ عرشِ معلّیٰ بینند

حل لغات

نورِ مجزّا۔ مجزا، اجزا کردہ شدہ، کنایہ صبح کے نور سے ہے، جو تدریجاً بڑھتا ہوا نظر آتا ہے؛

ملکِ عرشِ معلّیٰ = بادشاہِ عرش معلّیٰ، یعنی خداوند عالم؛ فاضل بلگرامی نے آں حضرتؐ سے بھی مراد لی ہے۔

معنی

سنو سنو، اور ہم سے سنو، اگر حاجیوں نے یہاں مکہ میں آسمان اور آگے بڑھتا ہوا صبح کا نور دیکھا تو مدینہ میں ان کو بادشاہِ عرش معلّیٰ یعنی خدا نظر آیا۔

مطلب باریک ہے۔ حکیم کعبہ کو مرتبۂ تنزل پر رکھتا ہوا، مدینۂ منوّر کی عظمت دکھاتا ہے یعنی حاجیوں نے یہاں مکہ میں چار دیواری دیکھی، آسمان دیکھا، اور صبح کا مادی نور دیکھا اس کے سوا اور کیا دیکھا؟ مگر مدینۂ منوّر وہ جگہ ہے کہ جہاں وہ ہستی پڑی سو رہی ہے کہ جس کی تعلیم سے ہم سب مسلمان ہوئے اور توحید کے قائل ہوئے تو گویا مدینہ ہی سے ہم کو خدا نظر آیا۔

۶۵ خاکیانِ جگر آتش زدہ از بادِ سموم — آبخور خاکِ درِ حضرتِ اعلیٰ بینند

حل لغات

خاکیاں۔ حاجیاں

بادِ سموم۔ گرم ہوا۔ لُوٗ

آبخور چشمہ۔ گھاٹ

معنی

وہ حاجی جن کے جگر میں لُوٗ نے آگ لگا دی ہے وہ تو آستانۂ مقدسہ کی خاک کو چشمہ سمجھتے ہیں چشمہ؛ ان کے جگر کی بھڑکتی آگ روضۂ اقدس کی زیارت سے بجھ جاتی ہے؛

(۶۶) مصطفےٰ پیش خلائق فگند خوان کرم — کہ مگس ران وے از شہپر عنقا بینند

معنی

ہاں، وہ آنحضرتؐ جنہوں نے تمام دُنیا کے سامنے وہ کرم کا دسترخوان بچھایا یا (یعنی وہ تعلیم دی وہ توحید کا سبق پڑھایا) جسکی مگس رانی عنقا کا شہپر کرتا ہے یعنی آپ کی تعلیم کی حفاظت صحابہ کرام اور علمأ و فضلاء کرتے ہیں۔

جناب "محشی" نے "خوان کرم" سے مراد "شفاعت" اور حصولِ مراد" لی ہے، اور میں نے تعلیم

(۶۷) عیسیٰ از چرخ فرود آید و در ایں خلد — کین دو را زلہ خور میں طاہا بینند

حل لغات

حضرات عیسیٰ و ادریسؑ: دونوں کا علم مشہور ہے

زنہ مانے جاتے ہیں۔ اوّل۔ فلک چہارم

پر وے کے جنت میں ہیں حضرت عیسیٰ کا

مردوں کا زندہ کرنا۔ اور حضرت ادریسؑ

زلہ خور۔ بچا کھچا کھانیوالا

میں۔ مائیں

طاہا۔ قرآن شریف کا سورہ ہے آنحضرت کا نام

معنی

سنو سنو! حضرت عیسیٰ آسمان سے، اور حضرت ادریسؑ بہشت سے آپ کے تعلیمی دسترخوان کی زلہ ربائی کے لئے آتے ہیں اور دیکھنے والے دونوں کو فائدہ اٹھاتے دیکھتے ہیں۔

"نول کشوری نسخہ" میں "زلہ زخواں مایہ طاہا" لکھا ہوا ہے۔ ہم نے جو نسخہ لگا دیا ہے وہ اچھا ہے۔

جناب محشی کے بیمعنے حاشیے

حضرت محشیؒ نہ معلوم ان اشعار کے تحت میں کیا کیا تحریر فرماتے ہیں۔ جو کچھ، سمجھ میں نہیں آتا میرطول کی وجہ سے نہیں لکھتا۔ اس شعر پر یہ حاشیہ لکھا ہے:-

"ایں عیسیٰ و ادریسؑ، موجب فرود آمدن ایشاں از برائے آتش ست، یعنی آتش خواراں خوانند، وایں بیت صفت خوان ست۔ کیں دو را، یعنی آں کس کہ خوان مردم اہل دنیا دیدہ اند جائے سخن او نہا نیست"

(۶۸) خاصگان بر خوان کرمش دم نزنند زان اباہا کہ برین خوانچہ دنیا بینند

حل لغات

خاصگان۔ تو انگراں۔ اور ہو سکتا ہے کہ اہل اللہ مراد لیے جائیں جناب محشی فرماتے ہیں کہ "مالدار حاجی"

دم نہ زنند۔ کچھ نہیں کہتے۔ خاموش رہتے ہیں۔

اباہا۔ شوربا۔ سالن۔ "ہا" جمع کا ہے۔

خوانچہ دنیا۔ امراء کا دسترخوان، جس پر طرح طرح کے کھانے چنے ہوں۔

معنی

آنحضرت ؐ کے اس دسترخوان پر (جو معنوی لذائذ سے پُر ہے) جب خاصانِ خدا آتے ہیں۔ تو اُن معنوی نعمات کو دیکھتے ہوئے (جس میں سب سے بڑی نعمت توحید ہے) بالکل خاموش ہو جاتے ہیں۔ اُن کو یارائی دم زدن نہیں رہتا۔ اس لئے کہ مادی دسترخوان پر جو طرح طرح کے سالن اور شوربے رکھے ہوئے ہیں، وہ بالکل بے حقیقت معلوم ہونے لگتے ہیں پھر وہ کہیں تو کیا کہیں۔

اسی طرح "تو انگراں" سے معنی ہوتے ہیں۔

جنابِ شاداں بلگرامی کے معنی

جناب شاداں بلگرامی یوں تحریر کرتے ہیں کہ:۔

"شاہاں ان کے خوان کرم کے مدعی نہیں ہو سکتے۔ ان کہانوں کی وجہ سے جو وہ، اپنے دسترخوان پر رکھتے ہیں۔ لذائذِ دنیوی سے متلذذ ہونے کی وجہ سے کرم نبوی سے مستفید نہیں ہو سکتے"۔

کیا اکھڑے پچھڑے معنی ہیں (شاداں)

(۶۹) زعفراں رنگ نماید سکباش دلیک ✻ گونہ سگ مگس ہست آنکہ زسکباہا بینند

حل لغات

سکباہ کے معنی لکھے جا چکے ہیں، ہم پھر لکھے دیتے ہیں) سالن ہے جو بلغور، سرکہ گوشت، زعفران اور خشک میووں سے پکایا جاتا ہے، اس کی وجہ تسمیہ "سرکہ۔ با" ہے۔ شین کی ضمیر، خوانچہ دنیا کی طرف ہے۔

گونہ۔ رنگ۔

سگ مگس۔ ایک قسم کی مکھی

معنی

اس میں شک نہیں کہ سکبا کا شور باز عفرانی رنگ ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں نظریں جو کچھ سکبا سے دیکھتی ہیں۔ وہ مکھی کا رنگ ہے۔ دونوں بے حقیقت / مادی۔ بھلا کہاں یہ رنگ، اور کہاں زنگ نعمت توحید۔

۷۰ عقل و الہ شدہ از فر محمد یابند طور پاش شد از نور تجلی بینند

معنی

اللہ ری شان محمد جس کو دیکھکر عقل شیفتہ ہوگئی۔ جس طرح نور تجلی سے طور کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔

۷۱ عقل و جانست بہ یٰسین چو یٰسین خفتند یا چو نون از رقمش دور کنی تا بینند

حل لغات

یٰسین۔ طٰہٰ کی طرح یٰسین بھی آپ کا نام ہے

چو یٰسین خفتند۔ یعنی جب کہ آنحضرت انتقال فرما گئے۔

یا چوں نون الخ۔ یعنی حرف یا کو مثل نون

کے اس کی رقم سے تم دور کروگے۔ ضمیر مستتر یٰسین کی طرف راجع ہے۔ یعنی لفظ "یٰسین" سے کلمہ "یٰن" کو تم اگر دور کروگے۔ تو بھی "یاس" باقی رہے گا

معنی

حکیم کہتا ہے کہ گو آنحضرت انتقال فرما گئے۔ مگر یٰسین (آنحضرت) کے ساتھ عقل و جان ہے، یعنی حیات النبی ہے اس کی مثال یوں سمجھو، کہ کلمہ یٰسین سے آخر والا (ین) دور کرو، تو بھی تم یاس دیکھوگے۔ اسی طرح گو جسد سے عقل و جان علیحدہ ہوگئی تھی، مگر پھر بھی عقل و جان اس کے ساتھ ہے، اور حیات النبی ہے جس طرح یاسین سے "ین" دور کر دیا گیا۔ پھر بھی "یاس" رہا۔

اس شعر پر چند نسخے ہیں۔ مگر اس سے بہتر مجھے نہیں معلوم ہوتا۔ اور اسی تصحیح سے عمدہ معنی برآمد ہوتے ہیں:

۷۲ او گرفتہ ز سخن رونق از عید سخاش صاع خواہان کرم آدم و حوا بینند

حل لغات

او گرفتہ زسخن روزہ ۔ یعنی آپ نے کلام سے روزہ رکھا لیا اور انتقال کے بعد قبر میں خاموش ہیں۔ کلام نہیں کرتے۔

عید ۔ روز جشن ۔ چوں کہ ہر سال عود کرتی ہے ۔ اس وجہ سے عید کہا گیا۔ عید میں فطرہ دیا جاتا ہے۔

صاع خواہ ۔ "صاع" ایک پیمانہ ہے، جو چار مُد کے برابر ہوتا ہے۔ اور ہر مد ۱ ۱/۳ رطل کا۔ بعض کے نزدیک ۲۳۴ تولہ کا ہے۔ صاع خواہ، گدا۔

رکواتی ۔ (مشہور رہی) مال کا چالیسواں حصہ جو غربا کو دیا جائے۔

معنی

آپ قبر میں خاموش ہیں۔ مگر آپ کی سخاوت کی عید سے اب بھی دیکھنے والے آدم و حوا کو گدایان و محتاجان زکوٰۃ دیکھتے ہیں۔

۳۷ **شیر مردان بحر بیش سگ کہف اند ہمہ — اینت شیران کہ مدد از آتش ہیجا بینند**

حل لغات

شیر مردان ۔ عاشقاں ۔ سالکاں معتکفانِ روضۂ نبوی

سگِ کہف ۔ غار والا کتا "قطمیر" نام تھا۔ باوجود زخمی ہونے کے اصحاب کہف کا ساتھ نہیں چھوڑا۔ اسی طرح معتکف روضۂ نبوی وفادار ہیں۔ آپ کے روضہ کا ساتھ نہیں چھوڑتے۔

اینت ۔ کلمۂ تحسین۔

آتش ہیجا ۔ جنگ کی آگ۔ یہاں جنگ نفس امارہ مطلوب ہے۔

معنی

آپ کے حریم کے شیر مرد کُل کے کُل سگِ کہف کی طرح باوفا ہیں ساتھ نہیں چھوڑتے یہ عجیب شیر ہیں کہ جنگ کی آگ سے مدد لیتے ہیں۔ حالانکہ شیر آگ سے بھاگتا ہے۔ یعنی یہ معتکف نفس امارہ سے جنگ کرتے ہیں اور اس کی بھڑکتی آگ سے مدد لے کر تزکیہ باطن و تصفیہ قلب کرتے ہیں۔

۳۸ **سرمہ ز خاک درت دیدہ بینا سازند — تا لقائے ملک العرش معلی بینند**

معنی

یہ معتکف آپ کے دروازہ کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ اس لئے بناتے ہیں کہ ان کو آخرت میں دیدارِ باری تعالیٰ حاصل ہو۔

۷۵ حضرتِ اوست جہانیکہ شب و روز جہان × ساج و سیم ست کز آن روضۂ غرا بینند

حل لغات

ساج۔ ایک درخت ہے جس کی لکڑی سیاہ ہوتی ہے۔ یہ درخت روضۂ نبوی میں تھا۔

سیم۔ یہ بھی درخت ہے۔ اس کی لکڑی سفید ہوتی ہے۔

غرا۔ روشن۔

معنی

آپ کی درگاہ ایک جہان ہے جہاں، اور اس عالم کے شب و روز کیا ہیں، یہی ساج و سیم جو اس روضۂ منور میں موجود ہیں۔

۷۶ دادخواہاں کہ زبیدادِ فلک تن سازند دادازان حضرتِ دین دار و دادار بینند

معنی

ایسے مظلوم۔ ایسے دادخواہ، جو فلک کے ظلم سے خوفناک ہیں۔ وہ اسی عادل شہنشاہ دین کی درگاہ سے اپنی داد پاتے ہیں۔

۷۷ بندِ خاقانی و درگاہِ رسول اللہ از انکہ بندگان حرمت ازین درگہ والا بینند

معنی

اب تو میں ہوں اور اللہ کے رسول کی درگاہ۔ کیوں؟ اس لئے، کہ تمام بندگانِ ایزدی اسی والا درگاہ سے عزت حاصل کرتے ہیں۔

۷۸ خاکِ مشکین کہ ز درگاہِ رسول آوردست حرزِ بازوش چو اہلِ کہف و طاہا بینند

معنی

خاقانی! رسول اللہ کے درگاہ سے کچھ معطر خاک لایا ہے۔ اس کو لوگ سورۂ کہف و طاہا کی طرح حرزِ بازوئے جاں، بلکہ تعویذ بازوئے ایماں سمجھتے ہیں

۷۹ مصطفےٰ حاضر و حسانِ عجم مدح سرائے پیشِ سیمرغِ خمش طوطیِ گویا بینند

حل لغات

حسانِ عجم۔ خاقانی

سیمرغِ خمش۔ سیمرغ۔ عنقا۔ غریب الوجود ہونے کی وجہ سے آپ کو عنقا سے تشبیہ دی۔

خمش ۔ صفت سیمرغ ۔ گو حیات النبی ہے ۔ مگر آپ کلام نہیں کرتے ۔ خاموش ہیں ۔ اوپر بھی کہہ آیا ہے ۔

طوطی گویا ۔ صفت موصوف ہے ۔ خاقانی سے مراد ہے ۔ جو آں حضرت کے مزار مبارک پر مدح سرائی کر رہا ہے ۔

فاضل بلگرامی کی غلطی

فاضل بلگرامی فرماتے ہیں کہ "خمش" صفت طوطی ہے ۔ اور طوطی پر زحاف ہے آپ کی یہ تقریر بالکل غلط ہے

جناب فاضل بلگرامی ۔ طوطی پر زحاف مانتے ہیں ۔ یہ بھی صحیح نہیں ۔

معنی

حیات النبی ہونے کی وجہ سے آں حضرت موجود ہیں اور حسان العجم (خاقانی) کھڑا مدح سرائی کر رہا ہے ۔ زائرین ۔ خاموش عقیدت آں حضرت (ص) کے سامنے طوطی گویا (خاقانی) کو دیکھ رہے ہیں ۔ کہ وہ آنحضرت کے سامنے کھڑا مدح سرائی کر رہا ہے ۔

فاضل بلگرامی کے معنی

فاضل بلگرامی کے معنی قابل ملاحظہ ہیں ۔

"خمش صفت طوطی مانی جائے ۔ اور طوطی پر زحاف مانا جائے ۔ اگر "طوطی گویا" باضافت پڑھیں گے ، اور گویا کو صفت ٹھہرائیں گے تو شعر کے معنی متضاد ہو جائیں گے ۔ کیوں کہ مدح سرائی خبر ہے ، نہ صفت ۔

نہ "خمش" صفت طوطی ہے اور نہ "طوطی" پر زحاف ہے ۔ اور نہ معنی متضاد ہوتے ہیں ۔ (شاد دماں ۱۲)

۸۰ **گرچہ حسان عجم احمد جا جاہ دہند جاہش آں بہ کہ بخاک عربش جا بینند**

معنی

یوں تو حسانِ عجم (خاقانی) کی ہر جگہ قدر و منزلت ہے مگر حق یہ ہے کہ اس کا مرتبہ اسی میں ہے کہ اس کا مقام ملک عرب میں روضۂ رسول مقبول ہی پر ہو ۔

۸۱ **گرچہ در لفظ سیہ چہرہ توان دید لیک × آں نکو تر کہ در آئینۂ بیضا بینند**

معنی

اے دیکھنے کو تو کڑوے تیل میں بھی چہرہ دیکھ سکتے ہیں مگر مصفّا آئینہ چھوڑ کر اس میں کیوں صورت دیکھی جائے ۔ اندریں صورت روضۂ نبوی چھوڑ کر کیوں دوسری جگہ

قیام کیا جائے۔

۸۲ لاف ازاں روح تواں زد کہ بچارم فلکست — نی زبیروح کہ در تبت و یغما بینند

حل لغات

روح۔ یعنی روح اللہ۔ حضرت عیسیٰ
بیروح۔ بیروح الصنم۔ مردم گیا
کہتے ہیں اس نباتات کی جڑ بصورتِ
مرد و زن ہوتی ہے۔ آپس میں ملے
ہوئے اور ہاتھ ایک دوسرے کے

حمائل کئے ہوئے۔ نرکا داہنا پاؤں
مادہ کے بائیں پاؤں پر رکھا ہوتا ہے۔
اس کو جو کوئی دیکھ لیتا ہے۔ وہ مرجاتا ہے
ہندی میں "لکھنی" کہتے ہیں تبت
و یغما میں پیدا ہوتی ہے۔

معنی

فخر تو اسی روح پر کیا جاتا ہے۔ جس کو بلندی حاصل ہو، جیسے حضرت عیسیٰ کہ وہ فلکِ چہارم پر ہیں نہ "بیروح الصنم" پر جو تبت و یغما میں پیدا ہوتی ہے۔
اسی طرح مدینہ منورہ قابل فخر ہے نہ دنیا کا اور کوئی مقام۔

۸۳ یاد شش آمد کہ بشروان چہ بلا بود دید — نکبتے کاں پشہ و باشہ زنکبا بینند

حل لغات

شروان ٭ مولد خاقانی
نکبت ٭ ذلت و خواری
پشہ ٭ بالتخفیف، مچھر

باشہ ٭ شکاری پرندہ ہے۔
نکبا ٭ بفتح باد تند۔ پرندے
تیز ہوا سے پریشاں ہوتے ہیں۔

معنی

اُف! اُف! خاقانی کو یاد آگیا۔ اُس نے شروان میں کیا کیا مصیبتیں جھیلیں۔ اور کیا کیا دیکھا ہے۔ وہ پریشانی اُٹھائی جو بادِ تند کے جھونکوں سے "مچھر" اور "شکرہ" اُٹھاتا ہے۔

۸۴ بسکہ دید آفت اعدا پئی انس عیال — مردم از بہر عیال آفت اعدا بینند

خاقانی نے جو کچھ آفتیں اپنے دشمنوں سے دیکھیں وہ سب بال بچوں کی وجہ سے، ورنہ وہ کہیں سے کہیں چلا جاتا۔ سچ ہے کہ انسان جورو بچوں کی وجہ سے دشمنوں کے مصائب

برداشت کیا ہی کرتا ہی۔

۸۵ موسیٰ از بہر صفورا کند آتش خواہی — وان شبانیش ہم از بہر صفورا بیند

حل لغات

صفورا۔ حضرت شعیبؑ کی صاحبزادی ہیں۔ ان کی شادی حضرت موسیٰ کے ساتھ ہوئی، بھیڑیں چرانا مہر میں قرار پایا تھا حضرت موسیٰ اپنی بی بی کو لئے مصر واپس جا رہے تھے۔ راستے میں بی بی کو دردِ زہ ہوا۔ آپ آگ لینے چلے دور سے نظر آئی یہ اس کے قریب پہونچے وہ آگے بڑھ گئی یہ اور بڑھے وہ درخت پر پہنچی جب حضرت موسیٰ قریب درخت پہنچے تو آواز آئی:۔

"فاخلع نعلیک انک بالواد المقدس طوے"

آن شبانی۔ اس شبانی کا ذکر ہے، جس کی شرط حضرت شعیبؑ نے حضرت موسیٰ کے لئے لگائی تھی کہ تم بکریاں چراؤ۔

معنی دیکھو حضرت موسیٰؑ جو آگ لینے چلے تھے وہ اپنی بی بی ہی کے لئے۔ اور جو بکریاں چرائی تھیں وہ بھی اپنی بی بی ہی کے لئے۔ اسی طرح میں نے جو تکالیف شروان میں برداشت کئے، وہ اپنے عیال ہی کے لئے تھے۔

۸۶ ز فریب فلک آزرد دلش خوش نشود — تا فلک را چو دلش رنگ معزی نبیند

ضمیر ہر دو شین خاقانی کی طرف راجع ہی

معزی۔ تعزیت کردہ شدہ

سلمانی سے اس پر ایک لمبا چوڑا حاشیہ چڑھا ہوا ہے۔ اور وہ یہ ہی:۔

"خاقانی ماتم زدۂ عشق ہے۔ فلک نے بھی یہی رنگ اختیار کیا ہی۔ وغیرہ"

معنی یہاں عشق و عاشقی کا کوئی ذکر نہیں، میرے نزدیک مطلب حکیم کا یہ ہے۔ کہ تمام مصائب آسمان ہی نازل کرتا ہے۔ مگر اس نے ابلہ فریبی کے لئے لباس نیلی اختیار کر رکھا ہے۔ تاکہ دیکھنے والے یہ سمجھیں کہ یہ تو ہمارے دکھ درد کا شریک ہے۔ خود کچھ نہیں کرتا ہے۔

خاقانی اس ابلہ فریبی کو درک کرتے ہوئے کہتا ہے اس کا وہ دل جو فی نفسہ فلک کا

ستایا ہوا ہے۔ کبھی اُس کے فریب سے خوش نہ ہوگا۔ جب تک کہ دیکھنے والے آسمان کو خاقانی کے دل کی طرح اس سوگوارانہ لباس نیلی میں دیکھیں گے۔ کیوں کہ یہ تو عجیب ابلہ فریبی ہے۔ کہ خود ہی مارتا ہے، تکلیف پہنچاتا ہے۔ اور خود ہی لباس نیلی پہنتا ہے۔ تاکہ دوسرے یہ سمجھیں کہ یہ حرکت آسمانی نہیں

ع "مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے"

۸۷ کی تواں بر دیجرماز دل ما غصہ کاستخواں غصہ ش در دل خرما بنند

معنی بھلا۔ یہ آسمان ایک خرمے سے ہمارے دل کا غصہ کب زائل کر سکتا ہے۔ یعنی اس ابلہ فریبی سے کہ لباس نیلی پہن لیا۔ ہمارا اندوہ کب دور ہو سکتا ہے۔ اس لئے کہ خرمے میں جو گٹھلی ہے۔ وہ تو خود ایک اندوہ منجمد ہے۔ پھر اُس سے غم کیا دور ہوگا۔

۸۸ سخنش معجزۂ دہر ازین بہ سخناں بخدا گر شنوند اہل عجم یا بینند

معنی بہر حال خاقانی کا کلام معجزۂ زمانہ ہے۔ خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس سے بہتر کلام ایرانیوں کے نہ سننے میں آئے گا نہ دیکھنے میں۔

۸۹ چون تمسکت بحبل اللہ ز اول دیدند حسبی اللہ وکفی آخر انشا بینند

حل لغات تمسکت بحبل اللہ۔ میں نے اللہ کی رسی پر چنگل مارا۔ | حسبی اللہ وکفی۔ اللہ میرے لئے کافی و وافی ہے۔ انشا۔ خلقت

معنی دیکھنے والوں نے خوب دیکھا ہے کہ میں نے اول ہی سے خدا کی مضبوط رسی پکڑ لی ہے اور اسی پر میرا بھروسہ رہا ہے۔ اب آخر خلقت یعنی مرتے دم تک بھی دیکھ لیں گے کہ خدا ہی میرا بھروسہ ہوگا۔ اور وہی میرے لئے کافی اور وافی ہوگا۔ فقط۔

بارھویں قصیدہ تمام ہوا

قصیدہ سیزدہم

(۱) صبح وارم کافتابی درنہان آوردہ ام آفتابم کزدم عیسیٰ نشان آوردہ ام

حل لغات
آفتاب سے مراد خاک بالین مرقدِ رسول مقبولؐ ہے۔
دم عیسیٰ۔ نفس عیسیٰ کا معجزہ تھا۔ کہ اس سے مردے زندہ ہو جاتے تھے۔ یہاں وہی خاک مقصود ہے اس سے بھی مردے زندہ ہو جاتے ہیں۔

معنی
حکیم کہتا ہے۔ سنو سنو۔ میں تو اب صبح کی طرح ہوں؟ کیوں! اس لئے کہ ایک چمکتا آفتاب (خاک مرقد) پوشیدہ اپنے ساتھ لایا ہوں۔ نہیں! کیسی صبح۔ میں خود آفتابِ عالم تاب ہو رہا ہوں۔ اس لئے کہ دمِ عیسیٰ کا نشان لایا ہوں۔ جس سے مردے ہزار سالہ زندہ ہو سکتے ہیں۔

(۲) عیسیم کز بیت معمور آمدم زخوان خلد خوردہ قوت و زلہ اخوان آوردہ ام

حل لغات
بیت معمور۔ خانہ کعبہ کے مقابل آسمان چہارم پر ایک مسجد ہے۔ جو ہر وقت فرشتوں سے معمور رہتی ہے۔
یہاں مدینہ طیبہ مراد ہے۔
زلہ۔ پس خوردہ۔
اخوان۔ برادران۔ یعنی مسلمانان زلہ اخوان سے اضافت منقطع ہو گئی۔ "پس خوردۂ برائے مسلماناں"

معنی
کیسا آفتاب! میں خود حضرت عیسیٰ ہوں۔ اے ابھی ابھی تو بیت المعمور سے چلا آرہا ہوں۔ اور یوں نہیں آرہا ہوں۔ بلکہ بہشتی خوان سے نعمات بہشتی کھائے ہوئے اور کچھ اس خوان کا بچا کھچا تم مسلمانوں کے لئے بھی لایا ہوں۔

۳

نہ ہیں صلائے خشک بے پیرانِ تردامن کہ من
ہر دو قرص گرم و سرد آسمان آوردہ ام

حل لغات

صلائے خشک (سے مقصود صلاح)
صلائے سمرقندی یعنی کھانا کھلانا مقصود
نہ ہو۔
بے پیر۔ گمراہ جس کا مرشد نہو۔
تردامن۔ گنہگار۔
قرص گرم۔ آفتاب سے مراد خاکِ
مرقد۔
قرص سرد۔ مہتاب۔ یا تو وہی خاک مقصود ہے
یا اپنے قصیدے کو باعتبار بلندی مضامین
ومدح نبوی کہہ رہا ہو۔

معنی

میں نے اوپر کہا تھا۔ کہ میں آفتاب لایا نہیں، میں تو آفتاب و ماہتاب (خاک و قصیدہ) دونوں لایا ہوں۔ مگر ہاں گمراہوں، گنہ گاروں تمہارے لئے صرف (صلاح) صلائے سمرقندی ہے، تمھیں دونگا نہیں۔

۴

طفل دی مکتب برد نان، من ز مکتب آمدہ
بہر پیران ز آفتاب و مہ دو نان آوردہ ام

معنی

لڑکے جب مکتب میں جاتے ہیں تو روٹی لے کر جاتے ہیں کہ وہاں سے پلٹ کر آنا نہ پڑے مگر میں تو مکتب (مدینہ منورہ) سے ایک چھوڑ، دو روٹیاں (خاک قصیدہ) باندھکر لایا ہوں۔ لیکن یہ روٹیاں پیروں (اہل اللہ) کو دوں گا۔ بے پیروں کے لئے نہیں

۵

گرچہ عیسی وار ازینجا بار سوزن بردہ ام
گنج قارون بین از انجا سوزیاں آوردہ ام

حل لغات

بار سوزن۔ کہتے ہیں کہ جب حضرت
عیسیٰ کا ارتفاع ہوا تو آپ نے ایک سوئی
اور کاسہ رکھ لیا تھا۔ سوئی اس لئے
کہ عالم بالا میں اگر کپڑے پھٹ جائینگے
تو اس سے سی لیں گے۔ اور کاسہ دال
سالن کے لئے۔
"بار سوزن" سے مقصود تعلقات دنیوی ہیں
گنج قاروں سے مراد وہی خاک
مرقد منور ہے۔
سوزیان۔ بمعنے نخنہ۔ نفع و نقصان۔
دراصل سود و زیاں تھا۔ کثرت استعمال
سے دال گر گئی۔

معنی

میں جس وقت کہ یہاں سے گیا تھا، تو اگرچہ تعلقات دنیوی کے گٹھر گٹھر میرے سر پر رکھے ہوئے تھے۔ مگر وہاں کی برکت اور فیضان دیکھو۔ کہ پلٹا تو قاروں کا خزانہ (خاکِ مرقدِ نبوی) لیکر پلٹا۔ اے لو دیکھو! یہ کیا میرے پاس ہے!

۶

رفتہ زیں سو لاشہ زیر و زآنسو بیں کنوں — کابلقی گیتی جنیبت در عنان آوردہ ام

حل لغات

لاشہ۔ ناتوان گدھا۔
ابلق گیتی۔ یعنی ابلقِ دنیا۔ روز و شب کے لحاظ، یا دو رنگی کے لحاظ سے
دُنیا کو ابلق کہا ہے؛
جنیبت؛ کوتل گھوڑا۔

معنی

میں جب یہاں سے مدینہ منورہ گیا تھا۔ تو میں سچ کہتا ہوں۔ کہ ایک ناتوان گدھا میرے زیر ران تھا اسی کو لخ لخاتا ہوا راستہ طے کیا۔ مسلمانو! اب تو ذرا دیکھو کہ یہ دنیا کا ابلق گھوڑا لگام دیا ہوا بہ طور کوتل میرے ساتھ ہے

یعنی یہاں سے جب گیا تھا تو بہت کچھ تعلقاتِ دُنیوی ساتھ لگے ہوئے تھے۔ وہاں سے جو پلٹا تو دنیا کو قابو میں کئے ہوئے پلٹا ہوں۔

یہ ہے مدینہ طیبہ کی زیارت کا اثر!

(۷)

از نظامِ موہ ئی جا، نی و کز ہر مو مرا — طوطی گویاست کز ہندوستاں آوردہ ام

معنی

اللہ رے ہجوم! ٹھٹ کا ٹھٹ لگا ہوا ہے اور ان کے نظارہ سے بال برابر بھی جگہ نہیں۔ اس لئے کہ میرے ہر ہر بُنِ مو کا طوطی گویا ہے جس کو میں ہندوستان سے لایا ہوں۔

یعنی میں مدینہ طیبہ سے قصیدہ لایا ہوں۔ کہ جس کو نہایت ہی محنتِ شاقہ سے نظم کیا ہے۔

جناب محشی و جناب شادان کے معنے

جناب محشی:۔ "نظام" پر لکھتے ہیں۔ "از نظارۂ کعبہ و مدینہ"
جناب شادان:۔ تحریر کرتے ہیں "میرا ہر موئی بدن طوطی خوش گفتار ہے جسے میں ہندوستان سے لایا ہوں۔

۸ من نہ پیل آوردہ ام بس بس نظارہ کز سفر × پیل بالا طوطی شکر فشاں آوردہ ام

لوگو۔ میں کوئی ہاتھی نہیں لایا۔ پھر اتنا ہجوم و نظارہ کیسا۔ میں تو فیل قد (عظمت طوطی شکر فشاں (قصیدہ) لایا ہوں۔

جناب محشی طوطی شکر فشاں سے "مراد خاک روضۂ نبوی" لیتے ہیں۔

اور فاضل بلگرامی فرماتے ہیں۔ "بڑا خوشگو ہو کر پلٹا ہوں"

۹ درکشادہ دیدہ ام خرگاہ ترکان فلک ماز البستہ میاں خرگاہ ساں آوردہ ام

خرگاہ ترکان فلک سے مطلوب خود فلک ہے۔ اور اس میں اضافت بیانی ہے

خرگاہ۔ خیمۂ بزرگ۔ ترکان فلک۔ مریخ و آفتاب۔

بستہ میاں۔ کمر بستہ۔

خرگاہ ساں۔ خیمہ کی طرح۔ خیمہ کو لپیٹ کر باندھتے ہیں۔

معنی مسلمانو! جب میں مدینہ میں تھا۔ تو میں نے وہاں کی برکت سے در ہائے آسماں کشادہ دیکھے۔ مجھے موقع ملا۔ جھٹ پٹ میں نے چاند کو اپنے قبضہ میں کیا۔ اور اس کی کمر باندھ کر خیمہ کی طرح لایا ہوں۔ یعنی جو قصیدہ میں لایا ہوں، وہ چاند ہے چاند؛ اس لئے کہ یہ عالم بالا کی روشن مضامین سے پُر ہے

(۱۰) از سفری آیم و در راہ صیدے افگندہ ام اینت صید چرب پہلو کارمغاں آوردہ ام

قصیدہ ۱۲

معنی ہاں۔ ہاں میں سفر کعبہ سے آرہا ہوں اور مدینہ منورہ کے راستے میں میں نے ایک شکار کیا ہے اسے لو دیکھو کیسا فربہ شکار (قصیدہ بلیغ) ہے، جو تمہارے لئے بطور تحفہ لایا ہوں۔

صید چرب پہلو سے قصیدہ مراد ہے۔ مگر صادق علی صاحب فرماتے ہیں کہ "عبارت از عجز و انکسار و رحم دلی ست" اور جناب محشی کے نزدیک "خاک"

۱۱ گر سواران خنگ توسن در کمند آورده اند من کمند افگنده و شیرژیاں آوردہ ام

خنگ توسن۔ اسپ سرکش۔ | شیرژیاں سے مراد قصیدہ ہے۔ یا نفس سرکش۔
مراد نفس سے ہے

اگر بڑے بڑے شہسوار اسپ سرکش باندھ باندھ کر لائے ہیں یعنی کعبہ مکرمہ و مدینہ منورہ کے سفر کی وجہ سے انہوں نے اپنے نفس کو قابو اور قبضہ میں کر لیا ہے تو میں اپنی کمند فکر سے شیرژیاں قابو میں کر کے لایا ہوں

شارحین میں اختلاف ہے کہ "شیرژیاں" سے کیا مقصود ہے؟

محتشی کے نزدیک "خاکِ مرقد"۔ مولوی صادق علی خاکساری سے مراد لیتے ہیں شاداں بلگرامی "قصیدۂ بلیغ و غالب" سے اور جناب شوکت میرٹھی "نفس امارہ" سے۔

(۱۲) چشم بد دور از من و راہم کہ رہ آوردہ عشوہ × شب رو ان را سرمہ چشم رواں آوردہ ام

رہ آورد۔ تحفہ۔ سوغات | اس سے قصیدہ بھی مراد ہو سکتا ہے اور اور خاک مرقد بھی۔
شب رو۔ وہ جو رات میں سفر کرے۔ سالک۔ حاجی۔ | را۔ اضافی ہے یعنی "سرمہ چشم رواں شب رواں"
سرمہ چشم رواں۔ جان کی آنکھ کا سرمہ

مجھ سے اور میرے اس راستے سے چشم بد دور۔ کیونکہ میں تو سالکوں کی باطنی آنکھوں کے لئے یہ سرمہ (خاک، یا قصیدہ) لایا ہوں کوئی معمولی چیز نہیں کہ جس پر نظر نہ لگے۔

۱۳ بسکہ در بحر طلب چل صبح شست افگندہ ام × تا دراں شصت سبک صید گراں آوردہ ام

سچ کہتا ہوں کہ میں نے طلب کے تہ رسمندر میں چالیس دن تک ڈور ڈالی ہے۔ اسوقت کہیں جا کر اس ہلکی ڈور میں یہ بڑی بھاری مچھلی پھنسی ہے۔ یعنی میں نے بڑی فکر سے یہ قصیدہ کہا ہے۔

شصت سے مراد فکر ہے۔ **صید گراں** سے مراد قصیدہ ہے۔ خاقانی نے مدینہ طیبہ میں چلہ کشی بھی کی تھی۔

۱۴ **نقد شش روز از خزینۂ ہفت گردوں بردم — گرچہ در نقب افگنی چل شب کراں آوردم**

حل لغات

نقد شش روز۔ حاصل کل موجودات۔ خداوند نے کل دنیا کو چھ روز میں بنایا ہے۔ ونقد خلقنا السموات والارض وما بینہما فی ستۃ ایام۔

از خزینۂ ہفت گردوں۔ سات آسمانوں کے خزانے سے۔ "خزینہ" مضاف ہے۔ اور ہفت گردوں مضاف الیہ۔ خزینہ سے اضافت منقطع ہوگئی۔ اس لئے کہ آخر میں ہا ہے۔

نقب افگنی۔ نقب لگانا۔ مراد فکر کرنا سعی کرنا۔

کراں۔ کنارہ۔

چل شب کراں آوردہ ام۔ چالیس راتوں کو ختم کیا ہے۔

معنی

میں نے اگرچہ فکر و سعی میں صرف چالیس راتیں صرف کی ہیں۔ مگر واہ رے فیضانِ مدینہ منورہ! کہ اس معمولی سعی میں مجھے ساتوں آسمانوں کے خزانوں کا نقد مل گیا ہے۔

یعنی یہ خاک یا یہ قصیدہ نہیں ہے، بلکہ حاصلِ کل موجودات ہے۔

۱۵ **خاک پای خاک بیزان بودم تا گنج زر کردم سود عمر زیاں آوردہ ام**

معنی

تم کہیں یہ رائے قائم نہ کر لینا کہ مجھے یہ نقد صرف چالیس دن کی محنت میں مل گیا۔ میاں! میں نے اپنی بہتریں عمر کا حصہ صرف کیا ہے۔ اور ان خاک چھاننے والوں (سالکوں) کی خاکِ پا ہو گیا ہوں اس وقت کہیں جا کر اس گنجِ زر (خاک یا قصیدہ) کا سودا کیا ہے۔

۱۶ **خاک بیزی کن کہ من ہم خاک بیزی کردہ ام — تا ز خاک ایں مایہ گنج شایگاں آوردہ ام**

معنی

خاک چھانو خاک۔ کیونکہ میں نے بھی تو مدتوں خاک بیزی کی ہے۔ اس وقت کہیں جا کر یہ گنجِ شایگاں خاک سے ملا ہے۔ خاک سے مراد مدینہ طیبہ ہے اور گنج شایگاں مشہور خزانہ ہے۔

یہاں خاک یا قصیدہ ہے۔

۱۷ دریں راہ از طرب | دیدم عشاق ریزاں اشک داؤدی ز طرب × آں ہمہ چوں سبحہ دریک رشتہ آوردہ ام

اشک داؤد۔ سُرخ مہرے۔ یہاں اشک مطلوب ہے

سبحہ :۔ تسبیح۔

میں نے مدینہ منورہ میں زائروں کو دیکھا کہ مارے خوشی کے آنسو نکال رہے ہیں۔ میں نے ان کو تسبیح کی طرح ایک تاگے میں پرو لیا ہے۔ گویا تمام زائروں کے دل و جگر کے آنسوؤں سے ترتیب دیا ہے۔

جناب محتشی اس شعر کے یہ معنی لکھتے ہیں۔ حاجیوں کی آنکھیں جس خاک پر اشک ریزاں تھیں۔ میں اس کی تسبیح بنا کر لایا ہوں۔

۱۸ اشک من در رقص و دل در حال و نالہ در سماع | من دریں خرقہ صبر و تواں آوردہ ام

مجھے جو مدینہ طیبہ کے سفر اور وہاں کی زیارت سے خوشی ہے۔ اسے میں کیا بتاؤں۔ میرے آنسو رقص میں، دل وجد میں اور نالہ سرود میں ہے۔ اور میں مارے شادی کے بے صبر و تواں۔ اے لو دیکھو، یہ کیا صبر و تواں کا پھٹا ہوا لباس لایا ہوں

نسخہ نول کشوری میں (دفغاں) صحیح نہیں لکھا ہے۔

۱۹ زردی شادی ست من در شادی از انکہ | سکہ رخ را زر شادی رساں آوردہ ام

سکہ۔ وہ قالب جس میں اشرفی روپیہ ڈھالا جائے

زر شادی رساں۔ اس زردی سے کنایہ ہے۔ حج و زیارت کی خوشی میں خاقانی کے چہرے کو حاصل ہوئی۔

اہل دنیا۔ سونے کی زردی سے خوش دل ہوتے ہیں۔ اور میں یوں دلشاد ہوں کہ اپنے چہرے کے سکہ کے لئے زر شادی رساں لایا ہوں یعنی میں کعبہ و مدینہ سے عشق خدا و عشق رسول

لے کر آیا ہوں۔ اس سے میرے چہرے پر زردی ہے جو شادی رساں ہے۔
نول کشوری نسخے میں زردی کی جگہ "دردی" غلط لکھا ہوا ہے۔

(۲۰) شمع زردست از نہیب سرمنم ہم زرد لیک زردیٔ بوشہاب سرفشاں آوردہ ام

(۲۱) بل نہ زان زردم کہ ترسم سر برندم چو شمع کیں سرازبہر بریدن درمیاں آوردہ ام

حل لغات

از نہیبِ سر۔ یعنی سر کٹنے کے خوف سے۔

بوشہاب سرفشاں۔ شمال میں گنبد کی طرح کی ایک شکل ہے۔ جو تیس ستاروں سے مرکب ہے تیس دن کے بعد ایک ستارہ غائب ہو جاتا ہے۔ جب سب ستارے نظر سے غائب ہو جاتے ہیں۔ تو پھر وہ شکل طلوع ہوتی ہے

معنی

سنو سنو۔ شمع کے چہرے کی زردی سر کٹنے کے خوف سے ہوتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ شمع کی طرح میں بھی زرد ہوں۔ مگر سر کٹنے کے خوف سے نہیں، اس لئے کہ میں تو اس زردیٔ کو بوشہاب سرفشاں لایا ہوں۔ یعنی بوشہاب کے سر ہر تیس دن کے بعد کٹتے چلے جاتے ہیں مگر وہ روشن و تاباں رہتا ہے۔ تا اینکہ جب سر کٹ جاتے ہیں تو اور زیادہ منور و تاباں طلوع ہوتا ہے۔

میں اس لئے زرد نہیں کہ مجھے کھٹکا ہو کہ میرا سر شمع کی طرح کاٹ لینگے میں تو عشق میں مبتلا ہو کر آیا ہوں۔ اس لئے یہ میرا سر تو کاٹنے ہی کے لئے ہے، کاش معشوق حقیقی ایک ہاتھ لگا دے۔

(۲۲) ہاں رفیقانشرہ آبے بازگال آبی بساں کز دلِ چہرہ زگال و زعفران آوردہ ام

حل لغات

نشرہ۔ آنچہ باز عفران و سنجرف بر روزِ مکتب نشینی بر تختہ نوشتہ اطفال را دہند۔ نشرہ آب۔

آب نشرہ۔ اس سے آب زعفران مقصود ہے۔

زگال آب۔ آب زگال یعنی سیاہی (روشنائی)

معنی

میرا دل آتش عشق و خدا و رسول سے جل بھن کر کوئلہ ہو گیا ہے اور چہرہ زعفران کی طرح

زرد۔ ہاں میرے مکرم دوست بیٹھے کیا کرتے ہو۔ ذرا اس چہرے کی زردی سے رنگ زعفران اور دل سوختہ کے کوئلے سے روشنائی تو بنا لو۔

شوکت میرٹھی کے سننے

شوکت میرٹھی فرماتے ہیں۔ ہاں اے رفیق! نشرے کے لئے کوئلے میں ملا ہوا پانی، یعنی سیاہی لا۔

خاقانی نشرے کے لئے نہیں کہہ رہا ہے۔ بلکہ "نشرۂ آب"، یعنی رنگ زعفراں مانگ رہا ہے۔

(۲۳) **شونمک بر آتش افگن کز سخنوران بہشت — خوش نمک در طبع و شکر در زباں آوردہ ام**

معنی

نمک بر آتش افگندن۔ نظر بد دفع کرنے کے لئے آگ پر نمک ڈالنا اور شوخو غوغا کرنا۔ اور محشی تحریر کرتے ہیں کہ لذت دنیا کو جلا دو۔

خوش نمک سے لذت مقصود ہے۔ یعنی طبیعت میں نمکینی اور لذت۔ جناب محشی۔ خاک مرقد سے کنایہ لیتے ہیں۔

معنی

دوستو۔ میں مدینہ منور گیا۔ وہاں کے بہشتی خواں سے نمکینی طبیعت میں شیرینی زباں میں لایا ہوں۔ یعنی خوش فکر و فصیح اللسان ہو کر آیا ہوں، تم آگ میں نظر گذر کے لئے نمک ڈالو، یا خوب خوش ہو۔

(۲۴) **زپی دنداں سپیدی ہمرہاں از تف راہ — دل چو عود سوختہ دنداں کناں آوردہ ام**

حل لغات

دنداں سپید کردن۔ خوش ہونا ہنسنا۔

تف۔ حرارت۔ گرمی

راہ کی جگہ "آہ" کا بھی نسخہ ہے

عود سوختہ۔ جلا ہوا عود۔

اس کے کوئلے سے دانت مانجتے ہیں۔ اسی مناسبت سے پہلے مصرع میں "دنداں سپیدی" لایا ہے۔

دندان کناں۔ روتا ہوا اور بے طبع۔

معنی

میں نے عشق نبوی میں وہ آہیں کی ہیں، جس کی حرارت سے میرا دل عود کی طرح

جل کر کوئلہ ہو گیا ہوں۔ اس کو میں روتا ہوا اپنے ساتھیوں کے لئے لایا ہوں کہ وہ اس کوئلے سے اپنے دانت صاف کریں اور خوش ہوں

۲۵ گرچہ شبہا از سموم آہ تبہا بردہ ام از نسیم وصل مہرِ تب نشاں آوردہ ام

معنی اُف اف! وہ راستے کی گرم ہوا کے جھونکے، جن سے میں راتوں کو پڑا بخار میں بھلایا کرتا تھا۔ مگر آں حضرت کی وصل کی نسیم سے مجھے وہ مہر ملگیا، جس سے بخار اُتر جاتا ہے۔ اُسے میں یہاں لے بھی آیا ہوں۔ لو دیکھو یہ کیا ہے۔

مُہرۂ تب نشان:۔ ایسا مہرہ جس سے بخار اُتر جاتا ہے۔ یہاں "خاک مرقدِ نبوی" مقصود ہے۔

۲۶ زانجہاں مے آیم و از رنجی کہ دیدم اینچناں لیک طغرائی نجات آں جہاں آوردہ ام

معنی دوستو! میں نے جو مصائب کہ اس جہان (راہِ مدینہ) سے اٹھائے وہ قابل بیان نہیں۔ یوں سمجھو کہ میری زندگی دوبارہ ہوئی، گویا میں ملک عدم میں جا کر واپس آیا۔ مگر ساتھ ہی اس کے عالم آخرت کی نجات کا پروانہ بھی مجھے مل گیا۔ اور اسے اپنے ساتھ بھی لایا ہوں۔

طغرائی نجات سے مراد خاک اور قصیدہ دونوں ہو سکتے ہیں۔

۲۷ دیدم آں چشمہ خضر و کبوتر وار آب خوردہ و بس جرعہ بزی در دہاں آوردہ ام

معنی مسلمانو! کیا بتاؤں۔ جہاں میں گیا تھا، وہاں میں نے کیا دیکھا! میں نے وہاں آبِ حیات کا چشمہ دیکھا۔ اور کبوتر کی طرح خوب ڈگڈگا کر پانی پیا اور میں نے تنہا خوری نہیں کی، بلکہ اس کے صدہا قطرے اپنے منہ میں تمہارے لئے بھی لایا ہوں۔

کبوتر کا قاعدہ ہے۔ کہ وہ اپنی چونچ میں دانہ پانی بھر کر اپنے بچے کے بھرانے کے لئے لاتا ہے۔

"چشمہ خضر" سے مراد روضہ نبوی "آب" سے مطلوب فیضان ہے۔ مخشی کے نزدیک وہی خاکِ مرقد۔

۲۸ چوں کبوتر رفتہ بالا و آمد بر پائے خویش — سکہ زرِ پختہ و خط امان آوردہ ام

۲۹ من کبوتر قیمتم بر پائی دارم سر بہا — آنقدر زر کہ سوی آشیان آوردہ ام

بالا۔ بلندی۔ یہاں روضہ نبوی مقصود ہے

سکہ زرِ پختہ۔ "سکہ" کی جگہ "سبتہ" کا نسخہ ہے اور اچھا ہے۔ زرِ پختہ "خالص سونا۔ جو کبوتر بہت اونچا اڑتا ہے۔ اس کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ اس کے پاؤں میں پیچنی ڈالتے ہیں اور نامہ بر کبوتر کے پاؤں میں نامہ باندھ دیا جاتا ہے

"زرِ پختہ" سے مراد خاکِ ثواب دونوں ہو سکتی ہے۔

خط امان۔ پروانۂ نجات۔ قصیدے سے بھی مراد ہو سکتی ہے حج و زیارت سے گویا مسلمان ناجی ہو جاتا ہے۔

ہاں میں تو کبوتر کی طرح بہت اونچا گیا (حج و زیارت کی) اور جب بلندی سے اترا تو میرے پاؤں کی سونے کی پیچنی۔ اور خط امان باندھ دیا گیا۔ اور اسے میں لایا بھی ہوں۔ میں اور صرف میں ایک قیمتی کبوتر ہوں میرے پاس متاع گراں موجود۔ یعنی اس قدر سونا (خاکِ مرقد) کہ جس کو میں اپنے آشیانے کے لئے لایا ہوں۔

۳۰ زیور ے آوردہ ام بہر عروسان ضمیر — گوئی از شعری شعار فرقدان آوردہ ام

عروسان ضمیر۔ اہل اللہ۔

شعری۔ روشن ستارہ ہے۔ جو جوزا کے بعد طلوع ہوتا ہے۔ یہاں مدینہ منورہ مقصود ہے۔

شعار — وہ لباس، جو بدن سے ملصق ہو

فرقدان۔ فرقدین۔ دو ستارے قطب کے قریب ہیں۔

میں یہ خاک اور یہ قصیدہ نہیں لایا ہوں: بلکہ اہل اللہ کے لئے زیور لایا ہوں

یا یہ سمجھو کہ مدینہ منوّر سے لباس نورانی لایا ہوں۔

۳۱ لعبتان دیں را کایشان دو طفل ہندوند ہم مشاطہ ہم حلی ہم دایگاں آوردہ ام

سُنو سُنو! یہ آنکھوں کی گڑیاں کہ دو ہندو لڑکے ہیں۔ ان کے لئے یہ خاک، یہ قصیدہ لایا ہوں جو مشاطۂ زیور کا کام بھی دے گا اور دایہ کا بھی۔ یعنی ان دونوں چیزوں سے آنکھوں میں نور، بلکہ دل میں نور ایمان پیدا ہوگا۔

۳۲ پیر عشق آنجا بعرسی پارہ میکرد آسماں من نصیبہ شانہ دانے بی گماں آوردہ ام

۳۳ این فراویزد آن بازفگنی خوزمن من زجیب آسمان یک شانہ داں آوردہ ام

حل لغات

پیر عشق سے مراد خود عشق ہے۔ محشی نے پیغمبر اور اہل اللہ سے مراد لی ہے

عرس۔ شادی۔ کسی ولی اللہ کی برسی

آسماں پارہ کردن۔ اسرار ایزدی بیان کرنا۔ یا راز ایزدی کا سراغ لگانا

نصیبہ۔ حصہ۔ بہرہ

شانہ داں۔ کنگھی رکھنے والی تھیلی یہاں کپڑے کا پارچہ مطلوب ہے۔

تاگماں۔ غلط لکھا ہوا ہے "بیگماں" صحیح ہے۔

فراویز۔ سجاف (جسے سنجاف کہتے ہیں۔

بازفگن۔ کپڑے کا ٹکڑا۔

معنی

اسے مدینہ طیبہ کے عرس میں پیر عشق آسمان کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے راز ایزدی کا سراغ لگا رہا تھا۔ یعنی مدینہ طیبہ میں عشق ایزدی کے بدولت معرفت حاصل ہوئی تھی۔ میں بے شک و شبہ ان میں سے ایک تِلے دانی برابر، ٹکڑا حصہ میں لایا ہوں۔ اب میں بڑے شش و پنج میں پڑا ہوں۔ ایک کہتا ہے "بھائی مجھے سنجاف کے لئے دو" دوسرا کہتا ہے کہ "مجھے پیوند کے لئے ایک ٹکڑا دو" میں تو خود جیب آسمان سے ایک ذرا سا ٹکڑا لایا ہوں اس میں سے کس کس کو دوں۔

۴۸ دیدم اندر خلوت سرائے دوست در مہمانسرائش تن طفیل شاہد دل میہمان آوردہ ام

معنی میں نے مہمان خانہ میں دوست (محبوب الٰہی) کی خلوت سرا کو دیکھا شاہد روح کے طفیل میں جسم کو بھی میں میہمان لے آیا۔

۴۹ میزبان در حجرۂ خاص و بروں افگندہ خواں من دل و جاں پیش آں خواں میزباں آوردہ ام

معنی میزباں (حضرت رسالت مآب ؐ) تو حجرۂ خاص میں تشریف فرما تھے۔ اور دسترخوان باہر بچھا ہوا تھا۔ میں میزبان کے دسترخوان پر اپنے دل و جاں کو بہ طور مہمان لے آیا۔ تاکہ نعمات آخروی حاصل کریں۔

خاقانی "خوانِ میزباں" سے اضافت منقطع کر دی ہے۔

۵۰ دل ملک طبعست قوت او زبوی دادہ ام جاں پری وار ست خورد نش ز استخواں آوردہ ام

حل لغات

دل سے مطلوب روح انسانی ہے۔ نفس ناطقہ۔	جان سے روح حیوانی مطلوب ہے۔
ملک طبع۔ فرشتہ طبیعت۔	پری۔ جن۔ لوگ کہتے ہیں کہ "جن" ہڈیاں کھاتے ہیں۔
بو سے مطلوب عشق و معرفت خدا۔	

روح فرشتہ طبع ہے۔ اس کی غذا میں نے عشق و معرفت سے دی۔ اب رہی جان اس کو میں نے ہڈیاں کھلائیں۔

۵۱ نقل خاص آوردہ ام زانجا و یاراں بیخبر کیں چہ میوہ ست از کدامیں بوستاں آوردہ ام

میں کعبہ و مدینہ سے خاص گزک لایا ہوں۔ مگر میرے دوست ابھی تک بے خبر ہیں کہ یہ کیسا میوہ ہے اور کس باغ سے لایا ہوں۔

۳۸ تا خط بغداد ساغر دوستکامی خوردہ ام — دجلہ را جلہ در جرعہ داں آوردہ ام

۳۹ دشمناں انیز بے بہرہ نگذارم چو خاک — گرچہ جرعہ خاص بہر دوستاں آوردہ ام

حل لغات

خط بغداد۔ "جام جم" میں سات خط تھے ایک کا نام "خط بغداد" ہے۔

ساغر دوستکامی۔ وہ ساغر جو دوست اپنے حصہ کا دوسرے کو دیدے

جام شراب معرفت مقصود ہے۔

دجلہ

دریا ہے، جو "بغداد" میں بہہ رہا ہے۔

جرعہ داں

جام۔ یہاں روح مطلوب ہے۔

معنی

میں نے شراب معرفت کے خوب چھلکتے جام پیئے ہیں۔ جو بہ طریق دوستکامی مجھے آنحضرت نے دیئے ہیں۔ میں دجلہ کا دجلہ اپنی جام روح میں بھر کر تم دوستوں کے لئے بھی لایا ہوں۔

اور میں تو اس ایثار کا آدمی ہوں کہ دشمنوں کو بھی بے بہرہ نہ چھوڑوں گا۔ کچھ تھوڑا سا انھیں بھی خاک کی طرح دوں گا۔ اگرچہ یہ خاص جرعہ لایا میں دوستوں ہی کے لئے ہوں۔

خاقانی نے "نیز" اور "ہم" دونوں ایک جگہ جمع کر دیئے۔ ایک کو زائد سمجھو

۴۰ دوست خفتہ در شبستانست و دولت پاسبان × من بچشم و سر بجوے پاسباں آوردہ ام

۴۱ پاسباں گفتہ چہ داری رہنمونی را کہ گفتم شہا × کاں زر ارید و من جانے رہاں آوردہ ام

معنی

حضور سرور کائنات تو اپنے شبستاں (مرقد) میں مزے سے پڑے سو رہے تھے اور دولت و اقبال انکے پاسبان تھے۔ میں نے جھٹ ان کے پاسبان کو سر اور آنکھوں سے سجدہ کیا۔ نگہبان نے فرمایا "کہو خاقانی! حضور انور کے لئے کیا تحفہ لائے!" میں نے عرض کیا "آپ کے پاس تو سونے کی کان (خود آنحضرت) ہے۔ میرے پاس کیا ہے اور جو کچھ ہے میری جان ہے۔ اس کو تحفہ میں لایا ہوں

۴۲ شیر مردان از شبستان گر نشان آوردہ اند من سگِ کہفم نشان از آستاں آوردہ ام

بڑے بڑے سالکوں، ولیوں نے اگر آنحضرت کی شبستان کا پتہ لگا لیا ہے، تو میں بے چارہ سگِ کہف ہوں میں نے اُن کے آستانہ ہی کا پتہ لگایا ہے۔

"اصحابِ کہف" سو رہے ہیں اور ان کا کتا غار میں بیٹھا ہوا حفاظت کر رہا ہے "کلبہم باسط ذراعیہ بالوصید"

۴۳ بر درِ او چوں درش حلقہ بگوش رفتہ ام تا بیارد تشریف سر تاج کیان آوردہ ام

حل لغات

او کے مرجع آنحضرتؐ ہیں۔

چوں درش۔ شین کی ضمیر بھی آنحضرتؐ کی طرف راجع ہے۔ دروازے پر دق الباب کے لئے حلقہ لگا ہوتا ہے

تشریف۔ خلعت۔ اور بزرگ کرنا۔

سر تاج کیان۔ کیان۔ شاہانِ کیانی "سر تاج کیاں" سے خاک مرقد مراد ہے۔

معنی

دوستو! میں تو آں حضرت کے آستانے پر آپ ہی کے دروازے کی طرح حلقہ بگوش گیا ہوں۔ تا اینکہ بزرگی حاصل کرنے کے لئے وہاں سے سر تاج کیاں (یعنی خاک مرقد) لایا ہوں۔

۴۴ از نسیم یار گندم گوں یکے جو سنگ مشک با دلِ سوزاں و چشمِ سیل راں آوردہ ام

حل لغات

یار۔ معین۔ دوست۔ محبوب۔ آنحضرتؐ مقصود ہیں۔

گندم گوں۔ ملیح۔ خود آنحضرتؐ نے فرمایا ہے "انا املح" واخی یوسف اصبح" (ترجمہ) میں ملیح ہوں اور بھائی یوسف گورے تھے۔

جو سنگ۔ جو بھر، مقدار جو،

مشک سے "خاک مرقد" مقصود ہے۔

سیل راں۔ سیلاب بہانیوالا۔

معنی

اپنے سبزہ رنگ معشوق (آنحضرتؐ) کی باد نسیم سے ایک تھوڑی سی خوشبو

دل سوزان و چشم گریان کے ساتھ لایا ہوں

نول کشوری نسخے میں (بر) صحیح نہیں (با) ہونا چاہیئے۔

۴۵ آب و آتش دشمن مشکست و من بر مشک دوست آب و آتش را رقیب مہربان آوردہ ام

معنی

آگ اور پانی دونوں مشک کے دشمن ہیں۔ مگر میں دوست کے "مشک" پر آب و آتش (دل × آنکھ) کو ایک مہربان نگہبان بنا کر لایا ہوں۔

۴۶ جو بہ بیاع جہان ندہم کز ان جو سنگ مشک صد شتر بار تبت در بیع خاں آوردہ ام

حل لغات

بیاع۔ مول لینے والا۔ اور فروخت کرنے والا۔

تبت میں مشک پیدا ہوتا ہے۔

بیع خانہ۔ خانۂ خرید و فروخت۔ منڈی کاروان سرای۔

بیع لغات اضداد میں ہے۔

معنی

صاف تو یہ ہے کہ میں دنیوی خریدار کو تو ایک ذرہ برابر بھی نہ دوں گا۔ اس لئے کہ میں اس جو بھر مشک (خاک) سے سیکڑوں بار شتر بھر وہ بھی تبت کے (جہاں مشک کی کان ہے) اپنے کاروان سرا میں لایا ہوں (یعنی یہ ذرا سی خاک وہ قدر و قیمت رکھتی ہے۔ جیسے مشک کے لدے ہوئے سو بار شتر۔ پھر میں ایسی قیمتی چیز کو کیوں دینے لگا! خصوصاً کسی دنیا دار کو۔

۴۷ دل بخدمت سادہ چو گور غریباں بردہ ام ہمچو موسیٰ زن در ما بوت ازان آوردہ ام

حل لغات

بخدمت۔ اے بخدمت حضرت رسالت مآب

گور غریباں۔ قبرستان مسلمانوں کا قبرستان۔ بالکل سادہ اور اجاڑ ہوتا ہے

ہمچو موسیٰ۔ نجومیوں نے فرعون کو بتایا تھا۔ کہ ایک بچہ پیدا ہوگا، جو تیرے تختِ خدائی کو الٹ دے گا۔ اس لئے فرعون نے بچوں کی جان لینا شروع کی۔ حضرت موسیٰ کی والدہ نے، اس خوف سے

کہ کہیں ان کا بچہ بھی طعمۂ اجل نہ ہو۔ موسیٰ کو ایک صندوق میں رکھ کر رود نیل میں بہا دیا۔ حسن اتفاق سے یہ صندوق بہتا ہوا قصر فرعون کے پاس پہنچا۔ زوجہ فرعون نے اس کو نکلوایا۔ کھول کر جو دیکھا، تو اوس میں چاند کا سا ٹکڑا نظر آیا۔ بیگم فرعون نے ان کی پرورش کی۔ یوں ان کی جان دشمن سے بچی۔

معنی دوستو! میں اپنے دل کو بالکل سادہ (جیسے گورغریباں) حضرت رسالتمآب کی خدمت میں لے گیا تھا۔ اور حضرت موسیٰ کی طرح اس کو زنگ تابوت میں رکھ کر لایا ہوں۔ یعنی میں نے اس کو "موتوا قبل ان تموتوا" کا مصداق بنایا ہے۔

۳۷ رفتہ لرزان ہمچو خورشید فروزاں آمد شب زیرے بردہ وز ارغواں آوردہ ام

معنی وہ، دل، بارگاہِ نبوی میں تھر تھر کانپتا گیا تھا۔ اور خدا کا شکر ہے کہ آفتاب عالمتاب کی طرح روشن و منور آیا۔ یعنی اس دل کو میں نہایت تاریک حالت میں جیسے زیر لے گیا تھا۔ مگر واہ رے بارگاہِ رسالت مآب کا فیضان! اب میں اس کو دن میں نہایت سرخ و ارغواں کی طرح لایا ہوں، کیونکہ ساری سیاہی اس کی دفع ہوگئی تھی۔

زیر۔ ایک گھاس ہے۔ جس سے زرد رنگ حاصل ہوتا ہے۔

ارغواں:۔ سرخ پھول ہے۔

۳۸ ہشت باغ خلد را دربستہ بینی بر خساں کاں کلید ہشت در با دباں آوردہ ام

خساں۔ کمینے | با دباں۔ بمعنی گریباں و آستین۔

معنی اب تو تم ان کمینوں (اہل دنیا) پر آٹھوں بہشتوں کے دروازوں کو بند دیکھو گے۔ کیوں؟ اس لئے کہ ان کی کنجیاں تو میں لے آیا۔ یہ کیا میری آستین میں موجود ہیں۔ ایک کو بھی گھسنے نہ دوں گا؟

۵۰ بس طرب نامہ بدیں طرز بنامی زدہ ام کز سعود چرخ بخت کامراں آوردہ ام

معنی اوہو ہو ہو میں تو بہت ہی خوش ہوں۔ تم سمجھے میں کیوں خوش ہوں میاں میں سعود چرخ (زہرہ و مشتری) سے بخت کامراں لے آیا۔
یعنی مدینہ منور کیا گیا کہ میرا نصیبہ کھل گیا۔ تقدیر جاگ گئی۔

۵۱ گوئی اندر جوی دل آبی ز کوثر رانده ام یا بباغ جاں نہالی از جناں آوردہ ام

معنی یوں سمجھو کہ گویا میں نے اپنے دل کی نہر میں چشمہ کوثر کا پانی جاری کیا ہے۔ یا باغ جاں میں جنت کا ایک درخت لگا کر لایا ہوں۔

۵۲ یا مگر اسفندیارم کاں عروسانرا ہمہ از دژ روئین بسی ہفتخواں آوردہ ام

معنی میں یہ خاک۔ یہ قصیدہ، کیا لایا، گویا اسفندیار کی طرح ہفتخواں طے کر کے اور دژ روئیں فتح کر کے ان دو لہنوں کو لایا ہوں۔
اسفندیار اور ہفتخوان کا قصہ شروع ہی قصیدہ میں نسبت کے ساتھ لکھدیا گیا ہے۔

۵۳ با شما گویم نیارم گفت با بیگانگاں کیں نہاں گنج از کدامیں دودماں آوردہ ام

۵۴ آشکارا بر گرفتن گنج فرخ فال نیست من فرخ فال گنجے در نہاں آوردہ ام

معنی دوستو! تم سے کہہ سکتا ہوں مگر غیروں کو نہیں بتا سکتا کہ یہ خزانہ پوشیدہ کہاں سے اور کس خاندان سے لایا ہوں۔ کھلم کھلا ایسی مبارک فالی خزانہ کا حاصل کرنا ممکن نہیں۔ اسلئے اس خزانہ کو پوشیدہ لایا ہوں

۵۵ از چنین جوہر زکاتی داد نتواں بہر آنکہ تاج ترکستان بباج ترکمان آوردہ ام

۵۶ دادہ ام صد جان بہائے گوہرے من چوں برند در دو عالم دادہ ام ہم رائگان آوردہ ام

معنی سچ تو یہ ہے کہ اس قسم کے جواہر کی زکات بھی نہیں دیجا سکتی اس لئے کہ ترکوں کا باج دے کر تو میں یہ ترکستان کا تاج لایا ہوں۔

میں نے سو جانیں دے کر تو اس گوہر (خاک) کو خریدا ہے۔ اچھے لینے والے آئے۔ میرے اس موتی کو کیونکر لے جائیں گے۔ اور میں تو سو جان سے اس کا خریدار ہوا۔ اگر میں دونوں عالم بھی اس کی قیمت دے دیتا تو بھی مفت تھا۔

۵۷ کیست خاقانی کہ گویم خونبہائے جان اوست خونبہائے جاں صد خاقان و خاں آوردہ ام

معنی میاں۔ یہ بے چارہ خاقانی کیا ہے کہ میں یہ کہدوں کہ اس باعظمت خاک کی قیمت اس کی جان ہے۔ میں تو اسے سیکڑوں خان اور ہزاروں خاقان کی جان کی قیمت میں لایا ہوں۔

۵۸ ایں ہمہ می گویمت کاوردہ ام باز پرس تا چہ گنجست و چہ جوہر زچہ کاں آوردہ ام

۵۹ تا نپرسی من بگویم از ہمہ دزدیدہ ام کز درِ شاہنشہے گنج روان آوردہ ام

۶۰ باز پرسی شرط باشد تا بگویم ایں فتوح و ز فلاں مدت ز درگاہ فلاں آوردہ ام

۶۱ یعنی امسال از سر بالین پاک مصطفےٰ خاک مشکیں آلودہ بہر حرز جان آوردہ ام

معنی دوستو! یہ جو میں تم سے "لایا ہوں!" "لایا ہوں!" کہہ رہا ہوں۔ ذرا تم مجھ سے یہ تو پوچھو کہ "بھئی یہ کیسا خزانہ ہے!" "کیسا گوہر! اور کس کان سے لائے!"

میں صاف کہتا ہوں تم جب تک مجھ سے نہ پوچھو گے۔ میں نہ بتاؤں گا۔ کیوں! اس لئے کہ میں نے ہر شخص سے چھپایا ہے کہ "میں ایک شہنشاہ کے دروازے سے گنج روان لایا ہوں۔

اور ہاں ایک مرتبہ کے پوچھنے میں تو میں بتاؤں گا بھی نہیں۔ بار بار پوچھنا شرط ہے۔ تب جا کر میں بتاؤں گا کہ فتوح (خاک) اتنی مدت میں فلاں درگاہ سے

لایا ہوں۔

(تم نے بار بار پوچھا لو سنو) اب کی مرتبہ جو میں مدینہ طیبہ گیا تو جناب محمد مصطفےٰ کے بالین پاک کی خاک مشک آلود اس لئے لایا ہوں۔ تاکہ جان و روح کی تعویذ ہو سکے۔

۶۲ وقف بازوئی من ست ایں حرز نفر و شم مکس ۔ گرچہ اول نام دادن بر زباں آوردہ ام

معنی اگرچہ پہلے (بھولے سے) میری زبان پر دینے کا نام جاری ہوگیا۔ لیکن اب صاف کہتا ہوں۔ کہ میں یہ تعویذ کسی کو دوں گا نہیں۔ یہ تو صرف میرے بازوئی جان کے لئے وقف ہے۔

۶۳ خاک بالین رسول اللہ ہمہ حرز شفا ست ۔ حرز شافی بہر جان ناتوان آوردہ ام

معنی ہاں۔ ہاں۔ رسول اللہ کی بالیں کی خاک ہمہ تن شفا کا تعویذ ہے تعویذ! اسی لئے میں اس کو اپنی جان ناتواں کے لئے لایا ہوں۔

۶۴ گوہر دریائی کاف و نون محمد کز شناش ۔ گوہر اندر کلک و دریا در نہاں آوردہ ام

کلمہ کن ۱۲

تم سمجھتے ہو۔ کون محمدؐ! وہ جو کل موجودات کے دریا کے موتی ہیں۔ میں نے انھیں کی تعریف کی وجہ سے اپنے قلم میں موتی اور دل میں معانی و مضامین کے دریا بھرے ہیں۔ دیکھو میں کیسی تعریف کرتا ہوں۔

۶۵ چون زبان ملک دارد من از صدر رسول ۔ در سر ستا رمنشور زمان آوردہ ام

معنی چونکہ میری۔ اور صرف میری زبان۔ ملک سخن رکھتی ہے۔ اس لئے مدینہ طیبہ جو گیا تو شہنشاہِ دو عالم کے صدر سے بادشاہ زبان کی حکومت کرنے کا پروانہ لیتا آیا ہوں۔ یہ کیا پگڑی پر لگا ہوا ہے۔ یعنی میری زبان کو آنحضرت کی بارگاہ

سے پروانہ حکومت مل گیا ہے اور اب وہ ملک سخن پر بادشاہی کرے گی۔
بعض نسخوں میں "منشور زماں" ہے۔
ایران میں دستور رہے کہ "منشور" کو پگڑی پر تین دن تک لگاتے ہیں۔
اور لوگ مبارک باد کو آتے ہیں۔

۶۶ بلکہ در مدح رسول اللہ بتوقیع رضاش — بجہان منشور ملک جاودان آوردہ ام

معنی بلکہ دربار مدح رسول اللہ۔ ان کی خوشنودی کے دستخط سے دنیائے سخن پر حکومت کرنے کے لئے فرمان ملک جاودانی لے آیا ہوں۔ ان کی تعریف وثنا کی وجہ سے ہمیشہ ملکِ سخن کا بادشاہ رہوں گا۔

۶۷ مصطفےٰ گوید کہ سحر ست از بیان — من ز سحر اعجاز سخن سحر از بیان آوردہ ام

معنی تمہیں معلوم ہے کہ آں حضرت نے "ان من البیان لسحرا" کہا ہے۔ جب بیان "سحر" ہے۔ تو میں "ساحر" ہوں۔ کیوں کہ بیان تو میرے ہی قبضہ میں ہے۔ سچ کہتا ہوں کہ میں تو اعجاز سخن میں اپنے زورِ بیان سے سحر لاتا ہوں۔ حالانکہ اعجاز میں سحر نہیں آسکتا۔

۶۸ حسن را گر قوان بھر سحر آید بکار — من ز جیب قوان پرنیان آوردہ ام

حل لغات
قوان۔ وہ گول گردہ جو گریبان تراشنے میں باقی رہجاتا ہے۔ اسکو جادو گر لے جاکر سحر کے کام میں لاتے ہیں۔
قوان پرنیان۔ ای قوارۂ پرنیاں۔ حریر کا قوان۔

معنی اگر جادوگر اسی گریبان والے قوارے کو سحر کے کام میں لاتے ہیں۔ تو میں اور صرف میں چاند کے گریبان کا ریشمی قوارہ جادو کے لئے لاتا ہوں چاند شروع تاریخوں میں گریبان کی طرح ہوتا ہے اور پورا ہو جانے پر

قوارہ کی طرح۔

جناب شوکت میرٹھی نے

جناب شوکت میرٹھی کی عجیب و غریب غلطی

اس شعر میں عجیب و غریب دھوکا کھایا ہے

یعنی "قوارہ" کو "فوّارہ" پڑھا اور اسی سے معنے لکھ گئے۔

حالانکہ خاقانی نے اپنے قصائد میں صدہا جگہ "قُوار" کو استعمال کیا ہے ؎

کرتۂ قسطقی فلک چاک زند چو قندقش
بر سر دہ "قُوار" را زہرہ کند ز ساحری

۶۹ **یک خدنگ از ترکش آن شحنۂ دریائے عشق × زد عقل بر ہم چرخ جانستان آوردم**

شحنۂ دریائے عشق ۔ کنایہ از حضرت رسول مقبولؐ

معنی

دوستو! اس دریائے عشق کے شحنہ کے ترکش سے بس ایک ہی تیر لایا ہوں جو عقل کے نزدیک اس ظالم چرخ کے تمام کھٹکوں کے لئے کافی ہوگا۔ **خدنگ** سے مراد یا آہ ہے یا وہی خاک۔

حکیم کا مقصد یہ ہے:۔ کہ یہ تیر مجھے آسمانی مظالم سے بچا لیگا۔

۷۰ **حاسدم چون ہد ف ہد میں کاغذین جامہ من × تیر شحنہ از پی من آشیان آوردم**

حل لغات

ہدف ۔ اگلے زمانے میں نشانہ کاغذ کا بناتے تھے۔ اسی لئے "کاغذین جامہ" کہا۔

تیر شحنہ ۔ یعنی "تیر شحنہ دریائی عشق"۔ جو اوپر کہہ آیا ہے۔

نشیمن ۔ شب کی جمع۔ آشیاں کا بھی نسخہ ہے

معنی

میں تو تیر ترکش نبوی، آسمان ایسے ظالم سے بچنے کے لئے لایا ہوں یہ میرے "حاسد" کیا چیز ہیں؟ یہ تو میرے ایک ایسے نشانہ ہیں جس کا لباس کاغذ ہی ہو۔

۷۱ بخت من شبرنگ بودہ، نقرہ خنگش کردہ ام — پس بنام شاہ عرش داغ راں آوردہ ام

حل لغات
شبرنگ - سیاوش کے گھوڑے کا نام
نقرہ خنگ - اسپ سپید رنگ -
شاہِ عرش لکھا ہوا ہے مگر "شاہِ شرعش چاہیے - شاہ شرع، آنحضرت
مش مفعولی ہے اور "شبرنگ" "بخت" کی طرف راجع ہے -
داغ راں - یعنی میں نے اس گھوڑے کی ران کو آنحضرتؐ کے نام پر داغا ہے -

معنی میرا نصیبہ بالکل شبرنگ تھا - میں نے مدینہ منورہ جاکر اس کو سبزہ کیا ہے - پھر آنحضرت کے نامِ نامی پر اس کی ران کو داغکر لایا ہوں - حاصل یہ ہے کہ بہرکیف زیارت خوش نصیب ہو گیا ہوں -

۷۲ عقل را در بندگیش افسر خدائے دادہ ام — اتبگنی بردہ ام الپ ارسلاں آوردہ ام

حل لغات
شین کی ضمیر آنحضرت کی طرف راجع ہے
افسر خدائی - صاحب تاج - بادشاہ -
اتبگن - بفتح اول وسکون دوم وفتح کافِ فارسی بمعنی ترک و صاحبِ خانہ "فرہنگ انند راج"
بردہ - غلام "اتبگن بردہ" ترک غلام بعض نسخوں میں "بردم" ہے دونوں سے معنی ہو سکتے ہیں -
الپ ارسلاں - دلیر شیر - الپ کے معنی دلیر اور ارسلاں شیر کو کہتے ہیں - ایک بادشاہ کا لقب ہے

معنی میں نے عقل کو آنحضرت کی بندگی میں صاحبی وحکومت کا تاج دیا ہے - اصل تو ہے کہ میں اس کو ایک غلام ترک کی طرح لے گیا تھا اور بادشاہ بنا کر لایا ہوں - یہ ہے زیارت نبوی کا نتیجہ

۷۳ جاں بزنگ آلودہ در صدقش بصیقل دادہ ام — زانچناں نیم آہنی تیغ یماں آوردہ ام

معنی میں نے آنحضرت کی بارگاہ میں اپنی زنگ آلودہ جان کی صیقل کر لی - ذرا دیکھنا! اس

لوہے کے میل کو کیمیا تیغ یمانی بنا کر لایا ہوں۔ کیا جھلک رہی ہے۔ اب اس میں ذرا بھی زنگِ عصیاں نہیں۔

۷۴ گرچہ ہمچوں زال زر پیری بطفلی دیدہ ام چوں جہاں پیرانہ سر طبع جواں آوردہ ام

حل لغات

زال زر۔ جب پیدا ہوا تھا۔ تو اس کے بال سفید تھے۔

جہان کے عالم باوجود عمر طویل پھر بھی ویسا ہی جوان بنا ہے جیسا کہ تھا۔

چوں جہاں پیرانہ سر شل بوڑھے

معنی

اگرچہ طرح طرح کی تکالیف کی وجہ سے، میں نے گویا بچپنے ہی میں بڑھاپا دیکھ لیا تھا۔ مگر برکتِ زیارت نبوی اب تو بوڑھے جہاں کی طرح جوان رکھتا ہوں۔

۷۵ گرچہ نیسانم خزاں آرد من اندر ذہن و طبع آتش نیسان و بلک آب خزاں آوردہ ام

حل لغات

نیسان۔ مدت ماندن آفتاب برج حمل۔ بہار کا زمانہ ہے۔

آتش نیسان۔ یعنی آتش بہار۔ گل و لالہ و رونق وغیرہ۔

آب خزان کی جگہ "آب رواں"

اچھا ہے۔ اگرچہ خزاں میں بھی بارش ہوتی ہے۔

فاضل بلگرامی نے تحریر کیا ہے "رونق خزاں۔ یعنی خزاں میں بہار لاتا ہوں"

معنی

اگرچہ میری بہار ہمیشہ خزاں ہی لایا کرتی ہے۔ یعنی میں ہمیشہ بدحال رہتا ہوں مگر اب تو میں نے اپنے ذہن و طبع کو پُر رونق نہیں۔ بلکہ آب رواں کر لیا ہے۔ یہ سب کچھ مدینہ منوں کی بدولت ہے۔

۷۶ من سپہرم کز بہار باغ شب گم کردہ ام × روز را ہین کہن ترنج مہرگان آوردہ ام

حل لغات

ترنج مہرگاں۔ "مہرگاں" نام روز شانزدہم از ہر ماہ۔ و نام ماہ ہفتم از ماہ شمسی۔ ایرانی مہر ماہ کے سولھویں روز جشن کرتے ہیں جس طرح نوروز کے لئے

عامہ و خاصہ ہے اسی طرح جشن مہرگاں میں ہے یعنی "مہرگانِ خاصہ" و "مہرگانِ عامہ" پہلا جشن بست و یکم کو اور دوسرا روز شانزدہم کو ہوتا ہے۔ بہر حال "ترنج مہرگاں" آفتاب سے کنایہ ہے۔

معنے

میں اب وہ آسمان کمال ہوں۔ کہ جس کے باغ کی بہار میں تاریکی کا پتہ ہی نہیں لہذا اس کو کیا دیکھتے ہو۔ تم تو اب میرے دن کو دیکھو جس میں آفتاب طالع ہے۔ آفتاب سے مراد قصیدہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور وہ فیضان بھی جو مدینہ منورہ کے سفر سے اس کو حاصل ہوا ہے۔

فاضل بلگرامی کے معنے

فاضلِ بلگرامی فرماتے ہیں "میں بہار باغ سے ایک رات الگ رہا ہوں۔ یعنی ایک رات فکر کی ہے"۔

شاید خاقانی کی عبارت سے یہ مفہوم پیدا ہوتا ہو۔ میری سمجھ قاصر ہے۔

۷۷ پادشاہِ نظم و نثرم در خراسان و عراق کاہلِ دانش ازیں لفظ امتحاں آوردہ ام

۷۸ منصفاں استاد دانندم کہ از معنی و لفظ شیوۂ تازی نہ رسمِ پاستاں آوردہ ام

معنی

سنو سنو اب تو میں ملکِ نظم و نثر کا بادشاہ ہوں۔ خراسان میں بھی اور عراق میں بھی۔ اس لئے کہ میں نے اہلِ دانش کا ہر ہر لفظ میں امتحان لیا۔ بیچارے سب کے سب فیل نکلے۔ پھر میرے برابر کیا ہو سکتے ہیں۔ ہٹ دھرم کا تو میں ذکر نہیں کرتا، جس قدر منصف ہیں، وہ کل مجھے اوستاد جانتے ہیں۔ اس لئے کہ میں نے از روے معنی و لفظ طرز جدید پیدا کیا ہے۔ پرانے راستے کو بالکل ترک کر دیا۔ کیونکہ وہ تو پامال تھا۔

۷۹ زامتحان طبع مریم زاد بر چرخ دوم تیرِ عیسیٰ نطق را در خرکماں آوردہ ام

حل لغات

مریم زاد۔ حضرت عیسیٰ یا خود حضرت مریم دونوں ہو سکتے ہیں۔

تیرِ عیسیٰ نطق۔ ایسا عطارد جس میں حضرت عیسیٰ کی سی گویائی ہو۔ یعنی وہ کلام جس سے مردہ زندہ ہو جائیں

خرکماں۔ بڑی کمان۔ یہاں طبیعت

مطلوب ہے۔

معنی

جب میں نے اپنی باکرہ طبیعت کو امتحان میں ڈالا۔ تو آسمان دوم سے اپنی طبیعت کی کمان میں ایسا تیر جس میں عیسیٰ کی سی گویائی تھی۔ لایا ہوں، یعنی وہ مضامین لایا ہوں جس سے مُردے زندہ ہو جائیں۔

۸۰ تا غز بخل آمن نزد نشاپور کرم من بشہرستان عزلت خان و مان آوردہ ام

۸۱ تا نشستہ برج دانش رصدداران جہل در بیابان خموشی کاروان آوردہ ام

حل لغات

غز۔ ترکوں کا گروہ جس نے ملک شاہ و سنجر سے جنگ کی تھی۔ سنجر گرفتار ہو گیا تھا اور غزوں نے نیشاپور کو لوٹ لیا

رصد۔ وہ مینار، جس پر سے منجم ارتفاع سیارگان وغیرہ معلوم کرتے ہیں "رصدار" دیکھ بھال کرنے والے۔

معنی

کیا بتاؤں کہ جس وقت سے نیشاپور کرم میں "بخل" کے "ترک" کا عملہ دخلہ ہوا ہے اس وقت سے میری کیا حالت ہو گئی ہے۔ میں تو گوشہ نشینی کے شہر میں اپنا گھر بار لے آیا ہوں۔ یعنی جب سے اہل کرم اُٹھ گئے۔ اور بخیلوں کا دَور دورہ ہو گیا میں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور جب سے عقل کے راستہ پر ان جاہلوں کا قبضہ ہوا ہے میں تو خموشی کے بیابان میں اپنا قافلہ لے کر چلا گیا۔ کیا کروں۔ ان جاہلوں کے سامنے اگر اپنی فاضلانہ نظم پیش کروں تو بے کار ہے، یہ تو سمجھتے ہی نہیں۔

۸۲ گرچہ در غربت ز بی آبان شکستہ خاطرم زانش خاطر بآبان ضمیران آوردہ ام

حل لغات

بے آبان۔ بے آبرو۔ ذلیل لوگ

آتش خاطر۔ تیز طبعی

آبان۔ شمسی سال کا آٹھواں مہینہ

ضمیران

شاہ سپرغم۔ غالباً نازبو۔

ہے۔ اس زمانے میں خزاں ہوتی ہے

معنی

اگرچہ ان ذلیلوں، جاہلوں سے میں بہت ہی شکستہ خاطر ہوں خصوصاً عالم مسافرت میں۔ مگر ذرا دیکھنا۔ اپنی خاطر کی تیزی سے اس زمانہ خزانہیں

بھی میں نے کیسے کیسے پھول کھلاتے ہیں - باغ لگا دیا باغ -

۸۳ سنگ آتش چوں شکستی تیز گردد لاجرم ازشکستن تیز خاطر درمیان آوردہ ام

سنگ آتش - چقماق اس کو توڑ دو تو اور آگ دینے لگتا ہے۔

معنے تم چقماق کو توڑ دو دیکھو وہ کیسی تیزی سے آگ دینے لگتا ہے اسی طرح میں بھی اس شکستگی سے تیز خاطری لایا ہوں۔ یعنی میں جتنا شکستہ دل تھا اتنا ہی عمدہ کلام لایا۔ گویا میرا دل کیا ہے چقماق ہے۔

۸۴ خانہ دار فضل و در وے خانہ دانی بودہ ام × پشت دور غربت کنون کہ خاندان آوردہ ام

خانہ دار۔ صاحب خانہ × خانہ دان × یعنی دودماں × پشت بر کسی کردن کسی سے منہ پھیر لینا۔

معنی میں تو ہمیشہ فضل کا مالک رہا ہوں اور میں ہی نہیں بلکہ سارا خاندان کا خاندان مگر اب تو عالم مسافرت میں اپنے خانوادہ سے پیٹھ پھیرے ہوئے ہوں قلمی نسخہ میں قصیدہ یہیں تک ہے مگر نولکشوری نسخے میں اشعار اور لکھے ہوئے ہیں

۸۵ از ہمہ شہران بوجہ ارزوں ابیاد × حضرت خاقان اکبر اختستان آوردہ ام

۸۶ ہر چہ دارم تر و خشک من ہمہ انعام اوست × کین گلاب و گل ہمہ زان گلستان آوردہ ام

۸۷ او سلیمان ست و من موزم بیاد شر زندہ ام × زندہ ماندآن کز و این داستان آوردہ ام

اختستان - نام پایہ شاہ، ممدوح خاقانی و نظامی (اشعار کے معانی صاف ہیں شاید)

خدا کا لاکھ لاکھ شکریہ ادا کرتا ہوں کہ "شرح شادمانی" کا دوسرا حصہ ۹ فروری سنہ ۱۹۲۷ء کو ختم ہوا۔

میں نے اپنے بعض معزز دوستوں اور مکرم پروفیسروں کے پاس اسی شرح کا نمونہ بھیجا تھا اکثر حضرات نے اس ناچیز شرح پر بطور "ریویو" اپنی رائے زریں کا اظہار کیا ہے۔ میں ان میں سے صرف دو کو لکھتا ہوں۔ باقی شرح شادمانی کی پہلی جلد میں طبع ہو گئے۔

نحریر مدقق

عالی جناب حضرت علامہ مولوی فضل حق صاحب پرنسپل

اورینٹل کالج ریاست رامپور کی رائے

کلیات خاقانی بالخصوص اس کے قصائد مشکل ہونے میں مشہور ہیں، جب سے داخل نصاب ایم۔ اے۔ بی۔ اے اور "دبیر کامل" لکھنؤ یونیورسٹی اور "درجہ کامل" یو۔ پی وغیرہ ہوتے ہیں۔ طلبہ اور اساتذہ کو اسکی شروح اور حواشی کی جستجو زائد ہوگئی ہے گو اس کے بعض قصائد کی شرح کی گئی ہے اور مشہور و قابل اعتماد اصحاب نے قلم اٹھائے ہیں۔ جو ایک اچھی حد تک اسکے سمجھنے میں مدد دیتے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے پھر بھی جس شان کی "شرح شادمانی" ہے کوئی مشہور و مطبوع و جامع شرح ایسی نہیں جس سے متین معانی مختلفہ و محتملہ کا استعیاب ہوتا ہو۔ شکر کا مقام ہے کہ اورینٹل کالج مدرسہ عالیہ کے مشہور و مسلم استاد مولوی سید محمد نقی صاحب **شادمان** سینیر پرنسپین پروفیسر نے اپنے طویل تجربہ اور وسعت نظر کے بعد نہایت کنج کاوی، جاں فشانی، باریک بینی، اور غور سے یہ ایک جامع شرح لکھی۔

میری رائے میں سب سے زیادہ اس میں خوبی یہ ہے کہ علاوہ مشہور و عام معانی کے جو شراح نے تحریر فرمائے ہیں، آپکے افکار ابکار نے ایسے جدید معنی پیدا کئے ہیں جنکے **ابوعذر** آپ ہی کہے جانے کے مستحق ہیں۔ میرے نزدیک آپنے خاقانی کے کلام کے مغز پر پہونچنے کی بیحد کوشش کی ہے اور جہاں تک میں نے دیکھا ہے آپکو کامیاب بھی پایا ہے، جس سے فاضل مولف کے مذاق سلیم، اور نکتہ رسی، جودت طبع کا پتہ چلتا ہے۔ میں بلا خوف تردید، یہ کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ "اردو میں اس پایہ کی شرح نہیں" اور یہ اپنے رنگ میں اکیلی ہے۔ طرز بیان نہایت صاف سلجھا ہوا، اب تو معمولی فارسی داں بھی **حسان العجم** کے کلام کو سمجھ سکتا ہے۔ اصل یہ ہے کہ خاقانی پانی ہوگئی۔

مجھے قوی امید ہے کہ فاضل موصوف کی اس شرح کی ملک میں پوری قدر و منزلت کی جائیگی اور کالجوں اور مدرسوں کے پروفیسر و طلاب اسکو ہاتھوں ہاتھ لیں گے اور بامعان نظر ملاحظہ فرمائینگے۔

محقق زمان جناب مولوی عبدالعزیز صاحب میمن ریڈر ان عربک مسلم یونیورسٹی علی گڈھ کی رائے

اگر یہ سچ ہے کہ مقابلے کے وقت انسان کی محنت و کوشش کا اندازہ ہوتا ہے تو میں ضرور کہوں گا کہ میرے دوست جناب مولوی محمد نقی صاحب، جو یونیورسٹیوں کی فارسی درسیات کی تعلیم کا ایک طویل تجربہ رکھتے ہیں اس اکھاڑے میں کامیاب اُترے ہیں

دوست کے کام کو قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھنا موردِ تہمت ضرور ہے، مگر طلبہ اپنی چشم بینا سے کیوں نہ کام لیں؟ اس لئے کہ یہ شرح کئی پچھلی شرحوں کا مجموعہ ہونیکے علاوہ ہمارے دوست کی ذاتی تحقیق پر بھی مشتمل ہے جو جا بجا خود ایک آخری اور مستقل شرح ہے

ابنائے زماں اس قدر فارسی کے گہرے مذاق سے دور جا پڑے ہیں اور اس وجہ "سرسری" "سطحی" اور "رواروی" کے خوگر ہو گئے ہیں کہ بقولِ صاحب "اخلاق محسنی" "الفاظ کی دشوار یا آسان منازل طے کئے بغیر ہی شاہدِ معنی سے ہمکنار ہونیکی خواہش رکھتے ہیں" مگر میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ طول انشی مُخل نہ ہوگا اور کہ وہ بعد از تجربہ میرے اس قول کی صداقت کا خود بخود اعتراف کرلیں گے

عہدِ طلب میں، میں خاقانی کے کلام کو "ربڑ" سے تشبیہ دیا کرتا تھا۔ اب میں اپنی اس رائے پر اور بھی پختہ ہوگیا ہوں۔ یعنی کہ ہر شخص بقدر اپنی کاوش و محنت کے اس سے بھلا بُرا مطلب نکال لیتا ہے۔ مگر کسی ایک کے مطلب پر اصرار کرنا دور از کار ہے۔

یہاں ہر شعر (ربڑ) چاروں طرف سے کھینچا گیا ہے۔ اب ہر ایک کی قوتِ بازو کا اندازہ کرنا صاحبِ نظر پر چنداں دشوار نہ ہوگا۔ اور امید ہے کہ ناظرین کو میرے دوست کی ژرف بینی کی قدر کرتے بنے گی

عبدالعزیز المیمنی السلفی ریڈر ان عربک
مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

کتب خانہ

جامعہ عثمانیہ

۱۔ اراکین مجلس کا ۱۴ مجلس تقاضا

۲۔ سالانہ جامعہ عثمانیہ

۳۔ طلبا جن کو کتابیں

۴۔ مدت تقرر

۵۔ بغرض

۶۔ کتاب

۷۔ کتاب

۸۔ کتاب

۹۔ کتاب

۱۰۔ کتاب

۱۱۔ کتاب

۱۲۔ کتاب

۱۳۔ کتاب

۱۴۔ کتاب

۱۵۔ کتاب

۱۶۔ کتاب

۱۷۔ کتاب

۱۸۔ کتاب

۱۹۔ کتاب

۲۰۔ کتاب